

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

# الْخَيْرُ الْكَثِيرُ

مترجم اردو  
مُصَنَّف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم  
مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندھلوی  
نَاشِر

سُرَّانِ مَحَلِّ مُتَقَابِلِ مَوْلَوِی مَسَا فَرِخَانہ کراچی



۲۹۷۶۶

۸۶۹

۱۶۱۷۹

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

باہتمام: محمد سعید اینڈ سنز

ناشر: قرآن محال، سغابل مولوی مسافر خانہ کراچی

مطبوعہ: مطبع سعیدی، کراچی

قیمت: چھ روپے

مستند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# عرض ناشر

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم جتہ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی مایہ ناز تصنیف "خیر کشیو" کا اردو ترجمہ مع متن پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

اہل علم حضرات شاہ صاحبؒ کے مقام اور ان کی علمی دسترس اور کمال سے اچھی طرح واقف ہیں، اور اس حقیقت کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے تمام علوم وہی تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر علم و فن میں وہ کمال عطا فرمایا تھا، جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

زیر نظر تصنیف میں بھی حضرت شاہ صاحبؒ کا یہ وصف نمایاں طور پر نظر آ رہا ہے جس میں آپ نے معرفت و طریقت کے وہ علوم ظاہر فرمائے ہیں جو آپ سے پہلے کسی نے ظاہر نہیں کئے، تصوف کا مذاق و سلیقہ رکھنے والے اور اس کی اصطلاحات سے واقف حضرات ہی اس کا صحیح اندازہ لگا سکیں گے کہ ان فاضل اور دقیق مسائل کو اس نئے انداز سے حل کرنے کا حصہ عرف شاہ صاحبؒ ہی کا تھا،

اصل کتاب جو نثر عربی زبان میں تھی جس سے اس کی انادیت ایک مخصوص طبقہ تک محدود ہو کر رہ گئی تھی، کتاب کی نافعیت کے اعتبار سے اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ اسے سب سے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا جائے تاکہ اردو زبان تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس سے مستفید



ہو سکے۔ اس لئے ہم اس بے نظیر کتاب کو ایک کالم میں عربی متن مع اعراب اور دوسرے  
مقابل کالم میں سلیس اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس  
ناچیز کوشش کو ثمرت قبولیت عطا فرمائے۔ اور علوم دینیہ کی اشاعت کی زیادہ  
سے زیادہ توفیق بخشے۔

طالب دعا

محمد سعید عفی عنہ



# ہرست اب خیر کثیر منجم اردو

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر
۱۴	تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ	۱
۲۳	مقدمہ کتاب	۲
۲۶	پہلا خزانہ	۳
۱۱	وجود اور وجوب کی حقیقت	۴
۲۸	جمل بسیط اور مرکب	۵
۳۰	ذات اقدس کلی اور جزئی سے بری ہے۔	۶
۳۲	واجب اور ممکن میں افتراق	۷
۳۵	عالم علوی میں دنیا کی اشیاء کی مثال موجود ہے۔	۸
۳۷	صادر اول در اصل اسم مقدس ہے۔	۹
۴۰	صادر اول کی حد	۱۰
۴۵	صفات مقدسہ کا طریقہ تعبیر	۱۱
۵۲	دوسرا خزانہ	۱۲
۱۱	معرفت الہی اور تقدس	
۵۵	اسماء و صفات کے مراتب	



۶۵	طبقات اسمائے پاک	۱۳
۶۹	اسماء حادثہ	۱۴
۷۰	ملائکہ کا مقام قرب اور ان کے اسماء	۱۵
۷۲	صفت علم	۱۶
۷۷	صفت ارادہ	۱۷
۸۳	حدوث عالم	۱۸
۸۶	کلام الہی	۱۹
۸۸	اقسام وحی	۲۰
۹۰	الہام اور وحی میں فرق	۲۱
۹۲	اسماء متجددہ	۲۲
۹۵	مسئلہ وحدت الوجود	۲۳
۹۹	شیخ صدر الدین قونوی کا نظریہ	۲۴
۱۰۴	وجود اور ماہیت ایک ہیں	۲۵
۱۰۶	تیسرا خزانہ	
"	ابن جاس کی حقیقت اور اس کے معانی	۲۶
۱۰۸	عرش اور ماء	۲۷
۱۱۱	زمان اور مکان	۲۸
۱۱۳	حدوث عالم	۲۹
۱۱۷	ملائکہ کی حقیقت	۳۰



۱۱۹	آدم علیہ السلام کو کون سے ملائکہ نے سجدہ کیا۔	۳۱
۱۲۰	روح و قلم	۳۲
۱۲۱	الْوَلَدُ بِسَرِّ لَدَيْهِ کی حقیقت	۳۳
۱۲۲	سورج عرش الہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے	۳۴
۱۲۳	تمثلات کی تقسیم	۳۵
۱۲۴	مثال اور اس کے اقسام	۳۶
۱۲۵	وجود دنیوی و اخروی میں باہم امتیاز	۳۷
۱۲۶	عوالم مختلفہ	۳۸
۱۲۷	کون و فساد	۳۹
۱۲۸	حوادثات یومیہ اور اس کے اسباب	۴۰
۱۲۹	اعمال کی حفاظت علیحدہ عالم کی حاجت ہے	۴۱
۱۳۰	تقدیر کے اقسام	۴۲
۱۳۱	عین ثابتہ کے متعلق بعض صوفیوں کی غلطی	۴۳
۱۳۲	مومن کی موت میں تردد کا باعث	۴۴
۱۳۳	کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے۔	۴۵
۱۳۴	خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونے کے اسباب	۴۶
۱۳۵	جو کھانا خزانہ	
۱۳۶	نشأۃ عامیہ اور نشأۃ کمالیہ کے متعلق اصول کلیہ	۴۷
۱۳۷	اجناس کے اقسام	۴۸



۱۶۴	مرنے کے بعد کی حالت	۴۹
۱۶۶	وجود ذہنی	۵۰
۱۶۹	اختلاف نشانات	۵۱
۱۷۳	علوم حاصلہ کی قسمیں	۵۲
۱۷۸	نشاة اخرویہ کی مخلوق	۵۳
۱۸۰	انبیاء کرام اور حکماء و تائبین	۵۴
۱۸۲	السلخ فنا اور صفا	۵۵
۱۸۴	نور نبوت کے طبقات	۵۶
۱۸۷	قرب اور اس کے اقسام	۵۷
۱۹۱	قرب و جود	۵۸
۱۹۴	قرب نوافل اور اس کی توضیح	۵۹
۱۹۶	قرب فرائض	۶۰
۲۰۲	فضیلت کلی قرب فرائض کو حاصل ہے۔	۶۱
۲۰۴	شیطان اور شیطنیت	۶۲
۲۰۵	جنایت اور امیت	۶۳
۲۰۷	پانچوال خزانہ	
۲۰۸	انبیاء کرام کے تعینات کے مبادی اور ان کے فطری و کبی	۶۴
۲۰۹	کمالات کی شرح اور ان کا طریقہ سلوک	۶۵
۲۱۰	نبی کی حقیقت	۶۵



۲۰۹	انبیاء کے اقسام	۶۶
۲۱۲	مزاج نبوت کے اقسام	۶۷
۲۱۵	انبیاء کرام کی اہیان	۶۸
۲۱۸	آدم علیہ السلام اور انکا مبدع تعین	۶۹
۲۲۰	حضرت شیث و ادریس علیہما السلام	۷۰
۲۲۱	نوح علیہ السلام	۷۱
۲۲۲	یہود علیہ السلام	۷۲
۲۲۳	صالح علیہ السلام	۷۳
۲۲۴	ابراہیم علیہ السلام	۷۴
۲۲۵	اسما جیل علیہ السلام	۷۵
۲۲۷	یعقوب اور یوسف علیہما السلام	۷۶
۲۳۱	ایوب اور شعیب علیہما السلام	۷۷
۲۳۲	حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام	۷۸
۲۳۵	حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام	۷۹
۲۳۶	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۸۰
۲۳۷	سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۸۱
۲۴۳	کلام اللہ کی قسمیں	۸۲
۲۴۴	اَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي اُمْدِنِيَّةٍ	۸۳
۲۴۵	محدث کے اقسام	۸۴



## پچھٹا خزانہ

۲۴۹

۸۵ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات

۲۵۰

۸۶ قطب باطنی

۲۵۱

۸۷ آفتاب نبوت

۲۵۵

۸۸ اسرار دعوت الی اللہ

۲۵۹

۸۹ آغاز جہاد

۲۶۱

۹۰ آفتاب نبوت کے باطنی ستارے

۲۶۲

۹۱ اقسام وحی

۲۶۳

۹۲ قرآن مجید کے منازل ارتقاء

۲۶۴

۹۳ علوم قرآن

۲۶۵

۹۴ حروف مقطعات

۲۶۹

۹۵ کلام نفسی

۲۸۲

۹۶ انبیاء کرام کی ذات شعرو شاعری سے منزہ ہے۔

۲۹۱

## سائل و آل خزانہ

۲۹۶

۹۷ حال و ولایت کے احکام

۳۰۱

۹۸ فیض نبوت سے مستفیض ہونے والوں کے تین طبقے ہیں۔

۳۰۵

۹۹ بچاء اور رقباء

۳۰۹

۱۰۰ طریقہ حکماء

۳۱۲

۱۰۱ طریقہ حکماء کی خصوصیات

۳۱۲



۲۱۵	توسل بالاسماء کا طریقہ	۱۰۲
۳۲۰	حقیقت قبض و بسط	۱۰۳
۳۲۲	فناء کی قسمیں	۱۰۴
۳۲۷	کمالات نبوت صحابیت ولایت اور حکمت میں وجوہ امتیاز	۱۰۵
۳۳۲	ابراز کا طریقہ	۱۰۶
۳۳۷	اہل صفا کے طریقے	۱۰۷
۳۴۲	فوائد مختلفہ	۱۰۸
۳۴۸	آکھواں خزانہ	
"	احکام منشأ شرعیہ -	۱۰۹
۳۴۶	بعض اعمال کا عاملوں کے ساتھ لزوم ہوتا ہے -	۱۱۰
۳۵۰	خصائص عبادات	۱۱۱
۳۵۶	تحریم و تحلیل اسم پاک ہی کے حکم سے ہے	۱۱۲
۳۵۹	نزول احکام میں عادات کا دخل	۱۱۳
۳۶۱	نسخ احکام	۱۱۴
۳۶۳	اعمال کا اصلاح	۱۱۵
۳۶۵	کلمہ شہادت	۱۱۶
۳۶۶	نماز کی حقیقت	۱۱۷
۳۶۷	روزہ کی حقیقت	۱۱۸
۳۶۹	زکوٰۃ کی حقیقت	۱۱۹



حج اور اس کی حقیقت

۱۲۰

تلاوت اور اذکار

۱۲۱

صلہ رحم کی حقیقت

۱۲۲

کفارات اور حدود

۱۲۳

ذبح کی اصلیت

۱۲۴

کبائر

۱۲۵

## نوال خزانہ

احکام عالم مصحاء

۱۲۶

پہلی منزل مرنے کے بعد لوگوں کے مختلف طبقات

۱۲۷

انسان کے اقسام

۱۲۸

میت کو چار طریقوں سے نفع پہنچایا جاسکتا ہے

۱۲۹

دوسری منزل قیامت کبریٰ اور بعثت بعد الموت

۱۳۰

مسح و جال اور مہدی علیہ السلام

۱۳۱

تیسری منزل یوم جزا و سزا

۱۳۲

صفات علم تمیزی

۱۳۳

مقام شفاعت

۱۳۴

حوض کوثر اور بلصراط

۱۳۵

چوتھی منزل جنت اور دوزخ

۱۳۶

شہادتین کا فائدہ

۱۳۷



۴۰۶	۱۳۸ نماز بصورت حور و قصور
۴۰۸	۱۳۹ روزہ کے تمثلات
۴۱۰	۱۴۰ زکوٰۃ اور صدقات
۴۱۲	۱۴۱ اذکار کے تمثلات
۴۱۳	۱۴۲ احوال جزا و سزا
۴۱۷	۱۴۳ علم حضوری اور علم حصولی
۴۲۲	۱۴۴ آخرت میں معرفت تفصیلی ہوگی
۴۲۴	۱۴۵ حقیقت رویت
۴۲۸	وسوال خزانہ
۴۳۰	۱۴۶ فوائد متفرقہ
۴۳۵	۱۴۷ ابوالحسن اشعریؒ اور ان کا مسلک
۴۳۹	۱۴۸ روایت حدیث میں اختلاف صحابہ
۴۴۰	۱۴۹ ایمان کی حقیقت
۴۴۴	۱۵۰ منافق کی حقیقت
۴۵۱	۱۵۱ نسخ کی حقیقت
۴۵۳	۱۵۲ تفسیر حدیث کے اقسام
۴۵۹	۱۵۳ حقائق حروف
	۱۵۴ وصیت

# حضرت شاہ ولی اللہ محدث

## دہلوی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی سرزمین ہند کے ان اکابر میں سے ہیں، کہ جن کی نظیر نہ صرف اپنے عصر اور ہندوستان میں بلکہ بہت سے قرون اور ممالک اسلامیہ میں ڈھونڈنے سے نہیں ملتی،

حضرت موصوف بقول حضرت حجتہ الاسلام مولانا محمد قاسم غزنوی بانی دارالعلوم دیوبند کے ان افراد امت میں سے ہیں، کہ سرزمین ہند میں اگر صرف شاہ ولی اللہ ہی پیدا ہوتے تو ہندوستان کے لئے یہی فخر کافی تھا،

حضرت شاہ صاحب کی زندگی اور علمی و عملی کمالات کے اتنے گوشے ہیں، کہ ان میں سے ہر ایک مستقل تصنیف کا محتاج ہے، مثلاً حضرت ممدوح کی جامعیت، تبحر و وقت نظر و ظاہری و باطنی علوم کا حیرت انگیز اجتماع، مکاشفات و کمالات، تصنیف و تالیف، ترجمہ قرآن کی بنیاد، نصاب حدیث کی تاسیس، درس کی اصلاح، اسرار شریعت کی دلنشین تشریح، کلام تصوف فلسفہ اخلاق اور نظام حکومت میں ان کے خاص خاص امور قابل قدر نظریات، اصول تفسیر و اصول حدیث میں خصوصی تحقیق جہاد کا



جوش حکومت اسلامیہ کی خلافت راشدہ کے اصولوں پر تشکیل وغیرہ  
 وغیرہ اتنے کمالات و خصائص ہیں، جو اہل نظر و فکر کے لئے اور  
 اہل دل و اہل ذوق اور ارباب قلم کے لئے کافی جولا نگاہ تحقیق و  
 تدقیق ہیں، حضرت موصوف کیا تھے؟ خدا تعالیٰ کی ایک حجت  
 قاطعہ، جو بارہویں صدی میں ہندوستان میں ظاہر ہوئی، اس  
 مترجم کی بساط ہی کیا ہے، کہ ارباب نظر کے لئے شاہ صاحب  
 کے کمالات کے کسی شعبہ پر قلم اٹھانے کے، اسلام کے جس فن کے  
 بھی اعظم رجال کی تاریخ لکھی جائے، حضرت شاہ صاحب کا  
 تذکرہ اس میں خاص امتیاز کے ساتھ کرنا مصنف کا فرض ہوگا، جس  
 میں کوتاہی اس کی ناقابلیت یا تصنیفی بددیانتی سمجھی جائے گی، مثلاً  
 اگر مفسرین قرآن کی تاریخ لکھی جائے، تو شاہ صاحب کی خاص تفسیری  
 تصانیف کا تقاضا ہوگا، کہ ان کے نام نامی کو ان میں نمایاں حیثیت  
 دیجائے، علیٰ ہذا اگر محدثین اور شارحین حدیث نبوی پر کوئی کتاب  
 تیار کی جائے، تو اس کے لئے ضروری ہوگا، کہ اس میں بھی ان کا  
 ذکر نمایاں کیا جائے، اور اگر فقہاء اسلام کی کوئی تاریخ مرتب ہو  
 تو فقہ میں حضرت شاہ صاحب کو جو بدیہ طوی حاصل ہے، اور جو  
 بیش بہا اور نادرا وجود علمی ذخائر ہیں، ان کی قدر و قیمت سمجھنا ہوگی  
 اور اگر علم کلام کی کوئی تاریخ بدون ہو، تو امام ابو الحسن اشعری اور  
 امام غزالی اور امام ابن تیمیہ کے زمرہ میں شاہ ولی اللہ کا ذکر کرنا

مورخ پر فرض ہوگا، اور اگر صوفیہ دائرہ سلوک و معرفت کی کوئی جامع تاریخ لکھی جائے، تو اس باب کی شاہ صاحب کی مستقل تالیفات خیر کثیر، القول الجلیل، الطائف القدس وغیرہ کی بنا پر امام غزالی اور محدث الفنا ثانی کے ساتھ ان کا بھی ذکر کرنا مورخ کا فرض ہوگا، ایسے ہی اگر امت محمدیہ میں حقائق و اسرار الہی پر کلام کرنے والوں کی فہرست تیار کی جائے، تو حضرت شبلی اور شیخ ابن عربی کے ساتھ شاہ صاحب کے اس فن کے رسائل بھی نمایاں جگہ پر ہونگے، بہر حال شاہ صاحب کا سب سے بڑا امتیازی کمال ان کی یہی جامعیت ہے، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے جد اعلیٰ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہیں میراث میں ملی ہے،

## مقام مجددیت اور شاہ صاحب

حضرت شاہ صاحب کے اوصاف و کمالات کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ حضرت شاہ صاحب سلام کے بہترین مفکر حکیم اور زیر دست عالم ربانی اور اسلامی فلاسفر تھے، حضرت شاہ صاحب نے تفہیمات، الخیر الکثیر اور حجتہ اللہ البالغہ کے شرع میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے، ایک طرف آپ اسے دیکھئے، اور دوسری جانب آپ نے اپنی تصنیفات میں شریعت و طریقت کی تطبیق کی جو کوشش کی ہے، اس کو ملاحظہ فرمائیے



توصاف عیاں ہو جائیگا، کہ بے شک آپ اس مقام رفیع پر سرفراز  
تھے، جو مجددیت کا مرتبہ کہلاتا ہے،

حضرت شاہ صاحب خود اپنے اس مقام کا تفہیمات میں  
اس طرح اظہار کرتے ہیں ”مجھ کو میرے رب نے یہ سمجھایا ہے کہ  
ہم نے تم کو اس طریقہ کا امام بنادیا، اور حقیقت قرب تک  
پہنچنے کے تمام راستوں کو بند کر کے صرف ایک راستہ کھلا رکھا  
ہے، اور وہ تمہاری محبت اور اطاعت کا راستہ ہے، جو شخص تمہارا  
دشمن ہے، اس کے لئے آسمان آسمان نہیں، اور زمین زمین نہیں،  
پس اہل مشرق و مغرب تمہاری رعیت ہیں، اور تم ان کے بادشاہ  
اس غرض سے نہیں، کہ یہ لوگ جانتے ہیں، یا نہیں، اگر جانتے ہیں  
تو کامیاب ہوں گے ورنہ نقصان اٹھائیں گے، چنانچہ ہر زمانہ کے  
مفسد کے لحاظ سے دین کے مجددین کا ہر عرصہ میں ظہور ہوتا رہا  
ہے، اور انہوں نے خداداد قوت عمل اور ربانی محبوبیت اور انسانی  
مقبولیت پاکر زمانہ کی مشکلوں کا پورا مقابلہ کر کے اصلاحین کے چہرے  
سے زمانہ کے گرد و غبار کو صاف کیا ہے، اور پھر دین کی حقیقت  
کو بے غبار کر کے اس زمانہ سے رخصت ہو گئے سب سے پہلے  
حضرت امام احمد عنبلی نے پہلی صدی کے خاتمہ کا مجدد حضرت  
عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اور دوسری صدی کا مجدد امام  
شافعی رحمہ اللہ کو مانا ہے اور اسی زمانہ کے مجدد ابو لوی

اصحاب امام ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، تیسری صدی میں  
امام ابوالحسن اشعریؒ اور پھر امام الحرمین، اور پھر امام غزالی کو بہتوں نے  
اس منصب کے قابل قرار دیا۔ اس کے بعد اہل حدیث نے حافظ ابن  
تیمیہؒ کو بھی ساتویں صدی کا مجدد بتایا (فیض القدر)

ہندوستان میں دسویں صدی کے خاتمہ پر حضرت شیخ احمد سرہندی  
پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے بعد ایک جماعت  
نے مولانا شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ کو مجدد تسلیم کیا ہے، یہاں ایک بات  
اہل نظر کو صاف نظر آئے گی، وہ یہ کہ دینی قطبیت کا مرکز دوسرے  
اسلامی ملکوں سے ہندوستان کو منتقل ہو گیا، چنانچہ دینی و مذہبی خدمت  
علوم و فنون کی خدمت حدیث و تفسیر کی خدمت اور ہدایت خلق  
واحیائے سنن اور روایات کے لحاظ سے ہندوستان تمام دوسرے  
اسلامی ملکوں سے سبقت لے گیا ہے، چنانچہ ان صدیوں میں جو  
ہستیاں ہندوستان میں نمایاں ہوئیں ان کی نظیر دوسرے ممالک  
میں نہیں، مثلاً گیارہویں صدی کے آغاز پر حضرت شیخ احمد سرہندی  
امتونیؒ اور بارہویں صدی کے وسط میں حضرت شاہ ولی اللہ  
محدث دہلوی اور تیرہویں صدی کے وسط میں شاہ اسماعیل شہیدؒ  
شاہ ولی اللہؒ کے کارنامے سب کے سامنے ہیں، اور انہوں نے  
اپنے متعلق خود بھی اس چیز کا اشارہ کیا ہے، اور ایسے ہی شاہ اسماعیل  
شہیدؒ سے دین اسلام نے جو قوت اور توانائی پائی، اور عقائد



اسلام جس طرح رسوم اور بدعات سے پاک ہے، اسی طرح از بہت سی مردہ سنتیں جس طرح ان کے دم قدم سے زندہ ہوئیں، اور اب تک ہیں وہ محتاج دلیل نہیں،

بہر حال کسی مجدد کا مجدد ہونا یہ یقینی بات نہیں، مگر خواص امت کو اس کے دینی کارناموں کی بنا پر یا اس شخص کو اپنی کوششوں کی مقبولیت کے بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس صدی کا مجدد بنا کر بھیجا ہے تفصیل بالا اسی چیز کی شہادت دیتی ہے،

## فلسفہ تشریع کی تدوین

حضرت شاہ صاحبؒ کی ایک اور امتیازی خصوصیت فلسفہ تشریح کی تدوین بدکہ اس کی ایجاد ہے۔ امت محمدیہ میں آپ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے کل نظام شریعت کا فلسفہ تدوین فرمایا، اور شریعت اسلامیہ کے تمام کلی و جزئی احکام کو باہم دیگر اس فلسفہ کے ساتھ اس طرح مرتبط اور منظم کر دیا، کہ دیکھنے والا، اب آپ کی رہنمائی میں اسلام کی پوری شریعت کو ٹھیک اس طرح دیکھ سکتا ہے کہ گویا وہ ایک مشین ہے اور ہر حکم اس کا ایک پرزہ ہے اور ان پرزوں کے ساتھ اس مشین کا تعلق ایسا چھتا ہے کہ نہ تو وہ کسی ایک پرزہ کی علیحدگی ہی کو قبول کر سکتا ہے اور نہ کسی اجنبی پرزہ کے اضافہ کی اس میں گنجائش ہے،

نئی روشنی کے اس دور میں جبکہ ہر مسئلہ کی حکمت اور علم دریافت کی جاتی ہے اور فلاسفی دریافت کئے بغیر لقمہ بھی توڑا نہیں جاتا شاہ صاحب کی کتابوں کے ذریعہ مذہبی دنیا کے میدان مسابقت میں صرف مسلمان ہی بازی لے جا سکتے ہیں، شاہ صاحب کا یہ وہ کارنامہ ہے جس کی وجہ سے اسلام کے علمی خادموں میں ان کو بلا شرکت غیر ایک امتیازی خصوصیت حاصل ہے،

حجۃ اللہ البالغہ کے دیباچہ میں خود بھی تحریر فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں میں عظیم ترین نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ اس نے مجھے اس علم داسر الدین یا فلسفہ شریعت کا دافر حصہ عطا فرمایا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ اور بدور باز غہ اس فن کی مستقل کتابیں ہیں اور آپ نے تمام ابواب شریعت اور احکام اسلام کے صالح کا کافی حصہ ان میں درج فرمایا ہے،

## خیر کثیر اور اس کی اہمیت

شاہ صاحب کی تالیفات کا ایک ذخیرہ وہ ہے جس میں انہوں نے مشائخ زمانہ موفیائے عصر اور متکلم وقت کو چونکانے کی کوشش کی ہے تصوف کے خالص اسلامی حصہ میں زمانہ کی ضرورتوں سے مجبور ہو کر حضرات صوفیہ نے جن غیر چیزوں کو شریک کر لیا تھا، شاہ صاحب



نے اس کو کانٹ چھانٹ کر صاف کر دیا، اور مسائل تصوف کی ایسی توضیح اور تشریح فرمائی جو اساس اسلام کے خلاف نہ ہو اور شرائع و احکام الہی کے اسرار اس قدر محکم دلائل سے بیان فرمائے، کہ اب اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہی، الخیر الکثیر کتاب خاص اسی مقصد کے لئے لکھی گئی ہے،

اسی سلسلہ میں اپنے زمانہ کے معقولات علماء کی اصلاح کو پیش نظر رکھا ہے حقیقت یہ ہے کہ شاہ صاحب کی یہ کتاب تصوف اور علم اسرار حقائق میں ایک بہت ہی بلند پایہ کتاب ہے خیر الکثیر کے شاہ صاحب نے دو حصے کئے ہیں پہلے حصہ میں مسائل تصوف اور بعض ماوراء الطبیعیاتی مسائل سے بحث کی ہے چنانچہ ان بحثوں میں شاہ صاحب نے تصوف کی اصلی حقیقت کو واضح کر دیا۔ تصوف کے بعض مشہور اختلافی مسائل پر تفصیل کے ساتھ بحث کی ہے، مثلاً ولایت کی حقیقت طریقہ اولیاء کا بیان اور ولایت کے اقسام وغیرہ اور اہل صفا کے مختلف طریقے اور پھر ان کے بعد عبادات کے اسرار و حقائق سے بحث کی گئی ہے مثلاً نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ کی حکمتیں نہایت عجیب و غریب انداز میں بیان کی ہیں، خلاصہ یہ کہ الخیر الکثیر میں شاہ صاحب نے قرآن و حدیث کی کلیات سے خود ایک فلسفہ تیار کیا ہے، جسے اسلامی فلسفہ کہنا درست ہوگا، اور اس کتاب میں مسلمانوں کے

غور و خوض کے لئے ایک وسیع میدان پیش کر دیا ہے، غرض کہ تفصیل  
بالا کو ملحوظ رکھتے ہوئے ناظرین کو اہم خود کتاب کی اہمیت سے بہرہ  
ور ہو جائیں گے، شاہ صاحب خود اس کتاب کے خاتمہ پر اپنی  
وصیت میں تحریر فرماتے ہیں،

کہ جو کچھ ہم نے اپنی اس تصنیف خیر کثیر میں لکھ دیا ہے  
اس کا انکار نہ کیا جائے، نہیں تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو  
گے، اس کا مضمون ہر اسم علم ربانی ہے جو باطل کی تمام برائیوں  
سے محفوظ ہے، اور مقدمہ کتاب میں فرماتے ہیں، کہ جو کچھ ہم  
نے اس کتاب میں لکھ دیا ہے وہ ہر اسم علم حکمت ہیں، چنانچہ جسے  
حکمت سے بہرہ ور کیا گیا اسے خیر کثیر عطا کیا گیا اور آخر میں فرماتے  
ہیں یہ کتاب حکمت ربانیہ قدسیہ پر مشتمل ہے اس لئے اس کی  
غلطیوں کو معمولی سمجھنا چاہیئے، ضرورت تھی کہ اس عظیم الشان کتاب  
کا اردو ترجمہ ہو جائے تاکہ ہمہ قسم کے حضرات منتفع ہو سکیں سو الحمد  
للہ رب العزت نے اس احقر کو اس کے ترجمہ کی توفیق عطا  
فرمائی: **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و صلی اللہ علیہ

و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ و سلم

عابد الرحمن صدیقی

۱۴۱۷ھ

۱۴۱۷ھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مقدمہ کتاب

اے ہمارے پروردگار تیری ذات  
عزیز ہے اور تو ہی بڑا عظیم ہے اور  
حمد و ثنا کا مستحق ہے تیرے اسماء  
پاکیزہ اور بزرگ ہیں اسی لئے تو بابرکت  
ہے اور حمد و تعریف تیرے ہی لئے ہے  
تیرا جو مقام ہے اسی وجہ سے تو نے  
کائنات کو پیدا کیا لہذا تو ہی ہر ایک  
قسم کی حمد و ثنا کا لائق ہے تیرا نور  
کامل ہے تو نے (اپنے بندوں کو) حق  
کا راستہ بتلایا تیرے ہی لئے حمد و ثنا  
ہے تو ہی حکم کر نیوالا اور پیدا کر نیوالا ہے  
ظاہر و باطن کی بادشاہی سب تیرے  
ہی لئے ہے عظمت قدرت اور کبریائی  
اور تصرف کامل سب تیرے ہی شان  
شان ہے میرا سب کچھ تجھ سے ہے اور میرا جو عتیری ہی طرف  
ہے ہمہ قسم کی خیر و بھلائی تیرے قبضہ قدرت میں ہے

اللَّهُمَّ رَبَّنَا عَزَّتْ  
ذَاتُكَ فَتَعَالَيْتَ  
فَلَكَ الْحَمْدُ جَلَّتْ  
أَسْمَاؤُكَ فَتَبَارَكْتَ  
فَلَكَ الْحَمْدُ جَعَلْتَ  
جُودَكَ فَبَرَأْتَ الْخَلْقَ  
فَلَكَ الْحَمْدُ تَتَمَّ  
تَوْفَرُكَ فَهَبْ يَتَ  
الْحَقِّ فَلَكَ الْحَمْدُ  
لَكَ الْأَمْرُ وَالْخَلْقُ  
لَكَ الْمُلْكُ وَالْمَلَكُوتُ  
لَكَ الْعِظَمَةُ وَالْقُدْرَةُ  
وَالْمَكِبَرِيَاءُ وَالْجَبَرُوتُ  
أَتَايِكَ وَالْيَسِيرُ  
وَالْخَفِيرُ  
كَلِمَةً

بَيْدَ يَكْ أَمْتُ الْآوَلِ  
فَلَا شَيْءَ قَبْلَكَ وَالْآخِرِ  
فَلَا شَيْءَ بَعْدَكَ وَالظَّاهِرِ  
فَلَا شَيْءَ فَوْقَكَ وَالْبَاطِنِ  
فَلَا شَيْءَ دُونَكَ

أَسْأَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

سَيِّدِ الْآوَلِينَ وَالْآخِرِينَ  
شَفِيعِ الْمُسْلِمِينَ يَوْمَ  
الَّذِينَ صَلَوَةٌ تَكُونُ لِلْفَرَادِ  
مَنْ فِي جَدَلَاتِهِ كِفَاءٌ  
لَا سِتْرَ اقْتِنَا فِي لُجَّةٍ مِنْهُمْ  
خِزَاءٌ وَعَلَى إِخْوَانِهِ مِنَ  
النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ  
وَالرَّالِ الطَّيِّبِينَ الظَّاهِرِينَ  
وَالصَّحَابَةِ الْكَامِلِينَ الْمُكَمَّلِينَ  
وَأَشْيَاعِهِ الْمُتَهَدِّينَ  
الْمُحَادِّثِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ  
الرَّاحِمِينَ - آمِينَ +

تو ہی اول ہے کہ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو  
ہی آخر ہے کہ جس کے بعد کوئی چیز نہیں تو ہی ایسا ظاہر  
و غالب ہے کہ جس سے بالا کوئی ہستی نہیں اور نہ ہی  
ہی ذات اس قدر باطن ہے کہ کوئی چیز بھی  
اس کے قریب نہیں۔

میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں

کہ تو اس ذات پر درود اور رحمت نازل  
فرما کہ جس کا اسم گرامی محمد ہے، اور جو  
اولین اور آخرین کا سرکار ہے اور قیامت  
کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرنے والا  
ہے یہ رحمت ایسی ہو جو اس کی یکتائی  
کی جلالت اور اس کی شان کے مناسب ہو  
اور اس کے احسانات میں ہمارے مستغرق  
ہو سکی جزا ہو سکے نیز دوسرے انبیاء  
اور مرسلین پر جو کہ اس کے بھائی ہیں، اپنی  
رحمتیں نازل فرما اور اس کی طیب و طاہر و نازل  
اور کامل و مکمل اصحاب و رہبریت یافتہ  
اور دوسروں کے رہنماؤں کو بھی اپنی

رحمت اور مہربانی سے اس میں شامل فرما، برحمتک یا ارحم الراحمین آمین



أَمْ يَتَعَدُّ قِيَقُولُ  
 الْعَبْدُ الضَّعِيفُ الْمَدْعُوُّ  
 بِعَرِيٍّ اللَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ  
 فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى وَآتَمَّ  
 عَلَيْكَ نِعْمَتَهُ الْكَبِيرَى وَ  
 رَحِمَتَهُ الْعُظْمَى هَذِهِ عُلُومُ  
 الْحِكْمَةِ الَّتِي مَنْ أُوتِيَهَا  
 فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا  
 وَالَّتِي هِيَ ضَالَّةُ الْحَكِيمِ  
 فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ  
 أَحَقُّ بِهَا وَمَنْ كَرِهَ رِزْقِي  
 الَّذِي هُوَ الْوَقَادُ جَبِلَتْهُ وَلَا  
 الْإِدْرَاكَ الْأَشْرَفُ مِنَ  
 الْمُتَعَقِّلِ كَسِبًا فَلْيَكُنْ مِنْ  
 مَطَالَعِهَا عَلَى حَدِّ رَحَاذِيرِ  
 لَيْلٍ لَا يَخْطِئُهَا وَلَا نَمَاهِي حِكْمَةٌ  
 رَبَّانِيَّةٌ قَدْ سَيَّرْتُ بِخَطِيئِي +

اما بعد بندہ عاجز ولی اللہ دنیا اور  
 آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی اسکے حصہ میں  
 آئے اور اپنی بڑی نعمتیں اور عظیم رحمتیں  
 اس کے لئے کامل کرے یہ بیان کرتا  
 ہے کہ جو کچھ میں نے اس کتاب میں لکھا  
 ہے وہ سراسر علوم حکمت ہیں، چنانچہ  
 جسے حکمت سے بہرہ ور کیا گیا، یقیناً  
 اسے خیر کثیر عطا کیا گیا، اور یہی حکمت  
 حکیم (مومن) کی گم شدہ چیز ہے جہاں  
 اسے پائے وہی اس کا سب سے زیادہ  
 مستحق ہے، لیکن جس شخص کو فطرۃ  
 ذہن و قادنہ ملا ہو اور نہ ہی اس نے  
 اپنی قوت تعقل کو صرف کر کے اکتسابی  
 استعداد حاصل کی ہو اسے اس کتاب  
 کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیئے تاکہ  
 غلطیوں میں مبتلا ہو جائے، یہ کتاب  
 حکمت ربانہ قدسیہ پر مشتمل ہے اس

لئے اس کی غلطیوں کو معمولی نہ سمجھنا چاہیئے (مشہور شعر ہے)

وَمَنْ وَفَّقَ الْجَهَالَ عِلْمًا أَضْلَعَهُ  
 نَا اہل کے سامنے علم و حکمت

وَمَنْ مَنَعَ الْمُسْتَوْجِبَ فَقَدْ ظَلَمَ  
حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ  
الْوَكِيلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا  
قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ  
سَمِعْنَا الْكِتَابَ بِالْخَيْرِ الْكَثِيرِ  
وَكَقَبْنَاكَ بِخَزَائِنِ الْحِكْمَةِ  
صَانَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنْ فِتْنَةِ  
الْمُتَعَسِّفِينَ الْأَغْبِيَاءِ وَمُكَابَرَةِ  
الْمُكَابِرِينَ غَيْرِ أُولِي الْأَعْجَاءِ

کے حقائق بیان کرنا اضاعت علم  
ہے اور اہل استحقاق کو ظلم سے محروم  
رکھنا ظلم ہے، حسی اللہ و نعم الوکیل  
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم  
اسی بنا پر ہم نے اس کتاب کا نام  
خیر کثیر رکھا اور لقب خزائن الحکمت  
اسد تعالیٰ سے کند ذہن کج رویوں  
کے فتنہ اور نامعقول جھگڑاؤں کے  
تنازعہ سے محفوظ رکھے، آمین۔

## الْخِزَانَةُ الْأُولَى

### پہلا خزانہ

(وجود اور وجوب کی حقیقت)

أَلَمْ يَقْرَأْ سَعْدُكُمَا  
مَسْنَاهُ أَهْلُ النَّظَرِ  
بِأَقْصَى هِمَمِهِمْ مِنْ أَنَّ  
الْوَجُودَ أَمْرٌ تَزَاعَى  
شَرْكُهُ

کیا کبھی تمہارے کانوں نے یہ بات  
نہیں سنی ہے کہ اہل نظر نے اپنی پوری  
ہمتیں صرف کر کے یہ اصول معین کیا  
ہے کہ وجود امر انتزاعی ہے اور تم  
اس مفہوم کا ادراک صرف اپنی



يَدْعُكَ اِنَّمَا كُنْهَهُ  
 ذَلِكُ الْاَدْرَاكِ ثُمَّ  
 اِنَّ يَارَاثَهُ اَمْرًا مُتَحَقِّقًا  
 فِي الْوَاقِعِ قَدْ اصْطَلَحَ  
 عَلَى التَّعْبِيرِ عَنَّا بِفِعْلِيَّةِ  
 الْمَاهِيَةِ وَتَقَرُّرِ الذَّاتِ اَنَّهُ  
 قَدْ اِنْخَصَرَ النَّفْسِيُّ فِي مَوْجُودٍ  
 مِنْ نَفْسِهِ اِنَّمَا مُضْدَاقُ  
 حَمْلِ الْوُجُودِ وَمَنْشَأُ  
 اِنْتِزَاعِهِ فِيهِ ذَاتُ الصَّرْفَةِ  
 الْمُخَوَّضَةِ مِنَ الْحَيْثِيَّاتِ  
 وَالْاَعْتِبَارَاتِ بِأَسْرِهَا  
 فَلَا جَرَمَ اَنَّهُ نَفْسُ  
 التَّحَقُّقِ وَعَيْنُ الْمَاهِيَةِ  
 وَمَوْجُودٌ مِنْ غَيْرِهِ اِنَّمَا  
 مُضْدَاقُ حَمْلِ الْوُجُودِ  
 وَمَنْشَأُ اِنْتِزَاعِهِ فِيهِ  
 اِسْتِنَادُهُ اِلَى مَا هُوَ التَّحَقُّقُ  
 فِي نَفْسِهِ فَلَا تَخْرُجُ اَنَّهُ

وقت عاقلہ کے ساتھ کر سکتے ہو اور  
 یہی ادراک اسکی حقیقت ہے، پھر  
 اس مفہوم انتزاعی کے بالمقابل عالم  
 خارجی میں اسکا مصداق امر متحقق ہوتا  
 ہے جس کو اصطلاح میں فعلیت اور  
 ماہیت کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے،  
 اور تقرر ذات سے بھی اسے موسوم  
 کرتے ہیں، بہر حال وجود کے مفہوم کی  
 تقسیم کو ان دونوں قسموں میں منحصر  
 کیا گیا ہے (۱) سو وجود فی الذات جہلکا  
 منشاء یہ ہے کہ وجود کا اطلاق اس پر  
 بذاتہ ہوتا ہو اور مفہوم انتزاعی کا منشا  
 صرف اس وجود کی ذات ہوتی ہے کسی  
 خاص حیثیت اور اعتبار کو ملحوظ نہیں رکھا  
 جاتا۔ لہذا اس کا مفہوم ہی نفس تحقیق  
 اور عین ماہیت سمجھا جاتا ہے۔ اور  
 دوسرا موجود من غیرہ اس قسم پر وجود  
 کا اطلاق میراہ راست اور مفہوم انتزاعی  
 کا منشاء کسی دوسرے موجود تحقیق فی

فَاقْدِرِ الذَّاتِ اِنَّمَا وَجُودُهُ لِنَفْسِهِ وَجُودُهُ لِعِلَّتِهِ .  
 فاقدر الذات کہنے کے علاوہ اور کوئی  
 چارہ کار نہیں ہوتا اس کا وجود بذات خود اس کی علت ہی کا وجود ہوتا ہے  
 وَلَئِنْ الْفَصْلُ فِي  
 بَقْعَةِ الْأَمْكَانِ بَيْنَ الْمَاهِيَةِ  
 وَالْفِعْلِيَّةِ أَنَّ الشَّيْءَ إِذَا  
 لُوْحِظَ إِلَيْهِ مِنْ حَيْثُ هُوَ  
 فَقَدْ لُوْحِظَ تَلَقُّاءُ  
 الْمَاهِيَةِ وَإِذَا لُوْحِظَ إِلَيْهِ  
 مِنْ حَيْثُ اسْتِنَادُهُ فِي  
 نَفْسِهِ إِلَى الْجَاعِلِ فَقَدْ  
 لُوْحِظَ تَلَقُّاءُ الْفِعْلِيَّةِ .  
 نفسہ کے ساتھ منسوب ہوتا ہے اسے  
 فاقدر الذات کہنے کے علاوہ اور کوئی  
 چارہ کار نہیں ہوتا اس کا وجود بذات خود اس کی علت ہی کا وجود ہوتا ہے  
 وَلَئِنْ الْفَصْلُ فِي  
 بَقْعَةِ الْأَمْكَانِ بَيْنَ الْمَاهِيَةِ  
 وَالْفِعْلِيَّةِ أَنَّ الشَّيْءَ إِذَا  
 لُوْحِظَ إِلَيْهِ مِنْ حَيْثُ هُوَ  
 فَقَدْ لُوْحِظَ تَلَقُّاءُ  
 الْمَاهِيَةِ وَإِذَا لُوْحِظَ إِلَيْهِ  
 مِنْ حَيْثُ اسْتِنَادُهُ فِي  
 نَفْسِهِ إِلَى الْجَاعِلِ فَقَدْ  
 لُوْحِظَ تَلَقُّاءُ الْفِعْلِيَّةِ .

### رجل بسیط اور مرکب

وَلَئِنْ الْجَعْلَ الْبَسِيطَ  
 أَثَرُهُ الشَّقُّ يَنْفُسِهِ لَوْ كَاهُ  
 لَكَانَ بَاطِلُ الذَّاتِ مَسْلُوبًا  
 حَرَكًا وَلَئِنْ الْجَاعِلُ لَهُ  
 بِالنَّسْبَةِ إِلَى مَجْعُولِهِ  
 اور رجل بسیط کا شے میں اثر خود  
 بخود ہوتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس  
 کی ذات باطل اور معدوم محض ہوجاتی  
 ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ چیز بھی  
 ہے کہ جاعل کو بالنسبت اپنے مجعول



خُصُوصِيَّةٌ فَلَا يَسْتَوْجِبُ  
 إِلَّا ذَلِكَ وَالْمَجْعُولُ لَهَا  
 بِالنَّسْبَةِ إِلَى جَاعِلِهِ  
 خُصُوصِيَّةٌ فَلَا يَقْضِي  
 إِلَّا مِنْهُ فَلَا جَزَمَ أَنَّ  
 لِلْجَاعِلِ جِهَةً هِيَ تَسْخَرُ  
 الْمَجْعُولَ وَكَثِيرٌ مِمَّا  
 يَجْلِبُ وَانْمَاهُ وَمِثَالُهَا  
 وَارْتِكَ تَأْمُرُ بِنَفْسِهِ فِي  
 دَرَجَتِهِ وَإِنَّمَا يَقْتَضِي  
 الْمَجْعُولُ جِهَةً تَامَةً  
 وَارْتِكَ لَهَا كَأَنِّي رَطْبَاءُ  
 الْمُسْكِنِ اسْتِنَادَهُ إِلَى  
 جَاعِلِهِ فِي أَصْلِ فِعْلِيَّتِهِ  
 وَفِي طَبَائِعِ كُلِّ مَجْعُولٍ أَنَّهُ  
 يَكُونُ لِرَجْعَةٍ نَاسِخَةٍ فِي جَاعِلِهِ  
 مُتَنَعِمٌ أَنَّهُ يَكُونُ فِي بَقْعَةِ التَّحْقِيقِ  
 وَأَخْلِيهِ الْفِعْلِيَّةِ آتَى تَحَقُّقِ كَأَنَّهُ  
 وَآيَةُ فِعْلِيَّتِهِ كَأَنَّهُ أَمْرٌ مَا لَا يَكُونُ

کے ساتھ ایک خصوصیت ہوتی ہے جس  
 کی بنا پر جاعل ہی اس کے ظہور کا  
 موجب ہوتا ہے، اور اسی طرح مجعول  
 کو اپنے جاعل کے ساتھ خصوصیت ہوتی  
 ہے اس لئے وہی اس سے صادر ہو سکتا ہے  
 دوسرے الفاظ میں یہ سمجھو کہ جاعل (پیدا  
 کرنے والا) میں ایک ایسی جہت ہے جو  
 مجعول کے ظہور میں آنے کی بنیاد ہے  
 اور اسکے تمام امور کی کنہ اور حقیقت  
 ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے پر  
 یکسر منطبق ہوتے ہیں، اگرچہ اپنے درجہ  
 وجود میں کامل بنفسہ ہوتا ہے اور مجعول  
 کی تکمیلی حیثیت اپنے جاعل کی مقتضی  
 ہوتی ہے اور چونکہ ممکن کی طبیعت اور حقیقت  
 میں موجود ہے کہ وہ اپنی فعلیت میں اپنے جاعل اور  
 خالق کا محتاج ہو اور ہر ایک مجعول کی طبیعت یہ  
 ہے کہ جاعل ہی کی ایک حیثیت اس کے ظہور میں آنے  
 کی بنیاد ہو اس لئے عام تحقق اور عالم فعلیت میں خواہ  
 کسی قسم کا تحقق اور کسی قسم کی فعلیت ہو کسی ایسی چیز

لَمْ يَجْعَلْ فِي الْوَاجِبِ حُلَّ مَحْذُومًا  
ایجاد کی بنیاد واجب الوجود حل محذوم کی ذات اقدس میں نہ ہو،

وَلَا تَسْبِيحٌ تَبْجِيدٌ  
مُسْتَحَانَةٌ أَنْ يَقَالَ هُوَ مُحِيطٌ  
بِمَا لَا يَتَنَاهَى إِحْاطَةً غَيْرَ  
مَتَنَاهِتَةٍ إِلَّا أَنَّهُ أَمْرٌ مَا يَسْتَنَدُ  
إِلَيْهِ الْمُمْكِنَاتُ بِأَسْرَرِهَا  
بِالْقَرُونِ وَالْمُتَرَاهِنَةِ بَعْدَ  
أَنْ خَوَضَ الْعَقْلُ خِلَافَ  
ذَلِكَ فَهُوَ عَيْنُ التَّقَرُّرِ وَكَذَا  
يُقَالُ إِنَّ وَرَاءَهُ مَفْهُومَاتًا  
مِنَ الْمَفْهُومَاتِ وَفِعْلِيَّةً  
مَامِنَ الْفِعْلِيَّاتِ إِذْ كُلُّ أَمْرٍ  
لَيْسَتْ جِهَةٌ مِنْكَ رَجَاءُ فَيَعْرِضُ  
مُسْتَعْرِضًا مَتَنَاهًا تَيَّاسِرُ قَاءَ  
میں نہ ہو تو وہ ممتنع بالذات اور اسکا موجود ہونا ناممکن ہے۔

ذات اقدس کی اور برتری سے بڑی ہے

وَهُوَ مَتْنُهُ مِنْ أَتٍ  
نیز اس کی ذات اقدس کی اور



يَكُونُ مُحَلِّيًا أَوْ جُزْئِيًّا أَمَّا أَنْتَ  
لَيْسَ مُحَلِّيًا فَلِمَا أَنْتَ لَا لَيْسَ  
فِيهِ وَلَا خِدَاجٌ أَصْلًا أَمَّا  
هُوَ لَيْسَ بِحَقٍّ وَتَسَامُ  
مَحْضٌ وَاللَّيْسُ وَالْخِدَاجُ  
أَمْرٌ يَتَعَلَّقُ بِالْعَقْلِ إِذَا  
لَا يَحْظُ مَا لَيْسَ لَهُ وَقَوْعٌ  
قَطُّ أَغْنَى عَنِ مَرَاكِزِ سِنَادٍ  
إِلَى الْجَاعِلِ فِي مَا يُعْقَلُ  
وَيُعْلَمُ

وَأَمَّا أَنْتَ لَيْسَ جُزْئِيًّا  
فَلِمَا أَنْتَ لَا أَعْتَمُ مِنْهُ وَلَا  
شَيْءٌ يَتَلَدَّرُ بِجِ مَعَهُ فِي  
أَمْرٍ مَا لَمْ يَلْهُوَ الْوَاحِدَ الْحَقُّ  
حَبْلٌ جَلَالُهُ وَأَنَّ الْوَاحِدَ  
مِنْ كُلِّ جِهَةٍ لَا  
يَضُدُّ عَنْهُ وَلَا يَلْزَمُهُ إِلَّا  
الْوَاحِدُ كَيْفَ وَلَا مَعْفَى  
لِلْوَاحِدِ إِلَّا مَا

جزئی ہونے سے بری ہے کلی کا اطلاق  
تو اسلئے نہیں ہو سکتا کہ عدم اور نقص  
کو اسکی ذات میں دخل نہیں اور یہ ہر اس  
عدم اور نقص ہے اور عدم اور نقص تو  
ایسے امور ہیں کہ جنہیں عقل نے پیدا کر  
رکھا ہے جس وقت وہ ایسی چیز کا تصور  
کرتی ہے جو کہ کبھی وقوع میں نہ آئے  
یعنی جہاں تک تعقل اور علم کا تعلق ہے  
وہ کسی جاعل کی طرف منسوب نہ ہو  
(تو اسے ہم عدم اور نقص سے تعبیر کرتے ہیں اور

اسی طرح ہم اس ذات کو جزئی  
بھی نہیں کہہ سکتے اسلئے کہ جزئی کو  
عموم نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز  
کسی بھی امر میں اسکے ساتھ مندرج  
ہو سکتی ہے وہ تو واحد حق جل جلالہ  
ہے، اور جو ہر حیثیت سے واحد ہو  
اس سے ایک ہی چیز صادر اور اسے  
ایک ہی چیز لازم ہو سکتی ہے کیونکہ  
واحد کے معنی ہی یہ ہیں، کہ اس کا

ذات خداوندی تو ہر امر جزو ہے

يَصْدُرُ عَنِ الْوَاحِدِ الْبَسِيطِ صَدْرٌ وَاحِدٌ بَسِيطٌ سَمُوهُ اس جہتیت  
 مِنْ حَيْثُ أَنَّهُ وَاحِدٌ کے ساتھ کہ وہ واحد ہے اس بات  
 فَتَدَكُرْتُمْ تَدَبُّرًا کو خوب ذہن نشین کہ لو،

## واجب اور ممکن میں افتراق

أَوَّلُ مَا يَتَضَعُ لَكَ مِنْ فَلَاسِفَةٍ هَذَا الْعَوَارِضُ كُلُّهَا مَدْفُوعَةٌ إِلَى مَا يَلْزِمُ الشَّيْءَ مِنْ حَيْثُ اخْتِصَانِهِ فِي جَوْهَرٍ وَسِلْسِلَةِ الْوَازِمِ تَنْصَرِفُ عِنْدَ لَا يَزِيدُ وَاحِدٌ وَهُوَ كُلُّ مَا يَفْتَضِيهِ الشَّيْءُ وَتَمَثَّلُ جِهَتُهُ وَأَنَّ التَّعَرُّدَ أَوَّلُ تَمَثُّلٍ أَمَّا هَيْئَةُ الْبَقِيَّةِ أَمَّا تَقَدَّمَ مَعَهَا عَلَيْهِ بِالذَّاتِ وَالْأَشْيَاءِ أَمَّا خَرَجَتْ عَنْهُ تَمَثُّلَاتٌ لَمْ يَشْرُطْهُ +

کیا ان کے فلسفہ سے ختم پر یہ بات واضح نہیں ہوئی کہ کسی شے کے تمام عوارض کا مزج اس کا لازم ذاتی ہے جو کہ اس کے جوہر کا تفاضہ ہے اور تمام لوازم کا سلسلہ ایک ہی لازم پر ختم ہوتا ہے جو کہ اس کی ذات کا مقتضی ہوا اور اس کی حیثیت ایجاد کا تجسم ہو، بیشک کسی چیز کا تقرر ماہیت کا اول ترین تمثیل ہے، ماہیت پر اس کو تقدم صرف اس کی ذات کی وجہ سے اور جو اشیاء اس ماہیت کی اس سے متاخر ہیں وہ اسکے تمثلات بشرط ہیں ممکن کی ماہیت اور واجب الوجود کی حقیقت میں بڑا فرق ہے،

وَأَنَّ الْفَصْلَ بَيْنَ الْمَاهِيَةِ وَالْمَكَانِيَةِ وَالْحَقِيقَةِ وَالْوَاجِبَةِ



مَعَ اسْتِزَاكِهَمَا فِي وَحْكَةٍ  
 اللَّائِمِ الْأَوَّلِ فَلَيْدِ خَلْعِ  
 اللّٰوَانِ مِرْوَالِ عَوَارِضِ الْبَيْتِ  
 هَكَذَا التَّمَكِّنِ إِنْفَعَالِي  
 رَأْمَا لَمَّا نَعْمُ فِي الْقَارِجَةِ  
 الْمُتَقَدِّمَةِ بِالنَّاتِ عَنْ  
 تَمَثُّلِ قَرَارِضِ الْكَمَالَاتِ  
 وَلَوْ خِلْمَا لَنَحْنُ أَحْمَرُ فِي  
 نَفْسِهِ وَفَقْدَانُهُ فِي ذَاتِهِ  
 وَارْتِطَارُهُ إِلَى هُوَ أَشَدُّ  
 مِنَ الْمَوْتِ ذَلِيلَ الْوَاجِبِ  
 فَعَلِيٌّ رَأْمَا لَمَّا نَعْمُ فِي  
 النَّارِ رَجْعَةِ الْمَثَانِيهِ عَنْ  
 قَرَارِضِ الْكَمَالَاتِ وَلَوْ خِلْمَا  
 هُوَ أَمْتِلَاءُكَ وَسَبْقُهُ وَكَيْرِيَاءُ  
 وَغَزْرُكَ وَأَنْتَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ  
 وَاسْتِسْلَامُ كُلِّ خَيْرٍ لَكَ وَ  
 اسْتِثْمَامُ كُلِّ فَعِيلَةٍ بِه  
 وَإِنَّ الْحُكْمِيَّةَ وَالْجُزْئِيَّةَ

گویا کہ یہ چیزان دونوں میں مشترک ہے  
 کہ لازم ذاتی دونوں کا ایک ہوتا ہے  
 اور دیگر تمام لوازم اور عوارض کا  
 مزج وہی ہوتا ہے، فرق اتنا ہے کہ  
 ممکن کی ماہیت انفعالی ہے درجہ تقدم  
 میں اس کے ضروری اور غیر ضروری  
 کمالات کے ظہور میں آنے سے خود اس  
 کی ذات مانع ہے کیونکہ وہ بذات  
 خود ناقص اور ناقص الذات ہے  
 اور اس کی یہ محتاجی اور دوسرے کا  
 انتظار موت سے بھی زیادہ سخت ہے  
 اور واجب الوجود کی حقیقت فعلی ہے  
 اس کے درجہ تقدم میں اس کے ضروری اور غیر  
 ضروری کمالات کے ظہور میں آنے سے  
 اس کا علو سبقت کبریائی اور عزت مانع  
 ہے اور وہ ہر ایک چیز سے پہلے ہے  
 ہر ایک قسم کی خیر و برکت اس کے  
 سامنے جھکتی ہے اور ہر ایک فعلیت  
 اس کی اقتدا کرتی ہے اور ہر گلی اور جزئی

مِنْ بِيَدِ عَاتٍ تَعْمَلُ التَّغْلِيلَ  
وَحُسْنُ الْعَادَةِ إِلَيْكَ وَأَقَا الشَّيْءِ  
فِي نَفْسِهِ قَبْرِي مِنْهَا  
إِذْ كُنْتُ الْأَمْرُ دُخْلَةً  
الْيَسِيرَ جِهَةً الْمَجْعُولِ فِي  
جَارِ عَلَيْهِ وَهِيَ كُلُّ مَا يَكْلِبُ لَا  
الْمَجْعُولِ أَعْمَ مِنْهَا وَلَا  
أَخْضَ وَلَا يَقَعُ هُنَاكَ  
يَحْسِبُهَا أَمْرًا غَيْرَهُ وَلَا  
مَهْمُومًا سِوَاهُ فَلَيْتَ  
الْجِنْسِ وَالْفَصْلِ وَ  
الشَّعْنِ كُلِّهَا إِنَّمَا يَتَمَيَّزُ  
فِي الْعَقْلِ الْمُقْطُوعِ عَمَّا  
هُوَ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ

وَلَا الْوُجُودَ خَيْرٌ حَرْفٍ  
وَكُلُّ مَعْقُولٍ فَعْلِيَّةٌ مُحْصَنَةٌ  
وَالْمُشْرِئَةُ وَالْعَدَمِيَّةُ إِنَّمَا  
تُنْشَأُ فِي الْمَلَاخِظَةِ  
الْمُضَيَّعَةِ أَحْوَقُ لَا سِتْلَا

کا مفہوم عقل کی اختراع ہے اور عاقلہ  
و مدد کہ کی صناعتی ہے، کوئی بھی شے  
ہو وہ فی نفسہ ان دونوں سے بری ہے  
کیونکہ کسی امر کی حقیقت اس کا  
راز مجہول کی وہ حیثیت ہے جو حائل  
میں اس کے کلیات کے ظاہر ہونے کا  
باعث ہے یا اس طور کہ یہ مجہول نہ تو  
اس سے عام تر ہے اور نہ اس سے خاص  
ہے، موطن جبل میں کوئی امر اور کوئی  
مفہوم اس حیثیت نہ کرے سے قطع نظر  
کہ کے نہیں آتا، جنس و فصل و تعینات  
ان سب کا مفہوم عقل انسانی کی اختراع  
ہے، جن کا تعلق ان امور سے منقطع ہے  
جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہیں

جو چیز بھی موجود ہے وہ خیر محض ہے  
اور جو خیر عقل میں آتی ہے وہ محض  
فعلیت ہے اور کسی شے کا شر کا  
مصادیق ہونا اور اس کا معدوم ہونا  
اس لئے کہ اسے حائل کی طرف



إِنِّي أَنجَا عِدْلًا خَلَا جَرَمًا نَهَا  
لَيْسَ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ •  
منسوب ہونیکا فخر حاصل نہیں ہی۔  
وہ دعوت حق سے محروم ہے۔

وَرَبُّ الشَّفَاعَةِ بِالْعَدَدِ  
إِنَّمَا هُوَ نَصِيبُ الْحَاجِّ ذَاتِ  
الذِّكْرِ سَيِّدِ وَأَمَّا الْكَارِثَاتُ  
الْفُقْدَانِيَّةُ فَلِنَّمَا مَبْدَأُ  
الشَّفَاعَةِ فِيهَا التَّاهِيَةُ  
يَسْقِيهَا •  
قدر کی وجہ سے دو چیزوں کا  
اُن میں مختلف ہونا یہ حدت کے  
ساتھ اکوڑہ ہونیکا ثبوت ہے برخلاف  
اس کے جو کائنات قدیم ہیں ان میں  
افتراق اور اختلاف کا مبداء خود انکی  
ہاسیت ہوتی ہے،

## عالم علوی ہیں دنیا کی اشیاء کی مثال موجود

وَلَا تَكُنِ الشَّيْءُ الْمَثَلِ  
فِي النَّشْأَةِ الدُّنْيَا يَجُودُ  
أَنْ يَكُونَ لَهُ إِمَامٌ مِّنْهُ  
النَّشْأَةُ الْعَدْبِيَّةُ تَكُونُ  
قُدْوَةً بِهِيَ فِي أَحْسَنِ  
الْكَمَالِ وَخُرُوجُهُ حَتَّى عَيْنُهَا  
لِلْأَفْلَاقِ أَعْتَمَتْهَا شَرِبَتْ  
الشَّرَّ حَيْثُ مَعْرِعِبَادَةُ النُّورِ  
وَالنَّارِ مَعْدَا وَجْهًا  
ہوئے اس نشاۃ دنیا میں ظہور  
اور معرض وجود میں آتی ہے ممکن ہے  
کہ اس کی اہل جہد کا وہ اپنے کمال کے  
اصول اور فروع میں ائمہ کرہ کی ہے،  
عالم بالا میں موجود ہو، حتیٰ کہ فلاسفہ  
نے افلاک یعنی سورج چاند اور ستاروں  
کیلئے یہ نظریہ تسلیم کیا ہے اور شریعین  
نے اپنی جہالت اور دشمنی میں کچھ  
ایسے وجوہات پیش نظر رکھ کر نور اور تاری

وَأَنَّ السَّوَالَ بِحُرْفِ الْضَمِّ  
 الْوَاوِ زَمْرُ الْوَالِدِ اتِّبَاعُ بِشَيْءٍ  
 سَاهَدَ زَمِنْ الْقَوْلِ لَا يَسْتَحِقُّ  
 الْجَوَابَ أَضْلًا فَلَا يُقَالُ لِمَنْ  
 كَانَ الْإِنْسَانُ نَاطِقًا وَنَسْجَبًا  
 وَلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا سَارِحًا إِذْ يَهْتَمُّ  
 بِالْمَعُولِ فِي جَائِلِهِ تَنْظِيمًا  
 سِلْكٍ وَاحِدٍ وَيَا تَبَّانِ مِنْ حَبَا  
 الْعَنَمِ مُتَعَانِقِينَ مُتَلَاَصِقِينَ  
 ہے وہ کسی مجبور اور اسکے لوازمات کو ایک دوسرے ساتھ ہو کر ظہور میں لاتی ہے،  
 وَأَنَّ اللَّازِمَ مَرَامًا تَقْصِيدًا  
 لِجَمَالِ الْمَاهِيَةِ وَشَرْحُهَا  
 مِمَّا سَاغَهَا فِي سَائِلٍ وَاحِدٍ  
 جَائِلُهَا لَا مَرَجِيْعَهَا  
 وَأَنَّ الْحَوْصَ وَالْعَرْضَ لَا تَخَا  
 سُلْطَانَ إِفْتِرَاقٍ مَخْنَمِ  
 التَّمَثُّلِ وَأَمَّا الْجِهَةُ فَكَثَرَتَا  
 الطَّبِيعَتَيْنِ سَوْنَتَا  
 بِالنَّسْبَةِ الْمَقَامَاتِ كَرُ

کی عبادت کرنا شروع کر دی کسی چیز کے  
 لازم اور قایمات کے متعلق کیوں کا لفظ  
 استعمال کرنا اس قدر پیچیدہ سوال ہے کہ  
 وہ قطعاً اس لائق نہیں کہ اس سوال کا  
 جواب دیا جائے بھلا یہ بھی کوئی معقول  
 سوال ہے کہ انسان ناطق کیوں ہے؟ یا  
 اس میں تعجب کرشکی خاصیت کیوں تھی  
 گئی ہے؟ اور آگ جلاتی کیوں ہے؟  
 کیونکہ مجبور کی جو حیثیت جاعل میں موجود  
 ہے وہ کسی مجبور اور اسکے لوازمات کو ایک دوسرے ساتھ ہو کر ظہور میں لاتی ہے،  
 اور کسی چیز کا لازم اجمال ہیئت کی  
 تفصیل اور اسکی شرح ہوتا ہے اور جاعل ان  
 دونوں کو ایک ہی لڑی میں پرو کر اسلئے ظہور  
 میں لاتا ہے کہ ان میں کوئی امر جامع ہوتا ہے  
 اور جو ہر عرض میں جو فرق ہے وہ  
 صرف تمثیل کے میدان میں ہے لیکن جس  
 حیثیت کو ہم نے جاعل اور مجبور کی حیثیت  
 قرار دیا ہے اسکے لحاظ سے دونوں کی نوعیت  
 ایک کیا نہیں فلاسفہ کا وہ نظریہ معلوم



حَنِیئَةُ تُعْرِفُ الزَّامَ الْحَرَكَتِ  
الذَّائِرَةَ لِلْفَلَکِ \*

فَتِلْكَ مَسَائِلُ یَرْتَضِیْهَا  
وَبِیَضُوحِ الْحَکِیْمِ الرَّبَّانِیِّ مِنْ  
مَذْهَبِ أَهْلِ الْعَقْلِ وَحَرْبِ  
الْبُرْهَانِ تَامِلْ وَلَا تَغْفَلَ \*

نہیں جو افلاک کیلئے سرگشتہ اور یہ لازم  
قرار دینے کیلئے وہ یہاں کیا کرتے ہیں،  
یہ وہ مسائل ہیں جو اگرچہ اہل عقل  
و برہان کا مذہب ہیں مگر حکیم ربانی  
انکو پسند کرتا اور انکی تنقیح و تحقیق کرتا  
ہے کما حقہ ان مسائل کو سمجھ لو،

## صادر اول در اصل اہم مقدمات ہے

ثُمَّ إِنَّا ذَاكَ رَوَيْنَا مَسْئَلَةً  
هِيَ أَصْلُ الْحِكْمَةِ وَبِنَارِ الْحَقِيقَةِ  
أَمَّا ذَعْرُفُ الْأَسْمَاءِ مَا كَانَ  
عَنْوَائِلَ لِدَعْوَى وَلَا يَنْفَرُ عَنْهُ  
إِلَّا بِالرَّقِيبَةِ الشَّرْحِيَّةِ وَالْخُصُوصِيَّةِ  
الْمُفَصِّلِيَّةِ \*

اب اس کے بعد ہم ایک مسئلہ بیان کرتے  
ہیں جو حکمت کی جڑ اور تحقیق کا تخم ہے یہ  
تو تخم جاننے ہو گے کہ کسی چیز کا نام اسی  
شیء کا نام ہوتا ہے۔ ہیئت شرح  
اور خصوصیت تفصیل کے علاوہ اور کوئی  
فرق نہیں،

خَالِكُنْ أَنَّ الصَّاحِدَ الْأَوَّلَ  
إِنَّمَا هُوَ سَكْرٌ مِنْ أَسْمَاءِ تَعَالَى  
لِدَجْهَيْنِ الْأَوَّلِ أَزْ الشَّفَارِقِ  
بِالْإِجْمَاعِ بَيْنِ الْوَاحِدِ وَالصَّاحِدِ  
الْأَوَّلِ إِنَّمَا هُوَ بِالْمَاهِيَةِ ثُمَّ

اب اس کے بعد یہ سمجھ لو کہ (اول اسفہ کا)  
صادر اول اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی ہیں سے  
ایک اسم ہے اور سکر و ذہب ہیں لا اس پر  
اتفاق ہے کہ واجب جو اور صادر اول  
کے درمیان صرف ہیئت کا فرق ہے اس کے

نَقُولُ أَلَيْسَ هُوَ عَسْوَانًا  
يُقْضَى بِبَعْرِ رَأْيِهِ إِيَّائِي  
الْحَقِيقَةُ الْحَاجِيَّةُ وَالْأَسْلَاحُ  
عَنْ ذَلِكَ يُبَاطِلُ طِبَاعُ  
الْإِمْكَانِ لَا سَيِّمًا فِي الْمَنَظَرَاتِ  
أَلَيْسَتْ جِهَةً مُنْكَجَةً فِي الْوَلَدِ  
جَلَّ جَدُّهُ وَرَأْسُهُ وَشَرُّهَا  
وَمَثَلُهَا فَلَا حَرَمَ أَنْ تَسْجُدَ  
نہیں ہے تو پھر اس کے (باری تعالیٰ کے)  
الشَّافِي أَلَيْسَ أَزَالُ حَبِيبَ  
كَيْتَدَارِ جَرِّ فِي وَحْدَتِهِ الصَّرْفَةِ  
جِهَاتٍ قَاطِبَةً الْمُمْكِنَاتِ  
مَوْجِدَةً هَادِمَةً وَخَرَابًا كَذَلِكَ  
الصَّادِقُ الْأَوَّلُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ  
كُلَّ يَكْلَمَايَ نَحْنُ نَعْبُدُ عَنْ  
ذَلِكَ بِأَلَا طَلَاقٍ +

وَكُلُّ مَا سَوَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
ذَانَّ وَجُودَكَ مُسْتَقْدَمًا فِي اللَّهِ  
وَذَلِكَ كَذَلِكَ اللَّهُ يَكْلَمُ بِكُلِّ فِعْلِيَّةٍ

بعد ہم کہتے ہیں کہ کیا زبیر صابر اول ایک  
عنوان نہیں ہے کہ جسے دیکھ کر دیکھنے والے  
کی نظریں واجب الوجود کی حقیقت تک  
نہ پہنچ جاتی ہوں اس سے علیحدہ اور جدا  
رہتا یہ امکان کی طبیعت کے مخالف ہے نہ صرف  
منزہات میں را اور کیا اس کی حیثیت  
واجب الوجود محل مجرہ میں مندرج نہیں  
ہے؟ اور کیا وہ اس کی شرح اور مثال  
اسم ہونے میں کیا مضائقہ ہے؟

دوسرے کیا یہ صحیح نہیں کہ واجب  
وجود کی خالص وحدت میں جملہ ممکنات  
کی حیثیتیں پہاں ہیں؟ خواہ انکا وجود  
ہو یا نہ محض فرضی ہوں، ہرادر اول  
کی بھی یہی کیفیت ہے اسکا اور واجب  
کا وجود ایک دوسرے پر یکسر منطبق ہے  
جسے ہم اطلاق کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں،  
اور ماسوی اللہ کا وجود اس قدر  
کی ذات میں مستند ہے اور یہ اسلئے  
کہ اندر تعالیٰ ہر ایک حیثیت سے



مِنْ كُلِّ حَيْثِيَّةٍ وَلَا مُتَيَّازٍ  
إِنَّمَا هُوَ بِالْخُصُوصِيَّاتِ  
الْأَزْمَةِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى  
وَكُلُّ مُسْتَهْلِكٍ فِي  
شَيْءٍ إِذَا كَانَ مُطْلَقًا يَصِحُّ  
أَنْ يُجْمَلَ عَلَيْهِ وَيَكُونُ  
عَيْنًا مَّا لَهُ لَا مُتَيَّازًا  
بِالْخُصُوصِيَّةِ وَآثَرُهُ  
غَيْرُ مُضَارٍّ لَهُ فِي الرُّطَلَاقِ  
وَلَا فِي تَحْقِيقِهِ خَاذِلٌ  
إِنَّمَا هُوَ التَّفْصِيلُ لِلْجِهَةِ  
وَشَرْحُ لَهَا

وَيُمْتَازُ عَنْ سَائِرِ  
الْعَازِمِ بِمَا تَلَهُ كَلَامًا يُجِبُّهُ  
وَيَكْلَهُ بِكُلِّهَا لَا يَخَادِرُ  
صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا  
أَخْصَاهَا مَا كَانَ فِي بُقْعَةٍ  
التَّحْقِيقِ فِي مَرْتَبَةِ الْأَزْمِ  
إِلَّا هَذَا الْخُصُوصِ نَقُولُ

ہر ایک فیعلیت پر محیط ہے، امتیاز تو  
صرف خصوصیات لازمہ کی بنا پر ہے  
جو مرہ بعد آخری ظہور پذیر ہوتی ہیں،  
اور ہر ایک مستہلک چیز جو کسی میں  
ہو جبکہ وہ مطلق ہو وہ اس پر محمول ہو  
سکتی ہے اور اس کا عنوان بن سکتی ہے،  
خصوصیت کے علاوہ اور کوئی امتیاز  
باقی نہیں رہتا۔ اور بحالت اطلاق  
دونوں میں کسی قسم کا تضاد نہیں پیدا  
ہوتا اور نہ اس کے تحقق میں یہ اس  
جہت کی (جو کہ باعل اور محمول نہیں  
ہوتی ہے) اثر اور تفصیل ہوتی ہے

اور یہ دوسرے لوازم سے بات میں  
ممتاز ہے کہ وہ اصل پر کینہ منطبق ہوتا  
ہے اور اس کا اصل اس پر یکسر منطبق ہوتا  
ہے، صغیر اور کبیر ہر ایک کا اس میں  
احاطہ ہوتا ہے عالم تحقق اور مرتبہ لزوم  
میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا،  
خواہ ہم اس کے خصوص کے قائل ہوں یا سائر

أَوْ بِعُمُومِهِ لَيْسَ هُنَاكَ  
خَصَّوَصٌ وَلَا عُمُومٌ وَلَا كَمَا  
يَتَوَقَّعُ كَبَعْضِهِمْ أَنَّهُ  
يَتَقَدَّمُ كَلِمَةُ تَلْزِمُ الْخَيْرَاتِ  
ثُمَّ أَنَّهُ جُزْئِيٌّ أَمَّا  
الْجُزْئِيَّاتُ مِنْ قَبْلِ الْمَاهِيَةِ  
وَذَلِكَ هَذَا مِنَ الْقَوْلِ  
بِاطِلٌ فِي حَقِّهِ مُبْتَنِعٌ  
مِنْ طَبِيعَتِهِ فَلَيْسَ كَمَا  
كُنْهٌ وَلَا حَقِيقَةً إِلَّا تِلْكَ الْجِهَةُ  
فَحَسْبُ وَلَا يَمُازُ عَنْهَا إِلَّا  
بِالْمَيْثَةِ التَّقْصِيلِيَّةِ الْخُصْرُجِيَّةِ  
الْمُشْرِعِيَّةِ فَإِذَا كَانَ جَاءَ الْحَقُّ زَهَقَ  
الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

عموم کے اس مقام پر نہ خصوص ہے اور  
نہ عموم اور نہ بعض کے اوہام کا وہاں  
دخل ہے کہ اصل کو تقدم حاصل ہے  
اس لئے کہ اسے تمام خیرات لازم میں پھر  
انکا وہم یہ بھی ہے کہ صادر اول باعتبار  
ماہیت کے جزئیات میں سے ایک  
جزئی ہے تو یہ خیال یہود اور یوں اس  
ہے اس کے حق میں یہ خیال کہ نا طبعاً  
باطل اور ممتنع ہے کیونکہ اس حیثیت کے  
علاوہ اس کی اور کوئی کلمہ اور حقیقت  
نہیں اور یہ اس سے تفصیلی ہیئت اور  
خصوصیت شرع کے علاوہ کسی اور طرح  
ممتاز نہیں، سو اب یہ نتیجہ یہ ہوا کہ  
جَاءَ الْحَقُّ ۛ

## صادر اول کی حد

وَأَعْلَمُنَّ أَنَّ هَذَا الْحُكْمَ  
مُنْسَجِبٌ الدَّيْلُ فِي إِنْجَاسِ  
الثَّانِي وَالثَّالِثِ وَهَلْ كُنْ  
اسکے بعد یہ بھی جان لو کہ اسمائے  
پاک کے دوسرے اور تیسرے ظہور  
کا بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح سلسلہ



جَزَاءَ مَا عَمِلْتُمْ خَلَائِفَآءَ لَكُمْ  
يَحْذَرُ الْكَافِرُ أَنْ يُزَيَّنَ لَهُ الْوَاقِبُ جَلَّةً  
عَظِيمَةً فِي خِزْيَتِهِ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ  
سَلِمَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ رَسْمٍ  
هَزَكَ سَمِيتَ بِهِ  
نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي  
كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا  
مِنْ خَلْقِكَ أَوْ سَتَاثَرَتْ  
بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ  
عِنْدَكَ وَأَمَّا طَوْلُ قَالَ  
أَنْ يَنْتَهِيَ التَّمَثِيلَاتُ  
لِجَزْدَةِ الْكُضْبِيَّةِ وَتَتَوَحَّدَ  
وَتَنْشَأُ الْإِرَادَةُ وَتَمُوتَ  
هُنَاكَ يَنْشَأُ الْعَالَمُ  
الْحَادِثُ الْمَقْمُورُ تَحْتَ  
الْإِرَادَةِ فِي تَخَالُفِ الْأَحْكَامِ  
الْأَسْمَاءِ لَا يَجَادُ يُوجَدُ  
هُنَاكَ كُلُّ بِكُلِّ

چلتا رہتا ہے اور کیونکہ واجب الوجود  
کی ذات میں قطعاً تناسل نہیں ہے  
صار اول کا عرض بھی غیر تناسلی ہے  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک  
دعا کے یہ الفاظ منقول ہیں میں تیری  
جناب میں ہر ایک ایسے رسم کا واسطہ لانا  
ہوں جو تیرا اسم مقدس ہے اور تو نے  
اسے اپنے لئے مقرر کیا یا تو نے اسے  
اپنی کتاب میں نازل کیا، یا اپنی  
مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم دیا یا  
اپنے علم میں اسکا جانتا اپنے لئے مخصوص  
فرمایا اور اسکے طول کی یہ حد ہے کہ  
جہاں پر تمثیلات مجرہ اصلیت منتهی ہو  
کہ ان میں وحدت پیدا ہوتی ہے،  
اور ارادہ ظاہر ہوتا ہے اور اسی مقام  
پر عالم حادث ظہور میں آتا ہے جو کہ  
اسماء پاک کے احکام کے خلط ملط  
ہونے میں ارادہ قاهر کے تابع ہے اس  
مقام پر انطباق کلی مفقود ہو جاتا ہے

وَلَا تَقْدِرِينَ وَلَا عُنْوَانِيَّةٌ  
فَلَا جَرَمَ أَنَّ الْغَيْرَ الْمُحْدَثُ  
الْمَعْلُولُ ثُمَّ يَثْبُتُ فِي  
جَانِبِ مَصْنُوعِ الْعَالَمِ مَثَلَاتُ  
تَجَرِّدَةٍ وَرِثِيَّاتُ مَقْدَسَةٍ  
كَامِلَةٍ الْأَفْضَاءُ سَامَةٌ  
الْعُنْوَانِيَّةُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى  
اللَّهِ الْمَصِيرُ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ  
رَاجِعُونَ - أَلَا إِلَى اللَّهِ تَرْجِعُ  
الْأُمُورُ فَتِلْكَ أَسْمَاءُ اللَّهِ تَعَالَى  
الْعُنْدِ دِيَّةٍ وَمِنْ وَفْقٍ لَا يَرَاكَ  
هَذِهِ السَّلْسِلَةُ الدَّرَجَتِيَّةُ بِأَحْكَامِهَا  
فَقَدْ وَفَّقَ لِلْخَيْرِ كُلِّهِ \*  
وَالْكَلِمَةُ لِلْجَامِعَةِ عُنْدَ  
حِزْبِ الْحِكْمَةِ هِيَ أَنَّ الْعَالِيَّ  
كُلَّهُ غَيْرُ اللَّهِ سُبْحَانَكَ لَا  
يَا مُسْتَعْنَى الذِّنَى يَتَصَوَّرُ لَا  
الْعَامَّةُ مِنْ اسْتِقْلَالِ  
الْفِعْلِيَّةِ وَالْخِيَارِ التَّحْقِيقِ

اور تقدس اور عنوانیت کچھ باقی نہیں  
رہتی چنانچہ اسی بنا پر یہ مغایر اور  
حادث اور معمول ہے پھر تصرفات  
عالم میں تشلات مجرودہ اور حقائق مقدسہ  
کا اثبات کیا جاتا ہے جنکا افضاء اور  
عنوان کامل اور تام ہوتا ہے چنانچہ  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلٰی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ  
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اِلَّا اِلٰہِ  
اللّٰہِ تَرْجِعُ الْاُمُوْرَ چنانچہ یہ اللہ  
تعالیٰ کے وہ اسماء ہیں جنہیں عدد و یہ  
کہا جاتا ہے کہ جسے اس سلسلہ دوریہ کی اس کے  
احکام کے ساتھ سمجھنے کی توفیق ہوئی تو وہ ہمہ قسم کے  
خیر کے دروازے اس کے لئے کھل گئے۔

حکمت والوں کے نزدیک جامع  
کلمہ یہ ہے کہ تمام عالم غیر اللہ ہے اس  
معنی کے اعتبار سے نہیں جو عوام کے  
دماغ میں پیوست ہیں جنہیں وہ استقلال  
فیعلت اور اس کے مقابلے میں تحقق کے  
جمع ہو جانیکو تعبیر کرتے ہیں حاشا وکلا

بِعَيَالِهِ كَلَّا بَلْ هُوَ تَشَانٌ  
لِّجَهَنَّمَ الْوَاحِبِ وَ شَرَحُ  
لِکَمَالِهِ ۔

وَلَمَّا مَنَّ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ  
وَنَزَّلْنَا فِيهِ نَفْسَهُ وَكَعَيْنُهُ فِي  
دَائِمِ رَأْسِهِ إِنِّي شَاءَ بَهْمَا مِنْ شَيْءٍ  
الْإِنْتِهَاءِ وَ تَمَرُّهُ أَكْثَرَ خِلَافٍ شَيْءٍ  
الْحَاجَةِ وَ كَوْنِهِ شَيْءٌ كَمَا  
كَانَ مِنْ غَيْرِ التَّشَاهِي فِي شَيْءٍ  
وَتَنَاسُبِهِ فِي جَوْهَرَةٍ وَ تَكُونُهُ  
فِي طَبِيعَةِ الدَّيْنِ لَمَّا هُوَ  
مِنْ كَمَالِ الْقُدْرَةِ وَ سَيِّدِ الْوَقَامِ  
السُّبُوحِ حَيَّةٍ وَ كَوْنُهُ تَقْدِيرُهُ  
لَمَّا كَانَ مِنَ الْقُدْرَةِ فِي  
شَيْءٍ وَ لَيْسَ مِنْهُ إِلَّا الْقُدْرَةُ  
وَالْعَدَامَةُ إِلَّا فَضْلُ الدَّيْنِ  
حَدُّ وَ رُكْنُهُ مَرْتَبَةٌ شَعْبَانِ  
الظُّهُورِ وَ كَوْنُهُ بِطَوْرِهِ كَمَا كَانَ  
مِنْ الظُّهُورِ فِي شَيْءٍ

بلکہ یہ ذات واجب الوجود کی تخلیق  
کی تصویر اور اس کے کمال کی شرح  
اور تفصیل ہے،

غیر بیت کا مدار اس پر ہے، کہ وہ  
چیز اپنے نفس کے اعتبار سے متناہی اور  
باعبار ذات کے متعین ہو، اور ان  
دونوں کا منشاء کامل درجہ کی وسعت  
ہے اور اس کا مطلق ہونا اور احاطہ کا  
ہم گیر ہونا ہے اور اگر یہ مشمول نہ ہو تو  
پھر کسی وجہ سے اسے غیر متناہی کہہ سکتے  
ہیں اور وہ پیر باعتبار اپنے جوہر و  
طبیعت کے بہرہ ور ہو کمال قدوسیت  
اور سبحیت کے ہی معنی ہیں اور اگر  
یہ نہ ہو تو پھر قدوسیت کا کیا مفہوم  
باقی رہ جاتا ہے عنوان اور افضاء کا  
معدوم اور ختم ہو جانا یہ ان دونوں  
کے شدت ظہور کا ثمر ہے اگر ان کا  
اس پر اطلاق نہ کیا جائے، تو پھر  
اس پر ظہور کا اطلاق کہنا بے سود ہے



لَيْسَ مَثَلُهُمَا إِلَّا مَثَلُ  
الْحَيَوَانِ الْمَطْلُوقِ لَا بِشَرْطِ  
شَيْءٍ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْحَيَوَانِ  
الْبَحَلِيِّ بِشَرْطِ لَا شَيْءٍ وَالْحَيَوَانِ الْحَزَنِيِّ  
بِشَرْطِ شَيْءٍ فَإِنَّهُمَا شَتَلَمَا  
بِشِدَّةٍ إِطْلَاقِهِ وَآمَا  
ذَاتِكَ فَإِنَّهُمَا قَدْ سَدَّ  
مَتْنَاهُمَا بِمَا خَصَّدَتْ تَدَبُّرُهُمَا  
عَنِ الْعُنُوتَانِيَّةِ وَأَنْ يَكُونِ  
كُلُّهُمَا بِكُلِّهِ فَتَجْعَلَكَ بَعْدَهَا  
حَكْمًا هَلْ يُمَكِّنُ أَنْ يَكُونَ  
الضَّادُ مِنَ الْأَوَّلِ بِطَبِيعَتِهِ تِلْكَ  
غَيْرَ لَيْسَتْ بِالْعَقْلِ حَاشَا  
عَنْ ذَلِكَ ثُمَّ حَاشَا  
سَمِعَ كَيْفَ كَرَّ عَقْلٍ أَوَّلَ مَوْسُومٍ كَرَّ  
وَلَا يُهْوِلُكَ صَدُورُ  
الْكَاثِمَاتِ الدَّائِيَّةِ مِنْ  
سَنَخِ الْقَدِّ وَسِيَّةِ عَلَى  
سَبِيلِ الظُّهُورِ وَالشَّمَلِ

ان دونوں کی مثال حیوان مطلق کے  
طریقہ پر ہے جو لا بشرط شے کے ساتھ  
موسوم ہے اب اس کے ساتھ حیوان کلی  
بشرط لاشے اور حیوان جزئی بشرط  
شے کا موازنہ کرو لیکن حیوان مطلق  
اپنی شدت اطلاق کے ساتھ ان دونوں  
کے مفہوم کو شامل ہے برخلاف اس  
کے (کہ حیوان کلی اور حیوان جزئی) کا  
مفہوم متناہی اور متدنس ہونگی وجہ  
سے اس قابل نہیں کہ اسے عنوان  
قرار دیا جائے اور پھر دونوں ایک  
دوسرے پر یکسر منطبق ہوں اب ہم یہ  
فیصلہ تم پر ہی چھوڑتے ہیں کہ کیا  
صادر اول کو اس کی طبیعت کے لحاظ  
سکتے ہیں۔ حاشا و کلا تم حاشا و کلا  
اور یہی بات کہ متدنس اور  
غیر مقدس کائنات ظہور اور تمثیل کے  
طریقہ پر قدوسیت سے وجود میں آئی  
نہیں ناگوار نہ ہونی چاہیے کیونکہ ہر

فَاتَهُ لِكُلِّ مَتَدِّ قَسِي  
قَدْ وَسِيَتْهُ هِيَ أَقْرَبُ مِنْ  
حَبْلِ الْوَرِيدِ وَهُوَ أَبْعَدُ  
مِنْ قَائِمَاهُ وَهُوَ كَبْعَدُ  
الْمَشْرِقَيْنِ فَعَلَيْكَ بِالْمَثَلِ  
الَّذِي خَرَّبَنَا هـ

ایک مترنس کی قدوسیت ہے اگرچہ  
وہ اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے  
قریب ہے لیکن وہ اس ذات سے پھر بھی  
اس قدر دور ہے، جسے بعد المشرقین سے  
تعبیر کرتے ہیں۔ اس لئے ہماری بیان کردہ  
بات پر ہی کاربند ہونا چاہیے۔

### صفات مقدسہ کا طریقہ تعبیر

وَأَعْلَنَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ  
لَا يَعْلَمُ أَحَدًا وَلَا يُرِيدُ لَهُ وَلَا  
يَخْلُقُ إِلَّا مَنْ حَيْثُ هُوَ هُوَ آي  
مَنْ حَيْثُ أَنَّهُ خَيْرُ مَخْصُوعٍ وَجُودُ  
صُورَتِهِ مِنْ عُلُوسِ حَضَرَاتِ الْأَسْمَاءِ  
وَهَذِهِ الْمَسْئَلَةُ مِنْ عَيْنَاتِ  
الْمَسَائِلِ لَا يَدْرِكُهَا إِلَّا مَنْ جَبَلَ  
لَهَا وَلَمْ يَلْ عَلَىكَ شَيْئًا فَبِأَسْوَةٍ  
لِتَصَيُّفَاتِهَا فِي الْمَشَاحِرَاتِ بِأَجْمَعِهَا  
وَمُحَاسِنَاتِهَا  
یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم  
اور ارادہ کے مطابق جس کسی کی بھی  
تخلیق فرماتا ہے تو وہ تخلیق اسکی ذات  
کی حیثیت سے ہوتی ہے جسکا مطلب  
یہ ہوتا ہے کہ اسکا وجود خیر محض ہے،  
اور ذات اقدس کے اسماء پاک کا  
پر تو ہے یہ ایک دقیق مسئلہ ہے جسے  
وہی سمجھ سکتا ہے جو کہ اس سے فطری  
مناسبت رکھتا ہو پھر بھی تم اسکی کچھ  
وضاحت کئے دیتے ہیں جس سے اور دیگر تمام مسائل بھی حل ہو سکیں،  
کیا کبھی تم نے غور کیا ہے کہ زوج

اَعْتِبَارَاتُ الْاَوَّلِ حَيْثُ تَقُولُ  
 الزَّوْجُ كُنْ اَوْ تَعْنِي بِدَارِ رُبْعَةٍ  
 وَتَجْعَلُهُ عُنْوَانًا لِّمَا فَالْزَّوْجُ فِي هَذَا  
 الْحَاطِ بِجَلِّي لِلْاَرْبَعَةِ وَاسْتَكْرَامًا  
 لِّسَيِّدَتَيْنِ اَنْ يُقَالَ هُوَ هُوَ مِنْ  
 شِدَّةِ الْوَحْدَةِ لِاَعْتِبَارِ اَحَقِّ  
 الْاَعْتِبَارَاتِ وَاحْكَامِهَا فِي نَفْسِ  
 الْاَمْرِ وَهُوَ مَدَّ هَبِ الْحُكْمَاءُ  
 اَنْزَبًا رَيْنِي فِي الْاَلِهِيَّاتِ عِنْدَهُمْ  
 اَنَّ الْعَلِيمَ قَبْلَ الْعَلِيمِ وَالشَّمِيعَ  
 قَبْلَ الشَّمِيعِ وَاحَقُّ الْكَلَامَيْنِ  
 عِنْدَهُمْ اَنْ يُقَالَ الْعَلِيمُ وَ  
 الشَّمِيعُ وَالْحَكِيمُ وَالْقَرَانُ وَارِدٌ  
 عَلَى اَحَقِّ الْكَلَامَيْنِ عِنْدَهُمْ  
 وَاحَقُّ الْحِكَايَاتِ عِنْدَهُمْ  
 اَنْ يُقَالَ الْاِسْمُ عَيْنِ الْمُسْتَهْجِي  
 بِاَعْتِبَارِ الْاِسْمِ لَا عَيْنِ الْمُسْتَهْجِي  
 وَلَا غَايَرُهُ بِاَعْتِبَارِ اَخَرِهِ

زوج کے معنی اہل ہے کیلئے چار  
 اعتبارات ہیں (۱) تم زوج کی تعریف  
 کرو اور تمہاری پیش نظر چار کا عدد ہو  
 اور تمہارا زوج کی تعریف کرنا اس کا  
 عنوان ہو تو زوج اس اعتبار سے  
 چار کے عدد کا مظہر اور اسکی تجلی ہے  
 اور اسی کا اسم ہے شدت اتحاد کی بنا  
 پر اس قسم کا اطلاق کرنا ناممکن ہے  
 زوج کے مفہوم کی یہ حیثیت تمام حیثیات  
 سے افضل اور حقیقت نفس الامر  
 کے زائد مطابق ہے حکماء و بائین الہیات  
 میں اسی کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک  
 علیم علم سے مقدم اور سمیع سمیع سے  
 مقدم ہے اور ان کا مذہب یہ ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق بہترین یہ کلام ہے  
 کہ وہ سمیع علیم اور حکیم ہے اور بقول ان کے قرآن  
 کریم نے بھی یہی طریقہ تعبیر اختیار کیا ہے اور ان کے مذہب  
 کی بنا پر ایک لحاظ سے تو اسم کو  
 عین کہنا چاہیے اور دوسرے لحاظ سے کہیں کہ اسم نہ عین ہی ہے اور نہ غیر عین ہی۔



الثَّانِي حِينَ تَقُولُ الْاَرْبَعَةَ  
تَزُوجُ فَرَانِكَ قَدْ اخَذَ الزَّوْجُ  
مَفْرُوعًا يَصُدُّكَ عَلَى الْاَرْبَعَةِ  
وَمَعْنَى ذَٰلِكَ حِينَ تَذْكُرُ الْاَرْبَعَةَ  
وَالزَّوْجَ اِنْ كَانَ مَفْرُوعًا فَاِنَّهُمَا  
مُتَّحِدَانِ فِي الْحَاطِظِ تَعْلُوهُ حِينَ  
هَذَا الْحَاظِ عَلِمًا غَيْرَ شَيْءٍ وَهَذَا  
الْاِثْبَارُ اَوْ كَسْ مِنْ الْاَوَّلِ \*

وَهُوَ مَذْهَبُ الْمُتَكَلِّمِينَ  
فِي الْاَلَمِيَّاتِ وَعِنْدَ هُمُ اَنَّ  
الْعِلْمَ قَبْلَ الْعَلِيمِ وَالْحِكْمَةَ  
قَبْلَ الْحَكِيمِ وَآخِى الْكَلَامَيْنِ  
عِنْدَ هُمُ اَنَّ يُقَالَ صِفَةُ الْعِلْمِ  
لَهُ وَصِفَةُ الْحِكْمَةِ لَهُ لَا اِنَّ الْعَلِيمَ  
الْحَكِيمَ وَهُمَا لَا يَعْلَمُونَ الْعَلِيمَ وَ  
الْحَكِيمَ اِلَّا عَلِمًا غَيْرَ شَيْءٍ \*

الثَّلَاثُ حِينَ تُلَاحِظُ الْمَهْرَةَ  
الْاَرْبَعَةَ فِي خُصُوصِيَّةِ الزَّوْجِ وَ  
تَجْعَلُ الْوَحْدَةَ السَّابِقَةَ الَّتِي لَهَا

دوسری شکل یہ ہے کہ جو وقت  
تھم اس بات کے قائل ہو کہ چار کا  
عدد زوج ہے تو تھم نے اسکا یہ مطلب  
سمجھا کہ زوج کا مفہوم مختلف ہے لیکن  
دونوں میں حیثیت متحدہ میں کہ چار کا  
مفہوم زوج کے مفہوم میں شامل ہے  
یہ حیثیت پہلے کی نسبت سے ناقص  
ہے۔

اور یہی متکلمین کا مذہب ہے  
الہیات میں اور انکے نزدیک علم کا  
درجہ علیم سے مقدم ہے اور السیرہ حکمت  
کو حکیم پر تقدم حاصل ہے انکے نزدیک  
بہترین تعبیر یہ ہے کہ باری تعالیٰ صفت  
علم اور صفت حکمت کیسا تو موصوف  
ہے یہ وہ نہیں کہ وہ علیم اور حکیم ہے وہ  
علیم اور حکیم کو عین علم اور عین حکمت کہتے ہیں  
تیسری صورت یہ ہے کہ ہم چار  
کے مفہوم کو زوج کے خصوصی مفہوم میں  
اس سے پہلے جو اتحاد تھا اور جسکا منشاء

لَا تَشَاوُهُمَا مِنْ مَلَا حِطَّةِ النَّظَرِ وَ  
وَسُرْعَةِ نَفْوِ ذِهَانِهَا فَمَرَّادٌ تُنْصَبُ  
دُونَهَا سَرَادِقٌ هِيَ عُنْوَانُ تِلْكَ  
الْوَحْدَةِ فِي تَخَالُطِ الدَّهْنِ وَ  
هُوَ مَنْ هَبَّ الصُّوفِيَّةِ وَآخِ  
التَّعْبِيرَاتِ عِنْدَ هَذَا أَنَّهُ  
تَعَيَّنَ لِلْأَرْبَعَةِ دَمَطُهُرُ لَهَا  
وَهُوَ بَرَزْخٌ بَيْنَ الْأَعْيَانِ  
السَّائِقِينَ

الرَّابِعُ حِينَ تَقُولُ الْأَرْبَعَةُ  
وَتَحْفَظُ مَعْنَاهَا فِي ذَهْنِكَ  
ثُمَّ تَقُولُ الزَّوْجُ وَتَحْفَظُ  
مَعْنَاهُ فِي جَانِبِ الْخَرْمِ  
ذَهْنِكَ ثُمَّ تَنْظُرُ مَا التَّسْبِ  
بَيْنَهُمَا فَتَكُنْ كَأَنَّ  
الْأَوَّلَ عِلَّةٌ لِلثَّانِي وَالثَّانِي  
مَعْلُولٌ لِمَا لَكَ بَيْنَ فِي يَقَعَةٍ  
الْأَيْسِيَّةِ أَصْلًا

وَهُوَ مَنْ هَبَّ الْفَلَا سِفَةِ

نفوذ نظر کی سرعت یعنی اسے نظر انداز  
کریں اور تخلیقات ذہن کی بنا پر اس  
وحدت کا جو عنوان تھا اس پر موٹے  
موٹے پردے ڈال دیں یہ صوفیہ کا  
مذہب ہے اور انکے نزدیک تعبیر کی  
بہترین شکل یہ ہے کہ زوج کا عدد چار  
کا ایک یقین اور اسکا مظہر ہے اور یہ  
حیثیت پہلی دونوں حیثیوں کے بین  
مین ہے

چوتھی شکل یہ ہے کہ چار کا عدد  
بول کر اسکے معنی اپنے ذہن میں محفوظ  
کر لو اور پھر زوج کے مفہوم کو ذہن  
کسی اور کو نہ میں محفوظ کر لو پھر دیکھو  
کہ ان دونوں میں کوئی نسبت ہے  
تو غور کے بعد معلوم ہوگا کہ پہلا مفہوم  
علت اور دوسرا اسکا معلول ہے اگر یہ  
علت نہ ہو تو معلول کا معرض وجود  
میں آنا محال ہے

فلا سِفَةِ کا یہی مذہب ہے اور

وَعِنْدَ هَذَانِ الْعِلْمِ  
مَعْلُومٌ لَهُ وَمُحْتَاجٌ إِلَيْهِ  
وَأَحَقُّ التَّعْبِيرَاتِ عِنْدَهُ  
أَنْ يُقَالَ الْعِلْمُ لَوْ كُنْ  
الْوَاجِبُ لَكُنْ وَإِنَّمَا كَانَ  
بِسَبَبِهِ وَلَمْ يَتَضَلَّ بِهِ

فَإِذَا قِيلَ لَكَ أَتِيهَا  
الْفِطْنُ إِنَّ الْعَالَمَ مُسْتَبِدٌّ إِلَى  
الْعَقْلِ الْفَعَالِ فَصَدَقَهُمْ  
فِيمَا حَكَمُوا وَخَطَرُهُمْ فِي مَا  
عَنُوا لَوْ أَنَّهُ مَوْضِعٌ قَضِيَّتُهُمْ  
وَحَقِيقَةُ كَلَامِهِمْ بَعْدَ  
أَلْسِنَةِ الْخَلْقِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ الْمُبَشِّرَةِ  
هُوَ أَنَّ الْوَاحِدَ الْفَاعِلَ الْخَلْقِ  
الْحَقَّ أَفَاخِضَ الْعَالَمَ وَأَجَبَكَ  
وَأَخْرَجَكَ مِنَ الْعَدَمِ وَمِثْلُ  
ذَلِكَ حَيْثُ يَقُولُونَ الْوَحْيُ  
مِنْ تَعْلِيمِ الْعَقْلِ الْفَعَالِ  
فَالَّذِي هُوَ حُطْبُ الْمَلَكِ

بقول انکے اسکا علم اسکا معلول اور  
محتاج ہے اور بہترین تعبیر کا طریقہ ان  
کے نزدیک یہ ہے کہ اگر واجب ہو  
نہ ہوتا تو علم بھی نہ ہوتا، یہ تو سرسری  
اس کے سبب اور اقتضاء کی بنا  
پر ہے،

اور اے سمجھ دار حسب وقت تم سے  
یہ کہا جائے کہ عالم حادث کی تخلیق  
عقل فعال کی طرف منسوب ہے تو  
اسے غلط نہ سمجھو لیکن اس قضیہ کا جو  
عنوان دیا گیا وہ باطل ہے بدعت  
کا لباس اتارنے کے بعد انکے کلام  
کی حقیقت کو دیکھا جائے، تو اس کا  
مفہوم یہی ہے کہ واحد دنیا من تقالے  
و تقدس نے جو خلاق ہوا وہی عالم  
پر اپنا فیض نازل کر کے اس کو  
نیست سے ہست کیا اور اسی طرح  
وہ فلاسفہ اپنی فلسفیانہ اصطلاح  
میں کہتے ہیں کہ وحی عقل فعال کی تعلیم



كَلَامِهِمْ اَنْ يُقَالَ الْوَحْيُ  
مِنْ اَفَاضَةِ الرَّبِّ الشَّكْلِ  
الْحَوَادِ .

وَبِالْجُمْلَةِ فَاَعْلَمُ اَنْ  
حَدِيثَ الْعُقُولِ مَزِيدٌ عَلَيَّ  
الْعُقُولِ وَاِنَّهُ لَيْسَ فِي  
مَنْصِبِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اللهُ  
سُبْحَانَهُ بِاسْمَائِهِ وَهَذَا  
الْبَرَهَانُ الْمَتِينُ كَاثِبٌ  
اِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالَى لَمَنْ  
كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ اَلْفَى السَّمْعُ  
وَهُوَ شَرِيعَةٌ .

وَيَعْبُدُ عَدِيكَ اَنْ  
تَعْلَمَ اَنَّكَ لَا تُزِيدُ بِالْاَسْمَاءِ  
مَقْهُومَاتِ اَنْتِزَاعِيَّةٍ  
حَاسَا هَا مِنْ ذَلِكِ بَلْ  
اِنْشَاءً مَقْدَسَةً وَ  
هُوَ يَأْتِ مُنْزَهَةً وَ  
تَجْدِيَاتٍ وَاجِبِيَّةٍ وَآتِ

ہے اسکے برخلاف یہ کہا جائے کہ  
وحی اس پر درکار عالم کی جو منظم  
حوا ہے افاضہ ہے ،

خلاصہ یہ کہ عقول عشرہ کا مسئلہ  
عقل کی ایک بدعت ہے حقیقت یہ  
یہ ہے کہ منصب ایجاد و تخلیق سوائے  
باری تعالیٰ کے اور کسی کے شایان  
شان نہیں ہی اسکے اسماء پاک کا  
جلوہ اور ظہور ہیں باقی مَنْ کَانَ  
لَمْ يَلْبِ اَوْ اَلْفَى السَّمْعُ وَطُوعُ  
شہید اس کیلئے یہ برہان قوی و قطعی  
النشأ اللہ تعالیٰ کافی ہے ،

اور تم پر اس چیز کا جاننا بھی  
واجب ہے کہ حاشا وکلا ہمارے  
مراد اسماء سے مفہومات انتزاعیہ  
نہیں بلکہ ہماری مراد ان کے  
حقائق مقدسہ اور منزهہ ہا ہیات اور  
واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی تجلیات  
ہیں اور ان تجلیات مقدسہ کیلئے

الْعَدَمَ مَا لَمْ يَكُنْ أَثْبَتَهُ بَعْضُ  
 أَهْلِ الْكَشْفِ وَبَعْضُ  
 أَهْلِ النَّظَرِ لِلْإِثْبَاتِ  
 الْمُقَدَّسَةِ لَيْسَ لِشَيْءٍ قَدَرُهُ  
 إِذَا ثَبِتَ إِلَّا سَمَاءَ حَقٍّ  
 أَثْبَاتُهَا فَلَيْسَ هُنَاكَ عَدَمٌ  
 إِلَّا بِحَسَبِ الْحِكَايَةِ  
 الْعَقْلِيَّةِ الْغَيْرِ الْوَاقِعِيَّةِ  
 إِلَّا فِي أَوْهَامِ الْعَقْلِ وَإِذَا  
 جَعَلْتَ صَفَاتٍ أَوْ عَقُولًا  
 فَالْعَدَمُ مَا نَمَاتَتْهَا لَا يُقْطَعُهَا  
 عَنْ الْوَاجِبِ فِي نَظَرِ تَهْنِ  
 تِلْكَ وَلِلَّهِ دَرَاهِكُمْ خِيَمًا  
 اصْطَاحُوا مِنْ قَضِيَّةٍ  
 وَجَدَ إِنْ هِيَ عَلَى إِنْجَاسِ  
 الْإِثْبَاتِ الْمُقَدَّسَةِ مَسْهُوٍ  
 بِالْإِثْبَاتِ أَوِ الْمُسَوِّمَةِ إِنْجَاسِ  
 الْإِثْبَاتِ الْمَلُوكَةِ حَقِيقَةٍ  
 بَانَ كَيْفِيٌّ بِالْخَلْقِ وَلَوْ صَفَتْ

بعض اہل کشف و بعض اہل نظر  
 جس عدم کا اثبات کرتے ہیں وہ قطعاً  
 باطل ہے کیونکہ اگر اسماء پاک کا کما  
 حقہ اثبات کیا جائے تو اس مقام پر  
 عدم باقی ہی نہیں رہتا مگر یہ کہ عقل  
 کسی امر غیر واقع کا تصور باندھتے ہوئے  
 اس کا بھی تصور کرے جو کہ اوہام عقل  
 کا نتیجہ ہے اور اگر ان کو صفات اور  
 عقول سمجھ لیا جائے تو عدم اندرین  
 صورت انکی نظروں میں اسکا تعلق  
 واجب الوجود سے منقطع ہو جائے گا  
 علماء کی یہ اصطلاح جو ان کی فقیہ  
 وجدان پر مبنی ہے قابل تعریف ہے  
 کہ یہ حقائق مقدمہ کے ظہور کو انصاف  
 ذات کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں یا اس  
 بات کے قائل ہیں کہ باری تعالیٰ  
 اس سے موسوم ہے اور غیر مقدس  
 حقائق کے ظہور میں آئینہ خلق کیساتھ  
 موسوم کہ نام زیادہ بہتر ہے اور حادث

بِالْحُدُوثِ لَا نَقَرَهَا تَحْتَ  
الْإِرَادَةِ وَاخْتِلَاطِ أَحْكَامِ  
الْأَسْمَاءِ فِيهَا بِحَيْثُ لَا يُوجَدُ  
كُلُّ بَعْضٍ فِي اخْتِلَافِ الْمَدَدِ  
دُونَ الْإِدْرَاكِ إِذَا أُقِيمَتِ  
الْبَرَاهِينُ فَيُوشِكُ أَنْ يَصْطَلِحُوا  
وَأَمَّا اخْتِلَافُ الْإِدْرَاكِ فَاعْسُرُ  
اللَّهُمَّ لَا أَنْ يُتَبَهَّرَ سُبْحَانُكَ  
اللَّهُمَّ وَبِحُجْدِكَ لَا أُحْصِي شُكْرُكَ  
عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ  
عَلَى نَفْسِكَ +

کیسا تھ بھی اسے موسوم کرتے ہیں، کیونکہ  
اسکا ظہور ارادہ قاسمہ کے ماتحت ہوا  
ہے اور اسماء در پاک کے احکام اس میں  
مختلط طور پر پائے جاتے ہیں اور انطباق  
کلی اس میں نہیں ہوتا اور تدبر کے  
اختلاف کی شکل میں جبکہ نفس دراک  
میں کوئی اختلاف نہ ہو، تو برہین کے  
قائم ہونے کے وقت ان احوال میں تطبیق ممکن ہے  
اور اگر نفس دراک میں اختلاف ہو تو یہ مرحلہ  
بہت مشکل ہے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کو مطلع  
کرے، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحُجْدِكَ

لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

## الْخِزَانَةُ الثَّانِيَّةُ دُوسرا خزانہ

(معرفت الہی اور تقدس)

مِلَالُكَ الْحَمْدُ  
عَرَفْتُكَ فَكَانَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ  
حکمت بانی کی اصل اللہ تعالیٰ  
کی ذات اقدس کی معرفت اسی کی



بِنَا اَتَبَرْتُمْ عَرَفَانَ اَسْمَاءِ  
بِخُصُوصِيَّتِهِمَا وَاحْتِكَامِهِمَا  
عَرَفَانَ النُّشْأَةِ وَالْمُنْشِئَةِ  
وَحَقِّقُوا اَسْمَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰی  
سُبْحَانَهُ فِيْهَا يُوْجِبُ خَاصِّ  
تَمَّ عَرَفَانَ اَلَا سَمَاءُ الْعَوْدِيَّةِ  
يَا حَتَمًا مِّمَّادَ قَضَائِهَا اِلَى  
اللّٰهِ تَعَالٰی فَتِلْكَ التَّكْوِيْنَةُ  
الذَّوْرِيَّةُ مِنْ اَوْقِي عِلْمُهَا  
بِالذَّوْقِ فَقَدْ اُدْرِي خَيْرًا  
كَثِيرًا وَنَحْنُ نَفْصِلُهَا عَلٰی مَا  
وَقَفْنَا اللّٰهُ سُبْحَانَهُ

ذات کیساتھ کہ نام ہے اس کے بعد اسکے  
اسماء پاک کی انکی خصوصیات اور  
احکام کے ساتھ معرفت حاصل کی جائے  
اس کے بعد اس عالم ثانی کی حقیقت  
کا علم کیا جائے اور یہ کہ اسماء پاک کے  
کن خاص خاص حیثیتوں سے ظہور کیا  
اسکے بعد اسماء عود یہ کے احکام  
اور ایصال الی اسد تعالیٰ کی  
معرفت کا درجہ ہے سو یہ سلسلہ دور یہ  
ہے کہ جس کسی کو اس کا علم ذوق اور  
دردان کے طور پر عطا کیا گیا فقد  
اُدْرِي خَيْرًا کَثِيرًا اور ہم اسد تعالیٰ

کی حسن توفیق کے مطابق اس کی تفصیل کرتے ہیں،

اَمَّا ذَاتُ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ  
فَاَجَلُ مِنْ اَنْ يُحِيطَ بِهَا  
اِلَّا ذَاكَ اِنَّمَا يُوْصَلُ اِلَيْهِ  
بِالتَّجَلِّيِ الَّذِي اَتَى الدِّنَّ لَيْسَ  
مِنْ الْاَوْدَمِ اِلَيْهِ فِي شَيْءٍ  
اِنَّمَا هُوَ خَيْرُهُ حَاطَرَةٌ

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ذات اس  
سے بہت بلند ہے کہ کوئی اپنے ادراک  
سے اسکا احاطہ کر سکے اللہ تعالیٰ  
تک پہونچنے کا ذریعہ صرف تجلی ذاتی  
ہے کہ جس میں کچھ بھی درجہ ادراک نہیں  
وہ تو سر اسر حیرت ہی حیرت ہے اور

وَأَنْ يُوصَفَ بِالتَّعَيُّنِ أَيْ  
تَعَيُّنٍ كَانَ إِنَّمَا هِيَ إِطْلَاقُ  
مَخْصُصٍ وَوَحْدَةٍ صَرْفَةٍ وَ  
لَا تَعْنِي بِالْإِطْلَاقِ كَوْنُهَا  
كَلِمَةً فَتَحْنُ قَدْ أَبْطَلْنَا  
الْكَلِمَةَ دَائِمًا بِلَا كَوْنِهَا  
يَحْتِثُ بِتَدْرِجٍ فِيهَا كُلُّ  
الْأَعْتِبَارَاتِ وَيَنْطَبِئُ فِيهَا  
كُلُّ الِيجَهَاتِ إِنْ دَرَجَ حَرْفًا  
لَا يُعِيدُ كَلِمَةً وَلَا حَرْفًا وَ  
يَكُونُ سَادًّا لِأَخِي الْفِعْلِيَّةِ  
غَاثِيًا لِأَقْلِيمِ التَّحْقُوقِ وَ  
لَا بِالْوَحْدَةِ مَا يُقَابِلُ  
الْكُثْرَةَ إِذْ الْكُثْرَةُ  
مِنْ بَدَعَاتِ التَّجَلِّيَّاتِ  
الْمُتَأَخِّرَةِ فَكُنْ أَهْلُهُ  
ضَائِبَةٌ كَلِمَةً أَجْمَعٍ  
عَلَيْهَا الْحُكْمَاءُ مِنْ أَرَادُوا  
بَيْنَ مَحَلِّ الْمُتَضَادِّينِ

دوسری طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی بھی تعین  
کیساتھ موصوف کیا جائے، مگر وہ تو  
اطلاق محض اور وحدت صرفہ ہے  
اور لفظ اطلاق سے ہمارا مقصود اسکا  
کلی ہونا نہیں کیونکہ کلیہ کا تو ہم سرے  
ہی سے ابطال کر چکے بلکہ اطلاق تو  
اسلئے بولا جاتا ہے کہ تمام اعتبارات  
اور جہات اس ذات اقدس میں شامل  
کی ختم ہو جاتے ہیں بایں طور کہ نہ کلمہ  
باقی رہتا ہے اور نہ کوئی حرف اور  
وہ فعلیت کے افق پر ایک سرے  
سے دوسرے تک چھا جاتا ہے، اور  
اقلیم تحقق کو ہر طرف سے گھیر لیتا ہے  
اور اسی طرح وحدت سے وہ مراد نہیں  
کہ جس کے مقابلہ میں کثرت ہے کیونکہ  
کثرت مابعد کی تجلیات کی تراشیدہ  
بدعت ہے چنانچہ یہ ایک ضابطہ  
کلیہ ہے کہ جس پر تمام حکماء کا اتفاق  
ہے کہ اعتداد کے درمیان جو تضاد پایا

مُسْتَنِدًا إِلَى خُصُوصِيَّتِهِمَا لَا إِلَى التَّفْسِيرِ الرَّحْمَانِيِّ بِأَنَّ  
 خَدِصَ طَلْحَتَنَا عَلَى أَنَّ كُلَّ  
 مَا نَثَرَهُ عَنِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَالْكَثَرَةِ  
 كَلِمَتُهُمَا لِنَمَاهُ وَوَاحِدٌ آيٌ  
 سِيخٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ وَهِيَ بِمَا  
 هِيَ هِيَ مُنْفَعِي عَنْهَا الصِّدْقَانِ  
 مِنْ أَسْمَاءِ اللَّهِ سُبْحَانَكَ  
 بِجَبْرِ هُمَا عَلَى أَكْثَرِ أَمْوَانِ  
 بِخُصُوصِيَّتِهِمَا وَهِيَ تَقْبِلُهُمَا فِي  
 مَوَاقِفِ الْأَتِّصَافِ بِجَبْرِ هُمَا  
 كَانَتْ هِيَ أَوَّلًا مِنْ قَبْلِ يَوْمِ  
 مَرَاتِبِ تَصَافٍ هِيَ بَرَابَرِ هِيَ

جاتا ہے وہ ان دونوں کی خصوصیات  
 کا نتیجہ ہے ذات رحمانی کا اس میں  
 کوئی دخل نہیں، ہم سب نے متفقہ طور  
 پر یہ اصطلاح متعین کی ہے کہ جو ذات  
 اقدس وحدت اور کثرت دونوں کے  
 مفہوم سے بالاتر ہے وہی واحد حق  
 کہلانے کی مستحق ہے اور ہر ایک خدا  
 کی اصل وہی ہے اس کی ذات پاک  
 ہر ایک دو افراد سے میرا اور منتر  
 ہے دونوں کے مفہوم اور حقیقت میں  
 جو اختلاف نظر آتا ہے وہ انکی خصوصیات  
 کا نتیجہ ہے اور اس سے قبل یہ دونوں مراتب تصاف میں برابر ہیں،

## اسماء و صفات کے مراتب

وَأَمَّا الْحَقَائِقُ الْأَمْكَانِيَّةُ  
 فَاللَّهُ سُبْحَانَهُ يَجْعَلُ عَنْوَانًا  
 هِيَ تِلْكَ الْحَقَائِقُ وَكَوْنُهَا تِلْكَ  
 الْحَقَائِقُ مِنْ بَدَعَاتِ عَالَمِ  
 الْأَرَادَةِ وَمِنْ مَقَرِّدَاتِ قَوَاهِي بِمَا  
 اُسْتَعْلَىٰ كِي دَات، بَابِر كِت  
 حَقَائِقِ امكانیہ سے بہت بلند ہے،  
 یہ حقائق ہر اس عالم ارادہ کا ظہور اور  
 تمام کائنات اس کے ماتحت مقہور  
 ہے ان ممکنات کو الہدیت محض کے



هِيَ تِلْكَ مَسْأَلَةٌ عَزَائِلِهَا  
يَا جَنِّعُ مَا سَلَبْنَا بَيْطًا صِرْفًا  
لَا أَتَاهَا حَقَائِلِي أَوْ شَيْءٌ  
يَحِبُّ سَلْبَهَا مِنْ تِلْكَ  
الْمَرْئِيَةِ الْمُنْزَهَةِ لِمَا هَذَا  
الْأَدْرَاكُ مِنْ تَعَمُّلِ الْعَقْلِ  
فَقَطُّ وَلَكِنْ كَمَا أَصَوَّلًا وَ  
أَيَّمَّةً هِيَ ظِلَالُهُ قَادِمٌ وَمُؤَيَّمَةٌ  
يَا إِذَا مَعْنَى فِي مَا وَرَاءَ  
الْأَرَادَةِ يَصِفُ بِهَا الْبَارِي الْحَقُّ  
فِي مَرَاتِبِ الْاِتِّصَافِ

تعالیٰ کی ذات اقدس میں مرتبہ انصاف میں اس کے ساتھ موصوف ہے  
وَيَا زَاوِيَهُنَّ الْمَرْئِيَّةِ  
اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ مَا اللَّهُ  
فَمَوْضُوعٌ لَهَا يَأْتِي بِهَا  
لَا تَهْلُوَهَا وَرَنَّمَا سُلْطَانُ  
الْاِعْتِبَارِ فِي الْعُنُونِ دُونَ  
الْمَعْنُونِ وَامَّا لَا إِلَهَ إِلَّا  
هُوَ فَمَوْضُوعٌ

مرتبہ سے بہت اور سمجھیں اور سادہ  
طور پر اسکی نفی کریں، یہ خیال کہ نا  
درست نہیں کہ وہ ایسے حقائق اور  
موجودات ہیں کہ جنکا اس مرتبہ مندرجہ  
سے نفی کرنا لازم ہے اس قسم کا ادراک  
تو فقط عقلی تعامل سے البتہ ان ممکنات  
میں سے ہر ایک کی اصل اور بنیاد ہے،  
کہ جس کیساتھ اس ممکن کو سایہ کی نسبت  
ہے اور اسکا مقتدی ہے اسکے متعلق  
اگر ارادہ سے آگے امعان کے ساتھ  
غور کیا جائے، تو معلوم ہوگا کہ باری

تعالیٰ کی ذات اقدس میں اس کے ساتھ موصوف ہے  
اور اسی مرتبہ کے بالمقابل اللہ  
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ہے اسد تعالیٰ کا  
اسم مقدس اس مرتبہ کیلئے اس لحاظ  
سے وضع کیا گیا ہے کہ وہ لامتناہی  
ہے اور اعتبار کی اصلیت عنوان ہی  
میں ہوا کرتی ہے معنوں میں نہیں اور  
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ کو اس مرتبہ کے لئے

لَهَا بِإِعْتِبَارِ أَزْمَانِ هِيَ  
 وَاحِقُ النَّاسِ بِمَعْرِفَةِ  
 الذَّاتِ رَجُلٌ مَقْرَبٌ غَايَةُ  
 الْقُرْبِ، سَلِيمُ الْقَلْبِ مُتَسَلِّحٌ  
 الصُّورَةُ مُؤَيَّدٌ بِإِسْمِ الْمُطْلَقِ  
 نَشَأَ مِنْ صَدْرِهِ وَهَذَا الرَّجُلُ  
 هُوَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ إِمَامُ  
 الْمُرْسَلِينَ وَأَمَّا سَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ  
 فَبِحَسَبِ رِسْتَعَدَاكَ تَرْتِمُ  
 وَالْأُولِيَاءُ بِحَسَبِ صُورَةِ  
 الْمَنْزِلَةِ لَا يَتَخَيَّرُونَ فِي  
 قَامُوسِ إِطْلَاقِ حُرُوفِ تَعْرِثِهِ  
 وَالْحُكَمَاءُ بِقِفْ عَلَيْهِمْ حُرُوفُ  
 مَيَادِينِ قُرْبِ الْوُجُودِ  
 ہوتے بر خلاف ان کے علماء کا علم قرب و جود کے میدان تک محدود ہوتا ہے  
 الثَّانِي الْحَقُّ الْقَيُّومُ  
 الْحَقُّ الشُّمُّ وَهُوَ بَارِزٌ  
 أَوَّلُ التَّجَلِّيَّاتِ وَأَعْظَمُهَا  
 دیکھ کر اسے اس نام مطلق کی تاثیر حاصل ہو کہ جس کا منشاء اس کا سینہ مبارک ہے یہ شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خاتم النبیین امام المرسلین ہیں اور دیگر انبیاء کرام کو یہ دولت استعداد کے موافق نصیب ہوتی ہے اور اولیاء اپنی صورت مزاجیہ کے مطابق اس سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور وہ اطلاق اور عدم تقیید کے دریا میں غوطہ زن ہو کر متحیر نہیں ہوتے  
 دوسرا مرتبہ الحی القيوم  
 الحق النور کا ہے سب سے پہلی اور سب سے بڑی گرامی ترین تجلی کا

وَ أَكْثَرُهَا وَ أَسْطَرَّهَا هُوَ كُلُّ  
الَّذِينَ مَرَّ لِلْمَرْبَّةِ الذَّائِبَةِ  
وَشَرَحَ كَمَا يَجْمَعُهَا وَقَدْ  
غَلَطَ فِيهِ كَثِيرُونَ خَرَعُوا  
ذَاتًا وَ لَمَّا هُوَ شَرَحَ لَهَا  
يَسْمِيَنَّهَا بِالْهَيْئَةِ  
الْمُقَصِّلَةِ إِذْ هُوَ مَوْزُونٌ  
الَّذِي هُوَ أَقْلٌ تَمَثَّلَ  
لِلْمَاهِيَةِ وَ لَمَّا صَدَرَ عَنْهَا  
رَيْفًا مَرَّ كُلُّ خَيْرٍ لَهَا

الثَّالِثُ الْجَمِيدُ الْعَظِيمُ  
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْجَدِيدُ وَ هُوَ  
شَرَحَ لِجَهَةِ وَاحِدَةٍ مِنْ  
جِهَاتِ التَّقَرُّرِ وَ حَقِيقَتِهِ  
خُصُوصِيَّةُ التَّحَقُّقِ بِخَوِ  
مِنَ الْحَكِيمِ يَا إِلَهِي هُوَ  
رِدَاؤُهُ

مظہر بھی اسماء پاک ہیں اور سب سے  
سادہ اور بسیط ہیں اور مرتبہ ذاتیہ کا  
یہ لازم کل اور اس کی پوری شرح  
اور تفصیل ہے بہت سے لوگوں نے غلطی سے  
اسے تین ذات سمجھ لیا، بلکہ یہ لڑاسی  
شرح ہے جو کہ بہت تفصیلہ کیسا کہ  
اسے ممتاز کر دیتی ہے اور تقرر کا وہ  
عنوان ہے جو کہ ماہیت کا اول  
ترین تمثیل ہے اور ہر ایک قسم کی  
خیر کی اقتدار کا اسی سے صدر ہوتا ہے  
تیسرا مرتبہ المجید العظیم العلیٰ الکبیر  
الحلیل کا ہے اور یہ عالم تقرر کی مختلف  
جہات میں سے ایک جہت کی شرح  
اور تفصیل ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے  
کہ نفس تحقق کبریاء کی اسمیں خصوصیت  
پیدا ہو گئی ہے جسے احد تعالیٰ نے  
اپنی چادر بتایا،

اور چوتھا مقام الغنی الواسع  
القوی، دو الطول المبارک ہے یہ

الزَّلِيلُ الْغَنِيُّ الْوَاسِعُ  
الْقَوِيُّ ذُو الطُّوْلِ الْمُبَارَكِ



وَهُوَ شَرْحٌ لِجِهَةٍ مِنْ جِهَاتِ  
الْكِبَرِيَاءِ \*

الْخَامِسُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ  
الْبَرُّ الْقَادِرُ وَهُوَ تَشْتُلُ  
الْفَنَاءِ مِنْ حَيْثُ الْإِضَافَةِ  
الْإِضَافِيَّةِ \*

السَّادِسُ اسْمُ الْمُرِيدِ  
لِجَزَيَّاتِ الْبَارِي الرَّازِقِ  
الْمُصَوِّرِ الْهَادِي الْغَفَّارِ الْكَافِرِ  
الْبَاسِطِ الْخَافِضِ الرَّافِعِ الْمُبْدِي  
الْمُعِيدِ الْمُخِي الْمُوَيْدِ \*

وَيَا جُمَّلَةً فَلْيَحْلِلْ نَوْعَ  
جِهَةٍ مَقْدَّ سَةِ يَكْتُمُهَا  
اسْمٌ مِنْ حَيْثُ الْإِضَافَةِ  
الْإِضَافِيَّةِ وَهِيَ كَلُّهَا مِنْ  
جَزَيَّاتِ الْأَسْمِ الْجَامِعِ  
الْإِضَافِي الْمَعْتَرِعَةِ بِالْمُرِيدِ  
وَيَا تَمَّتِ السَّلْسَلَةُ الْبَدِئِيَّةُ  
وَلَا أَقُولُ إِنَّ الْحَيَّ الْقَيُّومَ مَثَلًا

کبریا کی جہات میں سے ایک جہت  
کی شرح اور تفصیل ہے،

پانچواں مرتبہ، الرحمن الرحیم  
البر القادر کا ہے اس میں اضافت  
کی شکل کو فنا کی صورت میں بتایا  
گیا ہے،

چھٹا اسم مرید ہے، جس کی  
جزئیات، الباری، الرازق، المصور  
الہادی، الغفار، القابض، الباسط  
الخافض، الرافع، المبدی، المعید، المحیی  
الممیت ہیں،

خلاصہ یہ کہ ہر ایک نوع کی ایک  
مقدس حیثیت ہوتی ہے، کہ جس پر  
کوئی اسم پاک باعتبار اضافہ اضافہ  
کے مشتمل ہوتا ہے اور یہ سب کے  
سب ایسے اسم پاک کی جزئیات ہیں  
جو ان سب کا جامع ہے یعنی المرید  
اسی پر سلسلہ بدیعیہ قائم ہو جاتا ہے  
میں یہ نہیں کہتا الْحَيُّ الْقَيُّومُ مثلاً

إِنَّمَا شَرَحْتُ بِحَيْثُ فِي أَطْوَارِهَا  
 الْعَلَى الْعَظِيمِ بَلْ هُوَ شَرْحُ  
 لِحَقَّةٍ مِنْ جِهَاتِهِ وَتَضْيِيقُ  
 حَدِّهِ الْعَقْلِ عَنْ اِكْتِنَاهِ  
 كَثْرَتِهَا بِأَسْرِهِا وَتَحْقُوقِ أَعْدَادِهَا  
 فِي أَطْوَارِهَا بِمَقْتَرِفَاتِهَا  
 عَلَى هَذَا حَكْمُ الْأَسْمَاءِ  
 بِحَيْثُ فِي طَبَقَاتِهَا لَيْسَ  
 قَدْ مَكَ فِي مَوْقِفِ الْعِلْمِ  
 فَتَذَرُكَ أَنْ لِكُلِّ نَسِيرٍ  
 خُصُوصِيَّةٌ شَرْحِيَّةٌ وَهَيْئَةٌ  
 تَفْصِيلِيَّةٌ بِالنِّسْبَةِ إِلَى مَا  
 تَقْدَّمَ عَنْهُ فَالتَّحْقِيقُ الْإِنْدِي  
 يُقْنُونَ عَنْهَا بِالْحَيَوِيَّةِ  
 الَّتِي هِيَ حُضُورُ ذَاتِهِ لِذَاتِهِ  
 بِذَاتِهِ فَلَا تَعْدُ أَصْلًا وَالْعِلْمُ  
 الْحَضُورِيُّ فِي لِسَانِ الصُّوْفِيَّةِ  
 وَالتَّقْوَمُ وَالتَّحْقِيقُ فِي لِسَانِ  
 الْحَكَامِ وَالنُّورِيَّةِ الَّتِي هِيَ هَيْئَةٌ

تمام اطوار سے اعلیٰ اعظم اسکی شرح  
 ہے، بلکہ یہ اسکی جہاتیں سے کسی  
 ایک جہت کی شرح اور تفصیل ہے  
 لیکن عقل دروین کی آنکھ اس کی کنہ  
 اور حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے اور اس  
 کے تحقق اعداد کو تمام اطوار میں کما حقہ  
 نہیں سمجھ سکتی اور تمام اسماء کے احکام  
 کو انکے طبقات کے مطابق اسی پر  
 قیاس کر دیتے ہیں مقام علم میں ثابت  
 قدم رہ کر یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر ایک اسم  
 اسکے مقدم کی نسبت کے لحاظ سے  
 ایک خصوصی شرح اور تفصیلی ہیئت ہوتی  
 ہے چنانچہ وہ تقریباً جسے اس حیاتیات  
 تعبیر کیا گیا جسکے معنی بغیر کسی قسم کے  
 تعدد کے اسکی ذات کیلئے ذات کیساتھ  
 حضور ذاتی کے ہیں اور جسے صوفیاء کی  
 زبان میں علم حضوری کہتے ہیں اور حکماء  
 کی اصطلاح میں تقویم اور تحقیق اور  
 کبھی نوریت سے تعبیر کرتے ہیں کہ جسکا

انکشافیہ تمثیل لکڑی تہ الذاتیتہ  
 و شرح کما حکمہا بجلہ و محلہ یحکمہا  
 لا یمتاز عنہا الا بالہدیتہ التحقیقیۃ  
 مع شدۃ الاجمال و غایتہ الطامس  
 الجہات و الاعتبارات باسرها  
 اگر تمام حیثیات اور اعتبارات کلی  
 و الامور المکتون عنہ  
 بالعظمتہ و العلو و الکلیۃ  
 تمثیل لچہۃ واحدۃ من  
 جہات الحق و تلك اطلاقہ  
 من حیثۃ التعریفی تمثیل  
 عظمتہ و علو و کبریاء  
 من حیثۃ التمثیل و  
 الخصوصیات المستانہ  
 بالغلو و السعة و البرکۃ و  
 الشیوخ شرح لچہۃ واحدۃ  
 من جہات العظیم وھی شاملۃ  
 فی نفسہ تمثیل برکۃ و غناء  
 غیر ان الغناء و البرکۃ  
 مفہوم انکشافیہ ہے یہ مرتبہ ذاتیہ کا تمثیل  
 اور اسکی شرح ہے دونوں ایک دوسرے  
 پر یکسر منطبق ہوتے ہیں باوجود شدت  
 اجمال کے بہت تحقیق کے علاوہ ان  
 دونوں میں کوئی امتیاز نہیں اور یہاں  
 طور پر ختم ہو جاتے ہیں  
 اور وہ امر کہ جسکا عنوان عظمت  
 علو و کبریاء ہے اہم پاک الحقی  
 کی ایک ہی حیثیت کا تمثیل ہے اس  
 کا اطلاق ایک خاص حیثیت کیساتھ  
 مقید ہو کر عظمت اور علو و کبریاء کی  
 شکل میں متمثل اور نمودار ہوتا ہے اسی  
 طرح وہ خصوصیات جن کو غنی سعت  
 رحمت برکت اور اعطاء سے تعبیر کیا  
 جاتا ہے وہ اہم عظیم کی جہات میں  
 سے ایک جہت کی شرح اور تفصیل  
 ہے اور اسکا مفہوم بذات خود شامل  
 ہے کہ جس سے غنا اور برکت متمثل  
 ہوتی ہیں اگرچہ غنا اور برکت ہر ایک



مُشَبَّعٌ بِذِلَافَاتٍ وَجَامِعٌ  
 لِشُؤْنِهَا وَالطَّاسِبُ الْمُنْبَعِثُ  
 فِي الشَّامِلِيَّةِ وَالرَّحْمَةُ وَالْقُدْرَةُ  
 شَارِحَتَانِ لِجِهَةٍ مِنْ جِهَاتِ  
 الْمُتَبَارِكِ وَهِيَ هُنَا اسْتِعْدَادِيَّةٌ  
 بِكَمَالَاتِ الْأَفَاضِيَّةِ تَمَثَّلَتْ  
 مَلَكَةً لَهَا مَعَ التَّعَرُّفِ عَنِ  
 الْأَفَاضَةِ بِالْفِعْلِ الْمُتَدَلِّ  
 بِالذَّاتِ وَالرَّحْمَةُ وَالْقُدْرَةُ حَقٌّ  
 وَكُلُّ مَقْدُورٍ إِنَّمَا قَدَّرَ عَلَيْهِ  
 بِرَحْمَتِهِ قَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى وَ  
 رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ثُمَّ  
 رَأَى حَقَّ التَّمَثُّلِ كَثِيرًا لِلَّذِينَ  
 يَتَّبِعُونَ النَّبِيَّ الْأَمِّيَّ وَنَبِيَّ مَكَا  
 رَأَى ذَلِكَ بِالْقُدْرَةِ فَسُلْطَانُ الْفَرْقِ  
 فِي الْعُتُونِ وَمَوْطِنِ التَّمَثُّلِ وَ  
 الْمَعْنُونَ وَخِيزَ الْأِطْلَاقُ +

صرف عنوان اور مثل میں ہے مضمون۔ اور نیز اطلاق میں کوئی فرق نہیں،  
 تَمَثُّلُ الرَّحْمَةِ تَمَثَّلَتْ

قسم کے فیض کا منبع اور اس کے مختلف  
 احوال کی جامع ہے لیکن اس کا منبع  
 ہونا شمولیت میں اکرمیت جاتا ہے  
 اور رحمت اور قدرت یہ دو نون  
 المتبارک کی جہات ہیں سے ایک  
 جہت کی شرح اور تفصیل کہ نبوی ہیں  
 اور یہ کمالات افاضیہ کیلئے بمنزلہ استعداد  
 استعداد یہ کہ ہیں جو کہ ملکہ کی شکل میں  
 ظاہر ہوتی ہیں مگر افاضہ بالفعل مستعد  
 بالذات سے عاری ہیں اور رحمت  
 و قدرت واحد ہیں اور ہر ایک چیز  
 پر قادر ہوتا یہ رحمت کا نتیجہ اور عمرہ  
 ہے ورحمتی وسعت کل شئ اس  
 کے بعد اس کے مثل کے حق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر  
 کوان لوگوں کے لئے جو کہ نبی اخی کی اتباع کرتے ہیں  
 متعین کر دیا۔ اور اس کے علاوہ تمام چیزوں کو  
 قدرت سے تعبیر کیا جاتا ہے، تو فرق  
 پھر جب رحمت میں افاضہ بالفعل

کی شکل نمودار ہوتی ہے تو اسے ارادہ  
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور یہ ایک  
ہیئت و عددانیہ ہے جو انتہاء اور اطلاق  
کیلئے تمام ممکن ہے کسی بلند ارادہ  
کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اولاً اور بالذات  
کسی دوسری طرف نظر اٹھائے اسکے  
لئے مناسب یہی ہے کہ تمام امور کا مزج  
مقصد اول ہی کو قرار دے جس میں اسماء  
حسنی کی صورتیں منعکس ہیں اور یہ اس  
وجہ سے کہ اسماء پاک میں شدت اطلاق  
اور وسعت لا تنہا ہی پائی جاتی ہے  
تو اسکی مثال صیقل کردہ آئینہ کے  
طریقہ پر ہو جاتی ہے کہ اس میں تمام  
ما فوق نفوس اور استعداد ظاہر و غیرہ  
ظاہر ہوتی ہیں اور تمام اسماء کیلئے  
یہ نظریہ مسلم ہے، لیکن لوگوں کی ہوشیاری  
اپنی تک محدود رہتی ہیں جو ارادہ  
کے ضمن میں منعکس ہوتی ہیں،  
اگر اطلاق اور اس کی حقیقت انتہا

اَفَاخَذَتْ بِالْفِعْلِ وَتَسْتَحْيِي بِالْاِرَادَةِ  
وَهِيَ هَيْئَةٌ وَحْدَانِيَّةٌ كَانَتْهَا  
خَتَامٌ مَسْكُونٌ لِلْاَنْتَرَهَاءِ وَ  
اَلَا تَلَدُّ لَيْسَ يَحْقُ بِطَاعَةِ اَنْ  
يُطَمَعُ غَيْرَهَا اَوْ كَاوِيَا لِدَاثِ  
اِنَّمَا الْخَرِيُّ اِلَى جَاءِ الْكُلِّ  
اَلَيْهَا بِاَلْقَصْدِ اَلْاَوَّلِيَّ  
اَلْعَكْسَتْ حَوِيُّ اَلْاَسْمَاءِ  
خَيْرَهَا وَذَلِكَ لَانِ اَلْاَسْمَاءِ  
اَلشَّدَّةِ اَخْلَاقَهَا وَسِعَةِ كَا  
اَنْتَرَهَاءِ كَمَا يَصِيرُ كَالْمِرَاةِ  
اَلصِّقِيَّةِ لِحُلِّ مَا خَوْقَهَا  
مِنْ اَلْغَيْرِهَا وَاسْتِعْدَادَاتِهَا  
اَلْمُنْطَبِسَةِ وَالظَّاهِرَةِ وَ  
هَذِهِ مَطْرِدَةٌ فِي اَلْاَسْمَاءِ  
اَجْمَعِهَا غَيْرَ اَنْ عَرَفَا اَلْعَبَلِ  
يَنْتَهِي عِنْدَ الصُّورَةِ  
اَلْمُنْعَكِسَةِ فِي اَلْاِرَادَةِ  
وَمَا اَيْسَرُ اَنْ تَسْتَبِيحَ كَمَا

لَوْ دَرَيْتَ مَعْنَى الْإِطْلَاقِ وَ  
 كُنْهَهُ الْكَيْسِ أَنَّ الْكَاتِبَ فِي  
 مَا تَنَالُوهُ مِنَ الْوَاقِعِ الرَّعْكَسِ فِيهِ  
 صَوْرَةٌ مُتَصَادِقَةٌ بِأَسْرَافِهَا  
 خَمِيقَ الْكَاتِبِ الْكُنَاطِقِ وَ  
 الْحَيَوَانِ وَالْحُجْمِ وَالْجَوْهَرِ  
 وَمِنْ الْكَاتِبِ الْمُتَعَجِّبِ  
 وَالضَّاحِكِ وَالْمَاشِي وَهَلْ  
 جَلَّ عَلَى أَنَّ لِكُلِّ مُتَصَادِقٍ  
 حَقِيقَةً مُسْتَقِلَّةً قَدْ اتَّخَذَ  
 اتِّخَادًا غَرَضِيًّا يَهْدِي إِلَى  
 نَحْوٍ فِيهِ فَيَهْدِي إِلَى صَدْرَتِ  
 حَقَائِقِ الْأَنْوَاعِ بَلِ الْإِشْرَافِ  
 وَهِيَ الَّتِي تُسَمَّى بِالْأَعْيَانِ  
 الثَّابِتَةِ وَبِإِزَائِ كُلِّ  
 جِهَةٍ إِسْمٌ جَزْئِيٌّ وَتُسَمَّى  
 بِالضَّرْفَاتِ الْفِعْلِيَّةِ كَمَا أَنَّ  
 سَبْقَ ذِكْرِهَا تُسَمَّى بِالضَّرْفَاتِ  
 الَّتِي تَلِيهَا إِشْرَافًا إِطْلَاقًا وَكُلًّا

زہن نشین ہو چکی تو اسکا سمجھنا تمہارے  
 لئے بہت آسان ہے کیا نفس واقع  
 میں کاتب کے مفہوم کے اندر وہ تمام  
 صورتیں عکس انداز نہیں ہوتیں کہ جن  
 کیساتھ اسے تصادق کی نسبت ہے  
 چنانچہ کاتب ہی کی شکلوں میں سے  
 ناطق حیوان جسم درجہ ہر متعجب ضاحک  
 اور ماشی وغیرہ ہیں کہ جن پر اسکا اطلاق  
 ہوتا ہے، حالانکہ ان میں سے ہر  
 ایک کا مفہوم ایک مستقل حقیقت ہے  
 اور کاتب کے مفہوم کے ساتھ جو اسے  
 اتحاد حاصل ہے وہ اتحاد عرضی ہے سو  
 اسی وجہ سے جہات الزام بلکہ شخاص  
 صادر ہو گئیں اور انہیں کا نام اشیاء  
 ثابتہ رکھا جاتا ہے اور ہر ایک جہت  
 کے مقابلہ میں ایک اسم جزئی ہے جو کہ  
 صفات فعلیہ کہلاتی ہیں جیسا کہ ہم نے  
 بیان کیا کہ مقدم الذکر صفات کو  
 بوجہ شدت اطلاق صفات ثابتہ



کَلَمًا بِكُلِّ الدَّاتِ فَقَدْ أَصْلُ  
 التَّكْوِينِ دَبَّارًا حَكِيمًا  
 ذَمَّ أَغْلَمَ أَنَّ اللَّهَ سُبحَانَهُ  
 لَمَّا كَانَ مُحِيطًا بِالعَالَمِ  
 مِنْ جَانِبِ اثْنَانِ الْعَالَمِ  
 وَمُعِيتِهِ كَلِمَاتُ ثَبَتَ  
 لَهُ آيَاتُ عَوْدِيَّةُ  
 مَقْدَسَةُ أَرْثِيَّةُ أَبْيَئَةٍ  
 تَامَّةُ الْأُطْلَاقِ

کہ جاتے ہیں اور ان کا مفہوم یکسر ذاتِ اقدس  
 پر منطبق ہوتا ہے یہ کوین کی اصل اور حکمتِ ہر  
 اس کے بعد یہ بھی جان لو کہ  
 اور تعالیٰ اس عالم پر ہر طرح  
 محیط ہے خواہ اتیان عالم کو ملحوظ  
 رکھا جائے یا مصنی عالم کو غرض کہ یہ  
 سب کچھ حقائقِ مقدسہ الیہ ابد یہ  
 کامل الاطلاق کا نتیجہ ہے جو انبیات  
 عود یہ کہلاتی ہیں

## طبقات اسمائے پاک

قَالَ طَبَقَةُ الْأُولَى الْعَلِيمِ  
 السَّمِيعِ الْعَصِيرِ الْبَصِيرِ  
 الشَّهِيدِ وَكُنْهَها حَصُورُ  
 الْعَالَمِ بِنَخَالِطِهِ وَأَحْكَامِهِ  
 وَاشَارِهِ رَاجِعًا إِلَى  
 اللَّهِ تَعَالَى بِالْإِحَاطَةِ غَيْرِ  
 الْإِحَاطَةِ الْأُولَى عَلَى  
 أَنَّهَُا غَيْرُ اللَّهِ بَعْدَ تَحْوِ

پہلا طبقہ: العليم، السميع، البصير  
 البصير، الشہید ہے اور انکی حقیقت  
 یہ ہے کہ تمام عالم اپنی تخلیط و احکام  
 اور آثار کے ساتھ اور تعالیٰ کے  
 علم میں حاضر ہیں اور وہ اس پر محیط  
 ہے لیکن یہ احاطہ پہلے احاطہ سے مختلف  
 ہے علاوہ ازیں کسی قدر تحلیل کے  
 بعد یہ احاطہ غیر اسد قرار پاتا ہے اور

مِنَ التَّحْلِيلِ حَتَّى صَارَ  
ذَانَهُو ذِي شَفَاقًا بَرَّاقًا

الثَّانِيَةُ الْمَلِكُ الدَّائِمُ  
الْمُتَعَالَى الصُّبُورُ الشُّكُورُ الْحَلِيمُ  
الرَّشِيدُ الْحَمِيدُ الْبَاقِي الْوَاحِدُ  
الْعَزِيزُ وَكَتَبْتُهَا تَمْثُلُ  
الطَّبَقَةَ الْأُولَى فِي جَانِبِ  
التَّعْرِي لَا أَتَوَلَّى بَقَاءَهَا  
مَنْعَرَةً يَأْمُطُ لَهَا كَمَا كَانَتْ  
أَوَّلًا إِذْ هِيَ بِعَيْنِهَا أَسْمَاءُ  
اللَّهِ الْمَبْدَأُ ثِيَّةٌ فَتَشَاءُ بِأَزَاوِ  
كُلِّ تَخْلِيْطٍ تَقْدِرُ لِيَّ  
هَذَا لِكَ بِأَخَاءِ التَّقْدِيرِ كَيْسَاتٍ  
بِتَفَاضِيلِهَا

الثَّالِثَةُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ  
الصَّمَدُ السُّبُّوحُ وَكَتَبْتُهَا  
التَّقْدُسُ السَّلَامُ الْوَاحِدُ  
الْعَزِيزُ وَإِنَّمَا تَعْدَهَا  
خَاتَمَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَهِيَ الْأَسْمَاءُ

شفاف و براق دکھائی دیتا ہے جس  
کے آس پاس نظریں نمود کرتی ہیں  
دوسرا طبقہ، الملک، المتعالی  
القبور، الشکور، الحلیم، الرشید  
الحمید، الباقي، الواحد، العزیز  
کا ہے ان کی حقیقت طبقہ اولی کا  
تمثل ہے کہ جس میں تعری کا پہلو ملحوظ  
ہو اس سے میرا مقصود یہ نہیں کہ وہ اپنے  
پہلے اطلاق اور تعری پر باقی ہوں  
اسلئے کہ یہ تو بعینہ اسد تعالیٰ کے اسماء  
بدیہ میں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر ایک  
تخلیط کے بالمقابل تقدیس ظہور میں  
آتی ہے تقدیسات کے اپنی تفصیل  
کے ساتھ مائل ہونی کی وجہ سے

تیسرا طبقہ ان اسماء حسنی کا ہے  
القدوس، السلام، الصمد، السبوح  
ان کی حقیقت تقدس تام اور افضا  
عمیق ہے اور ان کے بعد ذات اقدس  
سبحانہ و تعالیٰ کا مقام ہے اور ان

يُحَلِّ إِلَيْهَا التَّجَلِّيَ الذَّاتِيَّ  
عَلَى الْوَجْهِ الذَّوِيِّ أَشْرَفًا  
إِلَيْهِ بِحَسَبِ الْعَوْدِ كَمَا أَنَّ  
الْأَسْمَاءَ الَّتِي مَرَدَّدَتْ لَهَا  
يُحَلِّ إِلَيْهَا التَّجَلِّيَ بِحَسَبِ  
الْبَدَاءِ أَمَّا الطَّبَقَةُ الْأُولَى  
فَحَضْرَةُ جَامِعَةٍ لِصُورِ  
الْعَالَمِ كُلِّهَا وَذَلِكَ يَكُونُ  
مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ تَقْصِيلِ  
الْإِفَاضَةِ الْإِضَافِيَّةِ وَسَيَرُ  
عَلَيْكَ مُكَلِّبًا بِالْكَلَامِ وَمَرَّةً  
عِنْدَ التَّوَكُّاسِ الْبَظَامِ  
الْمَرَّتَيْنِ فِي الْأَشْمِ الْدِينِ  
حَمَلَهُ الْوُجْهُ وَهُوَ الْمَرَادُ هُنَا  
وَسُسْمِيَّةٍ بِالْعِلْمِ الْإِنْفِغَالِي  
وَأَمَّا الْقَدْرُ وَسُفْتَمُشَلْ  
لِجَهَةِ التَّعَرُّيِّ عَنْ كُلِّ التَّمَثُّلَاتِ  
الْمَنْطُوبَةِ فِي الْحَقِّ الْقَيُّومِ  
وَأَمَّا الْمَلِكُ الدَّائِمُ

ہی اسماء کیساتھ تجلی ذاتی کی اسی طرح  
پر تجلیل کی جاتی ہے جیسا کہ ہم نے  
پہلے بھی اشارہ کر دیا کہ اس میں عود کا  
پہلو ملحوظ ہوتا ہے یہ خلاف ان اسماء  
کے جن کا ذکر ہو چکا ان میں تجلی باعتبار  
بدء کے ظاہر ہوتی ہے یا پہلا طبقہ تو وہ  
تمام عالم کی مختلف صورتوں کا جامع  
ہوتا ہے اور یہ دو مرتبہ ہوتا ہے ایک  
افاضہ اضافیہ کی تفصیل کے وقت اس  
کی تشریح عنقریب آئے گی اور اس کا  
لقب کلام ہے دوسرے اس وقت جبکہ  
وہ نظام انعکاس کے طور پر ظاہر ہوتا  
ہے جسکی ترتیب اس ہم پاک میں ہے کہ  
جس کا متخلل لوح محفوظ ہے اس مقام پر یہی  
مقصود ہے اور ہم اسے علم انفعالی کہتے ہیں  
اور ہم قدوس کے تمثیل کی حقیقت یہ  
ہے کہ جو تمثلات الٰہی اقیوم کے منہن  
میں منطوی تھے ان سب سے اس کی  
تجربہ کی گئی ہو اور الملک الدائم کا



فَشَرَحَ الْقُدُّوسُ بِحَسَبِ  
 التَّشَرُّكَاتِ النَّازِلَةِ فِي كُلِّ  
 مَوْتَبَةٍ مَرْتَبَةٍ وَالْحِكْمَةِ  
 تَبَتُّدِيٍّ مِنَ الْخَيْرَةِ فِي الذَّاتِ  
 وَغَيْرِهَا مِنَ الْأَسْمَاءِ الْبَدَنِيَّةِ  
 وَتَدْرِي إِلَى الْإِنِّيَّةِ قَالِ  
 الْأَسْمَاءِ الْعَوْدِيَّةِ وَحَقِّ لَهَا  
 ذَلِكَ إِذَا الْعَالَمُ عَلَى شَرَفِ  
 الْمُضَيِّقِ وَلَا خَلَّ ذَلِكَ تَرَى  
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 يَجْعَلُ اسْمَ الْأَعْظَمِ تَارَةً اللَّهُ  
 لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ بِحَسَبِ  
 الْبَدَنِ وَتَارَةً الْأَحَدُ الصَّمَدُ  
 الْغَنِيُّ كَمَا بَدَلُ كَمَا يُؤَلِّدُ  
 كَمَا تَكُنْ كَمَا كَفُّوا أَحَدٌ بِحَسَبِ  
 الْعَوْدِ وَتَرَى أَكْثَرَ الْأَدْعِيَةِ  
 النَّبِيِّ تَرِيَّةً قَالِ إِلَى الْأَسْمَاءِ  
 الْعَوْدِيَّةِ تَرِيَّةً وَتَسْبِيحًا وَتَقْدِيرًا  
 لَكُنِّي إِلَّا مِنْ الْأَسْمَاءِ

مفہوم مراتب مختلفہ کے نزلات کے  
 مطابق ہر ایک مرتبہ میں تقدس کی شرح  
 حکمت کی ابتداء ذات اقدس کی معرفت  
 کی جبرانی سے ہوتی ہے اور یہ کہ اسماء  
 بدیہ کی معرفت اسے حاصل ہوا اور انتہا  
 اس طریقہ پر ہوتی ہے کہ اسماء عودہ  
 کی طرف منکسرانہ رجوع کیا جائے کہ جسکا  
 وہ مستحق ہے کیونکہ عالم خاتمہ کے قریب ہے  
 اسی بنا پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کبھی توبد کو ملحوظ رکھ کر اللہ لا  
 إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ کو اسم  
 اعظم بناتے اور کبھی حالت عودہ کو پیش  
 نظر رکھ کر الاحد الصمد الذی  
 لم یلد ولم یکن له کفو احد  
 کو اسم اعظم قرار دیتے پچاسویں تو دیکھے  
 گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر  
 دعاؤں میں اسماء عودہ کی جانب  
 اشارہ اور ابتر ہال پایا جاتا ہے اور  
 اپنی تسبیح و تقدیس میں بھی یہ اسماء عودہ

الْعَوْدِيَّة

رہتے تھے،

## اسماء حادثہ

وَمِنْ أَلَا سَمَاءَ أَسْمَاءُ  
حَادِثَةٌ بِهَا نِظَامُ الْحَوَادِثِ  
وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ فِيهَا عَلَى مَا  
خَصَّنِي اللَّهُ بِتَعْلِيمِهِ مَا سَتَعَرْتُ  
أَنَّ مِنَ الْوَاغِ الْقَرِيبِ قُرْبُ  
الْفَرَاغِ وَكَثْرَةُ تَجَلِّيِ اللَّهِ  
سُبْحَانَهُ فِي أَشْيَا الْعِبَادِ  
بَعْدَ اقْتِرَابِهِمْ بِقُرْبِ  
الْوُجُودِ فَإِذَا اتَّجَلَّى فِيهَا  
تَحَقُّقٌ تَحَقُّقًا نَمَا أَنَّ اللَّهَ  
سُبْحَانَهُ أَصْلُ التَّحْقِيقِ  
وَسُخْبُومِثْلُ هَذَا التَّحْقِيقِ  
مُعْتَمَدٌ عَلَى الْعَيْنِ فِي عَالَمِ  
الْغَيْبِ وَعَلَى النَّفْسِ النَّاطِقَةِ  
فِي عَالَمِ الشَّرَافَةِ مِثْلُ تَحَقُّقِ  
الرُّوحِ مُعْتَمَدًا عَلَى أَشْيَاءِ الْبَلَدِ

اور بعض اسماء حادث ہیں، جو کہ  
نظام حوادث کا موجب ہیں اور اس  
قول کی حقیقت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے  
مجھے خاص طور سے تعلیم فرمائی ہے یہ  
ہے کہ قرب کے اقسام میں سے ایک  
قسم قرب بالقرائن ہے اور اسکی حقیقت  
یہ ہے کہ اسکے بندوں کو جو وقت قرب  
وجود حاصل ہوتا ہے تو اللہ سبحانہ و  
تعالیٰ اعیان عباد میں تجلی فرماتے ہیں  
اس تجلی کے بعد ایک قسم کا تحقق ہوتا ہے  
اسلئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تحقق کی  
اصلیت اور اسکی بنیاد ہیں اور اس  
تحقق کے تمثیل انحصار عالم غیب میں  
میں پر ہوتا ہے اور عالم شہادت میں  
نفس ناطقہ پر جیسا کہ روح انسانی کے  
تحقق کا دار و مدار اخلاط جسم پر ہوتا ہے

وَمِثْلُ تَعَلُّقِ هَذَا الْأَسْمِ  
الْمُتَحَقِّقِ مِثْلُ تَعَلُّقِ هَذَا  
النَّفْسِ بِالْبَدَنِ فَكَمَا أَنَّ  
النَّفْسَ شَيْءٌ مُجَرَّدٌ يُسَيِّطُ  
لَا يَمْنَعُهَا تَعَلُّقُهَا بِالْبَدَنِ  
مِنْ تَجَرُّدِهَا وَلَا بَسَاطَتُهَا  
كَذَلِكَ هَذَا الْأَسْمُ أَمْرٌ إلهِي  
غَيْبِي لَا يَمْنَعُهُ تَعَلُّقُهُ بِالْعَيْنِ  
وَالنَّفْسِ مِنْ تَأَلُّفِهِ وَ  
تَقَدُّسِهِ قَالَ اللَّهُ يُلْقِي الرُّوحَ  
مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ  
عِبَادِهِ لِيُنْزِلَ يَوْمَ التَّلَاقِ مَعْفَى  
الْآيَةِ فِي مَذَاهِبِ الْبَطْنِ الرَّابِعِ  
هَذَا الْأَسْمُ الَّذِي حَقَّقْنَاهُ

اس اسم پاک کے تحقق کی مثال بعینہ  
نفس انسانی کے بدن کیساتھ تعلق  
رکھنے کی ہے سو جیسا کہ نفس شے مجرد  
اور بسیط ہے لیکن اسکا یہ تجرّد اور بساطت  
بدن سے تعلق پیدا کر نیکے لئے مانع نہیں  
اسی طرح یہ اسم پاک باوجودیکہ امر الہی  
غیبی ہے مگر یہ عین ثابت اور نفس مطلق  
سے تعلق پیدا کرنے میں مانع نہیں اور  
اس سے استدعا کے کی طرف منسوب  
ہونے اور تقدس میں فرق نہیں آتا،  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، يُلْقِي الرُّوحَ  
مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ  
لِيُنْزِلَ يَوْمَ التَّلَاقِ اس آیت کے  
معنی بطن رابع کے مطابق یہی اسم

پاک ہے کہ جس کی ابھی ہم نے تحقیق بیان کی ہے

ملائکہ کا مقام قرب اور ان کے اسماء

وَمِنَ الْمَلَائِكَةِ قَوْمٌ

قَرَّبُوا قَرَبَ الْوُجُودِ

ملائکہ کی ایک جماعت کو قرب

وجود کا درجہ حاصل ہوا ہے اور ان کے



سَبَّغَتْ أَعْيَانَهُمْ فَأَقْرُبُوا  
بِقُرْبِ الْقَرَارِضِ فَتَجَلَّى اللَّهُ  
مُبْجَانَةً وَتَحَقَّقَ تَحَقُّقًا لِهَيْبًا  
فَأَقْضَى مِنْ قَبْلِ هَذَا  
الْمَحْقِقِ تَائِيدًا تَكْوِينًا فَانْقَادًا  
لَهُ تَقْوِيرُهُمْ الْمَجْرَدُ وَأَرْوَاحُهُمْ  
الْأَمْسَاجِيَةُ فَخُلِقُوا وَكَوْنُوا  
بِوَسَائِلِهِ نَفُوسُهُمْ وَأَرْوَاحُهُمْ  
تَلَّاهُ نَسْأَلُكَ تَحَقُّقَ كَيْفِ نَفُوسٍ  
أَوْ أَرْوَاحٍ كَوْنًا

ایمان میں کمال آگیا تو انہوں نے  
قرب فرائض کا قرب حاصل کرنے کی  
کوشش کی اللہ تعالیٰ نے ان پر تجلی  
فرمائی اور اسکی الوہیت متحقق ہوئی  
یہ تحقق تکوین اور اثر انداز ہونے کا  
مقتضی ہوا جسکے سامنے انکے نفوس مجرہ  
اور ان کے جسم پذیر روح حسین طاعت  
کے طور پر جھک گئیں چنانچہ اللہ  
تعالیٰ نے اس کے تحقق کے ذریعہ نفوس اور ارواح کو پیدا فرمایا

مِنْهُمْ مِثْلَ كَيْفِ تَحَلَّى عَلَى  
الْأَرْوَاحِ وَتَحَلَّى كَيْفِ تَكُونُ  
وَرَفْعًا لَكَ الْمَلَائِكَةُ فِي ذَلِكَ  
مِنْهُمْ التَّصَوُّرُ فِي الرَّحْمِ وَالنَّبَا  
الْأَشْجَارِ وَغَيْرِهَا وَغَيْرَ ذَلِكَ  
وَتَحَلَّى عَلَى قَبْضِ الْأَرْوَاحِ وَ  
الرَّسْرِافِ قَبْلَ بَعْثِهِمْ وَكَانَ هَذَا  
مِنْ تَفَاصِيلِهِ وَمِنْهَا لَا يَجَادُ  
الْحَلَّى وَالْأَعْدَاءُ أَمَّا تَحَلَّى تَحْسَبُ  
التَّفْخَتَانِ لَكِنَّهُ لَمْ يَكُنْ

انہیں ملائکہ میں سے ایک مائیکل  
علیہ السلام ہیں جنہیں ہر ایک قسم کی  
تکوین اور ایصال رزق کا کام سپرد  
کیا گیا ہے بہت ملائکہ ان کے مقاد اور مصلح  
میں جم ہیں جنہیں کی تصویر اور صورت وغیرہ آگاہی  
کے کام انکے سپرد ہیں اور عزرائیل علیہ قبط ارواح کے  
فرائض انجام دینے پر مقرر کئے گئے ہیں اور اسرافیل  
کے کام ان دونوں سے عام ہیں گویا کہ  
ان دونوں کے کام ان کے کام کی شرح اور  
تفصیل ہے اور اسی سے ایجاد کلی اور

وَنَفْحَةُ الْاِيْحَادِ  
 اعدام کی چنانچہ دونوں نفحات اسی کی  
 طرف منسوب ہیں نفحۃ الاولیٰ اعدام کیلئے اور نفحۃ الثانیہ ایجاد کیلئے ہے،  
 وَجِبْرِیلُ هُوَ صَاحِبُ  
 اور جبریل علیہ السلام کے تربیت  
 الثَّرِیْبَةِ الْکَمَالِیَّةِ دُونَ  
 کمالیہ کے کام سپرد کئے گئے ہیں اسکے  
 جَنُودِهِ اَقْوَامٌ مِنْهُمْ  
 لشکر میں بہت سے ملائکہ شامل ہیں  
 اللَّیْمَةُ الْمَلَكُوتِیَّةُ وَكُلُّ  
 جو بنی آدم کے دلوں میں القاء خیر  
 رَسُوْلٍ فَاِنَّ لَهُ اِسْمًا  
 کرنے میں مشغول ہیں اور تمام رسل ان  
 نَبِیٍّ جَلِیٍّ فِی حَضَرِ رَجَبِہِ  
 میں سے ہر ایک کیلئے ایک اسم پاک  
 کَمَالٌ طَالِیہ مَالٌ  
 ہوتا ہے جو اسکے قلب پر تجلی انداز  
 وَاعْتَقِ بِتَحْزِیْنِ الْاَنْبِیَاءِ  
 ہوتا ہے غرضکہ یہ تمام اسی کے کمال اور  
 فِی کَمَالِہُمْ عُمُومُ  
 ایصال سے فیض یاب ہیں، اس اسم  
 الْاَسْجُودِ اِطْلَاقٌ وَتَسْوِیْدُ  
 پاک کے دین عاطفت میں جسکی  
 عَنْدَکَ بَعْضُ التَّفْصِیْلِ  
 بعض تفصیلات میں تم سے عنقریب  
 لِهَذَا الْاِسْمِ فَتَعْرِضُ  
 بیان کروں گا تمام انبیاء کرام پناہ  
 دَسْتُکُمْ کَرَامٌ مَا اسْلَفْنَا  
 گزری ہوئے جسکا باعث اس اسم پاک  
 لَکَ مِنْ اَنَا لَا تَرِیْہِ  
 کا عموم اور اطلاق ہے اور جو کچھ ہم پہلے  
 بِالْاَسْمَاءِ مَقْرُومَاتِ  
 بیان کر چکے وہ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ ہماری  
 اِنْتِزَاعِیَّةٌ دَرَنَمَا تَرِیْہِ  
 مراد اسماء پاک سے اسکا مفہومات انتزاعیہ  
 اِنْبِیَاتِ اَمُّقَدَّ سَتِیْہِ  
 نہیں ہوتا، ہمارے پیش نظر تو حقائق

وَتَجَلَّيَاتِ اَزَلِيَّةٍ وَاَعْلَمُ اَنْ مِّنْ هَذِهِ الْجَهَنَّمَاتِ الَّتِي عَلَّمَهَا مُورَانْتِزَاعِيَّةً اَقْسَا حِدِّ اُمُورِ غَيْبِيَّةٍ هِيَ اَصُولُ التَّجَلِّيَاتِ وَاَنَا قَدْ تَرَكْنَا كُلَّ اَنْتِزَاعِيٍّ وَكُلِّ مَوْجُودٍ نَاجِزٍ خَصًّا فِي بَحَارِ الْاَسْمَاءِ لَكِنَّ الْاِسْلَامَ يَعْتَمِدُ فِي بَيَانِهَا ذَا صَطَرٍ نَارِالِي مَفْهُومَاتِ اَنْتِزَاعِيَّةٍ ۛ

مقدسہ اور تجلیات ازلیہ ہوتی ہے، اور یاد رکھو کہ ان ہی جہات میں جنکا ہم نے تم سے تذکرہ کیا ہے، بعض کا مفہوم انتزاعی ہے کہ جسکو ہم نے امور غیبیہ کے مقابلے میں تعبیر کیا ہے جو تجلیات تکلیف ہیں جوقت ہم ہمارا پاک متعلق گفتگو کرنے لگتے ہیں تو ہر ایک مفہوم انتزاعی کو پس پشت ڈال دیتے ہیں لیکن زبان اس کے بیان کرنے سے عاجز ہوتی ہے اسلئے ہم مجبوراً مفہومات انتزاعیہ کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے،

## صفت علم

وَلَسْتُ كَأَكْمَرُ فِي الْعِلْمِ عَلَى حِدَّةٍ فَقَدْ كَثُرَتْ الْآيَاتُ فِيهِ وَفِي الْأَرَادَةِ فَإِنَّهَا الْمُتَحَصُّ عَرَفَانَهَا بِالْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَبِالْحُكَمَاءِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ وَالْكَلَامُ فَإِنَّهُ أَحْصَى الشَّرْعَ وَسَيَّخِ الْأَوْحَى

صفت علم کے متعلق ہمارا خیال علیحدہ بحث کرنا ہے جس کے متعلق کثرت سے آیات قرآنیہ وارد ہوئی ہیں اور ارادہ جسکی خصوصی معرفت انبیاء علیہم السلام اور حکماء و عنوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حاصل ہوتی ہیں اور مثلاً کلام جو کہ شریعت اور وحی کی اصل اور بنیاد ہے اور وحدت الوجود کے متعلق بھی بحث



وَفِي وَحْدَةِ الْوُجُودِ إِذْ كُنَّا

الْزَّاعِمِ فِيهِ

أَمَّا الْعِلْمُ فَيُطْلَقُ

بِالْإِشْرَافِ عَلَى مَعْنِيَيْنِ

أَوَّلُ تَجَلَّى اللَّهِ سُجَّاتُهُ

يَسْتَجَلِّي بِهِ وَهُوَ مِنْ

التَّسْلِيمَةِ الْبَدِئِيَّةِ وَكَثْرَةُ

الْأَنْدَاجِ الْفَعْلِيَّاتِ تَحْتَ

فِعْلِيَّتِهِ سُبْحَانَهُ فَلَمَّا كَانَتْ

ذَاتُهُ حَاضِرَةً عِنْدَهُ سُبْحَانَهُ

اسْتَلْزَمَ ذَلِكَ حُضُورَ كُلِّ

عِنْدَهُ بِتَمَازُجٍ وَخُصُوصِيَّاتِهِمْ

وَأَحْكَامِهِمْ وَأَتَا هَهُنَا نَمَّا

عِلْمُهُ نَزِيهٌ نَفْسُهُ يَحْسِبُ

ذَلِكَ الْحُضُورَ الْمُفَرَّدَ مِنْ

وَلَا يَمْتَنِعُ عِلْمُهُ بِوَاحِدٍ

مِنْهُمْ وَلَا يَذْكُرُ الْوَاحِدَ

بِعَيْنِهِمْ وَعَيْنُكَ بِالشَّامِلِ

الصَّادِقِ حَقِّكَ

کریں گے اسلئے کہ یہ ایک معرکتہ آلا راہ

بحث ہے

اشتراک کے طور پر علم کا اطلاق دو

معنی پر ہوتا ہے ایک تو اندر سبحانہ و

تعالیٰ کی تجلیات میں دیکھ تجلی جس کا

تعلق سلسلہ بدیہ سے ہے اور اس کی

حقیقت یہ ہے کہ تمام فعلیتیں اشرف

سبحانہ و تعالیٰ کی فعلیت میں مندرج

ہیں اور کیونکہ اسے اپنی ذات اقدس کا

علم حضوری حاصل ہے اسلئے یہ ضروری ہے

کہ تمام اشیاء کا علم حضوری اسے حاصل ہو

انکے تمام ایات اور خصوصیات

اور احکام اور آثار ہر وقت اسکے علم میں

حاضر رہتے ہیں اسکا علم ایک حضور مقدس

ہے جسکا تعلق اس کی ذات اقدس کے

نفس علم کے لحاظ سے یکساں ہے اور ان

میں سے کسی ایک کے ساتھ کبھی اسکا علم

اس واحد بعینہ کے علاوہ ممتاز نہیں ہوتا

اس پر خوب اچھی طرح سے غور کرنا

السَّئَلَةُ عَمِيقَةً وَهِيَ مَفْقُودَةٌ  
إِلَى ذَوِّ الْحَكِيمِ لَا تَنَالُكَ  
فِي الْوَحْيِ لِمَا سَبَقَ مِثْلًا  
الْإِشَارَةُ لِتَبَيُّرِ الْمَثَالِ  
الْإِحَاطَةُ بِالْعَوْدِيَّةِ عَلَى أَنَّهَا  
خَاضِرَةٌ عِنْدَ اللَّهِ وَمُشْرِفَةٌ  
عَلَى الْإِنْجِلَالِ قَرُومٍ  
سَلْسِلَةِ الْعَوْدِ لِيَهْ وَ  
كَثْرَتُهُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ  
مَحِيطٌ بِكُلِّ فِعْلِيَّةٍ مِنْ  
كُلِّ حَيْثِيَّةٍ تُفَرِّضُ  
سِرَّاتِي ذَلِكَ الْمَسْجُوتِ  
وَالْمُضَيِّعِ وَرَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَآلِهِ  
وَسَلَّمَ حَلَّ الْعُقْدَةِ  
فِي مَسْئَلَةِ الْمُقَدِّرِ بِمَا  
قَالَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ  
كَائِنٌ وَاعْتَدَا دَامَ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ لِعَلِّهِ اللَّهُ سُبْحَانَهُ فِيهِ

چاہیے کیونکہ یہ ایک دقیق مسئلہ ہے اور  
جسے صحیح طور پر حکیمانہ ذوق سلیم حاصل  
نہ ہو وہ اس کی تہ تک نہیں پہنچ سکتا  
جسکی طرف ہم پہلے ہی اشارہ کر چکے ہیں  
علم کے دوسرے معنی احاطہ عود پر کے  
ہیں بایں شرط کہ سب اشیاء اللہ تعالیٰ  
کے علم میں حاضر ہیں لیکن وہ عنقریب  
زائل ہونیوالی ہیں اسکا تعلق سلسلہ  
عود پر سے ہے اور جسکی حقیقت یہ ہے  
کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک حیثیت سے  
ہر ایک فعلیت پر محیط ہے قطع نظر  
اس سے کہ وہ حیثیت مفروضہ ہو کسی  
فعلیت کا ظہور میں آنا اور نہ کا زائل  
ہونا اس میں برابر ہے اور رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے تعدیر کا مسئلہ  
حل کرتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے تھے  
کہ جو کچھ ہونیوالا ہے قلم اسے لکھ کر خشک  
ہو گئے اور آدم علیہ السلام نے ہی  
بات بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کو انکے



اِنَّ مَبْدِئَ قَارِعَاتِ كُلِّ  
 اِلٰهٍ الْمَبْدِئُ بِصِغَةِ الْمَاخِذِ  
 عَلَى سَبِيلِ الْوُجُوْبِ فَلَا  
 جَرَمَ اَنَّ الْمَبْدِئُ وَكَانَ  
 اللّٰهُ سُبْحَانَهُ فِي الْقُرْآنِ الْعَظِيمِ  
 فَلْيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِي يَنْ  
 صَدَقُوا وَلْيَعْلَمَنَّ الْكَافِرِيْنَ  
 فَجَعَلَهُ السَّبَبَ الْغَاثِيَّ فِي  
 ذٰلِكَ بِصِغَةِ الْمُسْتَقْبَلِ عَلَى  
 سَبِيلِ التَّعْقِيْبِ فَلَا جَرَمَ  
 اَنَّ الْعَوْدِيَّ وَقَدْ اَشَارَ  
 اللّٰهُ سُبْحَانَهُ اِلٰى رَنْتِهَاءِ  
 لِقَمَانٍ فِي حِكْمَتِهِ بِمَا حَكَى  
 عَنْهُ يَا بَنِي اِسْرَآءِيْلَ  
 مَثَقَالَ حَبِيْرٍ اَلَا نَبِيْرٌ رَّبًّا لِّجَمَلَةٍ  
 فَكُلَّمَا نَزَّلَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ  
 ذِكْرٍ اَلْعِلْمِ فَاتَمَّ اَهُوَ الْعَوْدِيَّ  
 دَهْنُهُ ضَرْوَةٌ مِنْ طَبِيعَةٍ  
 بِحَسَبِ دَلَالَتِهِ دُونَ نَفْسِهِ

گناہ کر نیک کا علم بخفا، غرض کہ ہمارے رسول  
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہم علیہ السلام  
 نے مبدئی کی طرف رجوع کرنے کے لئے  
 و جوبی طور پر ماضی کا صیغہ استعمال کیا  
 کہ جس سے یہ بات ثابت ہو گئی، کہ  
 اسی وعدہ لا شریک کی ذات مبدی ہے  
 اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے قرآن عظیم  
 میں فرمایا فلیعلمن اللہ الذی ی  
 استدعا لے چھوٹوں اور بچوں کو ضرور  
 جان لے گا اس آیت میں فاعقب  
 کے بعد مستقبل کا صیغہ استعمال فرمایا ہے  
 اور ذات اقدس کو علت غائیہ قرار دیا  
 ہے تو اسے عودی تعبیر کرنے میں کسی  
 قسم کا کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے لقمان  
 علیہ السلام کی حکمت کے کمال کو بیان کرنے کیلئے  
 جو اشارہ فرمایا ہے اے میں ہے یا بنی اسرائیل  
 مَثَقَالَ حَبِيْرٍ اَلَا نَبِيْرٌ رَّبًّا لِّجَمَلَةٍ  
 کہیم میں جہاں بھی علم کا ذکر آیا ہے اس سے  
 عودی مراد ہے اور یہ ضرورت وحی کے



مِنْ حَيْثُ انْجَاسٍ قَبْرِهِ وَ اِقْتِنَارِ كِي وَ جِهَةٍ سَيِّئَةٍ بِاَعْتِبَارِ اس كِي دِلَالَتِ  
تَاَخُّرِ الْاَعْمَالِ الْاِنْفِعَالِي هُوَ التَّأَخُّرُ كِي نَفْسِ كِي ظَاهِرِ هُونِ كِي بِنَا پر نہیں بعد  
الْاَنْطِبَاحِ فَلَا يُنَافِي اَزَلِيَّةً ۛ میں تم اس كِي مراد سمجھ لو گے۔ اور علم النفعالی  
کا تاخیر تاخر الطبعی ہے جو اس كِي ازلیت كے منافی نہیں۔

## صفت ارادہ

وَأَمَّا الْاِرَادَةُ فَخَشَاتٌ  
مِنْ تَوْحِيدِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ  
بِذَلِكَ النِّظَامِ الْمَقْدَمِ  
عَلَيْهَا مِنْ حَيْثُ الْاِفَاضَةُ  
وَذَلِكَ لِأَنَّهُ مُحَلٌّ خَالِي  
سَابِقَةٍ تَقْتَضِي الْحَالَةَ  
الْاٰخِرَةَ كُلَّ حَالَةٍ لَّا حِقَّةَ  
تَتَوَحَّدُ فِيهَا السَّابِقَةُ وَ  
هَلْكَ خَرًا حَتَّى اِنْتَهَى ذَلِكَ  
إِلَى الْاِرَادَةِ الَّتِي هِيَ الْاِفَاضَةُ  
بِالْفِعْلِ فَلَا جَرَمَ أَنَّهَا  
تَتَوَحَّدُ فِيهَا كُلُّ النِّظَامِ وَ  
رَتْبًا لَا تَقْتَضِي إِلَّا التَّمَرَادُ

اور صفت ارادہ کا ظہور اللہ  
سبحانہ تعالیٰ كے اس نظام مقدم  
میں اس افاضہ كی بنا پر ہوا جو کہ وحدت  
کو قائم رکھنا چاہتا ہے اور یہ اس لئے  
کہ ہر حالت سابقہ حالت لاحقہ كی  
مقتضی ہے اور ہر حالت لاحقہ میں  
حالت سابقہ متوجہ ہو کر رہ جاتی ہے  
اور یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے تا آنکہ یہ  
سلسلہ ارادہ ہی پر ختم ہو جاتا ہے،  
جبکہ مفہوم افاضہ بالفعل ہے تو اب  
ہر نظام میں وحدت پیدا ہونے میں  
کوئی مضائقہ نہیں اب اس سے جو اشیاء  
ظہور میں آتی ہے وہ قید امکان سے

الْمُقَيَّدَ الْمَعْلُولِ الَّذِي كَيْسَ  
 كَلَّمَهُ بِحُلِّ الْمَتَنِ لَيْسَ  
 بِالْمُتَدَنَّسَاتِ الْمُتَرَكَمَةِ الَّتِي  
 صِدَاقُهُ أَنَّ تَرْجِعَ إِلَى اللَّهِ  
 سُبْحَانَهُ وَلَا تَقَالِيَسْتَلْزِمُ مِنْ  
 جُزْءِهَا رَنْزَقًا لِسِلْسِلَةٍ  
 الْأُطْلَاقِيَّةِ رَهَا لَا يَمَّا أَنْهَا  
 أَنْزِلَهُ وَاحِدًا وَمُتَغَايِرًا  
 يَمَّا أَنْهَا شَامِلَةٌ تَاخِذُهُ  
 نَفْعُهُ الْأَلْهِيَّاتِ الْأُطْلَاقِيَّةِ  
 فِي التَّكَاثُّفَاتِ الْمُتَعَيِّنَةِ  
 أَمَا تَرَى أَنَّ الْأُنْشَانَ  
 يَحْصُلُ لَهَا أَذْكَاءُ حُورَةٌ  
 ذَهَبِيَّةٌ يَتَزَيَّنُهَا فَتُكْتَبُ  
 كَيْفِيَّةٌ شَوْقِيَّةٌ عَلَى  
 سَبِيلِ الْوُجُوبِ ثُمَّ  
 تُحْدِثُ صِفَةً وَحَدًا إِنِّيَّةً  
 هِيَ الْأَرَادَةُ وَهِيَ الْأَفَاضَةُ  
 بِأَفْعُلٍ وَهِيَ مَسْتَبْعَمٌ

مقید اور ارادہ قاہر کی معلول ہوتی ہیں  
 متدلسات مترامہ میں سے ہر اس  
 تدنس کیساتھ جو کہ اس کے طریقہ جو  
 کرنے سے مانع ہو اور ارادہ کا اصل  
 جوہر اس بات کا مقفی ہے کہ سلسلہ  
 افاضیہ کا اختتام اس پر ہو جائے اس  
 بنا پر نہیں کہ وہ انتہاء واحد اور اس کے  
 متغائر ہے بلکہ اس کا شمول اور نفوذ  
 ایسا ہی رہتا ہے جس طرح دوسری صفات  
 الہیہ اطلاق کا شمول اور نفوذ بعین  
 پذیر کائنات میں پہنچ کر قائم رہتا ہے  
 کیا یہ چیز نہیں دیکھی کہ انسان  
 کے دہن میں اولاً کوئی صوت ذہنیہ  
 حاصل ہوتی ہے جو اس کے حسن اور زینت  
 کو قائم کر دیتی ہے پھر اس کے بعد لازمی  
 طور پر کیفیت شوقیہ پیدا ہوتی ہے  
 اور اس کے بعد صفت و خدائیہ  
 جو کہ ارادہ ہی ہوتا ہے جس کا مفہوم افاضہ  
 یا فعل کے مرادف ہے اور یہی (ارادہ)

الْحَرَكَةُ الْقَوْلِيَّةُ وَالْفِعْلِيَّةُ  
فَاعْلَمَنَّ أَنَّ هَذِهِ الصِّفَةَ  
الْأُولَى لَا فَاحِشَةَ الْقَائِضَةِ  
مِنَ الْأَسْمَاءِ الْمُتَقَدِّمَةِ عَلَيْهَا  
يَحْتَاجُ لَهَا أَنْ تُسَمَّى بِالْإِرَادَةِ  
فِي التَّمَثُّلَاتِ النَّازِلَةِ الْكَلَامِيَّةِ  
وَأَنْ لَا يُسْتَنَّدَ مُسْتَنَّدٌ أَوَّلًا  
وَبِالذَّاتِ إِلَّا إِلَيْهَا وَأَمَّا ثَانِيًا  
وَبِالْعَرَضِ فَأَيْمًا سِتْنَادُهُ إِلَى  
الْأَسْمَاءِ الْمُتَقَدِّمَةِ بِإِذَاءِ اسْتِنَادِ  
هَذَا الْمَجْعُولِ إِلَى الصُّورِ الْمَعْلُومَةِ  
فِي التَّمَثُّلِ الْإِنْدِي حَرَبُنَاكَ  
وَلِذَاكَ لَمَّا كَانَتْ عَلَيْهِ الْأَمْكَافُ  
حُضُورَ صُورَةٍ إِنْطِبَاعِيَّةٍ  
عَلَى سَبِيلِ الْإِحَاظِ مِنْ  
شَيْءٍ لِغَيْرِهِ حَتَّى أَنْ يُسَمَّى  
الطَّبَقَةُ الْأُولَى مِنَ الْأَسْمَاءِ  
الْعَوْدِيَّةِ هَذَا الْأَسْمَاءُ فِي التَّمَثُّلِ  
الْكَلَامِيَّةِ وَلَيْسَ كُنْ هَذَا

حرکات قولیہ و فعلیہ کا منبغ ہے،  
اسلئے یاد رکھو کہ اس صفت اولیہ  
افاضیہ کو ان اسماء پاک کا فیض ہے  
اس سے متقدم ہیں یہ حق جہل ہے کہ  
اسکو تمثلات کلامیہ میں ارادہ سے موسوم  
کیا جائے اور اولاً بالذات اس کے علاوہ  
کسی اور کی جانب منسوب نہ کیا جائے  
البتہ ثانیاً ان کی نسبت ان اسماء  
متقدمہ کی طرف کی جاسکتی ہے جو کہ  
اس نسبت کے موافق ہوں جو اس  
مجموع کو صور معلومہ کیسا کھجکی مثال  
ہم پہلے بیان کر چکے۔

اور جبکہ علم الفعالی کا مفہوم یہ ہے کہ  
کسی چیز کی صورت انطباعیہ اس طرح  
حاضر ہو کہ وہ حضور اس پر محیط ہو کہ  
جس طرح کوئی چیز کسی کو گھرے ہوئے  
ہوتی ہے اسلئے مناسب ہے کہ اسماء عودہ  
کے پہلے طبقہ کو تمثلات کلامیہ میں ہی نام  
سے موسوم کیا جائے یہ ایک لطیف



الْشَّرُّ اللَّطِيفُ مُحْفُوظًا عِنْدَكَ  
فَسَيَنْفَعُكَ فِي مَا يَأْتِيكَ إِنْ  
شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

راز ہے اسے اپنے پاس محفوظ رکھو یا بعد  
کے مباحث میں اس سے تم کو بڑا فائدہ  
مائل ہوگا

ثُمَّ اعْلَمَنَّ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ  
بِمَاهِدِ أَنْبِيَاءٍ قَدْ مَرَّ الْكَثْرُ  
عَنْهُمْ الْجَنَائِزُ الْمُبْتَدِعَةُ  
صَارُوا قَدْ تَوَحَّدَ لَهُمُ اللَّهُ  
سُبْحَانَهُ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ  
فَلَا جَرَمَ أَنَّه لَيْسَ لَهُمْ  
مَطْمَعٌ دُونَ الْأَرَادَةِ فِي  
سِلْسِلَةِ الْبَدْرِ وَلَا دُونَ  
الطَّبَقَاتِ الثَّلَاثِ الْعَوْدِيَّةِ  
وَأَنَّه يُلْقَى مِنْ حَيْثُ طَبِيعَةٍ  
كَلَامُهُمْ تَفَاصِيلُ الْعِلْمِ  
الْقَاعِلِيَّةِ وَالْعِلَّةِ الْقَابِلَةِ أَمَّا  
الْعِلَّةُ الْقَاعِلَةُ فَظَاهِرٌ أَنَّ التَّوَحُّدَ  
يَأْتِيهِ وَأَمَّا الْقَابِلَةُ فَتَفَاصِيلُهَا  
أَيُّمَا تَبَعَتْ لَا سِيَّمَا فِي نَظَرِ  
الْحَكِيمِ مِنَ الْعِلَّةِ الْقَاعِلَةِ

پھر اس کے بعد یہ بھی سمجھو کہ انبیاء  
کرام علیہم السلام انبیاء ہونے کی وجہ  
سے عقل کی بدعتوں سے محفوظ ہیں اور  
الہ سبحانہ و تعالیٰ کی توحید اسماء اور  
صفات کیساتھ ان کے سامنے جلوہ گر ہوتی ہے  
اس لئے سلسلہ بدیہ میں ارادہ کے علاوہ  
انکا اور کوئی مطمح نظر نہیں ہوتا اور سلسلہ  
عودیہ میں ان کی نظر طبقات ثلاثہ پر بھی  
نہیں ہوتی اور ان کے فطری کلام کا تقاضا  
یہ ہے کہ وہ علت فاعلیہ اور علت  
قالبیہ کی تفصیل کو بھی ملحوظ نہیں رکھتے  
یہ بات تو ظاہر ہے کہ علت فاعلیہ کو  
ملحوظ رکھنے سے تو توحید منافی ہے اور  
علت قالبیہ کی تفصیل کو اس لئے کہ  
نظر انداز کر دیتے ہیں کیونکہ درحقیقت  
حکیم کی نظر میں وہ بھی علت فاعلہ

وَمِنْ أَرَادَةِ إِرَادَةِ مُجْدَدَةٍ  
 إِلَيْهَا تُسْتَدَلُّ الْحَوَادِثُ  
 الْيَوْمِيَّةُ وَكُنْهَهَا إِفَاضَةُ  
 الْأَسْمَاءِ الْحَادِثَةِ بِالْفِعْلِ مِنْ  
 حُدُوثِ تَمَامِ الْمُقَدَّرِينَ  
 وَكُلُّوْا عَلَى تَدْوِيرِ الْخَلْقِ  
 فَادْنِ مَا أَحَقُّكَ يَتَفَضَّلُ بِهِ  
 الْأَمَامُ أَبُو الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيُّ  
 فِي الْمَضَائِقِ مِنْ  
 الْأَعْتَصَامِ بِالْإِرَادَةِ  
 لَا يُسْتَلَكُ عَمَّا يَفْعَلُ  
 وَهُوَ يُسْتَلَوْنَ أَلَا يَكُنْ  
 وَيَقُولُ إِنَّ الْإِرَادَةَ  
 مَخْصُصَةٌ بِنَفْسِهَا  
 وَلَمْ يَسْتَ أَفْعَالِ اللَّهِ  
 سُبْحَانَهُ مَعْلُومَةٌ بِالْأَعْرَاضِ  
 تَعْرِفِي أَنَّ التَّخْصِيصَ  
 إِنَّمَا يَقْدَرُ مِنْ نَفْسِهَا  
 مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا جَامِعَةٌ

دلالتہ ہے ارادہ کی ایک قسم ارادہ متحدہ  
 ہے جس کی جانب سے ادب بومیںسوب  
 ہوتے ہیں اس کی حقیقت یہ ہے کہ  
 وہ ملائکہ مقربین کہ جنہیں تدبیر کائنات  
 سپر کی گئی ہے ان کے سینوں میں اسما  
 حادثہ بالفعل کا افاضہ ہوتا ہے،  
 اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جبوقت امام ابو  
 الحسن اشعری نے اعتراضات کیے تنگ آ  
 گئے تو انہوں نے صفت ارادہ کو  
 مضبوطی کے ساتھ پکڑ کر خصم سے چھپا  
 چھڑایا اور یہ استدلال کیا دلائیل  
 عَمَّا يَفْعَلُ الخ کہ اللہ تعالیٰ سے اس  
 کے افعال کے متعلق کوئی دریافت نہیں  
 کر سکتا اور ان سے پوچھا جاتا ہے،  
 امام موصوف فرماتے ہیں، کہ ارادہ  
 بذات خود مخصوص ہوتا ہے اور نیز یہ کہ  
 اللہ تعالیٰ کے افعال معلل بالاعراض  
 نہیں ہوتے یعنی تخصیص کا مانع بذات  
 خود ارادہ کی صفت ہے جو کہ دیگر



لَا سَمَاءَ اجْتَمَعَهَا وَاهْلُ  
 الْحَقِّ يَعْتَوْنَ بِالْقَدْرِ اقْتِضَا  
 الْاِرَادَةِ الْقَدْرِ يَمْتَدُّ بِالْقَضَاءِ  
 اقْتِضَاءُ الْاِرَادَةِ الْمُتَجِدَّةِ  
 وَفِي الْحَدِيثِ اِذَا قَضَى اللَّهُ  
 تَعَالَى فِي السَّمَاءِ امْرًا ضَرَبَتْ  
 الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا  
 خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَانَتْهَا  
 سِلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ  
 فَلَمَّا فَرَغَ عَنْ قُلُوبِهِمْ  
 قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ  
 قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ  
 الْكَبِيرُ أَخْرَجَهُ الْبَخَارِيُّ  
 وَالْثَّرْمِينِيُّ خَالِدٌ  
 رَيْسُكُمْ بِهِ اسْتِزَالُ  
 الْمُفَرِّقِينَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ  
 صَوْرَةُ قَضَائِيَّةٍ مِنْ  
 مَتَبَعِ الْقَدْرِ كَمَا  
 كُنْتُ نَزَلَ الْأَنْبِيَاءُ جُلُومًا

تمام اسماء پاک کی جامع ہے، اور  
 اہل حق اقتضاء ارادہ قدیمہ کو قدر  
 اور اقتضاء ارادہ متحدہ کو قضا سے  
 تعبیر کرتے ہیں، حدیث نبوی صلی اللہ  
 علیہ وسلم میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمانوں  
 میں کسی امر کا فیصلہ فرمالتا ہے تو ملائکہ  
 اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو اس کے  
 سامنے اپنے پروں کو پھیلا دیتے ہیں  
 اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صاف  
 پتھر پر لوہے کی زنجیر گر پڑی ہے جب  
 ان کے دلوں کی گھبراہٹ ختم ہو جاتی ہے  
 تو آپس میں کہتے ہیں تمہارے پروردگار نے  
 کیا حکم صادر فرمایا تو جواب میں کہتے ہیں  
 اس کا حکم اور ارشاد حق ہے وَهُوَ الْعَلِيُّ  
 الْكَبِيرُ (بخاری - ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ حیطہ انبیاء کرام  
 علیہم السلام اپنے علوم کو وحی شری کے  
 منبع سے اخذ کرتے ہیں اسی طرح ملائکہ  
 مقرین صور قضائیتہ کے احکام قدر



مِنْ مَّنْبَعِ الشَّرْعِ وَقَالَ  
 اللَّهُ تَعَالَى إِنَّمَا مَرَّةٌ إِذَا  
 أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ  
 كُنْ فَيَكُونُ وَيُشْتَبِهُ عَلَى  
 الْأَذْهَانِ الْمَشْرُوعَةُ تَفْسِيرُهَا  
 مِنْ حَيْثُ أَرَادَ مَا دَرَا  
 سِرًّا لِتَشْكُوِيْنٍ وَنَحْنُ  
 نَقُولُ التَّكْوِيْنُ هُوَ الْإِرَادَةُ  
 وَتَعَلُّقُهَا بِأَزْلِيٍّ إِذَا أَرَادَ  
 لَيْسَ بِحَدِّ يَكُونُ بَعْدَهُ  
 الزَّمَانُ فَلَا شَيْءَ هُوَ  
 خَلْفَهُ مَفْرُوضٌ لِتَكَاثُفَاتِ  
 الْعَالِيَةِ مِنَ الزَّمَانِ وَ  
 الْمَسْكَانِ بِتَجَرُّدِهَا وَ  
 تَقَدُّمِهَا وَزَمَانِ الزَّمَانِ  
 بِطَوْلِهِ شَخْصٌ وَارْحَاءُ  
 حَاضِرٌ عِنْدَهُ كَيْفَعَلُ  
 فَيُرْفِعُهَا مُقَدِّمًا  
 مَا لَيْشَاءُ

کے منبع سے اخذ کرتے ہیں،  
 اور اسد تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا اَمْرُهُ  
 اِذَا اَمْرًا دَشِيْمًا اَنْ يَقُولَ لَهَا  
 كُنْ فَيَكُونُ اَكْثَرُ لَوگوں کے اذہان  
 اس آیت کی تفسیر سمجھنے سے قاصر  
 رہے، کیونکہ وہ تکوین کے از کو نہ سمجھ  
 سکے اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ تکوین تو  
 ارادہ ہی ہے اور اسکا تعلق ازلی ہے  
 اسلئے کہ ازل کسی محدود وقت کو  
 نہیں بولتے کہ جبکہ بعد زمان کا مفہوم  
 ظہور میں آئے وہ تو کائنات کے لئے  
 ایک ظرف مفروض کے طور پر مستعمل  
 ہوتا ہے جنکا وجود بلحاظ انکے تجرد  
 اور قدامت کے متعالی عن الزمان  
 والمكان ہوتا ہے، زمان کے مفہوم  
 میں وسعت ہے اور وہ ایک وحدت  
 شخصی ہے جو ہمہ وقت شری تعالیٰ کے  
 حضور میں حاضر ہے اور اس میں اپنے  
 حسب ارادہ اپنا مقدس تصرف فرماتا

فَلَا تُجَدِّدُ وَلَا تَقْضِي  
إِلَّا بِتَسْبِيحَاتٍ فَاتَمَحَقِ  
الْمَحَالَّ مِنْ حَيْثُ  
حُدُوثِ الْعَالَمِ

یہ بتاتا ہے تجدید اور فنا کا مفہوم اسی  
وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم اسکی نسبت  
اپنے ساتھ کرتے ہیں اسلئے حدوث عالم  
کو مستلزم محال سمجھنا غلط ہے

## حدوث عالم

وَنَحْنُ نَقُولُ الْعَالَمُ  
مَعَ زَمَانِهِ وَمَكَانِهِ  
وَهُيُوكَاةٌ حَادِثٌ بِمَعْنَى  
أَنَّهُ مَعْلُولٌ بِإِلَاحِرَآدَةٍ  
مَتَدَلِّسٌ بِالْأَدْنَاءِ يَقْتَضِي  
بِنَفْسِهِ الْإِنْتِقَالَ وَالْحَرَكَةَ  
وَالزَّمَانِيَّةَ وَالْمَكَانِيَّةَ مَسْبُوقٌ  
بِمُعَدٍّ مَوْهُومٍ مُتَدَلِّسٍ  
تَوَهَّمَهُ بِإِلَاحِرَآدٍ الْبُعْدِيَّةِ  
الْمُقَدَّرَةِ فِي تَمَثُّلَاتِ  
الْوَهْمِ قَائِدٌ قَعَمُ التَّوَاضُّعِ  
فَصَلَ الْخَطَابُ إِلَى الْحُدُوثِ  
حَدُوثَانِ حَدُوثٍ إِنَّمَا

ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ  
تمام عالم اپنے زمان و مکان اور مہولی  
سمیت حادث ہے بایں معنی کہ وہ ارادہ  
کا معلول اور متدلس بالادناس ہے اس  
کی ذات میں حرکت و انتقال اور ایسی  
زمانیت اور مکانیت کا اقتضاء موجود ہے  
کہ جس سے پہلے ایک مَوْهُومِ بَعْدِ کا تصور  
کیا جاتا ہے وہ بعد اس عالم کو ذات اس  
سے خال ہوا ہے اسکا تصور قوت و اہم  
کے تمثلات میں سے ہے اب اس کے بعد  
کوئی نزاع باقی نہیں رہتا،  
اور قول فیصل یہ ہے کہ حدوث کی  
دو قسمیں ہیں ایک حدوث ثلوی ہے

مَنَاطِلُهُ التَّقْيِيدُ وَالتَّحْيِينُ  
وَلَيْسَتْ بِحَدٍّ وَثَلَاثًا خُورَةٌ  
فِي سِلْسِلَةِ الْكُتُبِ عَنْ  
الْأَهْلِيَّاتِ وَهُوَ عَاثِرٌ عَلَى  
قَاطِبَةِ الْمُمَكِّنَاتِ وَ  
الْحَدُوثِ الزَّمَانِي كَمَا  
يُحِيطُ بِمَا فِي الزَّمَانِ كَمَا  
الزَّمَانُ وَكَالْأَشْيَاءِ الْمُعَاوَرَةِ  
مَعَهُ وَأَهْلُ السُّنَنِ كَمَا  
يَسَارُونَ فِيهَا تَلَزُّمًا إِذَا  
الْحَدُوثُ عِنْدَهُمْ أَمْرًا  
مِنْ تَمَازُجٍ الْأَقْلِيلِ وَلِذَلِكَ  
جَعَلُوا خُورَةَ الْوَهْمِ  
فَادَمَرَا كَهْمَ ذَلِكَ بِشَايِهِ  
إِذَا لَمْ يَكُنْ سِغَرُ الْمَاهِيَّاتِ  
فَانْهَازُوا تَرَبُّهَا وَهَمِيَّاتِ  
وَلَكِنَّهَا يَزَاءُ الصُّورِ التَّوَحُّيَّةِ  
وَالْجَنَسِيَّةِ الْمُتَحَقِّقَةِ فِي  
الْوَاقِعِ أَوْ يَزَاءُ خُصُوصِيَّاتِ

کہ جسکا مدار تعلین اور تقید ہے اس کو  
حدوث اسلئے کہتے ہیں کہ تگورین کے سلسلہ  
میں اسکا درجہ اہیات سے متاخر ہے  
اور اس حدث کا مفہوم تمام ممکنات  
کو شامل ہے اور دوسرا حدث زمانی  
ہے اسکا وجود کیونکہ زمان کو محیط ہوتا  
ہے اسلئے نفس زمان اور وہ اشیاء جو  
اسکے معاصر ہیں اس سے خارج ہیں،  
اہل سنت اس سے کسی قسم کا اختلاف  
نہیں کرتے اسلئے کہ انکے نزدیک  
حدث کا مفہوم اول ترین تشادات  
میں شامل ہے اسلئے وہ وہم کو اسکا  
ظرف قرار دیتے ہیں ان کا یاد راک  
فلاسفہ کے ادراکات اہیات کے مشابہ  
ہے کیونکہ ماہیات بھی اپنی ذات کے  
اعتبار سے وابستہ ہیں مگر انواع اور  
اجناس کی صورت مختلفہ پر جنکو واقع  
اور نفس الامر میں تحقق حاصل ہے وہی  
آتی ہیں یا انکو اطلاق ان خصوصیات



الْفَعْلِيَّاتِ مُسْئِلًا سَبِيلَهَا  
لِي حَقَائِقِ الْفَعْلِيَّاتِ  
فَتَدْتَرُفَانِ الْمَسِيلَةَ  
حَسِيْقَةً وَكَيْسَرُ سَوْرَةٍ  
اِنْكَارِكَ يَا اَرْثَمَةَ  
اَهْلِ السَّنَةِ تَجَشَّمُوا  
اُمُورًا كَرِيْمَةً اَلْضَحَايَةَ  
وَالثَّابِعُونَ وَمَا  
صَدَّ ذَٰلِكَ عَنْ  
سُنَّتِهِمْ فَكَذَٰلِكَ  
تَجَشَّمْنَا بِحَسَبِ  
الذَّوْقِ اُمُورًا اسْكُتُوا  
عَنْهَا وَاَجْلَوْهَا لَنَا  
لَمَّا يَأْنِ لَهُمْ اَنْتِ  
التَّحْقِيقُ لَا يُصَادِمُ  
سُنَّتَنَا

## کلام الہی

کلام مقدس بھی صفت ارادہ

وَأَمَّا الْكَلَامُ فَخَصْرَةٌ

مِنْ حَضَرَاتِ الْأَرَادَةِ الْأَجْمَاعِيَّةِ  
 مِنْ حَيْثُ الْأَفَاضَةُ فِي  
 مَوْطِنِ الْعِلْمِ وَفِيهَا بَيَانُ  
 كُلِّ فِعْلِيَّةٍ سَابِقَةٍ عَلَيْهَا  
 صَوْرَةٌ مُقَدَّمَةٌ وَإِذَا  
 كُلُّ فِعْلِيَّةٍ لَا حَقَّةً أَيْضًا  
 غَيْرَ أَنَّهَا إِنَّمَا ذَلِكَ مِنْ حَيْثُ  
 إِنْ دَرَجَةٍ تَحْتَ الْفِعْلِيَّاتِ  
 السَّابِقَةِ وَهِيَ الْحُرُوفُ وَالْصُّوَرُ بِمَعْنَى أَنَّ الْحُرُوفَ  
 مَثَلُهَا فِي مَوَاطِنِ التَّخَالِيفِ  
 فَيَسَائِلُكَ فِيمَا بَعْدَ أَنَّ اللَّهَ  
 تَعَالَى خَلَقَ اللِّسَانَ حَاكِيًا  
 لِمَا فِي النَّفْسِ مِنَ الصُّوَرِ  
 الْعِلِّيَّةِ بِحِكَايَةٍ لَا يَكْتَنِزُهَا  
 إِلَّا الْحَكِيمُ وَمِنْ الْكَلَامِ كَلَامُ  
 مُتَجَدِّدٍ يَأْزِلُ مَا حَقَّقْنَاهُ فِي  
 الْأَرَادَةِ وَالشَّرْعِ وَغَيْرِهَا بِنَظْمٍ  
 الْوَحْيِ وَفِيهِ تَمَثُّلُ الْحُرُوفِ

کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے موطن  
 علم میں افاضہ کے لحاظ سے ارادہ محل  
 ہوتا ہے اور افاضہ کلامیہ میں ہر ایک  
 فعلیت کی ایک صوت ہوتی ہے خواہ  
 وہ فعلیت اس سے سابق ہو یا لاحق ہو  
 مگر یہ فعلیتیں فعلیات سابقہ میں مندرج  
 ہوا کرتی ہے اور یہ حروف و صورت ہوا  
 کرتی ہیں، جیسا کہ تم عنقریب جان لو گے  
 کہ موطن تخلیط میں یہ کلام نفسی انکی  
 اشکال میں ظاہر ہوتا ہے اور تعالیٰ  
 نے زبان کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ نفس  
 انسانی کے تصورات کی صورت علمیه  
 میں نقل اتارے حکیم اور دانائے علاوہ  
 اسکی حقیقت کا اور کوئی ادراک نہیں کر سکتا  
 اور کلام کی ایک قسم کلام متجدد ہے  
 جیسا کہ ارادہ اور شریعت وغیرہ کی اس  
 تحقیق کے مقابلہ میں جو کہ ہم نے بیان  
 کی ہے اسی کیساتھ نظام وحی ہے اور  
 اس میں اللہ حروف کی صوتیں متماثل

ہوتی ہے جس کا مفہوم وہ وجدانی طور پر  
محسوس کرتے ہیں،

یہ بات بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا  
یہ مفہوم ہے کہ وہ صور عنوانیہ کا اس طرح  
افاضہ فرماتا ہے کہ وہ سامع کے نفس میں اس  
کلام مستوی کے ساتھ متمثل ہوتا ہے جو  
حروف مرکب ہو کہ مسموع ہوتا ہے  
اور یہی معنی ہیں شیخ ابوالحسن اشعری کے  
کلام کے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام درحقیقت  
کلام نفسی ہے،

كَلِمَاتٍ عَيْنِيًّا وَجَدْنَا  
فَتَنَا مَلِكًا جَدًّا

فَاَعْلَمْنَا اَذَنْ اِنَّ اللَّهَ يُجَاوِزُ  
اَنَّمَا يَتَكَلَّمُ بِاَفَاضَةٍ تِلْكَ  
الصُّوَرِ الْعُشْوَانِيَّةِ فَيَمَثِّلُ  
فِي نَفْسِ السَّامِعِ كَلَامًا  
سَوِيًّا وَحُرُوفًا مَسْمُوعَةً وَ  
هَذَا مَعْنَى كَلَامِ الشَّيْخِ اَبِي  
الْحَسَنِ الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ كَلَامَ  
اللَّهِ سُبْحَانَهُ هُوَ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ

## افہام وحی

پھر اللہ تعالیٰ کے کلام کا اطلاق  
ان صورت اور حروف ملفوظ پر جو کہ  
وحدت تمثیلیہ کے لئے ہیں جائز ہے اور  
وحی بھی مخاطب کے اختلاف کی بنا پر  
مختلف ہو جاتی ہے،

وحی سے ہماری مراد یہ ہے کہ کلام مقدس  
کو تمثیل حاصل ہوا اور کسی حکیم کو جو ذوق

كَلِمَاتٍ عَيْنِيًّا وَجَدْنَا  
فَتَنَا مَلِكًا جَدًّا  
فَاَعْلَمْنَا اَذَنْ اِنَّ اللَّهَ يُجَاوِزُ  
اَنَّمَا يَتَكَلَّمُ بِاَفَاضَةٍ تِلْكَ  
الصُّوَرِ الْعُشْوَانِيَّةِ فَيَمَثِّلُ  
فِي نَفْسِ السَّامِعِ كَلَامًا  
سَوِيًّا وَحُرُوفًا مَسْمُوعَةً وَ  
هَذَا مَعْنَى كَلَامِ الشَّيْخِ اَبِي  
الْحَسَنِ الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ كَلَامَ  
اللَّهِ سُبْحَانَهُ هُوَ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ

وَاِنَّمَا تَقْوَى بِالْوَحْيِ تَمَثَّلُ  
الْكَلَامِ الْمَقْدَسِ تَمَثُّلاً



مُسْلِمًا وَالَّذِي لِلْحَكِيمِ  
ذَوْ قُلُوبٍ فِيهِ تَمَثُّلٌ  
الَّذِي لِلذَّوْقِ تَمَثُّلٌ مَتْرَاكِمٌ  
شَدِيدُ التَّرَاكِيمِ وَلَا يُوحِي  
إِلَّا إِلَى النَّبِيِّ لَا تَشْهَ فَرَحٌ  
لِإِسْلَامِهِ النَّامُوسُ وَالْ  
الْجَنَائِدُ الْمُبْتَدِعَةُ وَنَفُودُ  
الْعَرَفَاتِ الْأَعْمِ \*

وَمِنْهُمْ مَنْ يُوحِي إِلَيْهِ  
عَلَى وَهْنٍ فِي التَّمَثُّلِ  
كَصَفِيرِ الرُّسُلِ \*

وَمِنْهُمْ مَنْ يُوحِي إِلَيْهِ  
عَلَى صَلَاحٍ فِيهِ وَهْمُ  
الرُّسُلِ \*

وَمِنْهُمْ مَنْ يُوحِي إِلَيْهِ  
عَلَى مَلَاسَةٍ بَعْدَ الصَّلَاحِ  
وَهُوَ الَّذِي أَنْتَشَا كَمَا الْفُورُ  
نَشَاةً أُخْرَى كَمَا  
سَيَاتِيكَ \*

والفائدہ حاصل ہوتا ہے اس میں تمثیل  
نہیں ہوتا اولیاء کے لہام میں اگرچہ  
تمثیل پایا جاتا ہے لیکن ہمیں سخت  
ترین کثافت ہوتی ہے وحی کا مورد بھی  
کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوتا اس لیے کہ اسے  
کامل نسلاخ حاصل ہوتا ہے بدست عقل  
کی جنابیت سے وہ محفوظ ہوتا ہے اور  
اسکی معرفت شامل نہ ہوتی ہے،  
رسول کے علاوہ بھی بعض حضرات کو  
وحی ہوتی ہے لیکن اسکا تمثیل ضعیف  
ہوتا ہے،

اور ان میں سے بعض کو وحی آتی ہے  
لیکن ہمیں صلاحیت ہوتی ہے اور  
وہی رسول ہیں،

اور بعض افراد ایسے بھی ہیں کہ جن کی  
وحی میں صلاحیت کے بعد ملامت  
ہوتی ہے یہ اصحاب ہیں کہ جنہیں  
اپنے درجہ کمال میں دوبارہ ارتقاء حاصل  
ہوتا ہے،

وَمِنْهُمْ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْكِتَابِ عَلَى  
فَصَاحَةٍ بَعْدَ السَّلَاسَةِ  
وَهُوَ رَسُولُنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ  
وَرِئَاسَةُ الْمُرْسَلِينَ وَقَدْ مَنَّ  
اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَى عِبَادِهِ بِالْآيَاتِ  
الْبَيِّنَاتِ الْمُحْكَمَاتِ الْبَلِيغَاتِ  
الْمُعْجَزَاتِ غَيْرِ الْمُتَكَلِّفَاتِ وَ  
فَرَعَ رَسُولَهُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ دَامَ شَرِعُهُ وَغَمُومَ  
دِينِهِ عَلَى مُعْجَزَتِهِ قُرْآنٍ  
مُتَكَوِّلٍ بِذَلِكَ مَلْزُومَةٍ  
وَهُوَ سِعَةُ الْإِرْشَادِ وَخَاتَمَةُ  
الرُّسُلِ وَهَكَذَا يُرَادُّ بِاللَّازِمِ  
مَلْزُومَةٍ فِي أَكْثَرِ الْآيَاتِ وَالْأَحْكَامِ  
فَلْيَكُنْ عَلَى ذِكْرٍ مِنْكَ +

ملزوم مراد لیا جاتا ہے اس بات کو یاد رکھنا چاہیے

## الہام اور وحی میں فرق

وَحَرَقَ خَارِجِيٌّ يَنْزِلُ الْإِلَهَامُ  
الْهَامُ أَوْ وَحْيِي فِيهِ بُطْأُ فَرْقِ

وَالْوَحْيَ أَنَّ تَعْيُنَاتِ الْكَلِمَاتِ  
بِالْ تَعْيُنَاتِ الْمَلَكِيَّةِ  
الْمَعْنَوِيَّةِ مِنْ بَدْعَاتِ  
الضُّوْرِ الْمَزَاجِيَّةِ فِي الْأَوَّلِ  
دُونَ الثَّانِي وَالْوَحْيَ حَقٌّ  
كَلَّهُ لَا يَشُوْبُهُ بَاطِلٌ دُونَ  
الْإِهَامِ وَعَسَى أَنْ يَنْقَلِبَ  
عَمَّا ذَكَرْنَا لِيَنْفِي فِطْنَةٍ سِرَّةٍ  
لَا تُخْرِفُ السَّبْعَةَ رُخْصَةً مِنْ  
اللَّهِ سُبْحَانَكَ وَتَعَالَى  
لِسَعْدُ قَلْبٍ مَنْ  
أَفِيضَتْ عَلَيْكَ الْآيَاتُ  
وَنُفُوذُ نَظِيرَةٍ فِي  
قُنُونِ التَّمَثُّلَاتِ وَمِنْ  
الْوَحْيِ مَا يَنْزِلُ بِهِ  
جِبْرِئِيلُ عَلَيْكَ السَّلَامُ  
لِلْإِعْتِلَاقِ بِالْمَلَكُوتِ  
وَالْوَحْيُ قَدْ يُطْلَقُ بِإِذَا وَمَا  
هُوَ أَعْمٌ مِنْ ذَلِكَ سَوَاءٌ

ہے کہ اول الذکر جو مصنوعی لباس پہنایا  
جاتا ہے اور جو یقیناً اسے کلمات کی  
مشکل میں حائل ہوتا ہے وہ صورت  
مزاجیہ کا اختراع ہے برخلاف وہی  
قسم کے اور وحی تو ہر امر حق ہے اور  
باطل اس تک پہنچنے سے قاصر ہے  
برخلاف الہام کے ایک ہی عقل سمجھ  
انسان اس کی نہ تک پہنچ سکتا  
ہے کہ جس میں قرآن کریم کو سانس  
مختلف طریقوں میں پڑھنے کی اشک  
بجائے و تعالیٰ کی طرف سے اجازت  
دی گئی ہے کہ جس پر آیات قرآنی فائز  
ہوں سکے قلب میں وسعت ہوتی ہے اور  
اپنی نظر نافذ فنون تشللات پر حاوی ہوتی  
وحی کی ایک قسم وہ ہوتی ہے کہ جسکے  
ایہدائے جبرئیل علیہ السلام ہوتے ہیں  
جسکو عالم ملکوت سے تعلق حاصل ہے  
اور بسا اوقات وحی کا اطلاق اسکے  
مقابلہ میں عام ہوتا ہے خواہ اس میں



تَنْشِلَ أَمْرًا وَلَا وَهْنًا هَذَا  
 إِلَّا صُطْلَاحٌ وَهِيَ مُؤْتَمَةٌ  
 فَيَسْمَانِي وَالدُّعَاءُ تَعَالَى  
 أَعْلَمُ وَأَعَمُّ مِنْ هَذَا  
 أَيْضًا سَوَاءٌ كَمَا كَانَتْ  
 مُنْشَلِخًا أَمْرًا وَلَا وَهْنًا  
 هَذَا الْإِصْطِلَاحُ وَهِيَ  
 التَّحْلِيلُ وَدَسْخُ الْمَصْرِفِ  
 مَوْسِي +

مثلاً ہویا نہ ہو ہمارے خیال میں اسی  
 اطلاق کی بنا پر سرگرم علیہا اسلام کیلئے  
 وحی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے والد تعالیٰ علم  
 اور بسا اوقات وحی کا مفہوم اس سے  
 بھی عام تر ہوتا ہے عام الٰہیوں کہ اس  
 میں انسلارخ (عن المادہ) ہویا نہ ہو  
 چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور  
 شہد کی بھی کے حق میں وحی کا لفظ  
 اسی اصطلاح کی بنا پر آیا ہے

## اسماء متجددہ

وَلَمْ تَكُنْ لَكَ التَّائِيَّةُ  
 عَلَى حَقِيقَةِ الْأَسْمَاءِ الْمُتَجَدِّدَةِ  
 أَكْثَرُ تَذَرَاتٍ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ  
 مُخَلِّتَةٍ أَوْ حَزِينَةٍ تَمَارِثُ  
 قَاطِبَةً الْأَلْهِيَّاتِ فَذَاتُ  
 اللَّهِ تَعَالَى الْخَيْرُ خَيْرٌ أَوْلَى  
 بَيْنَ لِكَ قَدَاتٍ كَمَا يُسَكِّنُ إِلَّا  
 يَكُونُ مَا كَانَتْ النُّشْأَةُ مِنْ

ہم دوبارہ نہیں اسماء متجددہ کی  
 حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں کیا تم یہ  
 نہیں جانتے کہ ہر ایک نشاۃ میں خوا  
 وہ کی ہویا جزئی تمام الہیات کا تشریح  
 پایا جاتا ہے تو محض شریحانہ و تعالیٰ  
 کی ذات تو اس کی زیادہ مستحق ہے  
 اگرچہ یہ ضروری ہے کہ یہ تعالیٰ ذاتی اس  
 تشریح کے رنگ میں جلوہ گر ہو کہ جس سے

تَمَاشِيْلِهِ وَأَنَّ مِنَ النَّشْأَةِ  
مَا هِيَ مُطْلَقَةٌ مُتَرَهَّةٌ وَ  
مِنْهَا مَا هِيَ مُقَيَّدَةٌ  
مُتَدَنِّسَةٌ وَأَنَّ التَّمَثُّلَ  
فِي النَّشْأَةِ الْمُطْلَقَةِ إِذَا  
كَانَ تَجَلِّيًّا ذَاتِيًّا قَدَمَا  
أَحَقُّ أَنْ يُسَمَّى بِأَسْمِ  
دَوْنِ التَّمَثُّلِ فِي النَّشْأَةِ  
الْمُتَمَثِّلَةِ الْمُتَدَنِّسَةِ  
كَالْخِيَالِ وَالْوَهْمِ وَالْأَدْرَاكِ  
وَأَنَّهُ مَعَ  
النَّسْلِ أَخْبَرَهُ عَنِ الْأَسْمِئَةِ  
إِذَا كَاذِبٌ لَا يَتَذَوِّجُ  
الزَّكَاةَ إِلَّا لِهَيْئَةِ اقْتَرَبَ  
إِلَيْهِ مِنْ مَحَبِّلٍ وَرَيْدٍ  
أَيْضًا فَلَا ذَنْ مَا أَلَسَرَأَنَّ  
تَجَزِمُ بِأَنَّ التَّجَلِّيَ الذَّاتِيَّ  
فِي النَّشْأَةِ الْعَيْنِيَّةِ لَا  
يَذْأَنُ اسْتَدْرَاجًا مِنَ الْأَسْمَاءِ

یہ ارتقاء تخلیقی ظہور میں آیا بجز اسکے  
اسکا ظہور ناممکن ہے اور یہ نشاۃ یلنی  
ارتقاء تخلیقی یا تو مطلق اور مستر ہوگی  
یا مقید اور متدنس۔ اور تمثیل نشاۃ  
مطلقہ میں جس وقت تجلی ذاتی ظہور پذیر  
ہوتی ہے اسے بجای طور پر ہم پاک  
سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن جو تجلی متمثل  
اور متدنس ہو کر اس درجہ ارتقا میں  
خیال اور وہم کے طور پر ادراک میں  
آتی ہے تو وہ اس قابل نہیں کہ اسم  
پاک سے تعبیر کیا جائے لیکن باوجود  
اس پر اسم پاک اطلاق نہیں کیا جاتا  
مگر پھر بھی اگر کوئی اسکا واسطہ تمام  
سے تو یقیناً وہ امتزاجی کی رحمت  
کو شہ رگ سے زیادہ قریب پایگا،  
یہ سمجھنے کے بعد اب تمہارے لئے  
یقین کرنا بہت آسان ہے کہ ارتقاء  
عینی میں جو تجلی ظہور میں آتی ہے  
وہ باری تعالیٰ کا اسم پاک ہے جس



يَصْدُرُ مِنْهُ اَثَارُ الْهَيْئَةِ  
فِي كَوْنٍ مِنَ الْحُدُوثِ وَ  
ذَلِكَ لِأَنَّهُ اِتِّسَاعُهَا مِنْ  
تَحْتِ كَمَا أَنَّ اِتِّسَاعَ النَّفْسِ  
الْبَاطِنَةِ مِنْ تَحْتِ وَهَذَا  
مَا رَمَنَاهُ بِالتَّجْدُّدِ لَا التَّجْدُّدِ  
الزَّمَانِيِّ وَكَعَلِ السَّلَفِ  
أَتَمَّا لَمْ يَحْصَوْهَا إِمَّا  
يُضَمُّهَا إِلَى سَمَاءِ الْمُفْعَلِيَّةِ  
أَوْ لِلْكَتِفَاءِ بِتَأْثِيرِ الْعِبَادِ  
بِمَاهِهِ عِبَادٌ وَلَكِنْ أَعْمَالُ  
هَذَا لِلتَّحْقِيقِ مِنْكُمْ الْفَضِيلَةِ  
وَتُعْجِزُ الْبَلِيغِ عِنْدَ مُحَاوَلَةِ  
تَفْقِيشِ الْحَقَائِقِ كَمَا هِيَ  
وَشَيْخُ الشُّشَّةِ قَدْ  
شَهِدَ بِهِ عِنْدَ قَاخِوِ الْحَكَمَةِ  
حَيْثُ حَكَّمَ بِالْكَلامِ النَّفْسِ  
وَحُدُوثِ تَعَلُّقَاتِ الْإِرَادَةِ  
وَشَيْرَهَا فَعَلَيْكَ بِالتَّأَمُّلِ

سے حادث کے رنگ میں آثار الہیہ صادر  
ہوتے ہیں کیونکہ اس کے ماتحت اتنی  
وسعت پائی جاتی ہے جیسا کہ نفس باطن  
کے ماتحت وسعت ہے۔ تجدد سے ہمارا یہی  
مفہوم ہے تجدد زمانی سے ہمیں کوئی  
دیکھ کر نہیں سلف صالحین نے اس کے  
متعلق کوئی جامع تصریح نہیں بیان کی  
ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ انکو اسماء فعلیہ  
کے ضمن میں شامل سمجھتے تھے یا انہوں نے  
خاص افراد کے افراد ہونے کی وجہ سے ان  
کی تاثیر و التاکیہ ہے لیکن اس تحقیق کے  
اممال جبکہ کما حقہ حقائق کی خوب تقشیش  
کی جائے تو وہ فصیح اور بلیغ پر گہر لگا  
دیتے ہیں۔

شیخ السقمہ (امام ابوالحسن شری) نے حکمت  
کی عدالت میں اسکی گواہی دی ہے یہاں  
اگر وہ کلام اللہ سے کلام نفسی و ارادہ  
وغیرہ کا تعلق حادث کیساتھ حادث ہونے  
کو بیان کرتے ہیں اس کو خوب اچھی



المصادیق :

طرح سمجھ لو :

## مسئلہ وحدت الوجود

أَمَّا وَحْدَةُ الْوُجُودِ  
عَلَى ذَوَاتِ الْحَكِيمِ فَغَيْرُهَا  
عَلَى رَأْيِ غَيْرِهِ فَعِنْدَكَ  
أَنْ كُلُّ مُمَكِّنٍ مَوْجُودًا  
كَانَ أَوْ مَقْرُوضًا لَهَا  
فَعِلِّيَّةٌ وَمَاهِيَّةٌ أَمَّا  
فَعِلِّيَّتُهُ فَتَنْصَوُّ تَقَرُّرًا  
وَهَيْئَةً تَحْقُوقَهُ وَهِيَ  
الَّتِي إِمْتَنَانٌ بِهَا عَزَّ الْعَدَمُ  
الضَّرْفُ الْبَسِيطُ فِي تَقَرُّرِ  
أَلَا مُرَادًا مَّا الْمَاهِيَّةُ  
فَأَمَّا رَيْعَتُ بَرَكَةِ الْوُجُودِ  
الظُّلْمَانِي مُتَسَلِّخًا عَنِ التَّقَرُّرِ  
يَهَا يَمْتَنَانُ عَنِ الشَّيْءِ الْمَغَايِرِ لَهُ  
قَبْلَ الْعِلْمِ بِرُجُلِهِ بِاللَّهِ  
تَعَالَى وَالْحَكِيمُ يَقْضُوهُ

یہا مسئلہ وحدت الوجود تو ایک  
حکیم کے ذوق اور وجدان کے مطابق اس  
کا جو مفہوم ہے وہ دوسروں کے عندیہ  
سے مختلف ہے چنانچہ حکیم کے نزدیک  
ہر ایک ممکن خواہ وہ موجود ہو یا مفروض  
ایک فعلیت اور ایک مابیت ہے  
فعلیت سے مراد اس کا تقدر اور مابیت  
تحقق ہے اسی حیثیت سے وہ نفس  
الامر میں عدم صرف بسط سے امتیاز  
حاصل کر لینا ہے اور مابیت کا مفہوم  
وہ امر ہے جس کے ملحوظ رکھ کر انسان کی  
ظلمانی قوت واپس اس سے تحقق کے  
قطع نظر کر نیک تصور باندھتی ہے جسکی  
بنیاد وہ اپنے مخائر سے ممتاز ہو جاتا  
ہے لیکن یہ اشتقاقی کے علم کیساتھ  
ارتباط سے قیل ہوتا ہے حکیم کا فیصلہ یہ

يَا أَيُّهَا هَيْتَ لَا تَلْبِثْ بِهَا  
وَلَيْسَتْ مُطَابِقَةً لِلْوَاقِعِ  
وَيَتَرَكُهَا وَرَاءَ ظَهْرِهِ  
ثُمَّ إِنَّ كُلَّ فَعْلِيَّةٍ لَا  
يَكُونُ حِكْمَةً صَدُورُهَا  
وَقَدْ رَأَى تَكْوِينَهَا فِي الْوَاجِبِ  
حَالَ ذِكْرِهِ فَرَى مُسْتَنْعَةً  
خَارِجَةً عَنْ جَوَازِ ثَوْرَةٍ  
الْفَعْلِيَّةِ تُشَبِّهُ الشَّيْءَ  
الْمَسْلُوبَ عَنْهُ ذَاتِيَاةً  
فَإِذَا كَانَ كُلُّ فَعْلِيَّةٍ  
لَهَا جِهَةٌ فِي الْوَاجِبِ  
كُلُّهَا بِكُلِّهَا رَأْسًا  
هِيَ شَرْحٌ لِأَحْجَايِهَا  
وَتَمِشُّكَ لِعَيْنَيْكَ ثَمَّ  
إِنَّا لَا نَشْكُكَ أَنَّ  
هُنَاكَ أُمُورٌ مَعْلُومَةٌ  
أَحَدُهَا الْأَمْرُ الْمَشْرُوكُ  
الْحَاجِمُ بَيْنَ

ہے کہ ثابت ہیں ثبات نہیں ہوتا  
اور وہ واقع کے مطابق نہیں اسلئے  
وہ اسے پس پشت ڈال دیتا ہے اب  
یہ بھی یاد رکھو کہ جس فعلیت کے صادر  
ہونے کی حیثیت اور اسکی نگوین پر قدرت  
رکھنے کی اصل واجب تعالیٰ کی ذات  
اقدس میں نہ ہو تو وہ متشع الوجود ہے  
فعلیت کے دائرہ سے خارج ہے اور  
اسے ایک ایسی چیز کے مشابہ کہا جاسکتا  
ہے جس سے اس کی تمام ذاتیات سلب  
کر لی جائیں خلاصہ یہ کہ ہر ایک فعلیت  
کی حیثیت واجب تعالیٰ کی ذات اقدس  
میں ہے جن میں ہر ایک دوسرے پر  
کلی طور پر منطبق ہے اتنی بات ہے  
کہ اول الذکر اسکے اجمال کی شرح  
ہے یا اسکے عین کا تمثیل ہے  
پھر اس میں بھی شک نہیں کہ اس مقام  
پر تین باتیں ہوتی ہیں ایک وہ امر  
مشترک ہے کہ جو اس حیثیت اور اس

الْوَجْهِ وَالصَّادِرَةُ لَوْ كَانَتْ  
لَكَانَ خُصُوصَ الصَّادِرِ  
بِهَذَا الْوَجْهِ دُونَ غَيْرِهِ  
رُجْحَانًا بِلَا مَرَجٍ وَهُوَ  
الْمُسْتَشَى بِالنَّفْسِ الرَّحْمَانِي  
إِذَا كَانَ هَذَا الصَّادِرُ  
مَخْلُوقًا مَعَاوِلًا بِالنَّفْسِ  
الْقَيْنِي إِذَا كَانَ هَذَا الصَّادِرُ  
رِسْمًا وَاجِبًا

وَكَانَ هَذَا الْأَمْرُ الْمُخْتَصِرُ بِالْوَجْهِ  
فِي الرُّطْبَا سِرْمًا وَتَعْرِيفًا عَنِ  
الْمَثَلِ وَلَمَّا لَمْ يَعْزِزْ لَهَا  
حُكْمٌ بِخُصُوصِهَا أَعْرَضْنَا  
عَنْ تَعْيِينِهَا بِاسْمٍ

وَكَا لَشَهَا الْأَمْرُ الْمُخْتَصِرُ  
الصَّادِرُ فِي رُغْبَارِهِ وَتَكْبِيرِهِ  
بِاصْدِرَةِ الصَّادِرِ وَهَذَا  
الْأَمْرُ الْأَخْتَصَارِيُّ مُسَمًّى  
بِخُصُوصِيَّاتِ الْمُوطِنِ

صادر ہونے والی شے کا جامع ہوتا ہے اگر  
یہ بیچ میں نہ ہوتا تو اس چیز کے خصوصیت  
کیساتھ اس خاص جہت کے صادر ہونا کسی  
اور چیز کا صادر نہ ہونا ترجیح بلا مرجح  
ہوتا یہ صادر اگر مخلوق اور معلول ہے تو اس  
وجہ جامع کو نفس جمالی کیساتھ موسوم کیا جاتا  
ہے اور اگر وہ صادر واجب الوجود کا کوئی  
اسم پاک ہے تو اس کو نفس مہنی کے  
ساتھ تعبیر کرتے ہیں

دوسرا وہ امر جو اس حیثیت کے ساتھ  
اسلئے مخصوص ہے کہ وہ حیثیت تشل سے  
عاری ہے کیونکہ اس امر کا کوئی خاص  
حکم نہیں تو اسلئے ہم اسے کسی خاص نام  
کے ساتھ موسوم نہیں کرتے

اور تیسرا وہ امر ہے جو اس صادر کیساتھ  
مخصوص ہے کہ جس سے اسکی صورت  
صادرہ کا اظہار ہوتا ہے اس امر خصوصی  
کو ہم خصوصیات موطن کے ساتھ موسوم  
کرتے ہیں



ثُمَّ إِنَّ تَعَدُّ الْجِهَاتِ فِي  
حُدُودِ الْعَالَمِ عِنْدَ هَا  
لَتَعَدُّ إِلَّا سَمَاءٌ وَهِيَ إِنْشَاءٌ  
مُقَدَّ سَهٌ فَلَا جَرَمَ أَنَّ كَمَا  
جِهَاتٍ وَاللَّوْازِمُ تَتَصَرَّمُ  
عِنْدَ لَازِمٍ وَاحِدٍ وَالْجِهَاتُ  
تَتَقَرَّبُ عِنْدَ جِهَةٍ وَاحِدَةٍ  
لَا تُمْتَازُ عَنِ الْوَاجِبِ إِلَّا  
فِي الْعُتُونِ وَالْحِكَايَةِ دُونَ  
الْمُعْنُونِ وَالْمَحْكِيِّ عَنَّا فَإِنَّ  
كُلَّ فَعْلِيَّةٍ يُحِيطُ بِهَا مِنْ كُلِّ  
جِهَتٍ يَتَرُكُ الْوَاحِدَ الْبَسِيطَ  
الْوَاجِبَ حَلَّ حُجَّةٍ وَذَلِكَ  
لَا أَنْ تَشْجَعَهَا مُسْتَبَدَّةٌ  
إِلَيْهِ كَمَا عَلِمْتَ وَكَذَلِكَ  
تَوْعِيَّتُهَا مُرٌّ فِي جِهَةِ الْعَالَمِ  
الْقَائِلَةِ وَقَدْ سَتَيْنَا هَا  
بِالْوَاقِعِ فِي كِتَابِنَا هَذَا مَرَّةً  
وَبِالْمِرَاةِ الْآخِرَى فَلَا جَرَمَ أَنَّ

عالم کے صمد کی حیثیتیں اسلئے منعقد ہیں  
کہ اسماء حسنی بے شمار ہیں اور یہ مقدس  
حقائق ہیں اسلئے انکی جہتیں مختلف  
ہیں اور لوازم ایک ہی لازم پر منہی  
ہوتے ہیں اور تمام جہات کی انتہا  
ایک ہی جہت پر ہوتی ہے جو کہ واجب  
الوجود سے عنوان اور حکایت ہی کے  
اعتبار سے مختلف ہے معنوں اور محلی  
عنہ کی وجہ سے کوئی اختلاف نہیں  
تو واحد بسیط واجب الوجود جل شانہ  
ہر ایک فعلیت پر ہر ایک حیثیت سے  
اعاطہ کئے ہوئے ہے

اور یہ اسلئے کہ ان فعلیتوں کا شخص اسی  
ذات اقدس کی طرف سے جیسا کہ تم  
جانتے ہو اور اسی طرح ان کی نوعیت  
کا موجب علت قابلہ کی حیثیت میں  
پہاں ہے جیسے ہم نے اپنی کتاب میں  
کبھی واقع اور کبھی مِرَاة سے موسوم کیا  
ہے ان فعلیتوں کے انتساب کو بھی

لَهَا سِتْنَاكَ اِكْرَسَتْ اِذِ  
الشَّخْصِ وَفِي عَالِيهَا  
جَنَسِيَّتَهَا وَجَوْهَرِيَّتَهَا  
الْهَيْئَةُ الْجَامِعَةُ فَاذِ  
سَيُوي الله زُورًا وَبَاطِلًا  
وَمِنْ هَذِهِ الْحِكْمَةِ يَتَقَدَّرُ  
الشَّجَلِيُّ الذَّاتِيُّ فَتَدْبَرُ

شخص کے انتساب پر قیاس کریں،  
اسی طرح ان کی جنسیت اور جوہریت  
اور ہیئت جامعہ کی بھی یہی کیفیت ہے  
”خلاصہ یہ کہ اسد تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے  
وہ بجز جھوٹ اور باطل ہے“ اسی حکمت  
سے تجلی ذاتی کا ظہور ہوتا ہے خوب  
ابھی طرح سمجھ لو،

## شیخ صدر الدین قونوی کا نظریہ

قَالَ الشَّيْخُ صَدْرُ الدِّينِ  
الْقَوْلِيُّ الْحَقُّ سِتْنَانَةٌ مِنْ  
حَيْثُ وَحْدَةٍ وَجُودَةٍ كَمَنْ  
يَصْدُرُ مِنْهُ إِلَّا الْوَاحِدُ  
لَا سِتْنَانَةٌ اِظْهَارًا لِّوَاحِدٍ  
وَلِإِجَادَةٍ مِنْ حَيْثُ كَوْنِهِ  
فَإِحْدًا غَيْرَ الْوَاحِدِ وَ  
ذَلِكَ الْوَاحِدُ عِنْدَنَا هُوَ  
الْوُجُودُ الْعَامُّ الْمَفَاضُ عَلَى  
أَعْيَانِ الْمَكُونَاتِ مَا وُجِدَ

شیخ صدر الدین قونوی فرماتے ہیں  
کہ اسد تعالیٰ کی وحدت وجود کو ملحوظ  
رکھتے ہوئے ہم اس بات کے قائل ہیں کہ  
احد حق سے واحد ہی صادر ہو سکتا ہے  
کیونکہ واحد کی حقیقت کو پیش نظر رکھتے  
ہوئے یہ تصور کرنا ناممکن ہے کہ اس سے  
سوائے واحد کے اور کچھ صادر ہو،  
اس بارحق کا مفہوم ہمارے نزدیک  
وجود ہے جو اعیان کائنات پر  
فالٹن ذرا گیا خواہ وہ موجود ہو گئے



مِنْهَا وَمَا لَمْ يَوْجَدْ مِنْهَا  
 سَبَقَ الْعِلْمُ لَوْجُودِهِ  
 وَهَذَا الْوُجُودُ مُشْتَرَكٌ  
 بَيْنَ الْعَالَمِ الْأَعْلَى الَّذِي  
 هُوَ أَقْلٌ مَوْجُودٌ الْمُسْتَشَى  
 بِالْعَقْلِ الْأَقْلِ الْأَضَاوِ  
 بَيْنَ سَائِرِ الْمَوْجُودَاتِ  
 لَيْسَ كَمَا يَنْتَزِعُ أَهْلُ  
 النَّظَرِ مِنَ الْفَلَا سِقَةِ  
 خِلَافَهُ لَيْسَ ثَمَّةٌ عَسَدُ  
 الْمُحَقِّقِينَ إِلَّا الْحَقُّ وَالْعَالَمُ  
 لَيْسَ بِشَيْءٍ ذَائِدٍ عَلَى مَعْلُومِهِ  
 اللَّهُ تَعَالَى أَوَّلُ الْمُتَّصِفَةِ  
 بِالْوُجُودِ ثَانِيًا لَمْ يَلَمْ يَكَلِّمْهُ  
 لَمْ يَبْطَلْ مَجْعُولِيَّةً  
 الْمَاهِيَاتِ فِي أَنْفُسِهَا وَمَقَامُ  
 كَلَامِهِ أَنَّ الْوُجُودَ عَالَمُ  
 مُشْتَرَكٌ بَيْنَ الْمَوْجُودَاتِ  
 وَهِيَ تَسْتَلُّ لِلْحَقِيقَةِ

دل یا ابھی تک موجود نہ ہوئے ہوں  
 بشرطیکہ انکا موجود ہو جانا اسکے علم میں ہو  
 اس پر علم کا مفہوم اس علم اعلیٰ تک کو  
 شامل ہے جو سب پہلے وجود میں آیا اور  
 جسے عقل اول سے تعبیر کیا جاتا ہے نیز تمام  
 موجودات اسی کے مفہوم میں داخل ہیں و خدا  
 وجود کا وہ مفہوم نہیں جسکا ذکر اہل نظر  
 فلاسفہ نے کیا ہے کیونکہ محققین کے نزدیک  
 سوائے واحد حق شانہ کے اور کوئی کبھی  
 ہستی میں جلوہ گر نہیں در عالم کا مفہوم  
 اس سے قائم نہیں کہ وہ پہلے اللہ تعالیٰ  
 کے علم میں داخل تھا پھر اسے و بار وجود  
 کیساتھ متصف کیا گیا۔ انتہی کلام  
 پھر اسکے بعد اس نے اس چیز کا ابطال  
 کیا کہ مایہیات کو فی نفسہا مجعولیت  
 سے موصوف کیا جاتا ہے اور اسکے کلام  
 کا اصل یہ ہے کہ وجود کا مفہوم عام  
 تمام موجودات کے درمیان مشترک ہے  
 اور یہ کائنات کی حقیقت جب تعالیٰ



الْوَاجِبِيَّةَ وَصَادِرُ مَرْمَعَاءَ  
 قَالَ مَوْلَانَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ  
 الْجَامِي بَعْدَ مَا قَضَى الْقَوْلَ  
 فِي تَسْوِيعِ كَوْنِ الوجودِ  
 الْعَامِ الْمُبْسِطِ عَلَى  
 هَيَاكِلِ المَوْجُودَاتِ عَيْنِ  
 الْوَاجِبِ جَلَّ جَلَدُهُ بِهَذِهِ  
 الْأَلْفَاظِ الصُّوْفِيَّةِ الْقَائِلُونَ  
 بِوَحْدَةِ الوجودِ لَمَّا ظَهَرَ  
 عِنْدَهُمْ أَنَّ حَقِيقَةَ الْوَاجِبِ  
 هُوَ الوجودُ الْمَطْلُوقُ كَمَا يُحْتَاجُوهَا  
 إِلَى إِقَامَةِ الدَّلِيلِ عَلَى تَوْحِيدِهِ  
 وَنَفْيِ الشَّرْكِ عَنْهُ فَإِنَّهُ لَا يُمْكِنُ  
 أَنْ يَتَوَهَّدَ فِي ثَنَيْنِ تَعَدُّ  
 مِنْ غَيْرِ أَنْ يُعْتَبَرَ بِرَفِيْعَةٍ تَعَيَّنَ  
 تَقْيِيدُ كُلِّ مَا يُشَاهَدُ أَنْ يَتَعَقَّلَ  
 أَنْ يَتَجَنَّبَ مِنَ التَّعَدُّدِ هُوَ الوجودُ  
 بِالْوُجُودِ الْأَخْصَافِيِّ لَا الْمَطْلُوقِ  
 نَعَمْ يُقَالُ لِمَا لَعَدَمٌ وَهُوَ

کا مثل اور اسی حیثیت سے صادر ہوتی ہے  
 مولانا عبد الرحمن جامی نے اس  
 مسئلہ پر بہت تفصیل کے ساتھ  
 بحث کی ہے کہ وجود عام کہ جس کا  
 مفہوم تمام اشیاء کو شامل ہے وہ  
 عین واجب الوجود ہے اس کے بعد  
 لکھتے ہیں کہ یہ صوفیاء وحدت الوجود کے  
 قائل ہیں جو ہر وقت ان کے سامنے یہ حقیقت  
 ظاہر ہوتی کہ واجب الوجود مطلق ہے  
 تو پھر انہیں اس بات کی حاجت نہ پیش  
 آئی کہ وہ اس کی وحدانیت اور نفی شریک  
 پر دلائل قائم کرنے اس لئے ہمیں شہینیت  
 اور تعدد کے تصور تک بھی امکان نہیں  
 بجز اس کے کہ زمین اور تقید کو ملحوظ رکھا  
 جائے سو اس چیز کا بھی تم مشاہدہ کرتے  
 ہو یا عقل و ذہن متخیلہ میں آسکتی ہے  
 اور جس کے تصور سے تمہارے ذہن میں تعدد  
 کا مفہوم پیدا ہوتا ہے تو ایسی چیز وجود  
 اضافی کیسا کہ موجود ہے وجود مطلق نہیں

لَيْسَ لِشَيْءٍ اَنْتَى كَلَامُهُ  
وَهُوَ كَالنَّجْجَةِ لَدُنَا  
مَقْدَهُ وَمَقَادُ كَلَامِهِ اَنْتَ  
الْوَجُودَ عَامٌّ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ  
الْوُجُودَاتِ وَهُوَ عَزِيزٌ بِحَقِّقَةِ  
الْوَاجِبِيَّةِ وَنَفْسٌ ذَا اِزْمَا وَلَا  
يُسَبِّغِي اَنْ يُطَوَّقَ بِهَوَا لَا اَعْلَامِ  
اَنْتُمْ بِحُكْمٍ بِيَكْلِيَّتِهِ سُبْحَانَهُ  
تَعَالَى بَلْ مَرَامُهُ بَيْنَ اِلَافٍ مَا قَدْ  
اَسْلَفْنَا مِنْ اَنْتَ سَادَةِ الْخُفِ  
الْفِعْلِيَّةِ غَايِشٍ لَا قَلْبِهِ اَلْحَقُّ  
اَعْنِي بِرَأَى اَلْحَقِّ لَا يَسْعُرُ  
طَبِيعَتُهُ اِلَّا الْوَاجِبُ اَلْمُتَكِنُ  
مُسْتَنِدٌّ اَوَّلًا وَثَانِيًا اِلَى الْوَاجِبِ  
فَحَقِّقْ اِيْجَادَكَ وَقَدْ كُنْتَ بِيَدِ اَوَّلِ  
مَا سَيِّدْتَ فَنَبِيْهِ مُنْذَرِكَةً فِي  
حَقِيقَتِهِ بِالْفِعْلِ وَرَبُّكَ تَقْقَهُ  
مُسْتَنِدٌّ اِلَيْهِ سُبْحَانَهُ لَا يَشَاكُ خَيْرَ  
شَاكٍ وَتَقْقِ اَلْمُتَكِنَ لَا يَمُرُّ اَنْ

ہے اور وہ لاشی محض ہے، انتہی کلام  
یہ اس کے کلام کا قبل کا میجہ ہے  
جس کا خلاصہ یہ ہے کہ وجود عام کا مفہوم  
تمام کائنات میں مشترک ہے اور وہ حقیقت  
واجب تعالیٰ کا عین اور اس کا نفس ذات  
ہے ایسے علماء اعلام کے متعلق یہ خیال  
نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ذات اقدس باری  
تعالیٰ کو کلی سمجھتے ہیں بلکہ ان کا مقصود  
اس سے جیسا کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے  
ہیں یہ ہے اس کا مفہوم اُن فعلیت کو گھیر  
ہوئے اور اقلیم تحقق کو ہر طرف محیط ہی  
میرا مقصود یہ ہے کہ تحقق اور اس کا وجود  
اولا اور ثانیاً ذات اقدس ہی کی طرف  
منسوب ہے پس اس کے ایجاد کی جہت اور اس کے  
تکون کی قدرت یا جن الفاظ کے ساتھ  
تم تعبیر کرنا چاہا ہو وہ بالفعل واجب  
تعالیٰ کی حقیقت میں مستند ہیں اور  
اس کا تحقق باری تعالیٰ کی طرف منسوب  
ہے اس میں کسی شک کو نہ ہونے

کَثِيرَةً تَمَثَّلُ تِلْكَ الْحَقِيقَةُ ۝  
 ممکن کی حقیقت یقیناً اسی بہت کا تمثیل ہے،

فَإِذَا نَحْضِلُ التَّحَقُّقَ  
 وَنَسْتَحِجُّهُ هُوَ الْوَاجِبُ لَا  
 لَانَّهُ مِمَّا ارْتَفَعَهُ التَّحَقُّقُ  
 مِنْ قُوَى وَهُوَ مُبَرِّكٌ  
 بِرَدَائِ الْكِرِيَاءِ بَرِيٌّ عَنْ  
 كُلِّ تَمَثُّلٍ ثُمَّ إِنَّ التَّمَثَّلَاتِ  
 مَظَاهِرَ كَمَالِهِ وَتَمَثُّلُ  
 جَمَالِهِ وَشُرُوحُ جَلَالِهِ وَ  
 هَذَا مِمَّا لَا يَنْبَازُ جُوهَرِيَّةِ  
 الْحَكِيمِ وَأَمَّا أَنَّ الْمَاهِيَاتِ  
 غَيْرُ مَجْعُولَةٍ فَإِنَّ الضَّادَ  
 الْأَوَّلَ هُوَ الوجودُ الْمُبْسِطُ  
 عَلَى هَيَاكِلِ الوجودَاتِ  
 وَإِنَّ الوجودَ الْبَسِيطَ هُوَ  
 اللَّهُ وَإِنَّ الوجودَ شَيْءٌ يَلْحَقُ  
 الْمَاهِيَاتِ فَأَمْرٌ مُتَوَعَّدٌ قَدْ  
 سَبَقَ نَاسِئُ مَنْعِهَا

تو تحقیق کی اصل اور اسکا منبع واجب  
 تعالیٰ کی ذات ہے اس طور پر نہیں  
 کہ تحقیق نے اسے فوق کی جانب سے گھیر  
 رکھا ہے اور گہریاء کی چادر اوڑھے ہوئے  
 ہم قسم کے تمثیل سے بری ہے، پھر تمام  
 تمثیلات اس کے مظاہر کمال اور آئینہ کمال  
 جمال ہیں اسکی عظمت اور جلال کی  
 شرح اور تفصیل ہیں یہ ایسی بات ہے  
 کہ جس میں کوئی حکیم بھی اختلاف نہیں کرتا،  
 یہ بات قابل تسلیم نہیں کہ مہیات مجول  
 نہیں یا یہ کہ صادر اول اس وجود کا نام  
 ہے جو تمام کائنات کو اپنے مفہوم میں  
 لئے ہوئے ہے اور وجود بسیط صرف  
 اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور وجود بسی  
 چیز ہے جو مہیات سے آکر ملجائی ہے ان  
 نظریوں کی تردید کے متعلق ہم پہلے  
 بحث کر چکے ہیں یا یہ کہ ان کے احوال



اَوْ هِيَ مَأْوَكُهُ وَآزَى اَتَهْمُ  
اَلْتَقَوُا بِالتَّغَايُرِ اِلَّا عِتْبَارِي  
الَّذِي بَيْنَ الْمَاهِيَةِ وَالْفَعْلِيَّةِ  
وَكَمْ يَنْكَشِفُ لَهُمْ اَنْ  
سُلْطَانِ الْفَرْقِ اِنَّمَا هُوَ فِي  
مَوْطِنِ الْحَاظِ فَقَطْ

تاویل پر مبنی ہیں میر سخیال میں انہوں  
نے اس تغایر اعتباری کو ملحوظ رکھنے پر  
اکتفا کی ہے جو ماہیت اور فعلیت  
کے درمیان پایا جاتا ہے مگر ان پر یہ  
عقدہ نہ کھل سکا کہ یہ فرق صرف حشیت  
اور جہت ملحوظ رکھنے تک ہے

## وجود اور ماہیت ایک ہیں

وَالْحَقُّ اَنْ يَقَالَ  
الْوُجُودُ هُوَ الْمَاهِيَةُ وَ  
الْحَقِيقَةُ هِيَ التَّقَرُّرُ كَمَا  
ذَهَبَ اِلَيْهِ اِمَامُ اَهْلِ  
السُّنَّةِ وَبِاِطْلَاقِ الْعَامِ  
الشَّامِلِ بِحِينَ اَوَّلِ اَنْتِهَاءِ  
الْوَاجِبِ فِي ذَا سِتِه  
فَرَعْمُوهُ مُؤَدِّيًا لِلْوَاجِبِ  
اَنْ يَكُوْنَ كُلُّهُ بِكُلِّهِ  
وَلَمْ يَتَفَقَّطُوا بِاَنَّ  
الْعَالَمَ بِأَسْرِهِ مُتَعَيِّنٌ

اور حق بات یہ ہے کہ وجود اور  
ماہیت ایک ہی چیز ہے اور حقیقت  
بعینہ تقرر ہے جیسا کہ امام اہل سنت  
نے اس کی تشریح کی ہے اور کیونکہ  
وجود کا مفہوم بلحاظ اسکے اطلاق عام  
کے واجب تعالیٰ کی لامتناہی کو شامل  
ہے جس سے ان کو یہ غلطی ہوئی کہ  
وہ عین واجب ہے اور وہ دونوں  
ایک دوسرے پر کلی طور پر منطبق ہیں  
اور اس نکتہ کو نہ سمجھ سکے کہ تمام عالم  
کلی طور پر متعین ہے اس میں ہر چند کہ

لَا نِسْبَةَ لِإِطْلَاقِهِ إِلَى  
إِطْلَاقِ الْوَاجِبِ إِلَّا نِسْبَةُ  
شَعْرٍ يَتَرْتَكُونِيَّةً ۝

نہ اس کے علم اور تکوین سے معرض وجود میں آیا۔

وَمَنْ رَزَقَهُمُ آتٍ  
الرُّجُودَ الْمُنْبَسِطَ بِعَيْنِهِ  
لِوَاجِبٍ فَقَدْ اشْتَبَهَ عَلَيْهِ  
لَا مُرُفٍ مِنْ حَيْثُ كَرِيْدَرِ  
الظَّاهِرِ مِنَ الْمَظْهَرِ ۝

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ  
أَنْ تَجْعَلَ لِي لِلْمُتَّقِينَ  
إِمَامًا مَادًّا لِلْحُكَمَاءِ  
عَصَامًا ۝

اور جس شخص کا یہ خیال ہے  
کہ وجود جو اس عالم میں پھیلا ہوا ہے  
وہ عین واجب کے واسطے بڑا اشتباہ  
پیش آیا ہے کہ جس سے وہ ظاہر اور  
منظر میں تیز نہ کر سکا،

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے ہر ایک  
اسم پاک کا واسطہ دے کہ سوال کرتا  
ہوں کہ تو مجھے متقیوں کا امام اور  
حکماء و بانیین کے لئے جائے پناہ  
بنائے :

# الجزانۃ الثالثۃ

## ابن جاس کی حقیقت اور اسکے معانی

أَتَعْرِفُ كُنْهَ الْإِبْنِ جَاسٍ  
هُوَ أَنَّ الْجَاعِلَ يَجِبُ مِثْلَهُ  
مُجْعُولٌ يُصَوِّرُ حَيْثُ كَمَا يَقْتَضِيهِ  
أَحْدَلُ تَحْقِيقِهِ مِنْ هَيْئَةٍ تَخْتَصُّ  
بِذَلِكَ وَهَذِهِ الْحِجَّةُ كَثْرَةُ  
الْمُجْعُولِ وَقَوَامُهُ فِي نَفْسِهِ وَ  
تَسْتَتِيعُ هَذَا الْوَجُوبَ تَحْقِيقُهُ  
وَتَجَوُّهُرُهُ وَتَقَرُّرُهُ وَالْفَحْصُ  
يُكْشِفُ أَنَّ تَحْقِيقَهُ هُوَ تَحْقِيقُهُ  
لِجَاعِلِهِ وَأَنَّ تَجَوُّهُرُهُ هُوَ اسْتِنَادُهُ  
إِلَى الْفَاعِلِ وَأَنَّ تَقَرُّرُهُ إِنَّمَا  
هُوَ سُبُوحٌ مِنْ مَبْدُئِهِ فَلَا جَرَمَ أَنَّهُ  
شَرِّحَ لِمِثْلِكَ الْحِجَّةَ تَفْصِيلًا لِجَمَالِهَا  
وَلَمَّا كُنَّا نَمَازِقِبِلُ هَذَا فِي الْمَرَاتِبِ

ابن جاس کی حقیقت یہ ہے کہ  
جاعل اپنے مجبول خصوصی کے لئے وجود  
طور پر ظہور کا باعث ہو جیسا کہ ہمیں  
مخصوصہ کا اصل تحقق اس بات کا تقاضا  
کرتا ہے یہی جہت کسی مجبول کی حقیقت  
اور اسکا فی نفسہ قوام ہوتی ہے اور اس  
تحقق وجوب مذکور کا نتیجہ جو ہر اور تقرر  
ہوتا ہے تحقیق اور تفتیش کے بعد یہ بات  
واضح ہوتی ہے کہ تحقق مجبول کے معنی  
ہیں کہ اسکا تحقق جاعل کیلئے ہے اسکی ذات  
کا انحصار اس پر ہے کہ وہ ازل سے  
ابتدا تک اپنے فاعل کی طرف منسوب  
ہے اور اسکے تقرر کا منبع اسکا مبداء  
ہوتا ہے، اور اسکا وجود اس جہت



لِحَقِيقَتِهِ هَذَا التَّمْيِيزُ كَيْسَ لَا تَعْتَدِلَ مَا وَغَايَةِ تَسْبِقُ مَا  
 سے پہلے عدم امتیاز کی وجہ اس جہت کا  
 وَالْأَيْحَاسُ لَوْ عَانَ أَحَدُهُمَا  
 اَيْحَاسُ مُطْلَقٌ مِنْ مُطْلَقٍ  
 وَحَقِيقَتُهُ الْخِيَارُ مَقْفُومٌ  
 بِرَأْسِهِ لَيْسَ لَهُ التَّصَادُقُ وَ  
 الْعُنْوَانِيَّةُ كَالْمُتَجَبِّ بِالنِّسْبَةِ  
 إِلَى النَّاطِقِ وَإِنْ كَانَ بِالْإِخْلَافِ  
 الْعَرَضِيِّ وَقَدْ عَرَفْتَ كَيْفِيَّتَهُ  
 فِي الْخَزَائِنِ الثَّانِيَةِ ثَانِيَهُمَا  
 اَيْحَاسُ مُتَعَيِّنٌ مُقَيَّدٌ مِنْ  
 الْمُطْلَقِ وَحَقِيقَتُهُ انْتِقَاءُ  
 الْاَيْحَاسِ الْاِطْلَاقِي إِلَى حَدِّ  
 لَا يَقْتَضِي بَعْدَ ذَلِكَ الْاِخْتِلَافِ  
 الْمَقْفُومَاتِ الْمُتَضَفِّتَةِ جِهَاتِهَا  
 فَيَبْرَحُ حَيْثُ لَا يَصِحُّ التَّصَادُقُ وَلَا  
 الْعُنْوَانِيَّةُ كَالْحَيَوَانِ لِشَرْطِ شَيْءٍ  
 وَالْحَيَوَانُ لِشَرْطِ لَا شَيْءٍ

خصوصی کی شرح اور اسکے اجمال کی  
 تفصیل ہوتی ہے اور اس مرتبہ جہت  
 کا علو شان اور اسکی انتہائی سبقت ہے،  
 ايجاس کی دو قسمیں ہیں ایک تو مطلق  
 سے مطلق کا ظہور میں آنا اور اسکی حقیقت  
 کسی مفہوم کا اس طرح متمثل ہونا ہے کہ  
 دونوں کا تصادق اور عنوانیت صحیح  
 ہو سکے جیسا کہ تعجب ناطق کی طرف نسبت  
 کیسا تھے اگرچہ اسکا اتحاد عرضی ہے جیسا کہ  
 اسکی کیفیت ختم خزانہ دوم میں معلوم کر چکے ہو  
 دوسرے متعین اور مقید کا مطلق سے  
 ظہور میں آنا اور اسکی حقیقت یہ ہے  
 کہ ايجاس اطلاق ختم ہو کر اسی حد تک  
 پہنچ جائے کہ جس کے بعد صرف یہی  
 رہ جاتا ہے کہ مختلف مفہومات اپنی اپنی  
 جہات میں اس طرح متمثل حال کریں کہ  
 اس مقام پر نہ تو تصادق صحیح ہوتا ہے  
 اور نہ عنوانیت جیسا کہ حیوان بشر شے  
 اور حیوان بشر لا شے۔ اس حیوان مطلق

بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْحَيَوَانِ الْمَطْلُوقِ الَّذِي  
هُوَ نَفْسُ الْحَيَوَانِ فَقَطْ ۚ

کی طرف نسبت کرنے کے ساتھ جو کہ  
فقط نفس حیوان ہے،

## عرش اور ماء

وَنَحْنُ نُرِيدُ أَنْ نُفِيدَكَ  
فِي هَذِهِ الْخِزَانَةِ فَاسْتَمِعْ  
لِمَا يُثْنِي عَلَيْكَ بِصَمَاحٍ  
يَقِينُكَ لَمَّا أَرَادَ اللَّهُ سُجْدَانَهُ  
أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ أَفَاضَ آدَمَ  
مِنْ حَرَّتِ الشَّجَرِ وَعَيْنِ  
الْإِطْلَاقِ وَلَمَّا أَغْنَى بِهِ  
جِسْمًا تَامًا فَحَدَّثَ الْكَلِمَاتِ  
غَيْرَ قَائِلٍ لِلْخُرْقِ وَالْإِلْتِيَامِ  
وَهُوَ الْعَرْشُ الْعَظِيمُ وَهُوَ  
كَأَنَّ كَانَ جِسْمًا نِيًّا  
لَكِنَّهُ رُوحَانِيٌّ مِنْ حَيْثُ  
الْإِقْتِرَابِ الْأَتَمِّ وَالشَّدِيدِ  
الْأَعْيَمِ وَلَمْ يَرَوْهُ تَامًا كَمَا قَدْ  
حَقَّقَ لَنَا أَنْ يُقَالَ أَنَّهُ اسْتَوَى

ہم چاہتے ہیں کہ اس خزانہ میں اس  
امر کی تشریح کریں اسلئے جو تمہارے  
سامنے بیان کیا جائے اسے گوش ہوں  
مے سنو جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو  
پیدا کرنا چاہا تو اس نے خالص شجرہ  
اور عین اطلاق سے عرش عظیم کو پیدا کیا  
اور ہمارے نزدیک اس کا مفہوم ایک جسم  
کامل ہے کہ جس نے تمام جہات کو  
گھیر رکھا ہے اور اس میں خرق و التیام  
نہیں رہی وہ عرش عظیم ہے اور اسے  
الگوچہ ہم نے جسم سے تعبیر کیا ہے لیکن  
وہ اقتراب اتم اور تدبیر اعظم کا مظہر  
ہوئی وجہ سے روحانی ہے اور اس میں  
ایک روح کلی ہے جس کی بنا پر یہ کہنا  
مناسب ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ

عَلَيْهِ اللَّهُ مُبْجَانُهُ وَتَعَلَّى وَ  
جَسْمًا غَيْرَ تَامٍ مُعَدَّدًا مِنْ  
الْجِهَاتِ عَلَى صِيغَةِ اسْمِ  
الْمَفْعُولِ قَابِلٌ لِلْخَرَقِ وَالْإِلْتِمَاءِ  
مُطْلَقًا وَتَمَّا اعْنَى بِهِ أَنَّهُ  
قَابِلٌ لِحُلِّ مَا يَطْرُقُ عَلَيْهِ وَ  
كَيَافِي أَيْ صُورَةٍ مُرَاحَنَةٍ  
وَهُوَ الْمَاءُ وَهُوَ جَسْمَانِي  
مَحْضٌ لَا اقْتِرَابَ لَهُ وَلَا تَدْبِيرَ  
وَلَا دَوَّحَ وَلَا اسْتِبْلَاءَ وَحَدُّ  
عَبَّرَ عَنْهُ بِالْمَاءِ لِشَبَاهَتِهِ  
رِيَاءَةً فِي الْأُطْلَاقِ وَالْقَابِلِيَّةِ  
كَمَا عَبَّرَ عَنِ الْعَرْشِ بِهِ  
لِمَعْنَى الْأَسْتِبْلَاءِ وَالتَّحَدُّدِ  
النَّامِ هَذَا أَذْوَ الْحَكِيمِ وَلَا يَحِيدُ  
عَنْهُ فِي التَّحْقِيقِ وَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا  
عَنْ جَهْلٍ بِحَقِيقَةِ الْمَسْئَلَةِ

عرش پر مستوی ہے اور اسکے بعد یک جسم  
غیر تام ہے جو محدود من الجہات ہے  
اور قابلِ خرق و الیتام ہے اور ہمارا  
مقصود یہ ہے کہ جو حالت بھی اس پر طاری  
ہوتی ہے اسے قبول کر لیتا ہے اور چون  
سی بھی صورت اسکے لئے فرض کی جائے  
اس سے انکار نہیں اور یہ ثانی جسم پانی  
ہے اور یہ وہ جسم محض ہے کہ جسے کسی  
قسم کا قرب حاصل نہیں اور تدبیر الہی  
اور روح کا مظہر نہیں اور نہ اس پر استواء  
ثابت آتا ہے اور اس جسم کو پانی کیسا تختہ  
اس لئے تعبیر کیا گیا کہ یہ اطلاق اور قابلیت  
میں اسی کے مشابہ ہے جیسا کہ عرش سے  
تعبیر کرنا اندر تعالیٰ کے استیلاء اور  
استوی اور محدود تام کے معنی کو شامل  
ہے یہ ایک حکیم کا ذوق ہے کہ جس کی  
تحقیق میں کوئی شبہ نہیں اور اس

میں وہی اختلاف کر سکتا ہے حوالہ راہ کی حقیقت سے ناواقف ہے  
وَقَدْ تَظَاهَرَتْ الْآيَاتُ وَ آيات اور احادیث اس سلسلہ میں بکثرت



الْأَحَادِيثُ عَلَيْهِ قَالَ اللَّهُ  
 سُجَّانَهُ فِي مُحْكِمٍ كَثِيرٍ وَ  
 هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَ  
 الْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَ  
 كَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ  
 أَتَكْمُلُوا خَيْرًا أَمْ لَا وَفَسَّرَهَا  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فِي مَرْوَاهُ الْمُجْتَمِعِينَ  
 عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّهُ  
 قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ  
 قَبْلَهُ شَيْءٌ وَكَانَ عَرْشُهُ  
 عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَ  
 الْأَرْضَ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلِّ  
 شَيْءٍ وَفِي رِوَايَةٍ وَخَلَقَ مِنَ الْمَاءِ  
 السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَهَذَا الْقَدَرُ  
 ذَوْقُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْحُكَمَاءِ  
 وَأَمَّا الْفَلَسَفَةُ الَّذِينَ يَشْتَعِلُونَ  
 بِمَا لَا يُغْنِيهِمْ فَإِذَا اخْتَلَجْنَا  
 النَّظَرَ يَحْدِلُوا وَأَنْتَ فَلَئِنْ

دار ہوئی ہیں اسد سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے  
 کہ یہ وہ خدائے قدوس ہے کہ جس نے  
 آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن میں پیدا  
 کیا اور اسکا عرش عظیم پانی پر تھا، تاکہ  
 آزمائے کہ کون تم میں سے بلحاظ عمل  
 کے سب سے بہتر ہے اور امام بخاری نے  
 عمران بن حصین سے جو روایت نقل کی  
 ہے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے اسکی تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ  
 موجود تھا اور اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی  
 اور اسکا عرش پانی پر تھا کہ جسکے بعد اس  
 نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور  
 لوح محفوظ میں ہر ایک چیز لکھ دی اور  
 ایک روایت میں ہے کہ آسمانوں کو  
 اور زمین کو پانی سے پیدا کیا، انبیاء کرام  
 اور حکماء کا ذوق پس تھا ہی ہے،  
 لیکن فلاسفہ جو لایعنی مباحث میں  
 مصروف رہتے ہیں جب ہم انکے نظریات  
 کی طرف غور کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں

اِنَّ نَقُولَ الْعَرْشِ مَوْجُودٌ  
 كَمَا هُوَ هَيُولَاةٌ يَّقِفُ عَلَى  
 مَوَازِيهِ وَصُورَتُهُ يَّقِفُ  
 عَلَى هَيُولَاةٍ وَالْمَاءُ جَسَدٌ  
 مَرْكَبٌ مِنَ الْهَيُولَى وَالصُّورَةُ  
 الْعَاقِرَةُ الْقَائِلَةُ لِكُلِّ صُورَةٍ  
 كَاتِبَةٌ عَلَيْهَا كَمَا يَقُولُونَ فِي الْهَيُولَى  
 الثَّانِيَةِ وَالصُّورَةُ الثَّابِتَةُ  
 كَعَرْشٍ مَوْجُودٍ هِيَ اسکا ہیولی اسکی صورت  
 پر اور اسکی صورت اسکی ہیولی پر موقوف  
 ہے اور پانی ایسا جسم ہے جو ہیولی اور  
 اس صورت عامہ سے مرکب ہے جو کہ ہر  
 اس صورت کو قبول کرتی ہے جو اس  
 پر پیش آتی ہے جیسا کہ یہ لوگ ہیولی  
 ثابہ اور صورت ثابہ کے متعلق بیان  
 کرتے ہیں

## زمان اور مکان

وَقَدْ احاطَ الْجَسْمَانِيَّةُ  
 بِجَمِيعِ مَا جَوْهَرٌ مُّشْتَكٍ  
 بَيْنَ اِتَرٍ وَهُوَ الزَّمَانُ وَجَوْهَرٌ  
 مُّشْتَعٍ بَيْنَ اِتَرٍ وَهُوَ الْمَكَانُ  
 وَهُوَ اَمْرَانِ مُّشْتَرَكَانِ فِي  
 الْجَسْمَانِيَّاتِ قَاطِبَةً حَالَانِ  
 فَيَقَافُ تَحْقِيقُ الزَّمَانِ هُوَ  
 تَحْقِيقُهُ فِي الْجَسَدِ وَ  
 تَحْقِيقُ الْمَكَانِ هُوَ تَحْقِيقُهُ  
 فِي الْجَسَدِ  
 تمام جسمانی اشیاء پر ایک ایسا  
 جوہر احاطہ کئے ہوئے ہے جو امتداد  
 ذاتی کیساتھ موصوف ہے اور وہ زمان  
 ہے اور ایک جوہر ہے جو متشع بذاتہ  
 ہے اس کو مکان بولا جاتا ہے، ان  
 دونوں کا تمام جسمانیات کیساتھ ایسا  
 تعلق ہے کہ ایک دوسرے کو علیحدہ نہیں  
 کر سکتے اور دونوں کا وہ محل کہ جس میں وہ  
 حلول کئے ہوئے ہیں ہر ایک ایسی چیز

فِي الْحَبَشَةِ وَإِنْ أَرَادْتُمْ أَنْ تُطِغُوا  
الْمَاءَ عَرَصَاتٍ وَلَكِنْ ذُوقُوا  
الْعَذَابَ أَجْرًا عَذَابًا

ہے کہ جسکی بنا پر زمان اور مکان دونوں  
کا تحقق جسم میں ہے اسی لئے بعض حضرات  
نے یہ خیال کیا کہ یہ دونوں عرض میں  
لیکن علماء کا ذوق اس کے تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے،

وَالزَّمَانُ كَمَا كَانَ رَمِدًا أَدَاةً  
غَيْرَ مَالِكٍ النَّصُورِ عِنْدَهُ  
عَسْرَ عَلَيْهِمْ تَصَوُّرُهُ

اور کیونکہ زمان میں اس قدر امتداد ہے  
کہ اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا اس لئے  
اسکے تصور کو مشکل سمجھا گیا ہے،

وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ جَعَلَ كُلَّ  
مِنْ هَذِهِ مُتَعَانِفًا مَعَ  
الْآخِرِ وَلَوْ كَاثِلًا لَتَشَانِقُ  
لَذَهَبَ الْمَقِيلُ إِلَى الْإِطْلَاقِ  
الضَّرْفِ الَّذِي هُوَ مِنْ  
أَسْمَاءِ اللَّهِ تَعَالَى وَلَكِنْ هَبْ  
الصُّورَةَ إِلَى لِسْمِ هِيَ  
تَسَاءَلُهَا بِحِكْمَتِهِ الْبَاهِرَةِ  
عَلَى كُلِّ مَنَّهُمَا بِالْآخِرِ  
فَبِذَلِكَ ثَبَتَ الْعَالَمُ

یاد رکھو کہ ان میں سے ہر تعلق نے  
ہر ایک کو ایک دوسرے کیساتھ البتہ  
پیدا فرمایا ہے اگر یہ توافقی اور دوستی  
نہ ہو تو بیہولی اطلاق صرف کے ساتھ  
مل جاتا جو اسد تعلق کے اسم پاک  
میں سے ایک اسم ہے اور صورت اس  
حکمت کیساتھ مل جاتی جسکا وہ مثل ہے  
اسد تعلق نے اپنی حکمت بالغہ کے  
ساتھ دونوں کو ایک ساتھ اس طرح پیدا  
فرمایا کہ جسکی وجہ سے عالم ثابت رہا،



## حدوث عالم

وَالْعَالَمُ حَدَثٌ مُّحَلٌّ  
أَمَّا الزَّمَانُ وَمَعَاجِرُهُ  
فِي الْحَدُوثِ التَّقْيِيدِيَّةِ وَأَمَّا  
غَيْرُهَا فَيَا لِحَدُوثَيْنِ كُلِّهِمَا  
وَمَنْ تَجَسَّسَ ثَبَاتِ  
الْحَدُوثِ الزَّمَانِي لِلزَّمَانِ  
وَالْخَوَاتِمِ فَقَدْ رَكِبَ  
شَطَطًا وَلَا يَكَادُ يَجِدُ  
مِنَ الْآيَاتِ وَالْأَحَادِيثِ  
عَلَيْهِ دَلِيلًا

ثُمَّ اعْلَمَنَّ أَنَّ كُلَّ  
خُصُوصِيَّةٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ  
تَسْتَبِيعُ صَوْرَةً بِخُصُوصٍ  
فِي عَالَمِ الْأَشْيَاءِ الْخُصُوصِيَّةِ  
بَيْنَهُمَا وَاقْعَرَعَتِ اللَّهُ  
تَعَالَى كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تمام عالم حادث ہے، زمان  
اور اسکے معاصرت کا حادث اور تقییدی  
ہے لیکن دوسری اشیاء حدوث کے  
دونوں معانی کی بنا پر حادث ہیں،  
جنہوں نے زمان اور اسکے معاصرت  
کے لئے حدوث زمانی کے ثابت کرنے  
میں سعی لا محالہ کی ہے اور وہ ایک  
ناممکن چیز کو ممکن بنانا چاہتے ہیں  
آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں  
ان کیلئے کوئی دلیل نہیں،

ہر ایک اسم پاک کی خصوصیت سے  
عالم امکان میں صورت خصوصیت ظہور  
میں آتی ہے کیونکہ ان دونوں سے  
درمیان ایک قسم کی خصوصیت ہوتی ہے  
جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک امر  
واقع ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى  
صُورَتِهِ \*

فَبِهَذَا صُورَةُ الْإِنْسَانِ وَ  
الْعَنَاقِرِ بِصُورِهَا وَمِنْ الشَّيْءِ  
الْخَبِيثَةِ فِي مَحَلِّ عُنُقِهِ عَصَا  
وَفَلَكَ فَلَكَ \*

الْمَعْدِنِ وَهُوَ أَمْرٌ  
جَمَاعِيٌّ مَخْصُصٌ لِرُوحِ  
ضَعِيفٍ لَا تَمَاسًا فِي حِفْظِ  
صُورَتِهِ وَطَبِيعَتِهِ غَيْرِ  
وَأَنَّ مَعْدِنَ الْإِنْسَانِ  
أَنْتُمْ مِنْ مَعْدِنِ الْعَنَاقِرِ  
وَالْعَامَّةُ تُخَصِّصُهُ بِالْأَرْضِ  
وَالْحُكَمَاءُ يُعْمُونَهُ مِنْ مَقْتَضَى  
ذَوِّهِمْ فِي مَحَلِّ الْمَاءِ \*

وَالنَّبَاتُ وَهُوَ جِسْمٌ  
لَهُ رُوحٌ شَائِبٌ  
الْغُذِّيَّةُ وَالنَّمِيَّةُ  
مَعَ الْحِفْظِ وَهُمَا

لِانْسَانِ (آدم) کو اس کی صورت  
پر پیدا کیا،

سوا اسی طرح افلاک و عناصر کی بھی  
صورتیں ہیں اور ارتقاء حریفی میں ہر  
ایک عنصر کیلئے عنصر اور فلک کیلئے  
فلک موجود ہے،

معدن صرف جسمانی چیز ہے جس کی  
روح نہایت کمزور ہے اس کا کام صرف  
اپنی صورت اور طبیعت کا محفوظ رکھنا  
ہے علاوہ ازیں معدن افلاک معدن  
عناصر سے کامل تر ہیں، اور معدن کو  
عام طور پر ارضیات سے مخصوص  
سمجھا جاتا ہے لیکن حکماء اپنے ذوق  
کے مطابق تمام معدنیات کیلئے پانی  
کی طرح عموم ثابت کرتے ہیں،

اور نباتات ایک ایسا جسم ہے کہ جس  
میں روح ہے جس کا عمل یہ ہے کہ فقط  
صورت کے علاوہ تغذیہ اور نشوونما  
کے نظام کو بھی قائم رکھتی ہے حیوان

قَدْ يَتَكَلَّمُ بِلِسَانٍ بِأَحْكَامِ  
الْحَيَوَانِ أَوِ النَّاطِقِ يَقْسِرُ  
وَلَكِنْ هَذَا الْكَلَامُ فِي مُقْتَضَى  
الطَّبَائِعِ وَالْحَيَوَانِ وَهُوَ  
جِسْمٌ لَهُ رُوحٌ شَانُهُ  
الشُّعُورُ مِنَ الْأَحْسَاسِ  
وَالْتَّخِيلِ وَالتَّوَهُّمِ وَالْإِدْرَاكِ  
وَالرِّضَا وَالْغَضَبِ وَغَيْرِهَا  
وَالنَّاطِقُ وَهُوَ جِسْمٌ لَهُ رُوحٌ  
شَانُهُ التَّعْقُلُ أَيْ اللَّحُوقُ  
بِأَصُولِ الْعَوَالِمِ مِنَ الْأَسْمَاءِ  
لِلَّهِ سُبْحَانَهُ عِلْمًا وَعَمَلًا  
وَالنَّاطِقُ الَّذِي عَكَبَ  
عَلَيْهِ الْأَرْضُ كَثِيرَةٌ  
وَأَعْتَدَ لَهَا الْأَرْضُ بَعْدَ  
كَثِيفَةٍ لَا أَعْتَدَ إِلَّا  
حَقِيقَتًا بَلْ مَثَرٌ مُورِثًا  
هُوَ الْإِنْسَانُ  
وَالنَّاطِقُ الَّذِي عَكَبَ

بلکہ حیوان ناطق کے احکام کے ساتھ  
بھی اس کو التباس حاصل ہے۔ گو  
بعض حالتوں میں ہو لیکن سوقت  
ہم نفس طبارح سے بحث کر رہے ہیں،  
اور حیوان ایسا جسم ہے کہ جس کے روح  
ہے اس کا عمل احساس۔ تخیل توہم  
ادراک اور رضا اور غضب وغیرہ کے  
اسوال کو سمجھنا ہے اور ناطق ایسا روح  
والا جسم ہے کہ جسکی شان اور حالت  
تعقل یعنی بلحاظ علم اور عقل کے وہ  
اصول ازام یعنی اسماء حسنی تک سائی  
حاصل کر سکتی ہے،

اور وہ ناطق کہ جس میں بلحاظ مقدار کے  
ارضی جزو غالب ہو لیکن کیفیت کے  
لحاظ سے اسکے عناصر راجع ہیں اعتدال  
حقیقی نہیں ہوتا بلکہ صرف اسکے نام  
سے مشہور ہے اس قسم کا (حیوان ناطق)  
انسان کہلاتا ہے

اور وہ ناطق جس میں کمیت کے لحاظ



عَلَيْهِ الْهَوَاءُ كَثِيَّةٌ وَاسْتَوَتْ  
الْأَرْضُ بِمِ كَيْفِيَّةٍ هُوَ الْمَلَكُ  
السَّفْلَى وَمِنْهُ رَدُّ  
الْمَلَائِكَةِ الْعُلُوِّ  
وَمِنْهُ تِلْكَ وَهِيَ الْمَوْكَلُونَ  
وَهُمْ أَقْرَبُ إِلَى الْعَفَّةِ  
مِنَ الْإِنْسَانِ وَغَيْرِهِ  
أَقْوَى نَفْسًا

سے ہوا کا عنصر غالب اور کیفیت کے  
لحاظ سے چاروں عناصر میں استواء  
اور برابری ہو، تو یہ ملائکہ سفلیہ ہیں جو  
ملائکہ علویہ کے اسواں ہیں اور ان کا  
تمثال ہیں اور یہی ملائکہ موکل ہیں اور  
یہ عفت و عصمت کے اعتبار سے انسان  
سے زیادہ قریب ہیں اور باعتبار نفس  
کے زیادہ قوی،

وَالشَّاطِطُ الَّذِي غَلَبَ  
عَلَيْهِ الْمَاءُ كَثِيَّةٌ وَ  
وَسْتَوَتْ الْأَرْضُ بِمِ كَيْفِيَّةٍ  
هُوَ الْإِنْسَانُ الْمَائِي وَكَوْ  
يُتِمُّهُ كَذِكْرُ الْأَمَائِيَّةِ  
قَاصُّ الذَّوْقِ

اور وہ شاطط کہ جس پر باعتبار کمیت کے  
پانی کا عنصر غالب ہو اور کیفیت کے  
لحاظ سے عناصر اربعہ اس میں برابر ہوں  
وہ انسان آبی ہے، لیکن اہل ذوق  
واعظیہ کے علاوہ ان کا تذکرہ اور  
کہیں نہیں بنا،

وَالشَّاطِطُ الَّذِي غَلَبَ  
عَلَيْهِ النَّارُ كَثِيَّةٌ  
وَسْتَوَتْ الْأَرْضُ بِمِ  
كَيْفِيَّةٍ هُوَ الْجَوُّ  
وَيَتَكَيَّرُ لَهُ مِنْ

اور وہ شاطط کہ جس پر باعتبار کمیت کے  
آتش اور آگ کا غلبہ ہو اور کیفیت  
کے لحاظ سے عناصر اربعہ اس میں برابر  
ہوں، تو یہ قوم جن سے، نسیم کے لحاظ  
سے جو اثرات ان سے ظہور پذیر ہوتے

الشَّائِثَاتِ النَّسَمِيَّةِ  
مَا لَا يَكْتَسِرُ لِلْإِنْسَانِ  
لَا بَعْدَ تَجَنُّمِ كَسْبِ  
تَقْيِيلٍ •

وَالنَّاطِقُ الْمُشْكُوْنُ مَوْلَا فَلَاحِ  
هُوَ لَمَلِكِ الْعُلُوِي •

ہیں انسان ان کے اظہار سے قاصر رہتا  
رہتا ہے، البتہ سخت ریاضتوں کے  
بعد ممکن ہے کہ اس سے بھی کوئی  
کار نامہ ظاہر ہو،

اور ایک وہ ناطق جس کا تکون  
عنصر فلکیہ سے ہوا یہ ملائکہ علویہ ہیں

### ملائکہ کی حقیقت

وَالْمَلَائِكَةُ تَمَازِلُ  
الْأَسْمَاءِ فِي نَفُوسٍ أَسْتَمَّ  
مِنْ نَفُوسٍ الْإِنْسَانِ وَ  
أَمْشَاهِ الطُّفْلِ مِنْ  
أَمْشَاهِ الْإِنْسَانِ فَلَا جَرَمَ  
أَنَّهُمْ رُوحِي كُلُّهُمْ عَلَمٌ  
كُلُّهُمْ مُؤْتَمُونَ بِأَصُولِهِمْ  
لَيْتِمَا مَا تَأْمَرُ مِنْهُمْ تَكَلِّبُونَ  
أَمْرَهُمْ كُلِّي وَتَأْتِيهِمْ  
كُلِّي لَمَّا فِي النَّشْأَةِ  
الطَّبِيعَةِ وَلَمَّا

ملائکہ کی حقیقت یہ ہے کہ ان کے  
نفوس نفوس انسانہ سے کامل تر ہوتے  
ہیں اس لئے ان میں ہمارے پاک کائنات  
اور ظہور کامل سے اور ان کا مادہ تخلیق  
انسان کے مادہ تخلیق سے لطیف تر  
ہوتا ہے جس کی بنا پر وہ ہر پادھی  
اور علم ہیں اور اپنے اصول کی کامل طور  
پر اقتدار کے نیوالے ہیں بعض ملائکہ ان  
میں سے کلین ہیں، جو تدبیر کلی کو  
انجام دینے پر مامور ہیں، اور اس  
تأثیر کلی کا اظہار کبھی تو نشأۃ طبعیہ

وَمَا فِي النَّشْأَةِ الْعَلَمِيَّةِ  
وَمِنْهُمْ جَزِيئُونَ وَتَكَلُّوا  
عَلَى الْجِبَالِ وَالْجَارِ وَالسَّكَابِ  
وَكُلَّ شَيْءٍ شَيْءٍ وَبِالْجُمْلَةِ  
فَلَمَّا كَانَتْ حَقَائِقُهُمْ  
وَسِيعَةً أَثَرِ رَبِّ مِنْ حَضَرَةٍ  
الذَّاتِ فَوْضَ إِلَيْهِمْ  
تَذَبُّرُ الْخَلْقِ مِنْ بَعْدِهِمْ  
أَعْنَى إِلَى الْأَسْمَاءِ الطَّالِعَةِ  
فِي صِدْقِهِمْ وَذَوْقِ الْحَكِيمِ  
يُقْضَى لَهُمْ عَلَى الْأَنْسِ مُطْلَقًا  
اللَّهُ لَا أَنْ يَكُونَ مِنْ وَجْهِ  
جُزِيٍّ دَمِنَ الْمَلِكَةِ مِنْ لَدُنْ  
يَتَجَلَّى فِيهِ إِشْرَاطُ الْمُطْلَقِ  
فَالْأَنْبِيَاءُ أَفْضَلُ مِنْهُمْ  
بِلَا مُشَاحَذَةٍ وَأَمَّا الْمُطْلَقِيُّونَ  
فَهَذَا الْوَجْهُ الْجُزِيٌّ  
كَأَنَّهُ أَنْ يَكُونَ شَعْرِيًّا  
بِنَسْبِهِمْ فَتَدَبُّرٌ

میں ہوتا ہے اور کبھی نشاۃِ ظہیر میں اور  
کبھی ملائکہ جہنم میں ہیں جو پہاڑوں  
دریاؤں، بادلوں اور ہر قسم کی اشیاء  
پر موقوف ہیں، خلاصہ یہ کہ جہان کے  
حقائق میں وسعت پائی جاتی ہے اور  
انہیں ذاتِ اقدس سے قرب حاصل  
ہے اس لئے ان ہمارے پاک کے بعد جن کا  
ظہور ان کے سینوں میں ہوا ہے انہیں  
کو کائنات کی تدبیر سیر کی گئی ہے اور  
ایک حکیم کا ذوق تو انہیں مطلقاً  
انسان پر فضیلت دیتا ہے ہاں جو ان کی  
فضیلت دیکھائے تو اور بات ہے،

اور بعض ملائکہ اسمِ مطلق کی تجلی سے  
محروم ہیں تو ان سے انبیاء کرام یقیناً  
افضل ہیں لیکن جن ملائکہ کو یہ شرف  
حاصل ہوا ہو کہ کوئی اسمِ پاک کلی ان میں  
جلو نہا ہوا ہے تو ان کے لئے جزئی  
وجوہات تلاش کرنا استدلالِ شعری  
کی اقسام سے ہیں،



## آدم علیہ السلام کو کون سے ملائکہ نے سجدہ کیا

وَأَمَّا سُجُودُ الْمَلَائِكَةِ  
لَادَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِنَّمَا  
كَانَ عَشْرًا نَامِزًا لِّلْعَصْرَتَيْنِ  
الَّذِيْنَ مِنْهُمَا إِبْلِيسُ  
الْفَلَكِيَّتَيْنِ وَبِهِ يَفْسَدُ  
الْعُقْدَةُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى  
كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ  
أَمْرِ رَبِّهِ وَإِلَّا سِتُّ ذُنُوبًا  
مُّتَّصِلَةً فَتَعْرِفُ.

جن ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو  
سجدہ کیا وہ ہمارے نزدیک ان ملائکہ  
عشرین میں سے تھے کہ جن میں سے  
ابلیس بھی تھا یہ ملائکہ فلکیہین نہ تھے  
بلکہ وہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے جو اس  
آیت کے پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے کہ  
وہ جن کی قوم سے تھا اسلئے اس نے  
اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرِ تابی کی توڑ ڈال  
ابلیس میں استثناء متصل ہے۔

## روح و قلم

الْقَلَمُ جَوْهَرٌ مُّجَبَّرٌ  
أَوْ كَالْمُجَبَّرِ مِنْ تَنَاشُلِ الْعِلْمِ  
الْفِعْلِيِّ وَاللُّوحُ مِنْ تَنَاشُلِ الْعِلْمِ  
الْأَنْفِعَالِيِّ وَالْقَلَمُ جَامِعٌ لِّجِهَاتٍ  
خَاصَّةٍ الْمُمَكِّنَاتِ كَاللُّوحِ وَغَيْرِ  
فِي لِسَانِ الشَّرْعِ بِالنِّسَابَةِ

قلم ایکس جوہر مجبور عن المادہ ہے  
یا علم فعلی کے مثل میں سے مجبور کی طرح  
ہے اور لوح علم انفعالی کا مثل ہے  
اور قلم لوح کی طرح تمام ممکنات کی  
جہات کو جامع ہے زبانِ شرع میں  
کتابت کا لفظ اسلئے استعمال کیا گیا کہ

تَادِيَةً لِحَوِيِّ الْفَعْلِيَّةِ  
بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْأَوْفَعَالِيَّةِ \*  
وَمِنْ جُزْئِيَّاتِ الْقَلَمِ فِي  
عَالِمِ التَّخْلِيطِ قَوْمٌ يُسَمُّونَ  
بِالْكُتْبَةِ وَالْحَفَظَةِ وَمِنْ  
جُزْئِيَّاتِ اللَّحْمِ أَمْوَرٌ  
تُسَمَّى بِالْأَلْوَابِ وَصِفَةُ  
الْمَوْجِ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَسْمَاءِ  
اللَّهِ تَعَالَى فِيهِ آيَةٌ  
عَلَى حِدَّتِهَا رُسْمٌ فِيهَا  
صُورَةٌ وَأَبْنُ ثَمْتٍ فِيهَا  
جِهَاتٌ مُتَعَدِّدَةٌ بِحَسَبِ  
الْقَابِلِ وَالْقَاعِلِ فَالْصُّورَةُ  
وَاحِدَةٌ وَالْجِهَاتُ مُخْتَلِفَةٌ  
وَهُوَ جَامِعٌ لِمَجْمَعِ الْكَائِنَاتِ  
اللَّهُمَّ إِلَّا أَنْ يُخْفِيَ أَمْرٌ مِنْ  
تِلْكَ الْجِهَاتِ عَلَى رَجُلٍ وَشَأْنُ  
الضُّحْفِ أَنْ يَحْفَظَ قِرْمًا جَدًّا  
كُلِّ قَوْلٍ وَفِعْلٍ صَدَدَ

الفعالیات کے بہ نسبت علم فعلی کیساتھ  
اسے زیادہ مناسبت ہے،

اور عالم تخلیط میں قلم ہی کی جزئیات  
میں سے ایک قوم ہے کہ جنہیں کتبہ  
اور حفظہ کہا جاتا ہے اور لوح کی  
جزئیات میں سے بعض امور کو الراح  
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور لوح کی  
حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء  
میں سے ہر ایک اسم پاک میں ایک  
جداگانہ آیت ہے کہ ہمیں اسکی صوت  
لکھی ہوئی ہے اور ہمیں قابل اور فاعل  
کی جہات متعددہ ظاہری لگی ہیں چنانچہ  
صوت ایک ہے اور اسکی جہتیں مختلف  
ہیں اور لوح کا مفہوم تمام کائنات  
کو شامل ہے بلکہ یہ ایک جہات ہے کہ  
کسی شخص پر ان جہات کا امر مخفی ہے  
اور صحیفوں کی شان یہ ہے کہ ہر وہ  
قول اور فعل جو کہ انسان سے صادر  
ہوتا ہے کہ ہمیں اسکی صوت محفوظ ہو

مَنْ أَلَا نَسَانُ مَسْجُودَةً تُبْدِي  
فِيهَا جِهَاتُ نَشْأَةِ الْآخِرِيَّةِ  
وَعِلْمُ الْأَنْوَاعِ مِنْ أَذْوَاقِ  
الْحَكِيمِ وَالْأَنْبِيَاءِ فَقَطْ .

جہاتی سب سے جہات مختلفہ نشاءۃ  
آخریہ کے لحاظ سے نمایاں ہو جہاتی  
ہیں اور الانواع کا علم فقط انبیاء کرام اور  
حکماء ربانیین کے ذوق کا نتیجہ ہے

## الْوَلَدُ بِسُرِّ لَدَيْهِ كِي حَقِيقَتِ

وَأَعْلَمُ أَنَّهُ كَمَا اتَّيَدَّتْ  
الْوَلَدُ مُتَوَلِّدًا مِنْ بَدَنِي  
وَالِدِي عَلَيَّ مَا تَكْرَّرَ صَفْتُهُ  
فِي كَلَامِ اللَّهِ سُجَّانَهُ وَفَسَّرَهَا  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِي ابْنِ مَسْعُودٍ  
وَأَبِي سَلَامٍ فَلَيْزَ لَكَ تَفْسِيرُ الْوَلَدِ  
مُتَوَلِّدًا مِنْ نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ  
وَأَمَّا الْوَلَدُ الذُّوْحَانِيَّةُ الْمُصَوَّرَةُ  
الْقُدْسَانِيَّةُ كَأَسْرِ الْوَلَدِ الْجِسْمَانِيَّةِ  
وَالْمُصَوَّرَةُ الْجِسْمَانِيَّةُ وَقَدْ  
يُخْلَفُ أَمْرُهَا عَيْنِ الْقِيَاسِ  
لِمَانِعٍ قُدْسِيٍّ أَوْ مَرَضٍ رُوحِيٍّ

یاد رکھو کہ جس طرح اولاد کا بدن  
انکے والدین کے بدن سے بنتا ہے  
جیسا کہ کلام اللہ میں اسکا ذکر بار بار  
آیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ابن مسعودؓ اور ابن سلام رضی کی  
حدیثیں اس کی تشریح فرمائی ہے  
اسی طرح اولاد کا نفس بھی والدین کے  
نفسوں سے متولد ہوتا ہے اور تولید  
روحانی اور قوت مصورہ قدسیہ بھی تولید  
جسمانی اور صورت جسمانی کی طرح ہے  
اور اگر کسی مقام پر ان دونوں کا معاملہ  
ازروئے قیاس مختلف نظر آئے تو  
وہاں مانع قدسی یا مرض روحی موجود ہوگا



وَقَدْ يَظْهَرُ فِي نَفْسِ الْمَوْلُودِ  
مَا كَانَ مُنْطَبِطًا تَحْتَ  
الْأَجْمَالِ فِي نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ  
وَقَدْ يَنْقَلِبُ أَمْرًا إِلَى أَمْرٍ  
مَعَ بَقَا نَفْسِ الرَّحْمَانِ  
عَلَى صِفَةِ مَا كَمَا أَنَّ  
الْوَالِدَيْنِ قَدْ يَكُونَانِ  
مِنْ أَصْلَابِ النَّاسِ فِي  
الْقَضَبِ وَالْجُرْأَةِ وَيَكُونُ  
الْوَلَدُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ فِي  
الْحِكْمَةِ وَالْمَعْرِفَةِ مَثَلًا  
وَقَدْ يَكُونَانِ مِنْ أَصْحَابِ  
الْوَقَا حَةِ الْخِيَالَةِ أَوْ  
الْقَوْلِيَةِ دُونَ الْقَوْلِيَةِ  
ثُمَّ يَكُونُ الْوَلَدُ ذَا وَقْلَةٍ  
فِعْلِيَةٍ

وَسَيِّعُ النَّفْسِ يَتَوَلَّى  
مِنْهُ وَسَيِّعُ النَّفْسِ وَ  
كُلٌّ مِنْ صُلْبِ النَّفْسِ

اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو بات  
نفس والدین میں اجمالاً پوشیدہ ہو  
جاتی ہے وہ نفس مولود میں ظاہر ہو  
جاتی ہے اور کبھی نفس رحمانی کے اپنی  
کیفیت پر باقی رہنے کی بنا پر ایک  
امر دوسرے امر کی صورت میں تبدیل ہو  
جاتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ لڑکے  
والدین غصہ اور جلال میں ترقی پذیر  
ہوتے ہیں، لیکن ان کی اولاد حکمت  
و معرفت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز  
ہوتی ہے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ  
والدین میں محنتی طور پر بے شرعی کامادہ  
موجود ہوتا ہے جو صرف قول تک  
محدود رہتا ہے فعلی صورت میں اختیار  
کرتا لیکن ان کی اولاد میں بالفعل  
صفت خبیثہ نمایاں ہو جاتی ہے،

اور جو شخص کہ وسیع النفس ہوتا ہے،  
تو اس کی اولاد بھی وسیع النفس ہوتی  
ہے اور علیٰ ہذا القیاس غلیظ النفس

وَلَطِيفُهَا يُؤَلِّدُ مِنْهُ مَا  
يُمَآئِلُهُ وَمِنْ شَاءِ مَوْلَى السَّامَاءِ  
أَنْ يَجْعَلَ وَلَدًا مِنْ نَسَائِلِ  
الْحَيِّ الْقَيُّومِ فَلْيَجْعَلْ نَفْسَهُ  
مِنْ نَسَائِلِهِ عَلَى مَا يُؤَخِّرُهُ قَالَ  
الْحَكَمَةُ ثُمَّ لِيُؤَلِّدُ ذَا وَلَدٍ مِنْ  
تَمَائِيلِهِ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى  
وَاعْلَمَنَّ أَنَّ هَذِهِ الصُّوَرِ  
الْجَوْهَرِيَّةِ كَسْبَتِيْعٍ صَوْرًا  
أُخْرَى عَرْضِيَّةً وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ  
عِنْدَ نَائِبِ الصُّورَةِ الْحَالَةِ  
فِي الْجِسْمِ هُوَ لَا يَتَّصِفُ  
بِابْيَاضٍ كَمَا يَتَّصِفُ الْمُتَوَهِّجُونَ  
وَلَا كَبَيْضٍ إِخْتَصَّ بِذَوِّعٍ مِنَ  
التَّحْقِيقِ وَهَذَا النَّوعُ هُوَ  
أَمْرٌ مَا يَدْرَأُ عَنِ الْجَوَاهِرِ  
وَهِيَ الْإِنْتِزَاعِيَّاتُ الْكَيْسُ  
إِنَّ الْجِسْمِيَّةَ أَمْرًا إِخْتَلَطَ  
بِالشَّخْصِ إِخْتِلَاطًا

اور لطیف النفس سے اسی صفات کا حال  
پیدا ہوگا اور جو حکیم بھی یہ پسند کرے کہ  
اس کا لڑکا الحی القیوم کی صفات کا  
مظہر ہو تو وہ پہلے اپنے آپ کو قاذون  
حکمت مطابق ایسا کر نیکی کو کشش کرے  
انشاء اللہ تعالیٰ اس کا لڑکا بھی ان ہی  
صفات کا مظہر ہوگا ،  
اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ صورت جو ہر یہ  
دوسری صورت عرشیہ کی شکل میں آنے کی  
مقاصد ہوتی ہے ہمارے نزدیک تحقیقی  
بات یہ ہے کہ وہ صورت جو کسی سفید  
چیز میں حلول کئے ہوئے ہے اس کو  
اگرچہ وہ بین بیاض کہتے ہیں مگر ہم اسے  
ابيض کہیں گے اور ابيض میں خصوصی  
طور پر ایک نوع کا تحقق پایا جاتا ہے  
اور یہی چیز اسے جواہر امور انتزاعیہ سے  
ممتاز بناتی ہے کیا تم نے غور نہیں کیا  
کہ جسمیت کا مفہوم کسی شخص کے ساتھ  
تو اس طرح گھل مل جاتا ہے کہ اس پر اس کا

يَصِيحُ بِرَحْمَةٍ عَلَيْهِ فَتَحْنُ  
تُذَرِكُ أَنَّ الْبَيَاضَ اخْتَلَطَ  
مِثْلَ هَذَا الْاِخْتِلَاطِ إِلَّا أَنَّهُ  
مُمْتَاذٌ عَنِ الْحَوَائِثِ  
بِأَمْرِ يَخْتَصُّ بِهِ \*

محمول کرنا صحیح ہو جاتا ہے، سو ہم کہتے  
ہیں، کہ بیاض کا مفہوم بھی کسی چیز کے  
ساتھ اسی طرح مختلط ہو جاتا ہے مگر  
وہ اپنے امر تخصیصی کی بنا پر جو ہر بات سے  
ممتاز ہو جاتا ہے،

## سورج عرش الہی کے نیچے سجدہ کرتا ہے

وَالْمَذْكُوبُ فِي الْفَلَكيَّاتِ  
أَنَّهُمَا عُنْصَرِيَّاتٌ وَكَذَا الشَّمْسُ  
وَالْقَمَرُ وَسَائِرُ السَّائِرَاتِ  
يَسْجُدُونَ فِيهَا عَلَى حِسَابِ  
قُدْرَةِ اللَّهِ تَعَالَى سُبْحَانَهُ  
بِحَسَبِ كِبَارَتِهَا وَأَنْهَارُهَا  
ذَوَاتُ أَرْوَاحٍ وَعُلُومٍ  
وَأَنَّ الشَّمْسَ تَسْجُدُ  
تَحْتَ الْعَرْشِ سَجْدَةً  
تَنَاسُبُهَا \*

فلکیات کے بارے میں صحیح مذہب  
یہ ہے کہ وہ عنصری ہیں سورج اور چاند  
اور جملہ اجرام فلکیہ اپنے اپنے مدار پر  
اس نظام کے مطابق گردش کرتے  
ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طبائع  
کیلئے مقدر فرما دیا ہے اور یہ بھی ذوات  
ارواح ہیں اور صاحب علوم ہیں اور  
اسی طرح سورج عرش الہی کے نیچے  
سجدہ کرتا ہے مگر اس سجدہ کی نوعیت  
اسی کے مناسب حال ہے،

فِي الْمَعْدَنِيَّاتِ وَالْحَيَوَانِيَّاتِ  
وَالنَّبَاتِيَّاتِ وَالْحَيَوَانِيَّاتِ أَنَّ

معدنیات، حیویات، نباتات حیوانیات  
ان میں سے ہر ایک تعلق جو ان فلاسفہ



كُلِّ مَا فَصَّلَهُ الدِّينُ  
يُشْتَغِلُونَ بِمَا لَا يُغْنِيهِمْ  
فَإِنَّ صَادِقٍ يَحْسِبُ نِظَامَ  
الطَّبَائِعِ وَأَمَّا يَحْسِبُ الْأَسْمَاءِ  
الْمُتَعَلِّقَةِ فَإِنَّ لَهَا سَبَابًا  
أُخَرِ يُعِيرُ تَفْصِيلَهَا

وَالْعُقُولُ بِاطِلَّةٍ وَالْأَعْيَانُ  
عَلَوُسُ الْأَسْمَاءِ الْخَاصَّةِ  
النَّاشِئَةِ مِنَ الْإِرَادَةِ وَكُلُّ  
عَيْنٍ يَظْهَرُ فِي الْمَظَاهِرِ  
الْمُتَعَلِّقَةِ وَيَلْحَقُ لَهَا فِي  
كُلِّ مَظْهَرٍ أَحْكَامٌ عَلَيْهَا  
فَقَدْ يَكُونُ جَوْهَرًا وَقَدْ  
يَكُونُ عَرَضًا فَإِنَّ الْقَوْلَ  
الْعَوَالِمَ عَلَى تَعَدُّهَا وَسَعَتِهَا  
مُتَحَاذِيَةً بَعْضُهَا لِبَعْضٍ وَ  
الْأَنْوَاعُ خُصُوصِيَّاتُهَا أَعْيَانُ  
وَالْأَعْيَانُ الظَّاهِرَةُ تُشْفِصُهَا  
وَتَجْعَلُهَا أَفْرَادًا

نے ذکر کیا ہے جو لایعنی مباحث میں  
مشغول رہتے ہیں وہ نظام طبائع کے  
لحاظ سے تو صحیح ہے، لیکن اسماء پاک  
کی تجلیات کے لحاظ سے تو ان کے ظہور  
میں آنے کیلئے کچھ دوسرے اسباب ہیں  
کہ جن کی تفصیل مشکل ہے،

تمام عقول باطل ہیں، اور اعیان ان  
اسماء خاصہ کا عکس ہیں، جو کہ صفت  
ارادہ سے ظہور میں آتے ہیں اور ہر  
ایک عین کا ظہور متعدد مظاہر میں ہوتا  
ہے اور ہر ایک مظہر کیلئے جدا گانہ احکام  
ہوتے ہیں چنانچہ کبھی وہ جوہر اور کبھی  
عرض ہوتا ہے اسی بنا پر ہم کہتے ہیں  
کہ عوالم اپنے تعدد اور وسعت کے لحاظ  
سے ایک دوسرے کے متحاذا ہیں اور  
انواع کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ان اعیان  
کی خصوصیات ہیں اور اعیان ظاہرہ  
ان میں تشخص پیدا کرتے اور ظہور افراد  
کا باعث بنتے ہیں،

## تمثلات کی تقسیم

وَرَأَى الْحَكِيمَ تَقْتَضِي  
تَقْسِيمِ التَّمَثُّلَاتِ إِلَى  
ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ قِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ  
فِي خُصُوصِيَّةِ الْجَوْهَرِ تَبَيَّنَ مِنْهَا  
الطَّبَاقَاتُ وَهِيَ الثُّقُوسُ  
وَالْأَجْسَامُ الْمُتَوَحِّلَةُ لِوَحْدَةٍ  
حَقِيقِيَّةٍ كَقَدِّ الْأَنْسَانِ  
وَذَلِكَ وَمِنْهَا إِنْدِرَاجِيَّاتٌ  
كَأَعْضَاءِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا  
قَاتَلَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلَا  
يُضْرِبْ رَجُلًا فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَ  
رَجُلًا دَمًا عَلَى حُورَيْنِ وَهُوَ ذَا  
الْبَصَرِ مِنْ تَمَثُّلِ الْبَصِيرِ وَ  
هَذَا الْيَدُ مِنْ تَمَثُّلِ الصَّانِعِ  
وَقِسْمٌ هُوَ تَمَثُّلٌ فِي  
خُصُوصِيَّةِ الْعَرَضِيَّةِ وَ

اور حکیم کی رائے تمثلات کی  
تین قسمیں کر چکی تھیں تقضی ہے ایک قسم  
کا تو وہ تمثل ہے جو کسی جوہر کی خصوصیت  
میں واقع ہوتا ہے اسی قسم میں سے  
الطباقیات ہیں اور وہ نفوس اور  
اجسام متوحدہ ہیں کہ جن میں وحدت  
حقیقہ پیدا ہوتی ہے مثلاً یہ انسان اور  
وہ انسان اور ان ہی میں سے اندراجیات  
ہیں جیسا کہ اعضاء رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم  
کسی سے لڑو تو اس کے منہ پر نہ مارو  
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے (آدمی) کے  
چہرہ کو اپنی صورت کے مطابق پیدا کیا  
اور یہ بصر بصیر کا تمثل اور یہ ہاتھ صانع  
کا تمثل ہے

اور دوسری قسم کا وہ تمثل ہے جو کسی  
عرض کی خصوصیت میں واقع ہو اور

مِنْهَا الطَّبَاقِيَّاتُ وَهِيَ  
الْأَوْنُ وَالشَّكْلُ وَالشَّجَاعَةُ  
وَالسَّخَاوَةُ فَمَا لَا يَخْتَصُّ  
بِعَضْوٍ وَاحِدٍ مِنَ الْأَعْضَاءِ  
إِنَّمَا هُوَ يَأْتِي مَرْمَا عَلَى التَّحْلِ مِنْ  
حَيْثُ أَنَّهُ هُوَ كُلُّ مِمَّا رُئِيَ رَاجِعًا  
كَالْصَّوْتِ فِي الْخَلْقِ وَالْبَصَرِ فِي  
الْبَاحِرَةِ وَالسَّمْعُ فِي السَّامِعَةِ  
وَقِسْمُهُ وَتَشَلُّ فِي عَالِيهِ  
الْوُجُودِ الذِّهْنِي سَتَعْرِفُ  
أَنَّهُ عَالِمٌ وَرَاءَ الذِّهْنِ عِنْدَ  
حِزْبِ الْحِكْمَةِ وَمِنْهَا  
الطَّبَاقِيَّاتُ كَالْأَذْعَانُ وَ  
مِثْلَهَا إِنْ رَاجِعًا  
كَالتَّصَدِيقَاتِ الْجُزْئِيَّةِ  
فِي الْأَحْكَامِ الْخَاصَّةِ  
وَالْبَحْثُ عِنْدَنَا فِي أَحْكَامِ  
الْعَبْدِ مِنْ حَيْثُ  
عَيْنِيَّةٍ فَقَدْ يَكُونُ

اس قسم میں بھی الطباقیات ہیں جیسا کہ  
رنگ، شکل، شجاعت اور سخاوت  
جن کو عضویں سے کسی خاص عضو کے  
ساتھ خصوصیت حاصل نہیں وہ توکل  
پر من حیث الکل طاری ہوتے ہیں  
اور انہیں میں سے اندراجیات ہیں  
جیسا کہ حلق میں آواز اور باصرہ میں بصر  
اور قوت سامعہ میں سمع ہے،  
اور تیسری قسم کا وہ تشل ہے جو کہ عالم  
وجود ذہنی میں ظاہر ہوتا ہے، اور  
عنقریب تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ عالم اہل  
حکمت کے نزدیک ذہن کے پرے  
واقع ہے اور اس میں بھی الطباقیات  
ہیں جیسا کہ اذعان اور اسی طرح  
اندراجیات جیسا کہ تصدیقات جزئیہ کہ  
جتنا تعلق احکام خاصہ سے ہے،  
اور احکام عین کے تعلق ہمارے نزدیک  
ان کی عینیت کی حیثیت سے بحث  
کرنا مناسب ہے سو کبھی یہ حیثیت



جَمَالِيَّةٌ تَقْتَضِي طَبِيعَةً  
 أَخَاضَةَ الْجَمَالِيَّاتِ فِي  
 أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ  
 وَاصْحَابِهِ وَقَدْ يَكُونُ  
 جَلَالِيَّةٌ تَقْتَضِي أَخَاضَةَ  
 الْجَلَالِيَّاتِ وَهِنَّ الْيَمِينُ  
 وَالشُّومُ

وَالْتَمَثَلُ الْأَقْرَبُ إِلَى  
 الشَّعْرِيِّ هُوَ النَّفْسُ وَالْإِنْسَانِي  
 وَالْحَيَوَانِي وَالنَّبَاتِي وَ  
 الْمَعْدِنِي وَقَدْ طُرِئَ  
 ذِكْرُهَا فِي مَوَاقِنِ الْوَحْيِ  
 كَأَنَّهُمَا عِنْدَ الْأَنْبِيَاءِ وَ  
 الْحُكَمَاءِ صُورَةٌ جَامِعَةٌ  
 لِشَتَاتِ التَّمَثَلَاتِ لَا يَتَعَلَّقُ  
 بِهَا حُكْمٌ شَرْعِيٌّ بِإِسْتِقْلَالِهَا  
 وَلَا نَهْيٌ خَلِيفَةٌ الْأَعْيَانِ فِي  
 عَالَمِ الْحَدِّ وَبِذَلِكَ خَصِمَتْ  
 عَنْهُ كَمَا خَصِمَتْ عَنْ

جمالی ہوتی ہے کہ جسکا طبعی اقتضاء  
 اہل واولاد اور مال و صحاب کے  
 بارے میں اس سے سراسر جمالیات  
 کا ظہور ہوا اور کبھی یہ حیثیت جمالی  
 ہوتی ہے جو کہ جلالیات کے ظہور  
 کو مقتضی ہوتی ہے یمن اور شومست کا  
 ظہور اسی سے ہوتا ہے،

اور جو تمثیل بخود کے یادہ قریب ہے  
 وہ نفس انسانی حیوانی نباتی اور معدنی  
 ہے، وحی کے مقامات میں اسکے ذکر  
 سے اسلئے اعراض اختیار کیا جاتا ہے  
 کہ انبیاء کرام اور حکماء کے نزدیک یہ  
 متفرق تمثلات کی وہ صورت جامعہ  
 ہے کہ جن پر مستقل طور پر کوئی حکم  
 شرعی متعلق نہیں ہوتا اور نیز یہ صورتیں  
 عالم اعیان میں حدوث کے قائم مقام  
 ہیں، تو جیسا کہ اعیان سے سکوت  
 اختیار کیا گیا ان سے بھی سکوت اختیار  
 کر لیا اور پھر یہ کہ اسکا تعلق مسئلہ

الْأَعْيَانُ وَكَأَنَّهُمَا مِنْ سِرِّ  
التَّقْدِيرِ \*  
تقدیر کے اسرار سے ہے (جس کا اظہار  
منوع ہے)

## مثال اور اسکے اقسام

وَبَعْدَ هَذَا كَرِّ الْمِثَالِ  
وَكَلْفِ الْمِثَالِ عِنْدَ نَائِقِعٍ  
عَلَى ثَلَاثَةِ مَعَانٍ أَوَّلُ  
الْمِثَالِ الْمُقَيَّدُ وَهِيَ صَوْرَةٌ  
تَنْطَبِعُ أَمَّا فِي الْوَهْمِ وَأَمَّا  
فِي الْخَيَالِ وَأَمَّا فِي الْأَدْرَاكِ  
وَهِيَ نَشْأَةٌ جُزْئِيَّةٌ مِنْ  
النَّشْأَةِ الْعِلْمِيَّةِ يَنْطَبِعُ فِيهَا  
صُورُ الْأَسْمَاءِ الثَّلَاثُ الْمِثَالُ  
الْمُطْلَقُ وَهُوَ أَمْرٌ مِثْلُ الْأَجْسَامِ  
يَنْطَبِعُ فِي الْمَاءِ وَالْهَوَاءِ فَيَكُونُ  
أَمْرًا حَقًّا مِنَ الْأَسْمَاءِ وَهُوَ الْطِفْ  
مِنْ الْجِسْمِ حَيْثُ لَهُ صَوْرَةٌ مُهْلِكَةٌ  
فَحَسِبَ الثَّلَاثُ الْمِثَالُ الْمُتَحَقِّقُ  
وَهُوَ أَمْرٌ جِسْمَانِيٌّ يُظْهِرُ فِي الْخَارِجِ

اب اس کے بعد عالم مثال ہے اور  
مثال کا اطلاق ہمارے نزدیک تین  
معانی پر ہوتا ہے ایک تو مثال مقید  
اس مراد وہ صورت ہے جو وہم یا خیال  
یا ادراک میں منطبق ہو، یہ انطباع نشأۃ  
علیہ کا ایک جزئی ارتقاء ہے کہ جس  
میں اسماء کی صورتیں منقوش ہوتی ہیں،  
دوسرا مثال مطلق ہے یہ قسم اجسام کی  
اصل ہے اس کا انطباع پانی اور ہوا میں  
ہوتا ہے، تو اس لئے اسے اسماء پاک ہیں  
سے امر متحقق سمجھا جاتا ہے یہ مثال جسم  
سے لطیف تر ہوتی ہے کیونکہ اس کیلئے  
صورت خیالی ہوتی ہے، اور تیسرا  
مثال متحقق ہے اور وہ ایک مرتبہ جانی  
ہے جو کہ خارج میں ظاہر ہوتا ہے یا

يَحْيِيَّتْ يَتَاكَّدُ وَيُرْسَخُ  
وَيَسْتَقِلُّ

طور کہ اسے تالک ثبات اور استقلال  
حاصل ہوتا ہے،

## وجود دنیوی و اخروی میں باہم امتیاز

وَهُوَ الْجِسْمُ الْأَخْرَوِيُّ  
وَيُمْتَازُ عَنِ الْجِسْمِ الدُّنْيَوِيِّ  
بِوَجْهَيْنِ الْأَوَّلُ أَنَّ الشُّبُوحَ  
فِيهِ أَنْتُمْ فَيَكُونُ مَجَسَّدُ  
الْوُجُوهِ الْمُنْطَوِيَةِ فِيهِ أَكْثَرُ  
وَالثَّانِي أَنَّ فِي هَذَا الْعَالَمِ  
الْأَحْكَامَ الْمَضَادَّةَ عَلَى  
الْإِنْسَانِ صِنْفَانِ صِنْفٌ  
يَسْتَقِلُّ بِالنَّفْسِ وَلَا حَظَّ  
لِلْبَدَنِ فِيهِ كَالْأَدْرَاكَاتِ  
الْعَقْلِيَّةِ السَّادِجَةِ وَصِنْفٌ  
يَسْتَقِلُّ بِالْبَدَنِ وَلَا حَظَّ  
لِلنَّفْسِ فِيهِ كَالْقِيَامِ وَالْقُعُودِ  
وَالْمَخَازِ وَتَفَارِقُ الصِّنْفَانِ  
بِأَنَّ الْأَوَّلَ لَا يَصِفُ الْبَدَنَ

اور یہی جسم اخروی ہے جو کہ جسم  
دنیاوی سے دو طریقہ پر ممتاز ہوتی ہے  
پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اجسام اخرویہ  
کمال بدرجہ اتم ہوتا ہے اور وجود ہر  
مشمولہ کمال اکثر ہوتا ہے اور دوسرے  
وجہ یہ ہے کہ اس عالم میں جو احکام  
انسان پر صادق آتے ہیں وہ دو قسم  
کے ہیں ایک قسم تو وہ ہے جو صرف  
نفس کے ساتھ مستقل ہے کہ اس  
بدن کا کوئی دخل نہیں جیسا کہ ادراکات  
عقلیہ سادہ طور پر اور دوسری قسم وہ  
ہے کہ جس کا تعلق صرف بدن کے ساتھ  
ہے نفس کا اس میں کوئی دخل نہیں جیسا  
کہ اٹھنا بیٹھنا اور تھیرا اور دونوں مشمول  
میں فرق یہ ہے کہ پہلی قسم کو بدن کیسے



يَقُولُ لَا فِي مَذْهَبِ الْعَامَّةِ  
وَلَا فِي مَذْهَبِ الْخَاصَّةِ خَلَا  
يُقَالُ بَدَنِي يَعْقِلُ وَجِسْمِي  
يَعْقِلُ بَلْ نَفْسِي يَعْقِلُ وَ  
قَلْبِي يَعْقِلُ وَالثَّانِي يَتَّصِفُ بِهِ  
النَّفْسُ فِي كَلَامِ مَنْ هَبَّ يَزِيحُ  
أَنَا قَائِمٌ وَمُهْجَتِي قَائِمَةٌ وَ  
نَسَمَتِي قَائِمَةٌ كَمَا يُقَالُ بَدَنِي  
قَائِمٌ وَجِسْمِي قَائِمٌ

کسی بھی حالت میں موصوف نہیں کیا  
جاسکتا نہ عوام کے مذہب اور نہ  
خواص کے مسلک میں سو یہ نہیں کہا  
جاسکتا ہے کہ میرا بدن تعقل کرتا ہے  
اور میرا جسم ادراک کرتا ہے بلکہ یہ کہیں  
گے کہ میرا نفس اور قلب تعقل در ادراک  
کرتا ہے دوسری قسم میں ہم ان دونوں مذہبوں  
کی بنا پر نفس کو اس ساتھ موصوف کر سکتے ہیں کہا  
جاسکتا ہے کہ میں کھڑا ہوں میرا نفس کھڑا ہے  
اور میرا نسہ قائم ہے جیسا کہ بدن فی قائم و جسمی قائم بول سکتے ہیں،

وَأَمَّا فِي ذَلِكَ الْعَالِمِ الْأَعْلَى  
فَكُلُّ الْأَحْكَامِ سَوَاءٌ سَيِّئٌ فِي  
أَنَّهُ لَيْسَ لِأَصْنَاءِ أَحَدٍ بِمَا بِالْآخِرِ  
يُقَالُ هَذَا بَدَنِي يَعْقِلُ كَمَا  
يُقَالُ قَلْبِي يَعْقِلُ وَبَعْضُ  
الصُّوْفِيَّةِ يُكْتَبِي هَذَا الْعَالِمَ مِثْلًا  
عَلَى حَذِّ إِيمَانِهِمْ أَنَّ الْقَلْبَ سِفَةٌ  
مَنْبُورٌ سَمَاءٌ مُشْتَقٌّ لِقَفْظَةِ مَثَلًا  
بِمَعْنَى الصُّورَةِ الْمَرْئِيَّةِ خَائِثٌ

اور عالم اعلیٰ میں سب احکام برابر ہیں  
ایک کو دوسرے کیساتھ موصوف کرنا  
صحیح ہے چنانچہ اس مقام پر جیسا کہ  
قلبی تعقل کہہ سکتے ہیں بعینہ اسی طرح  
بدن تعقل بول سکتے ہیں بعض صوفیہ  
اس عالم کو مثال بولتے ہیں، جیسا کہ  
فلاسفہ نے اس کام میں نور کھدیا ہے جو  
لفظ مینیا سے مشتق ہے اس شیشہ کو  
بولتے ہیں کہ جس میں منہ دیکھا جاتا ہے

كَانَ مُرَادُهُ هَذِهِ الْفَرِيقَيْنِ  
فِيهَا وَنِعْمَتٌ وَلَا فَقَدْ  
أَخْطَتُوا سَبِيلَ الرِّشَادِ وَلَا  
نَقُولُ إِنَّ الْمَثَالَ الْأَوْسَطَ  
يَجِبُ أَنْ يَكُونَ فِي كُلِّ جِسْمٍ  
كَمَا يَتَّبَادَرُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِهِمْ  
وَأَبْعَدُ الْفُتُلَاتِ عَنِ التَّعَرُّي  
هُوَ الْجِسْمُ الْحَقِيقِيُّ وَأَبْعَدُهَا  
الْعَنَاصِرُ ثُمَّ الْأَخْلَاقُ ثُمَّ  
الْمَعْدِنِيَّاتُ ثُمَّ النَّبَاتِيَّاتُ  
ثُمَّ الْحَيَوَانَاتُ ثُمَّ الْإِنْسَانُ

### عوالم مختلفہ

وَأَعْلَمُ أَنَّ حَرْبَ الْحِكْمَةِ  
يُخْزِمُونَ بِأَنَّهُ كَمَا أَنَّ فِي الْخَارِجِ  
عَالَمًا لَا يَدْرِكُهُ إِلَّا الْبَصَرُ  
وَهُوَ الْأَشْوَاءُ وَالْأَلْوَانُ  
وَالْأَشْكَالُ وَالْخُرُوجُ  
يُدْرِكُهُ إِلَّا السَّمْعُ وَهُوَ

یا در کھو کہ اہل حکمت یقین کے  
ساتھ کہتے ہیں کہ جس طرح خارج میں  
ایک عالم ہے جسکا ادراک صرف آنکھ  
کہہ سکتی ہے یعنی روشنی رنگ اور  
اشکال اسی طرح ایک در عالم ہے کہ  
جسکا ادراک کان تک محدود ہے

اب اگر ان کی مراد یہی دو فرق ہیں  
تب تو درست ہے ورنہ پھر سید  
راستہ سے بھٹک گئے، بعض کے کلام  
سے متبادر ہوتا ہے کہ مثال وسط کیلئے  
یہ ضروری ہے کہ وہ ہر ایک جسم کیلئے  
پائی جائے سو ہم اسکے قائل نہیں اور  
وہ مثل جو سب کے زیادہ تجرید سے بعید ہے  
وہ جسم حقیقی ہے چنانچہ ان میں سب سے  
بعید عناصر ہیں ان کے بعد افلاک پھر  
معدنیات پھر نباتات پھر حیوانات  
اور اسکے بعد انسان کا درجہ ہے

لَا حُيُوتٌ وَآخِرُ لَا يَدْرِكُهُ لَا  
لِلنَّاسِ وَآخِرُ لَا يَدْرِكُهُ لَا  
لِشَيْءٍ وَآخِرُ لَا يَدْرِكُهُ لَا  
لَذَوِّ فَكَذَلِكَ هُمَا عَالَمٌ  
بَيْنَالَهُمَا الْحَيُّ الْمُسْتَرَكُّ  
عَالَمٌ لَا يَبْنَاهُ إِلَّا الْوَهْمُ  
عَالَمٌ لَا يَبْنَاهُ إِلَّا الْإِدْرَاكُ  
هُوَ كَأَنَّ الْمَثَلَةَ مِنْ  
تَحْتِهَا يَصْنَعُ الْبَدَنَ الْمَقْوِي  
فَمَا تَعْرِفُ

جیسا کہ حیوات ایک اور عالم ہے کہ  
جس کا ادراک قوت لامہ کیلئے مخصوص  
اور اسی طرح قوت شامہ اور قوت  
ذائقہ کیلئے بھی عالم ہیں اور اسی طرح  
اس مقام پر ایک اور عالم ہے کہ جس کا  
ادراک حسن مشترک کے علاوہ اور کوئی  
نہیں کر سکتا اور دوسرا عالم ہے کہ جس  
کا ادراک ٹیم ہی کر سکتا ہے اور ایک  
تیسرا عالم ہے کہ جس کا ادراک قوت مدرکہ  
کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا، ان

یہ عوالم کا بدن ہوائی کے خصائص سے ہے جیسا کہ عنقریب تمہیں معلوم ہوگا  
يَحْزِبُ الْحَكْمَةُ لَمَّا أَذْرَكُوا  
تَوَرَّاءَ النَّفْسِ الْمَجْرَدَةِ  
وَحَاخَرَتْنِشَا مِنْ أَشْجَابِ  
لَبَدَنِ دَهِي حَجَابٍ وَسُتْرَةٍ  
بَلَى وَخَيْرِ النَّفْسِ الْمَجْرَدَةِ  
لِبَاسٍ سَابِغٍ عَلَيْهِ قَافِلًا جَوْرٍ  
نَهَا تَعْمُ جَانِبِي الْعِلْمِ وَ  
تَعْمَلُ كُلِّ يَوْمًا حَكْمًا بِأَرْهَامَا

اہل حکمت کو جو وقت یہ معلوم ہوا کہ  
نفس مجرد عن المادہ کے علاوہ ایک اور  
روح ہے جس کا ظہور اخلاط بدن سے  
ہوتا ہے اور وہ نفس مجردہ کیلئے حجاب  
اور پردہ اور اس پر لباس پڑا ہوا  
ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ علم  
اور عمل دونوں پہلوؤں کو شامل ہو تو  
انہوں نے اس بات کا فیصلہ کر دیا



مَوْجُودَةٌ فِي الْخَارِجِ كَوْجُودِ  
الْمَحْسُوسَاتِ.

أَمَّا الْمَوْجُودَاتُ الَّتِي لَا  
يَنَالُهَا إِلَّا الْحِسُّ الْمَشْتَرِكُ  
فَمِنْهَا الْحَقُّ وَشَيْبَةٌ عَلَى  
الْأَذْهَانِ مَشْهُورَةٌ فَتَحْبِطُ  
الْحِسُّ الْمَشْتَرِكُ وَيَصَوِّرُهَا  
بِصَوْرَةٍ مَخْذُوعَةٍ  
عِنْدَهُ مِنَ الْمُبْصِرَاتِ  
وَأَمَّا الْأَقْوِيَاءُ فَيُدْرِكُونَهُ  
كَمَا هُوَ مِنْ غَيْرِ  
خَبْطٍ.

وَمِنْ هَذِهِ الْعَالَمِ نُورُ الْوُضُوءِ  
وَالْفُضْلِ وَظِلْمَةُ الْحَدِيثِ وَ  
الْجَنَابَةِ فَإِنَّا نَعْلَمُ أَنَّهُ قَبْلَ  
نَزُولِ الشَّرْعِ كَانَ لِلْوُضُوءِ  
الْفُضْلِ نُورٌ تَأْكُدُ أَمَّا نَزَلَ بِهِ  
الشَّرْعُ فِي عَالِمٍ سَائِرٍ عَلَيْكَ  
وَكُنْ لَكَ كَانَ لِلْحَدِيثِ وَالْجَنَابَةِ

وضوء اور  
فضل کی  
رسم

کہ وہ محسوسات کے وجود کی طرح  
خارج میں موجود ہے،

جن موجودات کو حس مشترک کے علاوہ  
اور کوئی چیز ادراک نہیں کر سکتی، تو ان  
میں سے جنابت ہیں اور یہ بات اکثر  
اذہان مشہورہ پر مشتبہ ہو جاتی ہے اور  
ان کی حس مشترک میں خبط سا واضح  
جاتا ہے اور وہ ان کو ان صورتوں پر  
مشکل دیکھتے ہیں جو آنکھ سے ادراک  
کر نیکے ذریعہ ان کے پاس مخزون ہیں  
اور اقویاء تو بغیر ضبط کے ان کا  
ادراک کر لیتے ہیں،

وضوء اور غسل کا نور اور بے وضو اور  
جنابت کی تاریکی اور ظلمت اسی عالم  
سے ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ نزول  
شرع سے قبل بھی وضوء اور غسل کیلئے  
نور پایا جاتا تھا، کہ جسکی شرع نے اس  
عالم میں نازل ہو کر مزید تاکید کر دی  
اور اسی طرح بے وضو رہتے اور جنابت

ظَلَمَةٌ قَبْلَ الشَّرِّ وَ  
لِذَلِكَ كَانَ حُكْمًا ذَرَكَ  
الزَّمَانَ يَتَعَاظُونَ الْوَضُوءَ  
وَالْغُسْلَ وَيُقْبِضُونَ عَنِ  
الْحَدِيثِ وَالْجَنَابَةِ مِنْ  
مُقْتَضَى عَصَمَتِهِمْ

وَأَمَّا التَّوَجُّدَاتُ الَّتِي لَا  
يَنَالُهَا إِلَّا الْوَهْمُ فِي أُمُورٍ  
عَرَضِيَّةٍ وَجَدَانِيَّةٍ كَالْجُوعِ  
وَالْغَضَبِ وَالْحُبِّ وَكَطَرَاتِ  
الْأَبْرَارِ وَنَيْمَتِي كُلِّ مَنَاسِبَةٍ  
عِنْدَهُمْ وَإِذَا جَلَسَ الذَّكَرُ  
إِلَى مَهْمُومٍ مَغْنُومٍ تَعَدَّاهُ  
الْهَرَّ وَالْفَتْرَ فَمِنْ ذَلِكَ  
السَّبِيلِ ثَبَتَ أَمْرَاتُ  
أَخَذَ هُمَا أَنْ لَهَرَا  
يَغْرِضُ عَلَى الْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ  
فَقَطَبِنَ عَلَى الْعَامِلَةِ  
وَالْعَاقِلَةِ كَكَيْهِمَا

کی ظلمتِ نزولِ شرع سے قبل ہی ادراک  
کی جاتی تھی، اسی بنا پر اس مانہ جاہلیت  
میں دانشمند اور حکماء و صوفیاء در غسل کے  
عادی تھے اور حدیث اور جنابت سے  
پرہیز کرتے تھے، یہ ان کی فطرتی عظمت  
کا مقتضی تھا،

اور جن موجودات کا ادراک قوتِ واہمہ  
کے علاوہ ادراک کوئی نہیں کر سکتا وہ  
امور عرضیہ و جدائیہ ہیں جیسا کہ بھوک  
غمہ اور محبت اور طرائقِ ابرار کہ ان  
کے نزدیک ان میں سے ہر ایک کا  
نام نسبت رکھا جاتا ہے اور حُبِ وقت  
ذکی منہوم اور پریشان انسان کے  
پاس بیٹھتا ہے تو اس پر بھی غم اور پریشانی  
کے اثرات نمایاں ہونے لگتے ہیں،  
تو اس سے دو امر ثابت ہوئے ایک  
تو یہ کہ صرف قوتِ عاقلہ پر پریشانی  
بر کا اثر نہیں پڑتا بلکہ قوتِ عالمہ اور  
اور عاقلہ دونوں پر اس کا اثر پڑتا ہے

وَلِذَلِكَ يَتَقَطُّ شَرُّوْتُهُ  
وَيَصْفَرُّ لَوْنُهُ وَكَانَ يَوْمًا  
أَنْ هَذَا الْعَرْضُ أَمْرٌ  
مَوْجُودٌ تَأْيِيدُ رَكَّةِ الْوُحْدِ  
فَقَدْ ثَبَتَ أَنَّ هُنَاكَ عَالَمًا  
يَسْتَبْتُّ بِإِذْكَ الْوُحْدِ هَذَا  
بِحَسَبِ رَأْيِ رَاكٍ الْعَامَّةِ

وَأَمَّا الْحُكَمَاءُ فَيَجِدُونَ خَيْرَهَا  
أَيْضًا النَّوَارَ الصَّلَاةَ وَالصُّومَ  
وغيرِهَا وَقَدْ يُبَيِّنُ الْحَكِيمُ  
بَيْنَ النَّوَارِ الْعِبَادَاتِ لَوْرِ  
الْثَّلَاوَةِ فَخَيْرِي لَوْرِ الصَّلَاةِ  
غَيْرِ لَوْرِ الصُّومِ وَغَيْرِ لَوْرِ  
الْثَّلَاوَةِ وَهَكَذَا

وَأَمَّا الْمَوْجُودَاتُ الَّتِي لَا  
يَنَالُهَا إِلَّا الْإِدْرَاكُ أَيْ الْقُوَّةُ  
الْمَدْرِكَةُ فَمِنْ هَذَا الْعَالَمِ الْبُيُوتُ  
وَالصُّورَةُ الْعَامَّةُ وَالزَّمَانُ  
وَالْمَكَانُ فَمِنْ هَذِهِ أَرْكَعَةُ أَشْيَاءٍ

اسی بنا پر منہوم کی اشتہار ختم ہو جاتی ہے  
اور اس کا رنگ زرد ہو جاتا ہے دوسری  
بات یہ ہے کہ یہ عرض ایک امر موجود  
ہے کہ جس کا ادراک قوت و اہمہ ہی کہ  
سکتی ہے سوائے مقام پر ایک عالم  
ہے جس کا ذریعہ ادراک وہم ہے اور یہ  
چیز عوام کے ادراک کے مطابق ہے  
اور حکماء کو تو نماز اور روزہ وغیرہ ہی  
کے انوار کا تجدد حاصل ہوتا ہے اور حکیم  
روحانی عبادات اور تلاوت کے انوار  
میں فرق محسوس کر لیتے ہیں چنانچہ جو وہ  
نماز کا نور محسوس کرتا ہے وہ روزہ اور  
تلاوت قرآن کریم کے نور سے مختلف  
ہوتا ہے اور علیٰ ہذا۔

اور جن موجودات تک ادراک یعنی  
قوت بدر کہ ہی کی رسائی ہوتی ہے تو  
ان میں سے عالم ہیولی صورت عامہ  
زمان اور مکان میں عام طور پر یہی  
سمجھا جاتا ہے کہ یہی چار چیزیں ہیں



يُدْرِكُهَا الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ  
 فِي تَجَارِي الْعِلَادَاتِ بَلْ إِنَّ  
 شَدَّتْ الْحَقُّ فَلَا يَدْرِكُ هَذَا  
 الشَّخْصُ الْمَصْرُوفُ كَالصُّورَةِ  
 الْإِنْسَانِيَّةِ وَالصُّورَةُ الْحَيَوَانِيَّةِ  
 إِلَّا الْقُوَّةُ الْمُدْرِكَةُ دَائِمًا يَدْرِكُ  
 الْبَكَرَ أَضْوَاءً وَالْوَأَنَّا لَا غَيْرَ  
 وَأَعْلَمُ أَنَّ الشَّرْعَ كَمَا  
 بَلَغَ غَايَةَ التَّحْقِيقِ وَالتَّقَرُّرِ  
 حَسَبِ الْأَسْمِ الْحَادِثِ  
 الْمَجْرَدِ ثَبَتَ لِي غَايَةَ وَجُودِ  
 فِي هَذَا الْعَالَمِ مِنْ خَبَرِ  
 تَشْرِيعِيَّتِهِ وَجُودِ اسْمِهِ  
 هَذَا أَصْلُ التَّحْقِيقِ بِإِزَاءِ  
 التَّحْقِيقِ الرَّاسِخِ فِي الْبَدَنِ كَمَا  
 تَسَامُنُهُ التَّحْقِيقُ الْوَهْبِيُّ وَ  
 التَّحْقِيقُ الْحَقِيقِيُّ كَمَا أَشْرَفْنَا إِلَيْهَا

کہ جن کا ادراک قوت بدر کہہ کر تھی ہے  
 لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص ہزنی  
 اور یہ صورت انسانہ اور یہ صورت  
 حیوانیہ ان سب کا ادراک قوت  
 بدر کہہ ہی کر تھی ہے آنکھ تو صرف ان  
 کی ظاہری شکل و صورت کا احساس  
 کر سکتی ہے،

اور یاد رکھو کہ شرح کا تحقق اور تقرر  
 اہم حادثہ مجر کے مطابق جبکہ انتہا  
 درجہ پہنچ گیا تو اس عالم میں اسکو تشریح  
 کی حیثیت سے ثبات اور قرار حاصل  
 ہو چکا ہے کہ جبکہ وجود عرفی ہے اور یہ  
 اصل تحقق اس تحقق کے بالمقابل ہے  
 کہ جسے بدن میں رسوخ حاصل ہے  
 اور جیسا کہ ہم اس کی طرف اشارہ  
 کر چکے ہیں کہ اسی سے تحقق وہمی  
 اور تحقق حسی ظہور میں آئے ہیں،

## کون و فساد

وَمُطْلَقُ اسْبَابِ الْكَوْنِ  
وَأَنْفَسَادِ مُنْجَصَرِّفِ  
سَبَبَيْنِ أَحَدُهُمَا إِنْعَكَاسُ  
صُورِ الْآسْمَاءِ فَقَدْ عَلِمْتَ  
أَنَّ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ مُنْبَجِسَةٍ  
صُورَةٌ مُخْتَصَّةٌ بِكُلِّ إِسْمٍ  
إِسْمٌ لَا تَوْجَدُ لَهَا فِي غَيْرِهَا  
وَتَأْنِيهِمْ بِمَخْصُوصِيَةِ النِّشْأَةِ  
فَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ فِي كُلِّ  
نَشْأَةٍ أَمْرٌ مُوجُودٌ يَخْتَصُّ  
بِخَوَاصِّهَا لَا تَوْجَدُ فِي غَيْرِهَا  
كَالْجَوْهَرِ وَالْعَرَضِ بَلْ كُلُّ  
نَوْعٍ نَوْعٌ فَيَتَخَصَّصُ الْاِتِّوَاعُ  
بِلَوَازِعِهَا وَتَخْصُوصِيَّاتِهَا  
بِتَشْخِصَاتٍ شَتَّى بِحَسَبِ  
الْآسْمَاءِ فَمِنْ أَسْمَاءِ النِّشْأَةِ  
الْجُزْئِيَّاتِ بِتَشْخِصَاتِهَا

کون و فساد کے مطلق اسباب  
کی دو قسمیں ہیں ایک تو صور اسماء کا  
منعکس ہونا کہیں معلوم ہے کہ ہر وہ  
نشأہ جو ظہور میں آئی اس کی صورت  
مخصوصہ کا تعلق ایک خاص اسم پاک سے  
ہوتا ہے کہ وہ صورت کسی اور اسم میں  
نہیں ہو سکتی دوسرے اس نشأہ کی  
خصوصیت یہ کہ چونکہ کہیں معلوم ہے کہ  
ہر ایک نشأہ میں ایک ایسا سبب ہوتا  
ہے جو کہ ایسے خواص کے ساتھ مختص ہوتا  
ہے جو کسی اور میں نہیں پائے جاتے جیسا  
کہ جوہر اور عرض بلکہ ہر ایک نوع نوع  
ہوتی ہے چنانچہ تمام انواع اپنی خصوصیات  
اور لوازمات کیساتھ اسماء کے مطابق  
مختلف طریقوں پر متشخص ہوتے ہیں  
جزئیات کا اپنے تشخصات کیساتھ  
منتشر ہونیکا یہی راز ہے

## حوادث یومیہ اور اس کے اسباب

وَأَمَّا الْحَوَادِثُ الْيَوْمِيَّةُ  
فَسَبَبُهَا أُمُورٌ مِنْهَا ظَاهِرٌ  
اِسْتِعْدَادَاتٍ كَانَتْ  
مُنْطَوِيَةً فِي النَّوْمِ مَثَلًا النَّارُ  
قَدْ أُورِخَ فِيهِ مَعْدَى الْخَرَقِ  
فَلَا جَرَمَ أَنْهَا تَحْرِقُ فَاِمْتَأَسَرَ  
وَهَذَا الْقِسْمُ كَيْفِي بِالْقَوَى  
الطَّبِيعِيَّةِ وَمِنْهَا خَوَاطِلُ الْأَشْيَاءِ  
الْمُتَمَثِّلِ مَثَلًا ظُهُورُ الْحَيِّ  
يُقْتَضَى أَنْ يَتَلَبَّسَ مَظْهَرُهُ  
بِنُورٍ مِنَ الْحَيَاةِ كَمَا تَخْصُهُ  
بِنُورٍ وَخَافِضُ الْوَلِيِّ يُقْتَضَى  
أَنْ يَكُونَ مَظْهَرُهُ مَوْجُودًا  
لِيُؤَدِّيَ مُقَدَّسٍ لَا بِحُسْنِ  
شَمَائِلٍ وَفَضَائِلٍ فَإِنَّ  
أَبْلَى بَعْدَ أَوَّلِ النَّاسِ  
فَلَا جَرَمَ أَنْهَا تَحْرِقُ

حوادث یومیہ کے بھی سبب  
اسباب ہوتے ہیں، منجملہ ان کے ان  
ہستعدادات کا ظہور ہے جو کسی نوع میں  
موجود ہیں، جیسا کہ آگ کہ اس میں جلا نیکا  
مادہ موجود ہے چنانچہ جو اسے ہاتھ لگائے  
اسے جلا دیتی ہے اس قسم کو قوی طبعیہ  
کیساتھ موسوم کیا جاتا ہے اور اسی میں  
سے اہم متثل کے خواص ہوتے ہیں،  
جیسا کہ الحی اہم پاک کے ظہور کا یہ تقاضا  
ہے کہ جو چیز اس کا مظہر ہو اس میں کسی نہ  
کسی قسم کی حیات ضرور ہوگی جو کہ اس  
نوع کیساتھ خاص ہے اور السوئی کا  
ظہور اس بات کا مقتضی ہے  
کہ اس کے مظہر کو جب مقدس کیساتھ  
لوگ چاہتے ہوں، اسکے شمائل اور  
فضائل محبوب ہوں اگرچہ انسان اس  
سے عداوت بھی رکھتے ہوں، لیکن ان



يَجْتَوْنَ فِي جَوَافِ مِثْلِ الْقَلْبِ  
وَبَعَا دُونَ فِي جَوَافِ الْخَرِ  
الْمُقْتَضَى لِلْإِسْحَارِ

وَمِنْهَا تَحْرِيكَ قَاصِرٍ  
مِنْ ذَوَاتِ الْإِرَادَةِ أَوْ غَيْرِهَا  
نَفْسًا مَجْرَدَةً كَانَتْ أَوْ  
غَيْرَهَا فَإِنْ كَانَ مِنَ النَّمَةِ  
وَهِيَ النَّفْسُ الْمُتَكَبِّرُ بِلَا سِ  
الْإِرَادَةِ كَمَا سَيَأْتِي وَهِيَ الْهَمَّةُ  
فَإِنْ كَانَ مِنَ النَّفْسِ مِنْ  
حَيْثُ تَخَلَّقَتْ بِأَخْلَاقِ اللَّهِ  
سَجَّانَةً فَهِيَ الْخَرَقُ

وَمِنْهَا تَمْثِلُ حُصُورَةٍ  
إِنْ دَرَجَتْ فِي الصُّفُوفِ مِنْ  
دَعَاءِ أَوْ عَمَلِ حَسَنٍ أَوْ سَيِّئٍ  
مَعَ رِعَايَةِ مَا تَمَثَّلَتْ فِيهِ مِنَ  
النُّوعِ رِعَايَةِ الْمُعَدَّاتِ السَّابِقَةِ  
وَرِعَايَةِ سُلُوكِ الرَّجُلِ أَوْ لَاسْتِوَاةٍ  
فِي تَمْثِلِهَا مُتَرَا جَابَتْ

کے صمیم قلب میں اسکی محبت موجود ہو  
اور اس سے کسی اور نظریہ کے پیش نظر عداوت  
رکھتے ہوں جو کہ اس اہم کا تقاضا ہے  
منجملہ ان امور کے کسی صاحب ارادہ کی  
وہ تحریک قاصر ہے جو نفس مجرد یا غیر  
مجرد سے صادر ہوا اگر اسکا ظہور نسیم سے  
ہوا ہے جس سے مراد وہ نفس انسانی ہے  
جو لباس ادراک میں بلبوس ہو تو اسے  
ہمت کہیں گے اور اگر اس کا ظہور کسی  
ایسے نفس سے ہوا ہے جو متخلق باخلاق  
اللہ تعالیٰ ہے تو اس کو خرق عادت  
کہتے ہیں

منجملہ ان امور کے کسی ایسی صورت کا  
تمثل جسکا اندراج صحیفہ اعمال میں ہو  
جیسا کہ دعاء عمل صالح یا قبیح ساتھ ہی  
تمثل تو عی اور معدلات سابقہ اور اس  
شخص کے کمال اور عدم کمال کی بھی  
رعایت کی جاتی ہے اس تمثل میں اس قسم  
کے امتزاجات پائے جاتے ہیں جیسا کہ

كَامْتَزَلِجَ الزُّوْاِ وَلَیْسَ لَكَ  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ النَّاسُ نِيَامٌ خِلَافًا  
مَاتُوا لَمْ يَتَبَهُوا ۝

عالم رویا میں ہوتے ہیں اسی بنا پر نبی اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ  
سوئے ہیں جب وہ سڑیں گے تب بیدار  
ہوں گے،

وَلَوْ لَا أَنَّ السَّيِّئَاتِ كَانَتْ عَلَى  
شَوْطِ الْهَيْبِ لَمَأْنَتْ بَنَاتُ  
بِالْغُرَقِ بَلْ يَنْجُوا خَرَدُكَ لِكَ  
قَوْمٍ لَوْطٍ وَشُعَيْبٍ وَغَيْرِهِمَا  
اِخْتَصُوا لَعَنَ ابْنُ تَحِيصٍ  
لَمَعَدًا ابْنُ أُعْدَتٍ لَكَ ۝

اور اگر قوم سب اس حال بھر بند پر آباد نہ ہوتی  
تو وہ غرق نہ ہوتے بلکہ اور کسی قسم کا  
عذاب ان پر آتا اور اسی طرح قوم  
لوط اور شعیب علیہما السلام کو جس  
عذاب محسوس کیساتھ ہلاک کیا گیا،  
وہ انکی معذرت ہی کا تقاضا تھا،

## اعمال کی حفاظت کے لئے علیحدہ عالم کی حاجت ہے

وَلَوْ أَنَّ أَرَدْتَ كَشْفَ السِّرِّ  
فَاعْلَمْ أَنَّكَ لَا بَدَّ مِنْ عَالِمٍ  
هُوَ خَيْرٌ حَافِظًا لِعَمَلِ  
النَّاسِ مَجَرَّدًا أَوْ كَالْمَجَرَّدِ  
فَمِنْهُ مَا هُوَ حَافِظٌ لِعَمَالِ  
رَجُلٍ رَجُلٍ وَهِيَ الصُّحُفُ  
الَّتِي أَسْنَدَ اللَّهُ كِتَابَ بَرِّهَا

اور اگر تم چاہتے ہو کہ اس بات  
کا راز تم پر منکشف ہو جائے تو یہ بات  
یاد رکھو کہ ایک ایسے عالم کا ہونا ضروری  
ہے کہ جس میں لوگوں کے اعمال محفوظ  
ہوں یہ عالم مجرد ہو یا مجرد کی طرح ہو  
تو اسی کا وہ جز ہے کہ جس میں ایک ایک  
فرد کے اعمال محفوظ رہتے ہیں، یہ وہ

إِلَى الْمَلَايِكَةِ لَا تَكُنْ لَهُمْ  
مَدْخَلًا فِي ذَلِكَ وَمِنْهُمْ قَلِيلٌ  
حَافِظٌ لِّأَعْمَالِهِمْ قَوْمٌ قَوْمٌ أَوْ  
أَقْلَبُ قُلُوبًا وَمِنْهُمْ مَّا هُوَ حَافِظٌ  
لِّأَعْمَالِهِ النَّاسُ أَجْمَعُونَ

صحیفے میں کہ جن کی کتابت کو اسد تعالیٰ  
نے فرشتوں کے سپرد کیا ہے کیونکہ یہ کام  
ان ہی کے سپرد ہے اور اسی میں سے ایک حصہ ہے  
جس میں ایک ایک قوم اور ایک ایک ملک کے  
اعمال محفوظ کئے گئے ہیں اور اسی طرح ایک وہ

حصہ ہے جو انسانوں کے تمام اعمال کا محافظ ہے۔

فَمِنَ الْأَوَّلِ الْفِتْنَةُ الْجُذَيْتَةُ  
وَالْيَهُودُ الْأَشَادَةُ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى  
مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا  
كَسَبْتُمْ أَنْيُسَ بَكْرًا وَيَعْقُوبُ  
كَثِيرٌ مِنَ الثَّانِي عَذَابُ  
قَوْمِ شُعَيْبٍ وَلُوطٍ وَصَالِحٍ  
وَهُودٍ وَالتَّائِبَةُ فِي تَهْوِ  
كَانَتْ تَدْشَاكَ لِشُرُورِهِمْ  
فَلَمَّا قَتَلُوا هَاتِرًا وَجَحْثَ  
وَعَمَّ الْفَسَادُ وَمِنْ  
الثَّالِثِ الدَّجَالُ فَلَمَّا  
كَانَ أَعْمَالُ قَوْمِ نُوحٍ  
وَهُودٍ وَصَالِحٍ

پہلی قسم کے اعمال کا ثمرہ فتنہ جزئیہ میں  
کہ جن کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا  
گیا ہے کہ جو مصیبت بھی تم پر نازل  
ہوتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی  
کمانی ہے اور اللہ تعالیٰ بہت باتوں  
کو معاف بھی کر دیتا ہے اور دوسری  
قسم کی مثال حضرت شعیب لوط صالح  
اور ہود علیہم السلام کی اقوام پر عذاب  
کا نازل ہونا ہے قوم ثمود کی اونٹنی ان  
کی شرارتوں کا ایک عجمہ بنتی جب انہوں  
نے اس کو قتل کر دیا تو ان کی یہ بدترین  
حرکت فساد کے پھیل جانے کا باعث بنی  
تیسری قسم کی وضاحت وہ دجال کا

دستا  
جز آ  
اعمال



وَلَوْ طَوَّعُوا شُعَيْبًا وَغَيْرَهُمْ  
لَحَفُوطَةً فِي الصَّخِيفَةِ الْعَلَمَةِ  
فَلَمَّا كَثُرَتْ سَيِّئَاتُ بَنِي  
إِسْرَآئِيلَ وَهِيَ قَبِيلَةُ كَلْبَةَ  
فِيهِمْ إِلَّا نَبِيَّاءُ الْمَطْلُوقِيُونَ وَ  
فِيهِمْ حَافِظٌ وَقَائِمٌ بِالْأَمْرِ  
فِي كُلِّ زَمَانٍ فَسَاقِ السُّوءِ  
وَتَمَثَّلَ رَجُلًا وَحَقٌّ بِهِ  
الشَّرُّ دُرُّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ  
عَلَّمَ مَاتَ خَرُوجَ الْفَسَادِ  
وَعَلَّمَ الشَّرُّ وَجَاءَتْ الْقِيَامَةُ  
فَمِنَّا سِرٌّ أَخْبَارِ لَوْجِهِ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ بِاللَّحَالِ فَتَعْرِفُ  
أَبْنَى قَوْمٍ كَوْدِ جَالٍ سَے ڈرایا ہے اس کا یہی راز ہے،  
وَبِالْحُجَّةِ فَلَمَّا نَشَأَ هَذَا الْعَالَمُ  
الْحَادِثُ نَشَأَ بِضَرُورَةٍ هَا  
عَالَمٌ مُجَرَّدٌ بِإِزَائِهِ يَتَحَفَّظُ  
فِيهِ أَعْمَالُ الْخَيْرِ وَآخِلَاتُهُمْ هَذِهِ  
الْمَسْئَلَةُ لَكِنْ تَحْظِيْرُ مِنْ

واقعہ ہے اس لئے کہ قوم نوح، ہود، صالح  
لوط اور شعیب اور دیگر اقوام معذبہ  
کے اعمال ایک صحیفہ میں محفوظ کئے  
گئے تو جس وقت بنی اسرائیل میں برائیاں  
پھیل گئیں کیونکہ یہ ایک بہت بڑی  
قوم تھی اور جن میں بہترین انبیاء کرام  
مبعوث ہوئے تھے اور ان کی قوم  
میں ایک ورید میں حافظ شریعت اور قائم بالامر  
آئے ہیں تو اس لئے وہ شرور جن ہو کر ایک وحی  
کی شکل میں متماثل ہو گئے اور قیامت کے فسادات اس  
کے ساتھ ساتھ لاحق ہو گئے اس کے مرتبے بعد فسادات  
اور علامات و حوادث قیامت برپا ہو  
جائیں گی، سو نوح علیہ السلام نے جو

خلاصہ کلام یہ کہ جب عالم حادث  
ظہور میں آیا تو اس کے ساتھ ضرورۃً  
ایک عالم مجرد کا بھی ظہور ہوا، جس  
میں اس عالم حادث کے لوگوں کے  
اعمال اور اخلاق محفوظ کئے جاتے ہیں

اَرْكَاتِ التَّكْوِينِيَّاتِ وَالنَّاسِ عَنْهَا فِي شَفْلَةٍ عَرِضَةٍ •  
 یہ مسئلہ علم تکوینیات کا رکن عظیم ہے، مگر  
 لوگ اس سے کلی طور پر غافل ہیں،

## تقدیر کے اقسام

تقدیر کی دو قسمیں ہیں، مہرّم اور  
 معلق، تقدیر معلق کا موجب استعداد  
 شخصی ہے اور اسی میں ہمارا تقدیر نافع  
 ثابت ہوتی ہے اور تقدیر مہرّم کا باعث  
 تمام عالم کی مجموعی استعداد ہے کہ اس  
 میں کسی قسم کا تخلف واقع نہیں ہوتا،  
 حضرت حذیفہ بن اسیدؓ سے روایت  
 ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 فرمایا کہ جب نطفہ پر چالیس دن گزر  
 جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اسکے پاس اپنا  
 ایک فرشتہ بھیجتا ہے تاکہ جنین کی تصویر  
 بندی کرے اسکے کان اور آنکھیں اس کے  
 گوشت پوست اور ہڈیاں بنا کر جب  
 وہ یہ فرائض انجام دے چکتا ہے، تو  
 بارگاہ الہی میں عرض کرتا ہے، خدایا یہ

وَالْتَقْدِيرُ تَقْدِيرَاتِ  
 مَهْرَمٍ وَمُعَلَّقٍ أَمَّا الْمُعَلَّقُ  
 فَلَا سُدْعَدَ إِذْ كُلُّ عَيْنٍ بِحَسَبِ  
 يَتَقَعَرُ الدُّعَاءُ وَالشَّعْبُ بِرُؤَاثَا  
 الْمَهْرَمِ كَمَا سَتَعَدَّ كُلُّ الْعَالَمِ  
 بِجَمَلَةٍ وَاحِدَةٍ وَهُوَ لَا يَخْلَفُ قَطُّ  
 وَعَنْ حَذِيفَةَ بْنِ أَسِيدٍ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ  
 بِالنُّطْفَةِ ثَلَاثِينَ يَوْمًا يَخْلُقُ  
 لَهَا نَفْسًا وَيَعْتَلِقُ لَهَا  
 مَلَكًا يُصَوِّرُهَا وَخَلَقَ  
 سَمْعَهَا وَبَصَرَهَا وَجِلْدَهَا  
 وَلَحْدَهَا وَعِظَامَهَا  
 ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ

اَذْكُرْ اَمْرًا نَفِيَّ فَيَقْضِي رُبُّكَ  
مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ  
لِيَقُولَ يَا رَبِّ اجْعَلْهُ فَيَقْضِي  
رُبُّكَ مَا شَاءَ وَيَكْتُبُ الْمَلَكُ  
ثُمَّ يَخْرُجُ الْمَلَكُ  
بِالصَّحِيفَةِ فِي يَدَيْهِ فَلَا  
يَزِيدُ عَلَى امْرَةٍ وَلَا يَنْقُصُ  
رَوَاكَ مُسْلِمٌ

جنیس ذکر ہو گا یا مونث، اس کے متعلق  
اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا  
ہے اور فرشتہ اسی کے مطابق لکھتا ہے  
پھر وہ عرض کرتا ہے کہ اسی عمر کیا ہو  
گی تو اس کے متعلق بھی اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ  
کے مطابق فیصلہ صادر فرماتا ہے اور  
فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے پھر فرشتہ اس  
لکھ ہوئے صحیفہ کو لے کر نکلتا ہے اور جو کچھ

اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا ہے اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں کرتا (سورہ اوہ مسلم)

## عین ثابتہ کے متعلق بعض صوفیوں کی غلطی

اعْلَمُوا أَنَّ الْعَيْنَ الثَّابِتَةَ  
وَلَنْ تَكُنْ مَذْطُوبَةً عَلَى  
قَاطِبَةٍ رَاجِعَةٍ لَكِنْ لَا يَخْطُرُ  
إِمْكَانُهَا إِلَّا بِحَسَبِ النَّشْأَةِ  
الظَّاهِرَةِ حَيْثُ خَالِدِي يُقَالُ فِي  
مَذْهَبِ الصُّوفِيَّةِ مِنْ أَزْ كُلِّ  
مَا تَضَمَّنَهُ الْعَيْنُ لَا حَرَمَ أَدْرَ  
سَيُظْهَرُ لَيْسَ بِشَيْءٍ عِنْدَنَا

یاد رکھو کہ عین ثابتہ اگرچہ تمام  
جہات مختلفہ پر مشتمل ہے، مگر اس کے  
امکانات اس وقت نمایاں ہوتے ہیں  
جبکہ اس کا ظہور اس نشاۃ میں ہوتا  
ہے اس لئے ہمارے نزدیک بعض صوفیوں  
کا یہ کہنا غلط ہے کہ جن باتوں پر عین  
ثابتہ کے احکام اسماء پاک کے آثار  
ہیں جو اس عین ثابتہ کے قوام کا موجب



بَلِّغِ لِلْعَيْنِ أَحْكَامَهُنَّ أَثَرُ  
 أَسْمَاءِ تِلْكَ دَعَائِمُ الْغَيْرِ فَلَا  
 جَرَمَ لَهَا تَوَقُّفٌ عَلَى اسْتِعْدَادِهَا  
 حَادِثَةٍ وَمُعَدَّاتٍ لَا حَقَّةٍ  
 تَظْمَنُ فِي كُلِّ مَظْهَرٍ مِنْ مَظَاهِرِ  
 الْعَيْنِ هَذَا مَعَ أَنَّ الظُّهُورَ عَلَى  
 طَرَفِ شَيْءٍ وَأَحْكَامُهُ أَثَرُ  
 أَسْمَاءِ تِلْكَ الْمُنْطَوِيَةِ فِي الْعَيْنِ  
 كَمَا نَشَاهِدُهَا إِلَّا بِالضَّرُورَةِ الْأَعْلَانِيَةِ  
 فَلَا جَرَمَ لَهَا تَوَقُّفٌ عَلَى اسْتِعْدَادِهَا  
 حَادِثَةٍ وَمُعَدَّاتٍ لَا حَقَّةٍ  
 فَأَعْلَنَ مِنْ هَذَا السَّبِيلِ إِلَى الدُّعَاءِ  
 مِنَ الْحُكَمَاءِ إِنَّمَا يَظْمَرُ مِنْ شِدَّةِ  
 شُرِّ وَزَعْلِهِ وَلَوْ بِالْعِيْزِ الثَّابِتَةِ  
 مُفَصَّلًا لَكَمَا يَتَبَادَرُ مِنَ الْخُصُوصِ  
 وَأَعْلَنَ أَنَّ مِنْ الْأَشْيَاءِ مَا  
 تُعَيَّنُ صُورَتُهُ قَبْلَ أَنْ يَكُونَ  
 دُمْنُهَا مَا يَكُونُ إِلَّا مَرْفِئُهُ  
 الْفَقَائِي مَشَابِهًا لِلْمُتَوَسِّفِ

ہیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ان  
 احکام کا ظہور ان استعدادات حادثہ  
 اور معدات لاحقہ پر موقوف ہو، جو  
 عین ثابتہ کے ہر مظہر میں نمایاں ہوتے  
 ہیں، علیٰ ہذا ظہور کے طریقے مختلف ہیں  
 اور وہ احکام جو اسماء پاک کے آثار  
 ہیں اور عین ثابتہ میں مخفی رہتے ہیں  
 یہ صورت اطلاق کے مشمول کے علاوہ  
 اور کچھ نہیں اسی بنا پر ہم کہتے ہیں،  
 کہ ان کا ظہور استعدادات حادثہ  
 اور معدات لاحقہ پر موقوف ہے،  
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حکماء کی دعا  
 ان کے اشراق علمی کا نتیجہ ہے اگرچہ اس  
 کی تفصیل کا درجہ عین ثابتہ ہے بعض  
 کے متبادر کے طریقہ پر نہیں،  
 یاد رکھو کہ بعض اشیاء ایسی ہیں کہ ان  
 کی صورت کا تعین ان کے وجود پہلے  
 ہو جاتا ہے برخلاف اسکے کہ بعض  
 دوسری اشیاء میں ایسا نظر آتا ہے گویا

وَمِنْ هَذَا السَّبِيلِ يَحِلُّ  
الْعُقْدَةُ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَوْ  
لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا  
يَوْمًا كَبَعَتْ اللَّهُ رَجُلًا  
مِنْ أَهْلِ بَيْتِي بِسَلَاةٍ  
عَدَلًا كَمَا مَدْنَتْ خَدْرًا  
أَخْرَجَهُ الْيَوْمَ أَوْ كَالَّذِي  
رَيْنَمَ بِهِ هُوَ أَنْ خَرَجَ  
مَعْدِي مِمَّا لَا بَدَّ مِنْهُ  
وَأَمَّا وَقْتُ وَجُودِهِ فَهُوَ  
مُقَرَّرٌ عَلَى الْمُبَكَّدَاتِ  
وَكُنَّا لَكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لَا مَحِيَّةَ  
لَا نَسْأَلِي اللَّهَ مَا قَدْ خَرَجَ  
مِنْهُ وَإِسْأَلِيهِ رِجَالِ  
الْجَنَّةِ ۝

کہ یہ امر متاثر ہے اسی طرح وہ عقدہ  
بھی حل کیا جاسکتا ہے جو کہ اس عقد  
کے سننے سے پیش آتا ہے جو کہ رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے  
کہ اگر بقاء دنیا کا ایک دن بھی باقی  
رہ جائیگا تو اس ایک دن کے اندر اللہ  
تعالیٰ میرے خاندان نبوت سے  
ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائے گا، جو  
زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر  
دیگا جس طرح وہ ظلم و ستم سے بھر بیڑا ہو  
گئی تھی (سنن ابوداؤد) اس حدیث کا حاصل یہ ہے کہ  
ہمدی علیہ السلام کا ظہور بہر حال ہونے والا ہے  
دیہ ایک ناگزیر واقعہ ہے، البتہ اس کے ظہور  
میں آنے کا وقت گرو پیش کے حالات اور معدت  
حاضر پر موقوف ہے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کا یہ فرمان بھی جو آپ نے ام المؤمنین ام حبیبہ رضی  
سے فرمایا تھا اس قبیل سے ہے کہ اللہ تعالیٰ

سے ایسی باتوں کا سوال نہ کرو کہ جن سے وہ فایز ہو چکا ہے اس سے تو درجات جنت مانگو۔

اس تمہید کے بعد پھر ہم بیان

وَإِذَا تَقَرَّرَ هَذَا فَتَقُولُ

اِذَا مَضَىٰ عَلَى الْجَنِّينِ هَذِهِ  
الْمُدَّةُ وَتَعَيَّنَ مَزَاجُ امْتِزَاجِ  
بَدَنِهِ اَمَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ  
بِحَسَبِ تَجَلِّيهِ فِي صَلَهِ  
الْمَلَكِ اَنَّهُ ذَكَرَ اَنَّ كَانَ  
غَلَبَ عَلَيْهِ مَاءُ الرَّحْلِ  
وَاَنَّهٗ اُنْثَى اِنَّ غَلَبَ عَلَيْهِ  
مَاءُ الْاُنْثَى وَلَوْ حَظَّ فِي  
طَبِيعَةِ الْجَنِّينِ مِنْ شِدَّتِهَا  
وَحَدَايَتِهَا وَلِيْنِهَا وَ  
ضَعْفِهَا فَفَعِلَ اللّٰهُ الْمُتَجَلِّي  
فِي صَدْرِ الْمَلِكِ لَهُ عَمْرٌ  
وَذَلِكَ لَا تَحُلُّ شَيْءٌ فَاِنْ  
لَهُ وَرَثَةٌ يَتَكَوَّنُ فِي وَقْتِ ثُمَّ  
يَتَرْتَّبُ فِي مَعَارِجِ كَمَالِهِ ثُمَّ  
يَلْحَدِرُ ثُمَّ يَقْبِضُ وَيَفْسُدُ

کہتے ہیں کہ جسوقت جنین پر یہ مدت  
گزر چکتی ہے اور اسکے اخلاط بدن کا  
مزاج متعین ہو جاتا ہے تو اسدر سجانہ  
و تعالیٰ اس فرشتہ کے سینہ میں جسکے  
متعلق اس جنین کی تدبیر ہے تجلی فرماتا  
ہے مثلاً یہ کہ یہ بچہ مذکر ہو اور یہ اس  
وقت ہوتا ہے جبکہ صحبت کے وقت  
شوہر کا مادہ تولید غالب ہو اور اگر بوی  
کا مادہ تولید غالب ہو تو پھر جنین مونث  
ہوتا ہے اور جنین کی طبیعت مادہ تخلیق  
کی شدت اور ضعف اور صلابت اور  
ملائمت کو ملحوظ رکھ کر اللہ تعالیٰ فرشتہ  
کے سینہ میں تجلی فرما کر اس کی عمر کا تعین  
کر دیتا ہے یہ اسلئے کہ ہر ایک چیز ایک  
خاص وقت میں مقدار مخصوصی پر ظہور  
میں آتی ہے پھر معارج کمال میں ترقی کر کے بعد

الخطا شروع ہوتا ہے بالآخر فساد اور زوال کے مرحلہ کو پہنچ جاتی ہے،

وَهَذِهِ الْوَزْنُ لِحُدُودٍ حَدًّا  
كُلِّيًّا فِي كُلِّ نَوْعٍ نَّوْعٍ  
اس مقدار مخصوص کو انواع میں سے  
ہر ایک نوع کیلئے تحدید کلی کے طور پر



وَحَدًّا اجْزِيًّا فِي كُلِّ شَخْصٍ  
شَخْصٍ مُنْطَبِعٍ فِي مِرَاةِ التَّوَجُّعِ  
فَإِذَا عَيْنٌ لِلْجَنَيْنِ عَمَّرَتْ فِي  
هَذِهِ الْوَقْتِ فَهَذَا الْأَجَلُ  
الْمُسَمَّى الَّذِي يَبْلُغُهُ لَا  
مَحَالَةَ كَوَلَا الْبَوَاحِثُ الْمَوَالِمُ  
الْخَارِجَةُ مِنَ الْبَوَاحِثِ  
الْبَرِّ وَالْقِسْلَةِ فَإِنَّهَا يَزِيدَانِ  
فِي الْعُمُرِ كَمَا سَتَعْرِفُ وَمِنْ  
الْمَوَالِمِ الظُّلُمُ وَالْقَتْلُ  
فَإِنَّهُمَا يَنْقُصَانِ فِي الْعُمُرِ  
قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَاجْعَلْ لِّمُسْمِيَ  
عِندَهُ وَقَالَ فَاتَّقُوا اللَّهَ  
وَأَطِيعُوا لِيُغْفَرَ لَكُمْ  
مِنْ ذُنُوبِكُمْ وَلَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى  
أَجَلٍ مُّسَمًّى ۝

اور ایک نوع کے افراد کیلئے متعدد جزئی  
کے طور پر محدود کر دیا گیا ہے چنانچہ ہر  
ایک جزئی میں ایک شخصیت نوع  
کے آئینہ میں عظیم ہوتی ہے سو جو عمر اس  
وقت جنین کیلئے متعین کیجاتی ہے تو وہ  
اجلِ مسمیٰ ہے اور اس عمر کو وہ لامحالہ  
پورا کر کے رہیگا بشرطیکہ خارجی بواعث  
اور موانع اس کے مخالف نہ ہوں بواعث  
میں سے نیکی کرنا اور علمِ رحمی کرنا ہے  
چنانچہ یہ دونوں اس کی عمر میں اضافہ  
کرتے ہیں اور موانع میں سے ظلم اور  
قتل ہیں یہ دونوں اس کی تنقیص عمر کا باعث  
ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
اجلِ مسمیٰ کا علم اس کے پاس ہے اور دوسرے مقام پر  
نوع علیہ السلام کا مقولہ نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ  
سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اللہ تعالیٰ

تم کو بخش دے گا اور ميعاد مقررہ تک تم کو ہلاکت دے گا

ثُمَّ يَكْتُبُ أَنْتَهُ سَعِيدٌ  
أَوْ شَقِيٌّ بِحَسَبِ الْآخِرَةِ  
پھر اس کے بعد باعتبار آخرت جنین  
کی سعادت اور شقاوت لکھ دی

وَتَشْتَمِلُ هَذِهِ السَّعَادَةُ  
الْأَعْمَالُ وَالْأَخْلَاقُ وَالْخَاتِمَةُ  
وَهَذِهِ السَّعَادَةُ أَوِ الشَّقَاوَةُ  
الْمَكْتُوبَةُ هُنَاكَ أَمْرٌ حَلِّي لَا  
يَتَشَخَّصُ إِلَّا بِالْمُعَدَّاتِ  
ثُمَّ يُكْتَبُ أَنَّ وَاسِعُ  
الرِّزْقِ أَوْ ضَيِّقُهُ لَا  
تُعَيَّنُ هُنَاكَ إِلَّا بِحُسْبِ  
الشَّوْعِ الْحَلِّيِّ

جانی ہے اور یہ سعادت اعمال خلاق  
اور حسن خاتمہ کو شامل ہے، اور یہ  
سعادت مکتوبہ ہو یا شقاوت اس مقام  
پر اس سے امر کلی مراد ہے اور انکا تشخص  
معدات پر ہی منحصر ہے  
پھر اسکے بعد اسکے رزق کے متعلق لکھا  
جاتا ہے کہ یہ واسع الرزق ہے، یا  
ضیق الرزق اور یہ کتابت بھی ایک  
نوع کلی ہے،

## مومن کی موت میں ترو و کاسب

وَأَعْلَمَنَّ أَنَّ مِنَ الْأُمُورِ  
مَا هُوَ سَهْلٌ يَتَكَوَّنُ  
بِأَسْبَابٍ أَوْ  
صَعْبٌ إِنَّمَا يَتَكَوَّنُ بِأَصْعَبِ  
الْأَسْبَابِ فَهَذَا مَعْنَى  
الْحَدِيثِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
مَا تَزِدُّهُ فِي شَيْءٍ مِثْلَ

یاد رکھو کہ بعض باتیں ایسی آسان  
ہوتی ہیں کہ معمولی سے اسباب پیدا  
ہونے پر وہ پیدا ہو جاتی ہیں اور بعض  
امور کے تکوین کے اسباب بہ مشکل پیدا  
ہوتے ہیں چنانچہ اس حدیث کے یہی معنی  
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے  
کسی چیز میں اتنا ترو و نہیں کیا جتنا کہ

تَرَدُّدِي فِي الْعَبْدِ الصَّالِحِ  
يَعُكْرَةُ الْمَوْتِ وَأَنَا أَكْرَهُ  
إِسَاءَتَكَ وَلَا بَدَلَكَ  
مِنْهُ مَعْنَاةٌ عِنْدَنَا يُرْجِعُ  
إِلَى تَصَادُمِ الْأَسْمَاءِ  
حَقِيقَتُهُ أَنَّ كُلَّ رَسِيْدٍ  
يُطْلَبُ فِي مَظْهَرِهِ ظَاهِرٌ  
الْأَحْكَامِ خَالِئٌ سُبْحَانَهُ  
فِي حَقِّهِ حَبِ الْعَبْدِ كَمَا  
سَتَعْلَمُ فِي الْوَجَاهَةِ  
الْمُؤَافَقَةِ لِوَأَيِّهِ يَكْرَهُ  
الْمَوْتِ وَلَا بَدَلَكَ مِنْهُ  
يَحْسِبُ إِلَّا سُبْحَانَ الْأَعْيَمِ  
الشَّامِلِ لِشَوْءِ الْإِنْسَانِ  
یہ ہے کہ انسان کے تمام افراد موت کا ذائقہ چکھیں اس لئے موت دنیا لازمی ہے۔

## کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ خَيْثَمًا  
رَوَاةُ الْبُخَارِيِّ أَنَّ الشَّيْءَ  
ابو سعيد خدریؓ کی روایت سے  
صحیح بخاری میں حدیث منقول ہے فرماتے



صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ  
ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمَشْبَرَةِ  
جَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ إِنَّ مِنَّا  
أَخَافٌ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِي  
مَا يَفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ  
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزَيْنَتِهَا  
فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ  
أَوْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالْشَّرِّ فَسَكَتَ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَقِيلَ لَهُ مَا شَأْنُكَ تُكَلِّمُ  
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
إِلَهُ دَسَلُوا وَكَلَّمُكَ  
فَرَأَيْنَا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ  
فَنَسَمِعُ عَنْهُ الرُّخَصَاءَ  
وَقَالَ آيُنَ السَّارِئِ  
وَكَاثَةُ حَمْدَاكَ  
فَقَالَ إِنَّهُ لَا يَأْتِي  
الْخَيْرُ بِالشَّرِّ  
فَإِنَّ مِنَّا

میں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک  
روز منبر پر تشریف فرما تھے اور ہم آپ  
کو حلقہ میں لئے ہوئے تھے، آپ نے  
ارشاد فرمایا کہ سب سے زیادہ خوف  
مجھے اس بات کا ہے کہ ملکوں کو فتح  
کرنے تم دنیا کی شادابی اور اس کی  
رونق پر اترانے لگو گے ایک شخص نے  
عرض کیا کیا خیر اور بھلائی سے بھی شر  
پیدا ہو سکتا ہے؟ یہ سن کر آپ خاموش  
ہو گئے صحابہ کرام نے اس شخص کو ملا  
کی کہ تم نے یہ کیا حرکت کی رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو کر خاموش ہو گئے  
اسی اشار میں ہم نے دیکھا کہ آپ پر وحی  
نازل ہو رہی ہے چنانچہ آپ نے اپنی  
پیشانی مبارک سے پسینہ پونچھتے ہوئے  
دریافت کیا کہ وہ سائل کہاں ہے گویا  
کہ آپ نے اس کے سوال کو بغیر استحسان  
دیکھا بہر حال آپ نے فرمایا کہ یہ سچ  
ہے کہ خیر سے شر پیدا نہیں ہوتا اور

يُثَبِّتُ الزَّيْبِعَ يَقْتُلُ  
 أَوْ يُلْطِمُ إِلَّا أَكَلَةَ الْخَضِرَةِ  
 أَكَلَتْ حَتَّى إِذَا امْتَدَّتْ  
 خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ  
 عَنْ الشَّمْسِ فَشَلَّتْ  
 وَبَالَتْ وَرَفَعَتْ إِلَى  
 أَخْرِ الْحَدِيثِ وَتَوَجَّهَ  
 السُّؤَالُ وَالْجَوَابُ  
 كَمَا هُوَ حَقُّهُ لَا  
 يَتَأَنَّى إِلَّا عَلَى مَنْ هَبِ  
 الْحِكْمَةَ وَأَمَّا السُّؤَالُ  
 فَمَعْنَاهُ كَيْفَ تَكُونُ  
 نِعْمَةُ اللَّهِ الَّتِي لَا  
 جَرَمَ أَتَمَّهَا مِنْ تَمَاضِيهِ  
 الْجَمَالِيَّاتِ مُرْجَبًا  
 لِلْجَلَالِيَّاتِ بِأَعْيَانِهَا  
 عَلَى الْخَوْفِ خَالِئًا  
 التَّمَثُّلُ عَلَى صُورَةٍ  
 ذِي التَّمَثُّلِ

فرمایا (جیسا کہ) جو سبزہ موسم بہار میں  
 اگتا ہے جانوروں کا اس سے چرنا وبال  
 خان ہو جاتا ہے کہ جس سے وہ ہلاک  
 یا ہلاکت کے قریب ہو جاتے ہیں مگر  
 وہ محفوظ رہتا ہے جو تر و تازہ سبزہ کھاتا  
 ہے اور ہضم کرنا جانتا ہے وہ اس وقت  
 تک چرتا ہے کہ اسکی کوکھیں باہر نکل  
 آتی ہیں اس حالت پر پہنچ کر وہ دھوپ  
 سینکے لگتا ہے جس سے اسے خوب  
 کھل کر پاخانہ آجاتا ہے اور وہ پیشاب  
 بھی کر لیتا ہے اسکے بعد وہ پھر چرنے  
 لگتا ہے الخ یہ سوال اور جواب جسکا  
 تذکرہ اس حدیث میں ہے اہل حکمت  
 ہی کے مسلک پر ٹھیک بیٹھ سکتا ہے  
 سوال کا مفہوم یہ ہے کہ اندر نغائے کی  
 نعمت جو بسکی صفت جمال کا تمثیل ہے  
 کس طرح جلالیات کے ظہور میں آنے  
 کا موجب ہو سکتی ہے اور خوف کا  
 باعث ہو سکتی ہے کیونکہ تمثیل ہمیشہ تمثیل

وَأَمَّا الْجَوَابُ رَغْبَتُهُ إِنَّمَا  
الْمُحَالُ أَنْ يَفُورَ الْجَلَالُ  
مِنْ صُلبِ هَذَا التَّمَثَالِ بَلْ  
هُوَ خَيْرٌ كُلُّهُ وَإِنَّمَا الشَّرُّ شَرٌّ  
وَحَرَصٌ هُمَا فِي التَّقَابِلِ  
بِحَسَبِ اسْمِهِ هُوَ مِنْ تَمَاشِيلِهِ  
أَوْ بِحَسَبِ أَمُورٍ أُخَرٍ وَكَذَا  
حَكَ مَعَاشِرَ الْحُكَمَاءِ وَأَنَّ  
الْوَجُودَ خَيْرٌ كُلُّهُ لَا شَرَّ  
فِيهِ لَا نَتَه مِنْ مَسْتَبَعِ  
الْخَيْرَاتِ إِنَّمَا الشَّرُّ تَنَاشٍ  
مِنْ تَرَكَمِ الْعَدَمَاتِ فِي  
الْمُصَوِّرِ الْمَرَا جِيَّةٍ وَعَالِمِ  
التَّخْلِيطِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ  
عَلَيْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ  
سَوَادٍ يُوَلَّدُ عَلَى فِطْرَةٍ  
مُسْلِمَةٍ ثُمَّ الْبَرَاءَةُ كُفْرًا

والے کے مطابق ہوتا ہے اور جواب یہ ہے  
کہ یہ بیشک ناممکن ہے کہ عین اس جمالی  
تمثل سے جلالت کا ظہور ہو۔ بلکہ وہ  
سراسر خیر ہے۔ لیکن جو حرص و شرارت  
شخص قابل میں ہے۔ اس سے شرارت  
کا ظہور ہوتا ہے۔ یہ ظہور یا تو اس اسم پاک کے  
تقاضا کے مطابق ہوتا ہے کہ جس کا وہ تمثل  
ہے یا اور کوئی سبب ہو تاکہ جماعت حکم  
کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سراسر خیر و برکت ہے  
اس میں کسی قسم کی برائی نہیں۔ کیونکہ وجود ہی  
ہر ایک طرح کی خیر کا منبع ہے۔ شر کا ظہور  
تو ان عدمات کا نتیجہ ہے جو صورت مزاجیہ  
میں پائی جاتی ہیں۔ اور عام تخلیق میں اللہ  
تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس فطرت  
پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو۔ کہ جس پر اس  
نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔ اور  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر  
ایک بچہ فطرت اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے۔  
اس کے ماں باپ ہی اسے یہودی اور عیسائی



وَيَقْرَانِهِ وَيَجَسَّانِهِ

إِغْلَازَ الصُّورَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ

تَقْضَىٰ بَيْنَ اِتِّفَاقِيَّةٍ مُّخْتَصَّةٍ

فِي الْبَدَنِ الْعُضْرِي فَلَا جَرَمَ

أَنَّهُ مُسْتَوَى الْقَامَةِ بِأَعْيُ الْبَشَرَةِ

غَرِيزِ الْأَخْفَارِ مَدَوْرَ الْقَامَةِ

نَاطِقٌ صَاحِبٌ مُّبْصِرٌ لِلْأَلْوَانِ

وَالْأَشْكَالِ سَمَاعٌ لِلْأَصْوَاتِ

ذُجُوعٌ وَعَطَشٌ وَغَيْرُ ذَلِكَ

مِنَ الْخُصُوصِيَّاتِ الَّتِي هِيَ

بِحَسَبِ النَّوْعِ وَهَيْئَةٍ مُّخْتَصَّةٍ

فِي الْبَدَنِ الْبَشَرِيِّ فَلَا جَرَمَ

أَنَّهُ لَمْ غَضَبًا وَرِضَاءً وَتَذَنُّبًا

لِهَوَاقِيبِ الْأُمُورِ وَإِذْكَ كَا

لِحَفِيَّاتِ الْأَشْرَارِ وَهَذَا الْقَدْرُ

يُنَالُهُ الْعَامَّةُ وَالْخَاصَّةُ

وَالْخَاصَّةُ تُدْرِكُ أَيْضًا أَنَّ

اللَّهُ تَعَالَى كُنْزُكَ أَوْ دَعَا فَعَدَّ

لِسَمَةِ عَقَّتَهُ وَفَرَا سَتَرَهُ

اور آتش پرست بنا لیا کرتے ہیں۔

یاد رکھو کہ صورت انسانہ کا

اقتضائے ذاتی یہ ہے کہ جسم عنصری میں

اس کی مخصوص ہیئت ہو اس کا مستوی

القامت ہونا ناخنوں کی چوڑائی اور

اس کی کھوپری کی گولائی اس کا نطق اور

ضحک الوان اور اشکال کو دیکھنا

آوازوں کا سننا بھوک در پیاس وغیرہ

کا لگنا اور اسکے علاوہ اس کی تمام وہ

خصوصیات کہ باعتبار نوعیت اور ہیئت

مخصوصہ کے انکا تعلق اسکے جسم سے ہے

اب کوئی مضائقہ نہیں کہ اسکے لئے

غضب در رضا عاقبت مینی اور بواطن

اشیاء کی کیفیت کا ادراک کرنا بھی

ثابت ہو اور یہ قدر عوام اور خواص

سب میں برابر ہے،

اور خواص یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

نے اسی طرح ہر ایک شے کے اندر

عفت اور فراست اور تقرب الی اللہ

وَقَرَّ بَأَوْهُوَ كَأَيْسِدَ رَجَحٍ  
فِيهَا قَاطِبَةُ الشَّرْعِيَّاتِ  
أَحْمَالًا وَرَتْمًا قَرِبَ الرَّجُوعِ  
سُبُوعًا لَهْوَكَ وَرَتْمًا جَهَنَّمَ  
الْقَدَسِ وَالْأَيَّامِ  
سُبُوعًا لَهْوَكَ وَرَتْمًا  
جَهَنَّمَ النَّشْأَةِ  
النَّخِيلِيَّةِ ۝

تعالے کی قسم کے اوصاف بھی دولعت  
رکھے ہیں اور تمام احکام شرعیہ بالاجمال  
اسی قسم میں داخل ہیں اور قرب الوجود  
مفہوم یہ ہے کہ قدوسیت کی جہات کو  
محوظ رکھ کر ان امور کو یا تکمیل تک پہنچا  
جائے اور ایمان کا مفہوم یہ ہے کہ اس  
شاہِ مخیطیہ کی حیثیت سے اس میں  
کمال حاصل کیا جائے،

## خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونے کے اسباب

وَالْأَسْلَاحُ عَزَّ وَكَلَّ  
الْخُصُوصِيَّاتِ النَّوَاعِيَّةِ  
سَبَبَانِ الْأَوَّلِ قَصُورُ  
الْصُّورِ الْفَائِضَةِ بِسَبَبِ  
قَصُورِ الْمَادَّةِ كَمَا  
تَرَى أَنَّ بَعْضَ النَّاسِ  
يُؤْكِدُ أَكْمَةً أَوْ أَصَمًّا أَوْ  
كَرْدًا نَبَّ أَوْ كَرْدًا خَرَطُومًا  
إِلَى شَيْءٍ ذَلِكَ وَكَذَلِكَ

ان خصوصیات نوعیہ سے جدا ہونے  
کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ مادہ قابلہ  
میں نقص پیدا ہو جائیگی ناقص صورتوں  
کا اس پر اضافہ ہو، جیسا کہ تم دیکھتے  
ہو کہ انسان کے بعض افراد ولادت کے  
وقت ناں کے پیٹ سے اندھے یا گونگے  
پیدا ہوتے ہیں یا ان کے دم لگی ہوئی ہوتی  
ہے یا ناک کی بجائے لمبی سونڈ سی  
ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ اسی طرح بلحاظ

يُولَدُ مُنْعِمًا فِي  
الْكَفَّاتِ كَقَارِ بَرِيَّةٍ  
جَاهِلًا بِحَقِيقَةِ التَّوْحِيدِ  
هَذَا الْقَبِيلِ الشَّيْءُ الَّذِي  
قَتَلَهَا الْخَضِرُ

وَالثَّانِي مُعَادَاةُ  
أُمُورِ قُرْبَانِيَّةٍ كَمَا  
تَرَى أَنَّ بَعْضَ النَّاسِ  
يَتْرُكُ الْمَاءَ قَطْعًا  
بِرِيَا خَدَّتِهِ يَتَجَشَّرُهَا  
وَيَغْتَرِبُ فِي مَرَحٍ  
فَيَعْوِجُ قَامَتُهُ  
وَيَنْحَكِرُ رَأْسُهُ  
وَيَعْسَى عَيْنُهُ  
وَيَكُنْ لَكَ يَهْوَدَاةُ  
الْبَوَاةِ فِيكَابِرًا مَرًا  
أَوْ دَرَجَةً فِي ضَرْوَةٍ  
عَلَمِهِ

وَيَنْقَرُ حَرْفُهُمَا مُقَدَّمَانِ

صفات باطنیہ کے پیدائشی طور پر  
لذات میں ڈوبے ہوئے اپنے رب کا  
انکار کر نیوالے اور اس راز کی حقیقت  
سے ناواقف ہوتے ہیں اور جس لوگ کو غصہ کرنے  
قتل کیا تھا وہ اسی طریقہ کا تھا،

دوسرے یہ کہ اسکے اپنے افعال کچ کا یہ  
نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے اقتضاء نوعی کو پورا  
نہیں ہونے دیتا جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ  
بعض آدمی ارادہ یا صفت کے طور  
پر پانی پینا قطعاً چھوڑ دیتے ہیں جس کا  
نتیجہ ہوتا ہے کہ اسکے مزاج میں غیر معمولی  
بے اعتدالی پیدا ہو کہ وہ خمیدہ قامت  
ہو جاتا ہے اسکا ستر چمک جاتا اور اس کی  
آنکھوں کی بصارت زائل ہو جاتی ہے اسی  
طرح ایک شخص کو اس کے والدین یہودیت کی  
تعلیم دیتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس میں ایک ایسی  
ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے جو ضرورت  
علم سے سے پھر دیتی ہے،

اور اس مقام پر دو جلیل القدر مقدّم



جَبِيَّتَانِ اَنْ طَرِيقِ  
النَّظَرِ وَالْاَسْتِدْكَالِ بِدَعَةٍ  
اِسْتَبَدَّ عَنْهَا مَخْدُجُوا لِحَلْقَةٍ  
وَتَصْدِيقِ الْاَنْبِيَاءِ اَوْ اَنَّمَا هُوَ  
بِالْهَامِ مِرْيَا طِنِي مِرَاجِي كَا  
كَمَا زَعَمَ اَهْلُ الْكَلَامِ اَنْ  
مِنَ الْبَيِّنَاتِ الْحَاضِرَةِ  
عِنْدَ النَّاسِ مَا يُكْرَوْنَ  
كَالْوُجُودِ وَالْعِلْمِ وَغَيْرِهِمَا

نکل سکتے ہیں ایک یہ کہ نظر اور  
استدلال کا طریقہ بدعت ہے، جسے  
ناقص الخلق انسانوں نے ایجاد کیا  
ہے دوسرے یہ کہ انبیاء کرام کی تصدیق  
الہام باطنی اور نوعیت مزاج کا نتیجہ  
ہے متکلمین کا یہ کہنا غلط ہے کہ لوگ  
بعض ایسی بدیہات کا بھی انکار کر لیتے  
ہیں جو ان کے سامنے حاضر اور موجود رہتی  
ہیں، جیسا کہ وجود اور علم وغیرہ،

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ لَوْ رُئِيَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ  
وَمَنْ فِيْهِنَّ وَكَلَّ الْحَمْدُ اَنْتَ قِيَامُ السَّمَوَاتِ وَ  
الْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَكَلَّ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ  
وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ

# الخزانة الرَّابِعَةُ <sup>چوتھا خزانہ</sup>

فِي النِّشَاةِ الْعَامِيَّةِ وَالنِّشَاةِ الْكِبَالِيَّةِ بِالْقَوْلِ الْكَلِيِّ

نشاة عامیہ اور نشاة کمالیہ کے متعلق اصول کلیہ

عام طور پر مطلق علم کو چار اقسام میں  
منحصر سمجھا جاتا ہے (۱) حواس خمسہ میں  
سے کسی کے ذریعہ جو احساسات حاصل  
ہوں ان کا نام لطیفہ و قالبیہ رکھا جاتا  
ہے (۲) تخیل جس کا تعلق لطیفہ و خیالیہ سے  
ہے اس کا کام یہ ہے کہ کسی امر غالب  
کو رنگ و شکل کے قالب میں ظاہر کرنے  
کی طرف متوجہ ہو (۳) توہم اس کا تعلق  
لطیفہ و واہمہ سے ہے اس کا کام وہ چیز فی  
ادراکات میں کہ جن کا تعلق محسوسات  
سے ہے ان کا ادراک وراستی <sup>ظن</sup> حقا  
اس کے لئے ضروری ہیں (۴) تعقل اس کا

الْعَامَّةُ حَصْرٌ وَمُطَاقٌ  
الْعِلْمُ فِي أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ الْأَوَّلُ  
الْحَسَّاسُ بِإِحْدَى الْحَوَاسِ  
الْخَمْسِ وَهُوَ مِنَ اللَّطِيفَةِ  
الْقَالِيَّةِ وَالثَّانِي التَّخَيُّلُ  
وَهُوَ مِنَ اللَّطِيفَةِ الْخَيَالِيَّةِ  
وَشَأْنُهُمَا الْأَلْتِفَاتُ إِلَى أَمْرِ  
مُتَكَوِّنٍ مُتَشَكِّلٍ غَائِبٍ كَالنَّشَاةِ  
الْوَاهِمَةِ وَهُوَ مِنَ اللَّطِيفَةِ الْوَاهِمَةِ  
وَشَأْنُهُمَا إِدْرَاكُ مَعَانٍ جُذُوبِيَّةٍ  
يَتَكَوَّنُ بِهَا الْحُسُوسُ وَشَأْنُ حِفْظِهَا  
وَأَيْعَاضُهَا وَالرَّابِعُ التَّعْقُّلُ هُوَ

مِنَ اللَّطِيفَةِ النَّفْسِيَّةِ وَشَانَهَا  
إِدْرَاكَ الْكُلِّيَّاتِ الطَّبِيعِيَّةِ  
وَالْأُمُورِ الْمُجَرَّدَةِ وَتَحْتَاجُ حُدُّ  
أَنْ يَكُونَ هَذَا التَّعْقُلُ مِنَ  
النَّفْسِ بَلْ هُوَ مِنَ لَطِيفَةِ إِدْرَاكِهِ  
هِيَ خَلِيفَةُ النَّفْسِ فِي عَالَمِ التَّخَيُّرِ  
وَأَقْرَبُ الْجِسْمَانِيَّاتِ إِلَيْهَا وَ  
الْبُرْهَانُ عَلَيْهِ أَنَّ التَّعْقُلَ هَذَا  
الْمَعْنَى قَدْ يَكْدِبُ وَلَا شَيْءٌ مِنَ  
الْمُجَرَّدَاتِ يَكَاذِبُ ۝

وَكُلُّ مَنْ هُوَ كَاذِبٌ رَجِيمٌ وَإِنْ  
كَانَ مُخْصَّوَصًا بِكَانَ مُخْصَّوَصًا  
وَلَكِنَّهُ عِنْدَ التَّحْقِيقِ سَابِغٌ  
بِعَيْتِ النَّفْسِ كَمَا هَذَا جَرَمٌ  
أَنَّهُ بَعِثَ الْبَدَنَ كُلَّهُ وَالْبُرْهَانُ  
عَلَيْهِ أَنَّ قَرَارَ جُيُوشِ الطَّبِيعَةِ  
تَحْتَ الْخَيَالِ أَوِ الدَّهْشَةِ مَثَلًا  
كَمَا فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا  
وَالْحُبِّ وَالْقَزَعِ

تعلق لطیفہ نفسیہ سے ہے اور اس کا  
کلیات طبعیہ اور امور مجردہ کا ادراک کرنے  
ہے لیکن ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ تعقل کا تعلق  
نفس سے ہے بلکہ اس کا تعلق اس لطیفہ  
ادراکیہ سے ہے جو عالم تحییر میں نفس کا  
خلیفہ اور تمام جسمانیات میں اس کے قریب تر  
ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر تعقل  
کے یہی معنی لئے جائیں تو بعض اوقات  
اس کا مفہوم کاذب ثابت ہوگا حالانکہ مجرد  
میں کذب کا دخل نہیں

اور علم کے یہ چاروں فسام اگرچہ ایک  
مکان خاص کے ساتھ اختصاص رکھتے  
ہیں لیکن حقیقت میں وہ ایسی چیز ہے  
جو تمام نفس کو گھیرے ہوئے ہے، تو  
کوئی مضائقہ نہیں کہ وہ تمام بدن کو  
عام ہو جائے اس کا ثبوت یہ ہے کہ حیوش  
طبیعیہ خیال اور وہم سے مغلوب ہوتے ہیں  
جیسا کہ غضب، غم اور حب اور گھبرائے  
وغیرہ کے طاری ہونے کی بوقت انہم دیکھتے



وَعَبَّرَهَا وَلِهَذَا الْمُعْطَى  
أَنْكَرَ مَا مَرَّ أَهْلُ  
السَّنَةِ تَخَصُّصَهَا  
بِأَمَكْنَتِهَا.

وَالْحَاصِلُ أَنَّهُمْ خَصُّوْا  
الْمُدْرِكَةَ وَالْوَهْمَ وَالتَّخَيُّلَ  
بِالْقُوَّةِ الْعَاقِلَةِ وَتَحْتِ  
عَمَلِنَاهَا عَلَى الْعَاقِلَةِ وَالْعَامِلَةِ  
كَلِيرًا وَهُمْ جَعَلُوا النَّفْسَ  
الْمُجَرَّدَةَ عَاقِلَةً لِلْكَلِّيَّاتِ وَ  
عَبَّرْنَا أَنَا تَدْرِكُ النَّفْسُ كَلَامًا  
بِالْعِلْمِ الْحُضُورِيِّ لَا غَيْرُ  
وَالْمَكْنَتُ مَا أَمْرًا لِعَاقِلَاتِ  
الْعَامِلَاتِ بِأَسْرَ هَا.

وَلَنْ يَشْتَبَهَ كَشَفَ الشِّرِّ فِي ذَلِكَ  
فَاعْلَمَنَّ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا خَلَقَ  
الْخَلْقَ أَفَاضَ عَلَى الْمَاءِ حُسْنًا  
فَمِنْ ذَلِكَ الصُّوَرِ صَوْرَةُ  
تَوْعِيَّةٍ وَصَوْرَةُ شَخْصِيَّةٍ

ہو اسی معنی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تمام اہل  
سنت (ابوالحسن شری) نے اس بات  
سے انکار کیا ہے کہ ان کا تعلق خواص  
خاص مقامات سے ہو،

خلاصہ یہ کہ انہوں (فلاسفہ) نے  
تذکرہ ہم و تحیل کو قوت عاقلہ کیسا تھ  
مخصوص سمجھا ہے لیکن ہم نے قوت  
عاقلہ اور عالمہ دونوں کیسا تھ اس کو عام  
سمجھا ہے اسی طرح ان کے نزدیک نفس  
مجروحہ تمام کلیات کا ادراک کر سکتا  
ہے لیکن ہمارے نزدیک نفس کو علم  
حضور کے ذریعہ صرف اپنے نفس کا  
ادراک حاصل ہوتا ہے لیکن وہ تمام امور  
عاقلہ اور عالمہ کی جڑ اور بنیاد ہے،

اور اگر رازہ کی حقیقت معلوم کرنا چاہو تو  
یہ بات یاد رکھو کہ اسد تعالیٰ نے جس  
وقت کائنات کو پیدا کرنا چاہا تو پانی  
پر مختلف صورتیں افاضہ فرمائیں جن میں  
بعض صورتوں پر عیہ ہیں اور بعض شخصیت

فَالصُّورَةُ الشَّخْصِيَّةُ الَّتِي  
انْطَبَعَتْ فِي الصُّورَةِ  
التَّوَرِثِيَّةِ وَغَيْرِهَا وَهِيَ  
هَذِهِ الشَّخْصُ وَهِيَ بَاقِيَةٌ  
مِنْ تَوَلَّدِ الشَّخْصُ إِلَى  
الْآنُ وَلَهَا خَلْفَاءُ مِمَّا دَنَا  
تَعَالَى بِهَا.

صورت شخصیت سے مراد ہے جو کسی  
صورت نوعیہ وغیرہ میں منقوش ہوتی  
ہے اس سے مراد ایک فرد معین ہے  
یہ صورتیں اس شخص کے ظہور میں آنے کے  
وقت سے ازل تک باقی رہتی ہیں اور  
ان کے قائم مقام دوسری صورتیں ہوتی ہیں  
کہ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ مد فرماتا ہے

## اجسام کے اقسام

فَمِنْ خُلُقَاءِ الْبَدَنِ الَّتِي  
يَتَكَوَّنُ مِنَ الْعَنَاصِرِ تَكُونُ  
مَحْسُوسِيًّا مِنْ خُلُقَاءِ الْبَدَنِ  
الَّتِي يَتَكَوَّنُ مِنَ الْعَنَاصِرِ  
تَكُونُ غَيْرَ مَحْسُوسٍ وَهَذَا  
هُوَ الَّذِي يَتَكَوَّنُ عَلَيْهِ  
الشَّخْصُ أَوْ فِي حَالِ الْحَيَاةِ  
وَيَقِفُ عَلَيْهِ فِي حَالِ الْمَمَاتِ  
وَسَبَبُ الْوُقُوفِ عَلَيْهِ فَقَدْ  
مَا يَتَبَدَّلُ فَقَدْ عَلِمْتَ

من جملہ ان قائم مقام صورتوں کے  
ایک تو وہ جسم ہے جس کا نکون محسوس  
طور پر عناصر سے ہوتا ہے اور بعض وہ  
جسم ہیں کہ جن کا نکون غیر محسوس طور پر  
عناصر سے ہوتا ہے شخص کا انحصار پہلے  
حالت حیات میں اور ثانیاً حالت  
مات میں اسی پر ہے اس انحصار کا باعث  
یہ ہے کہ کوئی ایسی دوسری چیز موجود نہیں  
کہ جسکی جانب سے منسوب کیا جائے اور  
یہ تم جانتے ہو کہ اس کا اقتضا بذاتی یہ

أَنَّهُ يَطْلُبُ بِذَاتِهِ مَا يُعْتَمَدُ  
عَلَيْهِ وَلَا يَتَجَاوَزُ سُدَّتِهَا  
إِلَّا إِذَا حَدَّثَ بَدَلَ شَيْءٍ  
أَخْرَجَهُ حَدُّهُ فَلَا  
تَبَدُّلَ وَهَذَا الْبَدَلُ الَّذِي  
لَا يُحْدِثُ مُتَّحِدًا رِثَا دَامَعَ  
الْبَدَنُ الْمَحْسُوسِي.

وَمِنْ الْخُلَفَاءِ مَجْمُوعُ  
الْأَعْرَاضِ الَّتِي يَهَابُ بِذَلِكَ  
الْبَصَرُ هَذَا الشَّخْصَ يَخْصُوصُ  
فَهَذَا أَبَدَانِ ثَلَاثَةٌ كُلُّ  
مُتَبَدِّلٍ حِينَئِذٍ أَبَدَانِ  
يُنَاسِبُهُ وَالصُّورَةُ الشَّخْصِيَّةُ  
بَاقِيَةٌ بِحَالِهَا كَمَا أَنَّ الْهَيُولَى  
بَاقِيَةٌ بِحَالِهَا وَكَيْفَ تَمُكَّ  
عَلَى الصُّورَةِ الْمُسْتَبْدِلَةِ  
وَهَذَا الْبَدَنُ يَتَوَقَّفُ  
عَلَى الْبَدَنِ الْعَرَضِيِّ أَوْ  
يَسْتَكْرِزُهُ.

ہے کہ کسی دوسری چیز پر اس کا اعتماد  
ہو اور یہ شخص اس وقت تک کسی چیز  
سے تجاوز نہیں کرتا تا وقتیکہ کوئی دوسری  
چیز اس کے بدلے ظہور میں نہ آئے تو  
پھر اس میں بھی کسی قسم کا حادثہ اور  
تبدیل نہیں ہوگا اور یہ بدن غیر محسوس  
بدن محسوس کی ساتھ متحد ہے،

اور من جملہ ان قائم مقام صورتوں کے  
ان اعراض کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے  
آنکھ اس محسوس شخص کا ادراک کرتی  
ہے سو اس مقام پر تین بدن ہیں در وقتاً  
فوقاً ایک دوسرے سے دوسرے کیساتھ  
تبدیل ہوتا رہتا ہے جو اسکے مناسب  
حال ہو، لیکن صورت شخص یہ بحال خود  
باقی رہتی ہے جیسا کہ ہیولی بحال خود باقی  
رہتا ہے اور اس کا اعتماد اسی صورت تبدیل  
پہ ہوتا ہے اور یہ بدن بھی بدن عرضی  
پر موقوف ہے یا دونوں لازم اور  
ملزوم ہیں،



وَهَذِهِ الصُّورَةُ الشَّخْصِيَّةُ هِيَ  
النَّفْسُ النَّاطِقَةُ وَهِيَ غَيْرُ مُتَجَرِّدَةٍ  
حَقُّ التَّجَرُّدِ وَلَكِنْ سَقَيْنَاهَا  
مُجَرَّدَةً فِي كِتَابِنَا هَذَا لِاحْتِرَازِنَا  
عَنْ هَذِهِ الْأَبْدَانِ الثَّلَاثَةِ  
وَأَمَّا قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ خُلِقْتُ  
الْأَوَّلَ قَبْلَ الْأَجْسَادِ بِأَلْفِي  
عَامٍ تَعْنِي بِهَا الْأَعْيَانُ الثَّابِتَةُ  
قَرِيبَ أَلْفِي عَامٍ تَصَوُّيرَ الْبُعْدِ وَ  
مَا يَدْرِيكَ كَقَوْلِ الْعَيْنِ  
تَعَيْنًا بَسِيطًا عَنِّي بِهَا  
ذَلِكَ

اور یہ صورت شخصیت نفس ناطقہ ہے  
لیکن اس میں کامل طور پر تجرید نہیں پایا  
جاتا لیکن ہم نے اپنی اس کتاب میں اسے  
مجرد کہا ہے تاکہ ابدانِ ثلاثہ سے احتراز  
ہو جائے،

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ  
روحوں کو اجسام سے دو ہزار سال  
پہلے پیدا کیا گیا اس سے مراد عیان ثابتہ  
ہیں دو ہزار کے لفظ سے صرف مدت  
طولیہ کا اظہار مقصود ہے اور تجھے کیا  
معلوم کہ عین ثابتہ کو کوئی تعین بسیط  
حاصل ہوا ہو اور یہاں پر وہی مراد ہے،

## مرنے کے بعد کی حالت

جب وقت انسان مرجاتا ہے تو  
اسکا نفس غیر محسوس بدن کیساتھ لاسحق  
ہو جاتا ہے اور اسکے ساتھ لاسحق ہو جاتا  
ہے تو اس حالت میں اسکے ادراک کا  
ذریعہ باعتبار مدركات باطنیہ کے حسن

فَإِذَا مَاتَ الْعَبْدُ لِحَقِّ  
النَّفْسِ بِالْبَدَنِ الْغَيْرِ الْمَحْسُوسِ  
وَكُزِمَتْ بِرِفَاقٍ لَا يَكُونُ هُنَاكَ  
إِدْرَاكٌ إِلَّا بِحَسَبِ الْمُدْرَكَاتِ  
الْبَاطِنَةِ الْحَسَنِ الْمُسْتَدْرِكِ

وَالْوَهْمُ وَالْأَوْدَانُ لَهُ وَإِذَا قَامَتِ  
الْقِيَامَةُ تَعَلَّقَتْ بِالْأَبْدَانِ  
الْمَحْسُوسَةِ سَبَبٌ بِحُضْنِ  
الْأَسْبَابِ الْمُعْتَدَةِ مِنْ  
الْكُونِ وَالْفَسَادِ وَإِذَا جَاءَ  
يَوْمُ الْحِسَابِ أَسْبَغَتْ  
بِالرُّوحِ قَنَسًا مِنْ صُلْبِهِ فَابْتَدَتْ  
فَرَقَضَتْ الْبَدَنَ الْعَنْصَرِيَّةَ  
ثُمَّ تَبَدَّلَتْ إِمَّا فِي الْجَنَّةِ وَإِمَّا  
فِي النَّارِ قَامَتَا الْعُلُومُ الْمَجْرَدَةُ  
الَّتِي تَعْلَمُ مَا فَلَ تَمَاهِي عُلُومُ  
زَمَانِيَّةٍ وَمَكَانِيَّةٍ وَكَذَلِكَ  
الْعِلْمُ الْحُضُورِيُّ وَلَكِنَّهَا تَجْعَلُ  
الْمُسْكِنَ مُتَنَعِّدًا وَالْوُجُودَ مُعَدِّيًا  
فَكَذَلِكَ تَجْعَلُ الْمَكَانِيَّ مُعْجَرًا  
فَلَا يَهْوِي كُنْ تَشَوُّيًّا فَلَا سِقَةِ  
وَهَذَا الْبَدَنُ الْغَيْرُ الْمَحْسُوسُ لَهُ  
شَأْنُ الْأَوْدَانِ عَلَى ثَلَاثِ صُنُوفٍ  
تَمَاقُلْنَا وَكَرْشَانُ الْعَمَلِ عَلَى

مشترک ہے ہم اور ادراک پہنچتے ہیں جب  
قیامت قائم ہوگی تو کون و فساد کے  
بعض اسباب مقدر کی وجہ سے وہ ابدان  
محسوسہ کیساتھ تعلق پیدا کریگا، یوم الحساب  
کے آنے پر روح سے اسکی تکمیل ہوگی  
اور عین اس نفس سے ارتقاء کے طور پر  
جسم معرطن وجود میں آئیگا تو پھر وہ بدن  
عنصری کو دور پھینک دیگا،  
جس کے بعد یا تو جنت میں داخل ہوگا  
یا درزخ میں اور وہ علوم مجردہ جو اس  
نے حاصل کئے تھے وہ سب کے سب علوم  
زمانیہ اور مکانیہ تھے اور اسی طرح علم  
حضوری بھی ہے لیکن وہ تو ممکن کو متنع  
اور موجود کو معدوم بنادیتا ہے سو اسی  
طرح مکانی کو بھی مجرد بنا دیگا، لہذا  
تمہیں فلاسفہ کی تشویشناک باتوں سے  
نہ گھبراتا چاہیئے، اس بدن غیر محسوس کے  
ذرائع ادراک تین ہیں جیسا کہ ہم بیان  
کر چکے لیکن اسکے عمل کی قسمیں مختلف ہیں

صُنُوفِ شَيْءٍ وَيَا جَمَلَةً هَذَا  
الْبَدَنُ لِبَاسٍ سَابِغٌ عَلَى دَجَرِ  
النَّفْسِ النَّاطِقَةِ كُلِّهَا يَحْكُمُ \*  
خلاصہ یہ کہ یہ بدن نفس ناطقہ کیلئے ایک  
کامل لباس ہے جو پورے طور سے اس  
دھانپ لیتا ہے، \* \* \*

## وجود ذہنی

وَأَعْلَمُ أَنَّ الْوُجُودَ الذِّهْنِيَّ  
فَتَشْنَاهُ فَلَمْ نَجِدْهُ شَيْئًا  
فَبَعْضُ مَا يَزَعُمُ أَنَّ مَوْجُودٌ  
ذَهْنِيٌّ صَوْرَةٌ مَوْجُودَةٌ فِي  
الْخَارِجِ يُدْرِكُهَا النَّفْسُ بِحَبِيبِ  
الْقُوَّةِ الْمَدْرِكَةِ كَالصُّورَةِ  
الْحَيَوَانِيَّةِ وَالصُّورَةِ الْإِنْسَانِيَّةِ  
وَمِنْهَا سَكِينَاتٌ وَ  
رَضَاخِيَّاتٌ \*

وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ عِنْدَنَا أَنَّ  
الْأَعْيُنَ مَثَلًا هُوَ مِنْ بَيِّنٍ  
بِعَيْنِهِ إِذَا ادَّكَّنَاهُ بِالْقُوَّةِ  
الْمَدْرِكَةِ مُثَلَّثَةً بِالشَّارَةِ  
إِلَى الْبَصَرِ ثُمَّ أَنَّهُ قَدْ

یاد رکھو کہ ہم نے وجود ذہنی کے  
متعلق خوب تفتیش کی مگر ہمارے ہاتھ  
کچھ بھی نہ لگا سولے بعض وہ اشیاء کہ جنہیں  
وجود ذہنی کہا جاتا ہے وہ درحقیقت  
ایک صورت موجود فی الخارج ہوتی  
ہیں جسکا قوت مدرکہ کے ذریعہ نفس  
ادراک کرتا ہے جیسا کہ صورت حیوانیہ  
اور صورت انسانیہ بعض ان میں سے  
سکینات ہیں اور بعض رضافیات،

اور ہمارے نزدیک تحقیقی بات یہ ہے  
کہ زید مثلاً ایک اندھا شخص ہے،  
جب ہم قوت مدرکہ کیساتھ اسکا ادراک  
کرتے ہیں تو ہمارا مدرکہ بینائی کے مفہوم  
سے بھر جاتا ہے پھر بعض اوقات ہم



يَقْطَعُ سَبِيلَ غَدَاةٍ أَلَا تَسْمَعُونَ  
 الْمُسْتَلَىٰ وَيَجْعَلُ صِفَتَهُ وَيَسْمَعُونَ  
 بِالْعَمَىٰ فَأَلَا خِلَافٌ فِي الْأَدْرَاكِ  
 دُونَ الْمُدْرِكِ وَلِذَا لَكَ قَدْ  
 نُدْرِكُ زَيْدًا الْأَنْدَرَابُ عَمْرٍو  
 بِالْقُوَّةِ الْمُدْرِكُ مُثَلِّبَةٌ مِنْ  
 الْأَشَارَةِ إِلَىٰ آيَةٍ ثُمَّ تَقْطَعُ  
 الْأَسْمَ وَتَجْعَلُ نَبْوَةً فَتَكُونُ  
 رَدَّتْ مَا حَصَلَتْ بَعْضُ أَهْكَابِ  
 التَّحْقِيلِ أَنَّ الْأَخْلَافَ بَيْنَ  
 الْكَلِيَّاتِ وَالْجَزْئِيَّاتِ ۚ  
 الْأَدْرَاكِ دُونَ الْمُدْرِكِ  
 مِنْهَا مَعْدُومَاتٌ فِي الْخَارِجِ  
 كَالْمُسْتَنْجِمِ وَالْمُتَحَقِّقِ فِيهِ  
 إِنَّ الْأَدْرَاكِ تَشْأَهُ  
 وَاسْقَةٍ مِمَّا مِنْ أَمْرٍ مَوْجُودٍ  
 أَوْ مَفْرُوضٍ إِلَّا وَفِيهَا صَوْرَةٌ  
 أَوْ صَوْرَةٌ عَرْضِيَّةٌ بِإِزَالَةٍ  
 وَتَحْنُ لِقَوْلٍ

اس اسم کو مستملی سے جہرا کر کے اس کی  
 صفت کو ملحوظ رکھتے ہیں اور اس کا نام  
 اندرہا پن رکھ دیتے ہیں، سو یہ اختلاف  
 مدرک میں نہیں بلکہ ادراک میں ہے،  
 اسی طرح ہم اپنی قوت مدرک سے اس  
 اس امر کا ادراک کرتے ہیں کہ زید عمرو کا  
 بیٹا ہے یہاں بھی اس کے پاس کا  
 مفہوم ہمارا بشار الیہ ہوتا ہے لیکن  
 بعض اوقات ہم اس کی اہمیت سے  
 قطع نظر کر کے اس کے اہمیت کے مفہوم  
 کو ملحوظ رکھتے ہیں تو اب بعض منطقیوں  
 کا یہ قول تمہاری سمجھ میں آ سکتا ہے،  
 کہ کلیات اور جزئیات میں صرف ادراک  
 کی حیثیت سے اختلاف پایا جاتا ہے  
 مدرک کا اسم کوئی دخل نہیں اسی طرح  
 ان میں سے بعض معدوم الخارج ہیں،  
 جیسا کہ متنوعات اور اسکے متعلق ہماری  
 تحقیق یہ ہے کہ عالم ادراک میں بہت  
 زیادہ وسعت پائی جاتی ہے کوئی امر

لَمْ يُولَدْ إِلَّا بَدَانٌ هَيْكَالٌ حُورَةٌ  
عَلِيَّةٌ عَرْضِيَّةٌ فَإِنَّ جَسَدَ  
الْمَعْلُومِ هُنَا مَوْجُودٌ أَخْمَاشَانِ  
الْمُتَكَيِّمِ وَالْمَعْدُومِ وَالْمَحْمُولِ  
لَمْ تَتَبَدَّلْ حَقًّا ثَقْمًا

موجود یا مفروض ایسا نہیں جسکی صورت  
پر وہ مثل نہ ہو اس صورت سے مراد  
صورت عرضیہ ہے ہم کہتے ہیں کہ ان  
ابدان کے لئے وہاں پر ایک صورت علمیہ عرضیہ  
ہے اگر معلوم اس کے ذریعے موجود ہو گیا تو یہ

کیا دیکھ رہے کہ منتزع اور معدوم اور محمول کی حقیقتوں میں تبدیلی واقع نہ ہو۔

لَيْسَ فِي الْعَالَمِ إِلَّا عَلَى الْأَ  
التَّصْدِيقِ وَأَمَّا التَّصَدُّقُ فَمِنْ  
بِدْعَاتِ هَذَا الْعَالَمِ الْمُخْرَجِ  
لِمَا أَنَّ التَّصَدِّيقَ كَيْفٌ وَبَرْدٌ  
وَكَيْفِيٌّ وَإِذْ عَاتٍ يَلْحَقُ  
بِالْمُقَرَّرِ كَمَا يَلْحَقُ بِالْجُمْلَةِ  
وَمِنَ الْعَجَائِبِ أَنَّ كَثِيرَ  
هَذَا جَدِّ لَنَا هُوَ مُفْرَدٌ  
مَخْلُوطٌ بِالْمَحْمُولِ وَ  
أَمَّا الْجَمَادَاتُ مِنْ  
الْحَيَوَانَاتِ فَلَا تَصَدِّقُ  
لَهَا لَنَا هُوَ ظَنُّونٌ وَشُكُّونٌ  
وَكُنْ لَكَ أَهْلُ الْبَلَادَةِ وَأَمَّا

عالم علی میں سوائے تصدیق کے اور  
کچھ نہیں پایا جاتا کیونکہ تصدیقوں کا نقص  
عالم مادی کی بدعات میں سے ایک  
بدعت ہے اس لئے کہ تصدیق سے اطمینان  
دیکھنا اور یقین حاصل ہوتا ہے اور وہ  
اذعان بھی کہ جسکا تعلق مفرد کیساتھ جملہ  
کے طریقہ پر ہے عجیب بات یہ ہے  
کہ وہاں تو کوئی جملہ نہیں صرف مفرد ہے  
جو کہ محمول کیساتھ مخلوط ہے اور گوئی  
حیوانات تصدیق سے محروم ہوتے ہیں  
انکے اذہان تو ظنون اور شکوک ہی کا  
مرکز ہوتے ہیں یہ تو ظنون کا بھی یہی حال  
ہے لیکن عامۃ الناس کے اذہان میں

سَائِرُ الشَّائِسِ فَكَلَاهُمَا  
مَوْجُودٌ فِيهِمَا  
تصدیق اور تقویہ دونوں قسمیں موجود  
ہوا کرتی ہیں،

## اختلاف نشأت

فَاعْلَمَنَّ أَنَّ كُلَّ مَا  
فِي الْعَالَمِ مِنَ الْمُتَحَيِّزَاتِ أَوْ  
الْمُحَرَّدَاتِ وَكُلِّ مَا فِي نَفْسِ  
الْأَمْرِ مِنْ ذَاتِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
وَصِفَاتِهِ فَإِنَّ لَهُ حُورَةً  
فِي كُلِّ مِنْ هَذِهِ النِّشَاطِ  
تَخَصُّصَةً وَلِكُلِّ مِنْهَا جِهَتَانِ  
جِهَةٌ تَسَامَتْ بِهَا الْأَسْفَلُ  
أَعْنَى الْحَوَاشِ وَجِهَةٌ  
تَسَامَتْ بِهَا الْأَعْلَى أَعْنَى  
الْفَقْلَ فَكُلُّ يَأْخُذُ مِنَ  
الْجِهَتَيْنِ نَصِيبًا وَالدُّنَى  
لِحَقِّ بِالْبَادِي الَّتِي هِيَ الْأَسْمَاءُ  
بِالْأَنْسِلَاخِ أَوِ الْفَنَاءِ يُغْدِبُ  
عَلَيْهِ الْجِهَةُ الْعُلْيَا

یاد رکھو کہ عالم میں جو کچھ بھی متخیرات  
یا مجردات موجود ہیں اور نیز اسد تعالیٰ  
کی ذات اقدس اور اسکی صفات کہ  
جنکا وجود نفس الامری ہے ان میں سے  
ہر ایک صورت ان ہی نشأت میں  
انکی خصوصیات کیساتھ ہوا کرتی ہے،  
اور ان میں ہر ایک صورت کی دو جہتیں  
ہوتی ہیں ایک جہت اسفل ہوا کرتی  
ہے جو حواس کی جانب ہوتی ہے اور  
دوسری علی جو عقل کی جانب اور ہر  
ایک صورت ان دونوں جہتوں سے  
مستفیض ہوتی ہے، اور جنکو انسلاخ  
یا فنا کی وجہ سے اپنے مبادی یعنی اسماء  
پاک کیساتھ لائق حاصل ہے، ان پر  
جہت علیا کا غلبہ حاصل ہوتا ہے اور



وَالَّذِي تَدْنَسُ بِقَدْبٍ عَلَيْكَ  
الْجَهَنَّمَ الشَّقْلَى وَالْمَزَاجِ الرَّحْلَى  
مَدَّخَلٌ فِي التَّشْخِصِ  
لِلنَّفْسِ الرَّحْمَانِي يَبِاسٍ  
خَاصٍ وَكَانَ الْعَادَاتِ مَفْنَةٍ  
أَرْبَعَةُ أُمُورٍ تَحْقُقُ بِضَرْبِ  
بَعْضِهَا فِي بَعْضٍ بِشِدَّةٍ  
أَوْ ضَعْفٍ أَوْ تَخَافُ لَا تَعْدُ  
وَلَا تَحْضِي أَلَا تَرَى إِلَى  
عَجَائِبِ عَالِمِ الصَّوْتِ فَلِكُلِّ  
حَيَوَانٍ صَوْتٌ تَخْصُهُ فَلَا  
جَزْمَ أَنَّهَا تَدْتَالِكُ فِي هَذَا  
الْعَالِمِ وَلِكُلِّ حَاكَاةٍ خَرَجَ  
وَدَحْلُهُ وَجُوعُهُ وَعَطَشُهُ  
أَصْوَاتٌ تَخْصُوهُ فَلَا جَزْمَ  
أَنَّهَا تَسَاوِيكُهَا

ثُمَّ إِنَّ لِلْأَوْكَاتِ  
أَصْوَاتًا وَلِلْعَشِيرِ وَالْقَضِيبِ  
صَوْتًا فَلَا جَزْمَ أَنَّهَا

مختلف اشیا پر جہت اسفل غالب  
رہتی ہے نفس رحمانی کے لباس خاص  
میں جلوہ گر ہونیکے لئے کسی شخص کے  
مزاج اور اسی طرح اس کی عادات  
کو بھی دخل ہوتا ہے چنانچہ یہی چار  
چیزیں ہیں جنکے مختلف طور پر آپس میں  
مل کر ظہور پانے اور ان کی شدت  
اور ضعف کی بنا پر بے شمار افراد  
معرض وجود میں آتے ہیں کیا تم نے  
عالم صوت کے عجائبات پر غور نہیں  
کیا کہ ہر ایک حیوان کی مخصوص آواز  
ہوتی ہے سو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ  
اس عالم میں اسکا تمثیل ہوا درجہ احوال  
خوشی اور خوف و بھوک و پیاس کے  
لئے مخصوص آوازیں ہوتی ہیں تو یہ  
سب ان کا تمثیل ہوتی ہیں

پھر مختلف اوقات کیلئے اور  
آوازیں اور جذبہ غضب اور عیش کا ظاہر  
کرنے کیلئے جدا آواز ہوتی ہے، جو ان

تَمَاتِيْلُهَا وَالْهَمَزُ لُحْنَانُهُ  
 وَلَا تَسَانُ أَنْ يَقْطَعَ أَصْوَاتُهُ  
 فَقَطَعَهَا فَحَصَلَتْ حُرُوفٌ  
 فَوَضَعَهَا بِأَرْزَاقِ الْأَسْمَاءِ  
 الْحُسْنَى الَّتِي بِهَا نِظَامُ  
 الْعَالَمِ وَتَلَفَّظَ بِهَا بِأَرْزَاقِ  
 كُلِّ مَظْهَرٍ حَرْفًا هَرَبِيْزًا  
 الْمَظَاهِرِ وَخَصِمَ الْحَرْفُ  
 الثَّانِي تَحْصِيْلًا وَالشَّامِلُ  
 تَشْخِيصًا قَبْدَاتٌ سَوَادٌ  
 سَلَاثِيَّاتٌ هِيَ الْأَصْلُ  
 وَالْقَدَمُ فِي الْأَعْتِبَارِ  
 الْمَعْنَى الصَّوْتِيَّةِ  
 السَّمَوِيَّةِ فَحَكِيَّتُ بِمَا  
 يَقَعُ عَلَى السَّمْعِ وَقَوْعُهَا  
 كَالضَّرْبِ وَالْمَقْهُقَّةِ  
 وَابْدَعُ لِلْمُبَيِّنَاتِ وَ  
 الْمَوَسَّاتِ وَالْمَذَوَّكَاتِ  
 وَالتَّخَيَّلَاتِ وَالْمُتَوَهَّاتِ

جذبات کا مثل ہوتی ہے اور اللہ سبحانہ  
 و تعالیٰ نے انسان کو الہام کیا کہ وہ  
 اپنی آواز کو مختلف طریقہ پر نکالے جس  
 سے مختلف حروف کی آوازیں پیدا ہوں  
 ان ہی حروف کو اسماء حسنی کا مفہوم  
 ظاہر کرنے کیلئے وضع کیا ہے کہ جن پر  
 تمام عالم کا نظام ہے چنانچہ ہر مظہر کے  
 مقابل وہ ایک لفظ زبان پر لایا جو کہ  
 یقینی طور پر مظاہر کے مقابل ہے اور  
 پھر تحصیل اور تشخیص کا مفہوم ظاہر کرنے  
 کے لئے بالترتیب دوسرا اور تیسرا لفظ  
 زبان پر لایا جس سے کلمات ثلاثیہ  
 پیدا ہوئے جو تمام الفاظ کی اصل ہیں  
 چونکہ اظہار معانی کا ذریعہ بھی اسواست  
 مسموعہ ہیں چنانچہ بطور حکایت ایسے ہی  
 لفظ وضع کئے گئے کہ جو ان پر دلالت  
 کریں جیسا کہ ضرب دہانا اور قہقہہ  
 اسی طرح اس سے اشیاء مرئیہ، ملکوسات  
 مدوقات، متخیلات اور متوہیات کے

أَصَوْتُ تُشَابِهَ وَقَعَهَا عَلَى  
 ذَلِكَ الْحَسَنِ وَقَعَهَا عَلَيْهِ  
 وَلِلْحَكَايَةِ فَضْلٌ بِحَسَبِ  
 مَزَاجِ الْوَاضِعِ وَإِذَا كَاتِبُهُ  
 فَالْعَرَبِيُّ إِذَا حَكِيَ صَوْتُ الْحِجَارَةِ  
 قَالَ طُوقَ طُوقٌ وَالْقَارِئُ سَيُّ  
 دَهُ دَهُ فَتَرَاهُمْ هَذَا  
 الْأَمْرَ الْقَدْسِيَّ وَاللَّسِيَّ  
 وَتَشَعَّبَتِ الْمَعَارِجُ وَ  
 الْأَمْزِجَةُ فَحَدَّثَتْ كَفَاتُهَا  
 لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصَى وَصَارَ  
 الْمَجَازُ بَعْدَ هُنَيْهَةٍ حَقِيقَةً  
 وَالتَّكْنَانِيَّةُ صَرِيحًا وَبِالْجُمْلَةِ  
 فَهَذَا طَرِيقُ الْوَضْعِ وَ  
 الْعَاقِلُ تَكْفِيئًا لَا شَأْرَهُ  
 الْعَوَالِمُ كُلُّهَا مُتَحَادِيَةً  
 وَبَعْضُ النَّشِئَاتِ مُتَفَرِّعَةٌ  
 عَلَى بَعْضٍ

میں ایسی آوازیں وضع کی گئی ہیں کہ جن کو  
 سُکران حواس اور ان مدرکات پر ایسا  
 اثر پڑتا ہے کہ جس سے اس کا مفہوم سمجھ  
 میں آجاتا ہے طریق نقل و حکایت میں  
 بھی وضع کے مزاج اور اسکی نوعیت اور  
 کے مطابق اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً  
 ایک عربی شخص جب پتھر کے گرنے کی  
 آواز کو نقل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس کو  
 طوق طوق سے تعبیر کرتا ہے اور فارسی لفظ  
 اس کیلئے وہ وہ کا لفظ استعمال کرتا ہے  
 چنانچہ ان دونوں مرعینی قدسی اور قدسی  
 کی مزاحمت اور معارف اور امر جمہ  
 کے اختلاف سے بکثرت زبانیں پیدا ہوئیں  
 اور کچھ عرصہ کے بعد محاورہ بھی حقیقت  
 کی شکل اختیار کر گیا، اور جو کتبائے  
 تھی وہ صریح ہو گئی خلاصہ یہ کہ وضع  
 الفاظ کی حقیقت یہی ہے جو کہ ہم نے بیان کی اور  
 العاقل تکفیه الاشارہ اور ایسے ہی سب عوامل متحد

ہیں اور بعض ارتقادات بعض دوسرے ارتقادات کی فروغ ہے۔



## علوم حاصلہ کی قسمیں

وَالْعُلُومُ الْحَاصِلَةُ لِلنَّاسِ  
صِنْفَانِ صِنْفٌ يُدْرِكُونَهُ  
فِي مَجَارِي عَادَاتِهِمْ  
كَالْأَهْتِدَاءِ لِدَلَّاتِ  
الصَّنَاعَاتِ وَالْأَسْتِدْلَالِ  
بِأَفْئِدَتَيْنِ الْأَفْكَارِ وَ  
صِنْفٌ هُوَ خَارِقٌ  
لِعَادَاتِهِمْ وَإِنْ كَانَ  
الْمُسْتَقَرُّ لَدَى مَعْشَرِ الْحُكَمَاءِ  
أَوْ كُلِّ مَوْجُودٍ فَلَا عِلَّةَ  
مَوْجِبَةٍ فَلَا خَرَقَ لِطَبِيعَةٍ  
لَنْتِظَامٍ لِكُلِّ أَصْلٍ  
فَلَسَمَا لَخَرَقَ بِحَسَبِ  
الْعَادَاتِ الْمُسْتَمَثَلَةِ  
تَرْبِيَةً مَا فِي الْمَدَارِكَةِ  
الْمُشْرَقَةِ +

وَلَفْظُ الصِّنْفِ أَقْسَامٌ

وہ علوم جو لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں  
ان کی دو قسمیں ہیں، ایک تو وہ کہ جن کا  
ادراک انہیں عجاری عادات کے  
موافق ہوتا ہے مثلاً مختلف صنعتوں کے  
دقائق دریافت کرنا اور اپنی عقل سے  
مختلف نظریے قائم کر کے ان کیلئے  
استدلال تلاش کرنا، دوسری قسم کے  
وہ علوم ہیں کہ جنہیں خارق عادت شمار  
کیا جاتا ہے حالانکہ حکماء جانتے ہیں کہ  
ہر ایک چیز جو معرض وجود میں  
آتی ہے اس کے ظہور کی کوئی علت موجبہ  
ضرور ہوتی ہے اسلئے یہ سمجھنا غلط ہے  
کہ نظام کلی کے قوانین توڑے گئے ہیں  
اور یہ خرق کا لفظ باعتبار عادات  
مثالہ کے مدارک شہود میں استعمال  
کیا جاتا ہے،

اور اس صنف کی بہت سی قسمیں ہیں،

أَمَّا فِي اللَّطِيفَةِ الْخَيَالِيَةِ  
فِي الْيَقْظَةِ وَهُوَ الْمَسْتَحْيِ  
بِالْكَشْفِ فِي الْمَصْطَلَحِ  
الْمَثَرُورِ وَأَمَّا فِي التَّنَامِ فَهُوَ  
الرُّؤْيَا وَأَمَّا فِي الْعَدَمِ وَكَدُّ  
تَيْمُنِي غَيْبِيَّةً أَعْنِي حَالَةَ  
شَبِيهِةً بِالتَّوْمِ فِي كَسَلِ  
الْحَوَائِثِ إِلَّا أَنَّ التَّوْمَ  
طَبِيعِيٌّ وَهُوَ صَنَعِيٌّ بِوَاسِطَةِ  
التَّوَجُّهِ الشَّامِلِ إِلَى أَمْرٍ مَا  
مُقَدَّسٍ وَهَذِهِ الْأَصْنَافُ  
الْبَلَاثَةُ أَمْرُهَا وَاجِبٌ  
مِنْ حَيْثُ أَتَاهَا فِي الْبِشَالِ  
الْمُقَيَّدِ وَأَنَّ عَنَّا حَرَهَا  
ثَلَاثَةٌ

الْعَادِيَاتُ خَالِدَاتُ  
مَثَلًا يَرَى الْعَكْبَرُ وَالشَّارَ  
وَيَرَى الْأَمْرَ الْمُفَاضَ  
فِي حُسْنِهَا وَالتَّجَارِمُ شَارَ

یا تو اس کا اتفاق بحالت بیداری لطیفہ  
خیالیہ میں ہوتا ہے جسکو اصطلاح مشہور  
مطابق کشف کہا جاتا ہے یا خواب  
میں جسے رؤیا کہا جاتا ہے، یا عدم  
میں جسے غیبیہ کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے  
کہ تو اس پر ایک گونہ کسل اور سستی کی حالت  
طاری ہو کہ نیند کی سی حالت پیدا ہو  
جاتی ہے فرق اتنا ہے کہ نیند ایک  
طبعی حالت ہے اور یہ حالت انسان خود  
اپنے اوپر طاری کرتا ہے اسکا ظہور کسی  
امر مقدس پر کامل طور پر توجہ مرکوز کرنے  
کا نتیجہ ہوتا ہے اور یہ تینوں قسم  
در اصل ایک ہیں، کیونکہ ان کا ظہور مثال  
مقید میں ہوتا ہے اور ان کے عناصر  
بھی تین ہیں،

(۱) عادات مثلاً ایک شخص کو  
ہے تو اس کی حالت کشف رؤیا میں  
بھی آگے اور لوہا پھلانے کی بھی وغیرہ  
لوازم آہنگری نظر آئیں گے بڑھی لکڑی

وَالْخَشَبَ وَالْمَزَاجِيَّاتِ  
قَالَتْ مَوْئِي يَرَى الْخَيَالَاتِ  
الْحُمْرَ وَالضَّفَرَاتِ  
الضَّفَرَاتِ وَيَرَى الْأَمْرَ  
الْمُقَافَظَ فِي ضَمْنِهَا  
طَبِيعَةً الْأَمْرِ الْمُقَافَظِ  
مِنْ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى  
وَذَلِكَ لَا تَكُنْ كَلَامٌ  
قَدْ سَبَقَ أَوْ ذِكْرٌ  
فَإِنَّ لَهُ حُكْمًا مَخْصُوصَةً  
بِخُصُوصِ التَّوَجُّعِ فِي  
كُلِّ نَشْأَةٍ نَشْأَةٍ  
وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَا لَا يَحْتَاجُ  
إِلَى التَّعْيِيرِ وَمِنْهَا  
مَا يَحْتَاجُ إِلَى التَّعْيِيرِ  
يَجِبُ أَنْ يَكُونَ عَارِفًا  
بِإِسْرَافِ النَّشْأَةِ مُسَيِّدًا  
لِلْعَادَاتِ وَالْمَزَاجِيَّاتِ  
عَنْ غَيْرِهَا

بسولی اور آرزو وغیرہ کا مشاہدہ کرے گا، اور  
اسی ضمن میں ان دونوں پر امور غیبیہ کا  
افاضہ ہوگا (۱۲) مزاج اور مزاجیات حنائیہ  
جسکا مزاج دموئی ہے وہ عالم میں سرخ  
چیزوں کا مشاہدہ کرے گا، اور صفراوی کو  
زرد چیزیں نظر آتی ہیں بعض اوقات  
حقائق غیبیہ کا مشاہدہ ان ہی کے ضمن  
میں کرتا ہے جو اس کی طبیعت ہوتی  
ہے (۱۳) جسکا اللہ تعالیٰ کی طرف سے  
افاضہ ہو، یعنی ہر ایک امر کی خواہ وہ  
قدسی ہو یا متدنس اور مادی ہو منازل  
ارتقاء کے ہر ایک موقع پر نوع مخصوص  
کے لحاظ سے اسکی مخصوص صورت ہوتی  
ہے اور بعض ان امور میں سے وہ ہیں  
جو تعبیر کے محتاج نہیں ہوتے اور بعض  
محتاج تعبیر ہوتے ہیں اور معبر کیلئے یہ  
یہ ضروری ہے کہ وہ منازل ارتقاء  
کا پورا پورا علم رکھتا ہو اور مزاجیات  
اور عادات میں تمیز کر سکے،



وَقَدْ عَزَّ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ  
 اللَّبَنَ بِأَنَّهُ الْعِلْمُ لِجَامِعِ  
 التَّغْنِيَةِ وَالتَّزْيِينِ وَعَبَّرَ  
 أَكَلَ رَطِيبِ أَبِي طَالِبٍ فِي  
 بَيْتِ رَافِعِ بْنِ عَقْبَةَ بِأَنَّهُ  
 دِيْنًا قَدْ طَابَ وَأَتَتْ  
 الرِّفْعَةَ حُسْنِ الْعَمَاقِبَةِ  
 كَنَافُضِهِ الثَّلَاثَةُ  
 مِنْ كَمَا لَا تَحْيَا لَا ت  
 بِحَسَبِ مَرَاتِبِ الْمُبْعَثَاتِ  
 وَآ مَا بِحَسَبِ السَّمُوعَاتِ  
 فَالْأَلْهَامُ وَهُوَ كَلَامُ  
 يُصَاغُ لَهُ فِي خِيَالِهِ  
 حِينَ مَا هُوَ جَارِمٌ  
 شَرُّ شَرِّهِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى  
 وَالْخَاطِرُ حَدِيثٌ فِي  
 تَضَاعُفِ حَدِيثِ  
 النَّفْسِ يَتَّبِعُهُ يَعْنَى

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے دودھ پینے کی تعبیر علم سے بیان  
 فرمائی ہے اس لئے کہ دودھ جسمانی اور  
 روحانی حیثیت کے کامل غذا اور تربیت  
 ہے، ایک صحابی نے رافع بن عقبہ کے  
 گھر میں ابو طالب کی تازہ کھجوریں خواب  
 میں کھائیں آپ نے اسکی تعبیر یہ بیان  
 فرمائی کہ ہمارا دین طیب اور پاکیزہ  
 ہے اور انجام کار اسے رفعت اور  
 بلندی حاصل ہوگی اور اسکا بول بالا ہوگا  
 بحر حال انواع ثلاثہ کا انحصار کمال  
 تخیل پر ہے جسکا ظہور اور مریض میں ہوا  
 ہے اور لیکن جب اس قسم کے علوم کا  
 انقار صح کے ذریعہ سے ہو تو اسے الہام  
 کہتے ہیں اور الہام اسے کہتے ہیں کہ جب  
 آدمی کلیۃً اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ  
 ہو تو اسکا متخیلہ اسے سننے لگتا ہے  
 اور جب حدیث النفس کے ضمن میں کوئی  
 بات انسان کو انقار کی جائے اور جسکی

وَجُودِهِ عَلَى حَقِيقَتِهِ وَ  
الْوَاقِعِ مِنْهُ مَا عَظُمَ وَقَعُهُ  
عَلَى النَّفْسِ وَمَلَكَهَا فِي  
الْحَالِ وَالْهَاتِفِ مَا يُظَنُّ  
مُسْمُوعًا وَبِقَوَى الظَّنِّ  
بِاعْتِقَادِ الْحَقِيقَةِ كَمَا  
لِلْعَوَامِّ أَوْ لِبَعْضِ خُصُوصِيَّاتِ  
النَّشِاطِ كَمَا لِفُضَلَاءِ الْأُولِيَاءِ  
هَنَّاكَ شَمُّ وَذُوقٌ وَلَكِنْ يَكُونُ  
عِلْمٌ مِنْ حَيْثُ مَرَاتِبُهَا

اور باعتبار ذوق شہ اور لمس کے نیز  
وَأَمَّا الْعُلُومُ مَرْلَفًا حَسَّةً  
سَلَى الْوَهْمِ فِيهِ الْفِرَاسَةُ وَ  
مِنْهَا الْأَشْرَافُ وَيَخْتَصُّ  
بِإِدْرَاكِ الصُّوَرِ الْمُنْطَبِعَةِ  
فِي الْأَذْهَانِ وَأَمَّا الْمَقَامَةُ  
عَلَى الْأَدْرَاكِ فَهِيَ الْقُوَّةُ  
الْقَدْسِيَّةُ وَكَيْفِي فِي مَذْهَبِ  
الصُّفَاوِ عَلَمًا لَدُنِّيَا وَمَرْجِيَّةً

حقیقت کا علم بعد میں ہو تو اسے خاطر  
کہتے ہیں، اور جب یہ چیز نفسِ شاطفہ کو  
واقع معلوم ہوا اور آدھی کے قلباً اور  
اس کے قوی پر مسلط ہو جائے تو اسے  
واقعہ کہتے ہیں، اور جس کے سینے ہوئے ہونیکا  
تعلق ظن غالب سے ہو تو اسکو ہاتف کہتے  
ہیں عامۃ الناس ظن غالب کی بنا پر اسے  
حق خیال کہہ لیتے ہیں اور جیسا کہ اس کی  
ارتقائی خصوصیات کو ملحوظ رکھ کر اولیاء  
کاملین اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیتے ہیں  
باعتبار اس کے مراتب کے ان علوم کا القا ہوتا ہے  
بن علوم کا واہمہ پر افاضہ ہوتا ہے  
ان کو فراست سے تعبیر کیا جاتا ہے  
اشراف بھی اسی کی ایک قسم ہے اور یہ  
چیز اذبان کی صورت طبع کے ساتھ خاص  
ہے اور جن علوم غیبیہ کا القاء قوت  
درکہ پر ہوتا ہے ان کا منبع قوت قدسیہ  
ہے جسکو اہل صفا علم لدنی کہتے ہیں اور  
جو شخص فناء فی اللہ ہو جائے اور

فِي اللَّهِ مُبَيَّنَاتٌ لِّعَلَّامَاتٍ  
عَلِمَ فَهُوَ الْمَعْرِفَةُ

وَأَمَّا الْعُلُومُ الشَّارِكَةُ

عَلَيْهِ مِنْ حَيْثُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ

سِرُّ جُودِهِ فَهُوَ الذِّدْقُ

وَالْحِكْمَةُ وَالْعُلُومُ الْمَفَاضَةُ

لِوَسَاطَةِ قُرْبِ الْفَرَائِضِ

وَالْمَلَكِ هِيَ الْوَحْيُ وَاعْلَمَ

أَنَّ لِنَفْسٍ نَشَأَةً وَتَسْكُنُ

كُلَّ نَشَأَةٍ بِإِسْمٍ فَمِنْ حَيْثُ

تَلَبَّسَ بِالْخَيَالِ وَالْمَوْهُدِ

وَالْأَدْرَاكِ تَسْكُنُ نَسَمَةً وَنَفْسًا

بِحَسَبِ اضْطِلَاحِ الْقَوْمِ

وَمِنْ حَيْثُ تَجَرَّدَ مَعَ تَرْتُّبِهِ

تَسْكُنُ نَفْسًا فِي اضْطِلَاحِ الْفَلَسَفَةِ

دُرُوحًا فِي اضْطِلَاحِ اُنْقَدَمِ

یہ وہ روح ہے

## نشأۃ اخرویہ کی مخلوق

وَاعْلَمُوا أَنَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ

یاد رکھو کہ نشأۃ اخرویہ کی مخلوق



سَبَّحَانَهُ فِي النُّشْأَةِ الْآخِرَةِ  
 اَعْنَى نَشْأَةِ الْاَجْسَامِ وَ  
 الْاَعْرَاضِ عَلَى صِنْفَيْنِ صَنِفُ  
 تَالِدٍ فَيَرَا ثَارَهُ الظَّاهِرَةَ وَ  
 احْكَامَهَا بِحَيْثُ تَسْلُكُ سَبِيلَهُ  
 اِلَى حَقِيقَتِهِ الَّتِي كُلُّ كَمَالٍ  
 عَلَيْهَا اَوْ عَلَيَّهَا نَامُ فَاحْتِجُ مِنْهَا  
 فَلَا يَظْهَرُ عَلَى حَسَبِ الْفِطْرَةِ اِلَّا  
 شَرِّ ذِمَّةً مُخْدَجَةً مَعَ نَكَارَةِ  
 تَلْبِيسِيَّةٍ فِيهَا اَيْضًا مَا تَدْرِي  
 اَنْ مِنْ الْمُتَحَقِّقِي لَوْلَى الْاَلْبَابِ  
 اِنَّ الْمَرَارَةَ الصَّفْرَاءَ حَكَائِيَّةً  
 عَنِ النَّارِ وَالْمَرَارَةَ السَّخْرَاءَ حَكَائِيَّةً  
 عَنِ الْاَرْضِ وَالذَّمْعَيْنِ الْمَقْوَرِ  
 وَالْبَلْعَيْنِ الْمَاءِ فَتَعْرِ الْفَرْقَ  
 بَيْنَ الْحَاكِي وَالْحَاكِي الْبَسْرَ حَرَارَةَ  
 الصَّفْرَاءِ وَيُسَوِّتُهُمَا بِرُودَةٍ وَرُطُوبَةٍ  
 فِي جَنِبِ النَّارِ عَلَى اَنْهَا مَتَابِلَتُهُمَا  
 فِي عَالِمِ الْخِلَاطِ فَاَمِنْ فِي هَذَا

یعنی اجسام اور اعراض کی نشاۃِ اخیرہ  
 کو ملحوظ رکھا جائے تو وہاں کی مخلوق  
 دو قسم کی ہے ایک تو وہ ہے کہ جس میں  
 آثارِ ظاہرہ اور ان کے احکام اس قدر مستحکم  
 ہیں کہ حقیقت تک پہنچنے کا راستہ مستدھک  
 ہے کہ جس سے ہر ایک کمالِ علمی اور عملی  
 فائز ہوتا ہے اس لئے فطرت کے مطابق  
 ایک ناقص جماعت ظہور میں آتی ہے  
 جس میں کہ تلبیسی اجنبیت پائی جاتی ہے،  
 کیا تم یہ نہیں جانتے کہ یہ باب تحقیق  
 کے نزدیک یہ امر محقق ہے کہ صفراء  
 آگ کی نقل ہے سودا خاک کی خون  
 ہوا کی اور بلغم پانی کی حکایت کرتا ہے  
 حاکی اور محکی عنہ کے درمیان فرق محسوس  
 کہ لو کہ کیا تمہیں صفراء کی حرارت اور  
 میوہست حقیقی آگ کے مقابلہ میں سردی  
 اور رطوبت معلوم نہیں ہوتی، حالانکہ  
 عالم تخلیط میں یہ اس کا مثل ہے تلبیسی  
 نکارت کی جو مثال ہم نے بیان کی ہے

الْمَثَلِ الَّذِي دَرَبْنَاكَ لِلشَّكَاةِ  
الْمَثَلِ يَسِيرَةٍ تَرْتَدُّ اِلَيْكَ  
شَاءَ اللهُ تَعَالَى .

وَصِفَتْ لَمُتَا كُنْ فَيَا ثَارَهَا  
وَلَمْ يَشَدَّ سَبِيْلَهُ اِلَى  
حَقِيْقَتِهِ وَقَدْ ظَهَرَ لِي عَلَى  
سَبِيْلِ الْفِطْرَةِ اَحْكَامُ ظَاهِرَةٌ  
الْمَشَانِ بِأَهْرَةِ الْبُرْهَانِ تَحْمَا اَنَّهُ  
كَيْتَبُ عِلْمٍ فِيْهِ قَابُوسٌ اَجْنِبِيَّةٌ  
قَطَا وَكَاتَرُ مَرْمَرٍ بَيْنَ الْجِسْمِ  
الْاُخْرَوِيِّ وَالْاُنْسِيَّاتِ الْاَلَا اَنْ  
هَذَا اَمْبِيْنٌ عَلَى اَمْرٍ تَعَدَّ اَلْاَدَبُ  
اَلْاَزْكِيَّةَ وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلَى اَلْاَكْمَالِ  
اَلْمَلْتَسِبَةِ فِي الدُّنْيَا فَالْفَرْقُ اَخِيْرُهُ  
وَهُوَ وَسِيْعٌ اَلْاَطْرَافُ اَعْرِضْ اَلْاَكْمَالُ

اس میں وقت نظر سے کام لو انشاء اللہ  
تجائے یہ تمہارے لئے رشد و ہدایت  
کا موجب ہوگا،

اور دوسری قسم کی مخلوق کے آثار ظاہرہ  
اس قدر مستحکم نہیں کہ حقیقت تک سائی  
کا راستہ مسدود ہو میرے سامنے فطری  
طور پر اس کے شاندار احکام واضح ہو  
چکے ہیں کہ جن کی تائید براہین سے ہوتی  
ہے اس میں صورت اجنبیہ کا مطلق دخل نہیں  
اور گویا کہ یہ جسم دنیاوی اور جسم اخروی  
کے درمیان برنخ ہے مومن الذکر کی بنا  
ازلی استعدادات پر ہے اور اول الذکر  
کی بنیاد دنیا میں حاصل کردہ کمالات پر  
ہے یہ ایک واضح فرق ہے جس میں  
بہت زیادہ وسعت و رکشادگی ہے،

## انبیاء کرام اور حکماء ربانین

سب سے بڑا درجہ انبیاء کرام  
علیہم السلام کا ہے اور ان کے بعد حکماء

فَالصَّدِّ اَلْاَوَّلُ مِنْهُمْ  
اَلْاَنْبِيَاءُ وَبَعْدَهُمُ الْحُكَمَاءُ

وَمَا لَهُمْ إِلَّا نسيْلُهُمْ عَنِ الْأَلِيَّةِ  
 الْغَيْرِ لَمَّا كَانُوا لَا كَسْبَ لَهُمْ  
 وَإِنَّمَا هُمْ قِطْرَةٌ وَالْأَوَّلُ  
 أَيْضًا غَرِيضٌ إِلَّا طَرَفٌ  
 كُنْ لَكَ وَالَّذِينَ تَبَشَّعُوا  
 عَمَلًا نَبِذْنَاهُمْ أَخْبَى الْقَنَاءِ  
 فِي الْمَوْثِرِ الْحَقِيقِيِّ هُمْ  
 الْأَوْلِيَاءُ وَالَّذِينَ الْقَهْمَرَتِ  
 أَجْسَامُهُمْ تَحْتَ نَفْسِهِمْ  
 الصَّافِيَّةُ هُمْ الْبَرَاءَةُ  
 الْأَتْقِيَاءُ وَالَّذِينَ تَفَاعَدُوا  
 عَنْ كَسْبِ الْكَمَالِ رَأْسًا  
 هُمْ إِلَّا شَقِيلٌ عَلَى فَصْلِ  
 فِيهِ وَيَتَّبِعِي لَكَ أَنْ  
 تَسْتَيْقِنَ أَنَّ لَا كَمَالَ  
 إِلَّا مَا حَوَاهُ الْعَيْنُ كَيْفَ  
 دَهَى الَّتِي تَمَثَّلَتْ جِسْمًا  
 وَأَنَّ لَا يَخْلُقُ الْجِسْمُ  
 الدُّنْيَا وَنَحْنُ صَوْرَةٌ

ربانین کا ادران کا کمال اس میں ہے  
 کہ انہیں السلاخ حال ہے، جو کہ غیر  
 متاکد لباسوں سے معرا ہے اور ان کا کمال  
 اکتسابی نہیں بلکہ فطری اور فہمی ہے اور  
 یہ سب سے پہلا مقام بھی بڑا وسیع  
 الاطراف ہے اور جن لوگوں نے اپنے  
 آپ کو موثر حقیقی کی معرفت میں فنا کر  
 دیا ہے تو وہ اولیاء کرام ہیں اور جنہوں  
 نے اپنے اجسام کو اپنے نفوس صافیہ میں  
 مقہور کر رکھا ہے وہ برہہ اتقیاء ہیں اور  
 جن لوگوں نے سرے سے اکتساب کمال  
 کی طرف توجہ ہی نہیں کی وہ اشقیاء ہیں  
 جن کے مراتب مختلف ہیں اور اس بات  
 کا بھی یقین کہ لو کہ سوائے اس کمال کے  
 کہ جس پر عین ثابتہ مشتمل ہے، اور کوئی  
 کمال نہیں کیونکہ اسی کو جسم کی صورت  
 میں مثل حال ہوا ہے نیز جسم دنیاوی اس  
 سے مبرا نہیں ہو سکتا کہ کوئی صورت اس کا  
 مظہر ہو اور یہ ظہور بڑے استحکام کیساتھ



مَظْهِرَتِهِ اَكْبَدَةً عَلٰی فَصْلِ  
وَالْاَوَّلٰى حَرْثَةٌ وَالثَّانِيَةُ  
مِنَاجِيَةٌ +

ہو اس میں بھی بمثل سابق فصل پایا  
ہے اول الذکر کو جو یہ اور دوسرے  
مزاجیہ کہتے ہیں،

## السلخ فنا اور صفا

وَلَعَلَّكَ تَسْتَهْجِ اَنْ  
نُفَسِّرَ لَكَ مَعْنٰى  
الْاَسْلَاحِ وَالْفَنَاءِ وَالصَّفْوِ  
وَالْفَرْقِ بَيْنَهُمَا وَتَمَيُّزِ الْفَنَاءِ  
الْمَقْبُولِ وَالصَّفْوِ الْحَسَنِ  
عَنْ غَيْرِهِمَا خَا عِلْمِ اَنْ  
الْاَسْلَاحَ عِنْدَنَا عِبَارَةٌ  
عَنْ قَهْرِ النَّفْسِ الْعَيْنِ عَلَى  
تَمَسُّلِهِ بِحَيْثُ تَصِيرُ  
كَالْمَعْدُومِ وَيَكُونُ لِمَا كَانَ  
فِي الْاَوَّلِ فَلَا يَكُونُ لَهُ كَمَا كَانَ  
دُونَ فَيُضَانِ وَجُودُهُ فَلَا  
سَمْعَ دُونَهُ وَلَا بَصَرَ دُونَهُ حَتَّى  
يَبْلُغَ ذَلِكَ نَصَابَهُ وَيَتَوَلَّدَكَ

شاید تم اس بات کے منتظر  
گے کہ تمہیں السلخ فنا اور صفا  
معانی بتلاؤں اور ان کے درمیان  
فرق اور فنا مقبول اور صفا حسن  
دوسروں سے ممتاز ہونا بیان کروں  
جان لو کہ ہمارے نزدیک السلخ  
مفہوم یہ ہے کہ نفس ناطقہ عین ثابتہ  
مقبور کر کے اسکے تشللات کو کالعدم  
کر دیتا ہے جس کی بنا پر پھر وہ ازل  
والی ہی حالت اختیار کر لیتی ہے اور  
سوائے فیضان وجود کے اس کا کوئی  
کمال باقی نہیں رہتا سوائے علا و سمع  
اور بصر کچھ نہیں رہتا حتی کہ وہ اپنے  
نصاب کو پہنچ جاتا ہے اور اسکی صورت

الصُّورَةُ الْمُسَخَّرَةُ فَتَكُونُ  
كَأَنَّهُ جِسْمٌ أُخْرِجَ +

وَالْفَنَاءُ عِبَارَةٌ عَنْ  
عِرْفَانِ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ حَيْثُ  
أَنَّهُ سَخَّرَ كُلَّ مَوْجُودٍ ثُمَّ  
رَجَّعَهُ إِلَى الْيَدِ الْيُسْخَرُ مِنْهُ إِلَّا  
الْوَحْدَ الْأَحَدَ وَبِقَوْلِكَ كُلُّ مَنْ  
سِوَاهُ فِي سُبُحَاتٍ وَجْهِهِ  
فَيُوجَدُ نَفْسُهُ بِنَفْسِهِ حَتَّى  
يَمْلِكَ ذَلِكَ الْمَعْنَى وَلِيُؤْتِرَ  
بِعِلَاقَةِ أَنَّ الْعِلْمَ وَالْوُجُودَ  
بَيْنَهُمَا رِبْطٌ أَزْكَى نَشَأَ مِنَ الْعِلْمِ  
الْفِعْلِي فَيُصْبِغُ بِصِبْغِ اللَّهِ  
تَعَالَى كَمَا يَتَّصِبُ الْمِرْآةُ  
الْمُسَخَّرَةُ مِنَ الْحَدِيدِ  
بِصِبْغِ الشَّمْسِ بِعِلَاقَةِ  
الْأَنْصِبِ الْغَالِطِ الْبَاطِلِ  
فَيَصْدَرُ مِنْهَا الْأَحْوَاقُ مَعَ  
بَقَاءِ الصُّورَةِ الْمَرَاتِيَّةِ

حادثہ میں ایک قسم کا تاثر ہے گویا کہ وہ  
جسم اخروی ہو جاتا ہے

اور فنا کے معنی اللہ تعالیٰ کو اس حیثیت  
سے پہچاننا ہے کہ وہ ہر ایک موجود کی  
صل ہے اور سب کا رجوع اسی کی طرف  
ہے چنانچہ ماسوا اس کی عظمت اور کبریائی  
کے ہر چیز مستہلک ہو کر ایک ہی ذات  
قدس واحد جل شانہ باقی رہ جاتی  
ہے یہ مشاہدہ سالک درعارف کی رگ  
وپے میں سرایت کر جاتا اور اپنا اثر  
دکھاتا ہے اور علم اور وجود میں ایک  
ربط ازلی ہے جس کا نشوونما علمی سے ہے  
تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے رنگ میں  
رنگا جاتا ہے جس طرح وہ لولہ کہ جسے  
صیقل کر کے آئینہ بنا لیا جائے کہ آفتاب  
کا نور اس میں منعکس ہو کر اسے نورانی بنا  
دیتا ہے حتیٰ کہ آفتاب کی صفت اسراق  
بھی اس میں پیدا ہو جاتی ہے باوجودیکہ  
آئینہ کی صورت اس کی باقی رہتی ہے

وَيَتَلَبَّسُ الْاَخْرَافُ الْمَفَاحِي

عَلَيْهَا يَلْبِيسُ التَّكَارُفَ

اَنَا الصَّغَاءُ فَهُوَ

اَنْعَكَاسُ بِلَا تَبَدُّلٍ الشَّاحِلَةِ

الَّتِي هُوَ عَلَيْهَا يَتَجَلَّى

فِي نَفْسِهِ اِلَّا فِي مَوْطِنِ

الْعِلْمِ فَحَسْبُ وَيُقَالُ

مِثْلُهُمَا مِثْلُ الْخَيْرِ اِذَا

صَغَا وَلَوْ مَرَارًا كَانَتْ

خَيْرِيَّةً مَا بَاقِيَةً بِحَالِهَا

وَإِذَا اُلْقِيَ فِيهَا الْوَلَعُ

كَانَتْ خَلًّا لَا خَيْرِيَّةَ

فِيهَا اَصْلًا وَالْفَنَاءُ

الْمَقْبُولُ هُوَ الَّذِي

اَشْرَكَ بِنُورِ النُّبُوَّةِ

وَالْمَرْدُودُ مَا لَمْ يَفْتَرِ

اور اس میں صفت اسحاق کا پیدا ہونا

ایک تلبیسی نکارت ہے

صفا کے معنی یہ ہیں کہ انعکاس نور

تو حاصل ہو لیکن پہلی ہریت نفسانی میں

ہیں کوئی تغیر و تبدل نہ واقع ہو اور اگر

کوئی تبدل ہو تو صرف موطن علم تک

محدود ہو کہ جاتا ہے کہ اسکی مثال

شراب کے طریقہ پر ہے کہ ہر چند اسے

صاف کر لیں اور برابر اسکا تجربہ کر لیں

مگر اسکی حقیقت خمریہ بحال خود باقی رہتی

ہے لیکن نمک اٹنے سے وہ سرکہ بن

جاتا ہے اور شراب کی حقیقت قطعی

طور پر ختم ہو جاتی ہے اور فنا مقبول

وہ ہے جو نور نبوت کیساتھ متقرب ہو

اور جس کا یہ اقتراں نہ ہو، تو وہ

مردود ہے

## نور نبوت کے طبقات

وَلِنُورِ النُّبُوَّةِ عِشْرَتَا

ہمارے نزدیک نور نبوت کے



أَرْبَعُ طَبَقَاتٍ الْأُولَى هِيَ  
الَّتِي تَسِيرُ لِلْحُكْمِ وَمِنْ حَيْثُ  
فِطْرَتِهِمْ هَذَا فِي أَنْقَهَارِ  
الْمَثَلَاتِ تَحْتَ الْعَيْنِ  
وَكُونَهُمْ خَيْرًا بِجَنَّتَانِي عُلُوِّهِمْ  
وَعَادَاتِهِمْ وَعِبَادَاتِهِمْ  
الثَّانِيَةُ أَنْصِبَاغُ النَّفْسِ  
بِصَبْغِ نَاطِقَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا عَلِمَتْ  
أَنَّ الشَّامِرَ فِي مَعْرِفَتِهِ يَزِي  
شُمُولَ هَدَايَةِ فِطْرِيَاؤُ  
كَسِبِيًّا عَلَى الْخَلِيقَةِ كُلِّهَا  
فَمَا مِنْ تَأْمِرٍ إِلَّا انْفَكَسَ  
عَلَيْهِ النَّوَارُكَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ  
وَالسَّلَامُ وَهُدَاهِ الْقَبِيلَةَ  
أَوْ سَعِ الْأَوَّلِيَا وَعِلْمُ الشَّيْخِ  
الْأَكْبَرِ

الْثَّلَاثَةُ أَنْصِبَاغُهَا  
بِصَبْغِ الطَّاعَاتِ وَ

چار مختلف طبقے ہیں، پہلا تودہ جو باعتبار  
فطرت کے حکماء امت کے حصہ میں  
ایا ہے یعنی مثلاً استغنین ثانیہ کے تحت  
مقہور ہو گئے ان کے علوم عبادات اور  
عادات سب غیر محض ہیں، دوسرے  
یہ کہ نفس پر ناطقہ رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا رنگ پڑھ جائے، کیونکہ  
تم جان چکے ہو کہ جیسے معرفت میں کمال  
حاصل ہو جاتا ہے تو اس میں فطری یا  
اکتسابی طور پر یہ کیفیت پیدا ہو جاتی  
ہے کہ وہ تمام مخلوق کو اپنے دائرہ ہدایت  
میں شامل سمجھتا ہے، اب جو کبھی تمام  
المعرفت ہو گا اس پر رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کے انوار نمایاں ہونگے شیخ اکبر  
امام محی الدین ابن عربی رحا جن کا علم  
سب اولیاء کرام سے وسیع ہے اسی  
قسم میں داخل ہے،

تیسرے یہ کہ کسی کو سنن نبوی اور  
طاہات شرعیہ کی پابندی نے اس

الْمُشْنِ لِمَا عَلِمْتَ أَنَّ  
لِلْفَرَاغِ السِّلَاحَ فِطْرِيًّا  
وَالْمُشْنِ تَحَقُّقًا حَيْثُ  
تَكُنَّ بِجُزْئِ مَنْهَا  
مَعْصُومٌ أَحَقُّ الْعِبَادِ  
عَلَيْهِ الصَّلَاةُ فَانْصَبْغْ  
الْمَكِّيَّ بِصَبْغِهِ وَ مِنْ  
هَذِهِ الْقَبِيلَةِ أَصْحَابُ  
الطَّرِيقِ كَالْفَوْكِ الْأَعْظَمِ  
وَالشَّيْخِ الشَّهْرِ وَرَدِّي وَ النِّجْمِ  
الْكَبَرِيِّ وَالشَّيْخِ بَهَاءِ الْحَقِّ  
وَالَّذِينَ بِلِ الشَّيْخِ الْهَرَوِيِّ  
وَالْمَهَارَتِيِّ وَالتَّجَارَتِيِّ رَضِيَ اللَّهُ  
تَعَالَى عَنْهُمْ الرَّابِعَةُ مَا  
لِلصَّحَابَةِ وَسَيَاتِي تَفْصِيلُهُ  
وَأَمَّا قُلُنَا إِنَّ الذِّي لَمْ  
يَقْتَرِنْ بِهِ فَنَاءٌ مَلِكًا عَلِمْتَ  
مِنْ أَنَّ لِكُلِّ مَوْجُودٍ  
حَقٌّ أَوْ بَاطِلٌ نِسْبَةٌ

رنگ ہیں رنگ دیا ہو کیونکہ تم جانتے  
ہو کہ فرائض میں فطری طور پر اسلحہ  
ہوتا ہے اور سنن کو تحقق حاصل ہوتا ہے  
کیونکہ ایک عبد معصوم جو سب سے زیادہ  
اس مقام کا مستحق ہے ایک جزئی کو  
عمل میں لایا اور اسکی پابندی فرمائی  
صلی اللہ علیہ وسلم تو اسکا کلی بھی اسی رنگ  
میں رنگا گیا، چنانچہ اصحاب طریقت  
میں سے غوث اعظم شیخ سہروردی،  
شیخ نجم الدین کبری، شیخ بہاء الحق والدین  
بلکہ شیخ ہروی مخدوم علی مہاشی اور مولانا  
جامی اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور  
چوتھا وہ نور جو کہ صحابہ کرام رضوان اللہ  
تعالیٰ علیہم اجمعین کو حاصل ہوا اسکی  
تفصیل آگے آتی ہے،

اور جو کچھ ہم نے بیان کر دیا کہ ان کو  
فنا کے کسی بھی جزو سے اقتدار حاصل  
نہیں باوجودیکہ تمہیں معلوم ہے کہ ہر  
ایک موجود حق اور باطل کو بار بار گاہ

خَاصَّةً إِلَى حَضَرَاتِ الْوُجُوبِ  
وَلَمَّا الْفَنَاءُ مِنْ تَشَلَّاتِ  
نِلكِ النِّسْبَةِ .

وَأَمَّا الصَّفَاءُ الْحَسَنُ  
فَصِفَتُهُ الْمُطِيعَةُ الْجَامِعَةُ  
بِشَرِّ شَرِّهِ عَلَى تَقْلِيدِ  
صَاحِبِ الشَّرِيعَةِ الْمُتَنَوِّرِ  
بِشَوْرِهِ وَجَرَّتِ الْعَادَةُ  
الَّتِي يُعَيَّنُ بِالْكَفَاءِ الصَّفَاءُ  
الْمُشَاعَرِيُّ وَتَقْنِيْنَ قَوْلَانِيهِ  
فَحَسَبَ وَالْغَاءُ الصَّفَاءُ  
الْمَجْرَدِيُّ لَمَّا أَنْ لَيْسَ لَهُ  
تَثْبُتُ التَّحْقِيقِ فَارِشَتْ  
فَعَلَيْكَ بِطَالَعَةِ خَبُطِ  
السُّفَهَاءِ الْمُسْلِمِينَ الْحُكَمَاءِ .

وہ خوب کیسا نفا ایک نسبت خاصہ  
حاصل ہے، اسی نسبت کے تشللات  
کا نام فنا ہے،

اور صفاء حسن سے ہماری مراد یہ ہے  
کہ جس شخص کو یہ مقام حاصل ہوتا ہے  
وہ دل و جان سے صاحب شریعت کا  
مطیع اور متبع اور اسی کے نور سے منور  
ہوگا، عام طور پر مشرائع میں ظاہری  
شسوس صفائی اور طہارت کی تاکید  
کی جاتی ہے اور اسی کے قوانین کو نافذ  
کیا جاتا ہے اور صفاء مجریدی کو نظر انداز  
کر دیا جاتا ہے کیونکہ اسکے تحقیق میں پابندی  
نہیں ہوتی اسکا ثبوت مطلوب ہو، تو  
ان سفہاء قوم کے خطی اقوال کو بنظر  
امعان دیکھ لو جو اپنے کو حکماء کہتے ہیں،

## قرب اور اس کے اقسام

یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا قرب یہ ہے

کہ غفلت کا پردہ درمیان سے اٹھ جائے

اعْلَمُوا أَنَّ قُرْبَ اللَّهِ

سُبْحَانَهُ هُوَ ارْتِفَاعُ غَفْلَةٍ



وَأَعْلَىٰ بِذَلِكَ الْعَالَمِ كُنْهَ  
ذَاتِ اللَّهِ تَعَالَىٰ وَلَوْ فِي  
الْعَاجِزِ وَمَعَ عَدَمِ الْإِحَاطَةِ  
وَلَا أُرِيدُ كُلَّ عِلْمٍ بِكَ  
النَّظَرِ الْتَافُذُ إِلَيْهِ مِنْ  
حَيْثُ أَتَىٰ تَافُذُ إِلَيْهِ  
فَعَلَيْكَ بِالْمَثَلِ الْكِنِ  
حَزْرَتِنَا فِي الْخِزَانَةِ الشَّامِعَةِ  
مِنَ الْمُفَقِّهِ الْأَخْبَرِ وَالْجَمِيدِ  
الْمَحْضُوطِ وَتَتَبِعِ النَّظَرَ إِلَيْهَا  
وَالْعِكَاسِ أَمْرٌ يُخْتَصَرُ بِالْوَجِيبِ  
فِيهِ هَذَانِ ذَاتَانِ لِلْقَرَبِ  
وَالْقَرَبُ الشَّامِلُ مُتَعَصِّرٌ  
فِي صُورَةٍ ثَلَاثَةٍ وَذَلِكَ  
لَأَنَّ الرَّجُلَ إِمَّا أَنْ يَعْكَلَ  
بِنَفْسِهِ عِلْمًا مَحْضًا وَرِثَاةً عَالِمًا  
فِي حُضْرَةِ كُنْهِ ذَاتِ اللَّهِ تَعَالَىٰ  
وَيَتَعَكَّلُ الْبِرَّ الْأَمْرَ الْمُخْتَصَرُ  
بِالْوَجِيبِ مِنْ هَذَا السَّيْلِ وَ

اس سے میرا مقصود یہ ہے کہ انسان کو  
اللہ تعالیٰ کی کنہ ذات کا علم حاصل ہو  
گویا علم کسی آرٹ میں ہو اور اس میں احاطہ  
نہ ہو اور علم سے بھی ہر ایک علم مراد  
نہیں بلکہ وہ جو نظر نافذ کا نتیجہ ہو، بایں  
طور کہ وہ اسکی جانب نفوذ کر رہا ہے  
اور ہم نے خزانہ ہم میں سرخ نگینہ اور  
جسم محروطی کی مثال بیان کی ہے توضیح  
مقصد کے لئے اس کا مختصار مناسب ہے  
اور انعکاس کسی امر کا اس میں وجوب  
کیساتھ محقق ہے سو یہ دونوں قرب  
کے ذاتی امور ہیں،

اور قرب تام میں قسموں میں منحصر ہے  
کیونکہ انسان کو یا تو اپنے نفس کا علم  
محسوس حاصل ہوگا کہ جسکے ضمن میں اسے  
اللہ تعالیٰ کی کنہ ذات کا بھی علم ہو  
جائے گا، اور اسی طرح وہ امر جو واجب  
تعالیٰ کی ذات اقدس کیساتھ مفوض  
ہے وہ اس پر منعکس ہوگا اور اسی کا

هَذَا هُوَ قَرِيبُ التَّوَاقُلِ وَإِنَّمَا  
يُسَمَّى بِقَرِيبِ التَّوَاقُلِ لِأَنَّ شَيْئًا  
الْمُؤَرَّوثةَ لَهُ هَذَا الْقَرِيبُ مِنَ التَّوَجُّهِ  
الشَّامِرِ وَغَيْرِ ذَلِكَ أُمُورٌ لَيْسَتْ  
مِنْ حَبْسِ الْفَرَائِضِ وَهِيَ  
عِبَادَاتٌ لَا يُصَالِحُهَا إِلَى الْقَرِيبِ  
فَلَا جَرَمَ أَنَّهَا تَوَاقُلٌ

وَمَا أَتَى يَعْلَمُ بِاللَّهِ  
سُبْحَانَهُ وَلَا يُمْكِنُ أَنْ يَعْلَمَ  
بِكُنْهٍ ذَاتِ الصَّرْفَةِ لَا تَكُونُ  
مَحَالٌ فَلَا جَرَمَ أَنَّهُ يَقْتَضِي  
فِي خَمْسِينَ أُمُورًا مَجْبُورًا تَجَرُّدًا  
رُسُودًا كَمَا تَدْرِكُ مِنْ تَبَسُّلِ شَيْءٍ  
الذَّاتِ الصَّرْفَةِ فِي عَالِمِهِ  
لَا جَرَمَ أَنَّهُ وَمَا يُعْطِيهِ الْعَيْنُ  
فَلَا بَدَأَ أَنَّهُ يَكُونُ مَوْجُودًا بِأَوَّلِ  
الْعَيْنِ الَّتِي هِيَ كَالْمُرَاقَاةِ وَالْوَاقِعِ  
يَكُنْ وَمِنْهَا ظَاهِرٌ فِيهَا خَائِنَةٌ  
تَجْمَعُ كُلَّ مَا فِي عَالَمِ الْحَقِّقِ

نام قرب نوافل ہے اور وجہ تسمیہ یہ ہے  
کہ اسکے قرب کا حصول کامل توجہ اور امور  
کلیہ کے بعد ہوتا ہے جو فرائض کی  
قسم سے نہیں بلکہ ایسی عبادات ہیں جو  
فقط قرب حاصل کرنے کے لئے عمل ہیں  
لائی جاتی ہیں اور جب وہ فرائض  
نہیں تو پھر وہ نوافل ہیں،

(۱۲) اور یا یہ کہ کسی کو اللہ تعالیٰ  
کا علم اور اسکی معرفت حاصل ہو مگر یہ  
تو ممکن نہیں کہ کوئی اسکی ذات صرفہ  
کی کنہ کو معلوم کر سکے لہذا اسکو جاننے  
کے یہ معنی ہیں کہ کسی ایسے امر مجرب کے ضمن  
میں یہ علم حاصل ہو جسکا تجربہ صرف اسکی  
ہو گویا کہ وہ اس عالم میں ذات بحتہ کا  
تمثل ہے اور چونکہ اس علم کا منبع عین ثابتہ  
ہے اس لئے ضروری ہے کہ وہ اس عین  
کے رنگ کے مطابق ہو جو مثل آئینہ  
کے ہے، اور واقعات اس میں جلوہ گر  
ہوتے ہیں اور عالم متحقق کے تمام امور کی



لِمَا عَلِمْتَ مِنْ أَثَرِهَا خَلَّ  
 لَا سَمِ مُطْلَقٍ لَا مُحَالَةٍ وَ  
 هَذَا هُوَ قَرِيبُ الْفَرَايِضِ وَ  
 إِنَّمَا سَمِيَّ يَقْرِبُ الْفَرَايِضِ  
 لَا تَزِيغِي أُمُورًا هِيَ مِنْ  
 جَنَسِ الْفَرَايِضِ الَّتِي أَمَرَ  
 اللَّهُ بِهَا وَإِذَا تَمَّ هَذَا الْقَرِيبُ  
 وَتَمَامُهَا نَمَا يَكُونُ بِالتَّجَرُّدِ  
 الشَّاقِرِ هَذَا التَّحْلِي وَالْتَحَقُّقُ  
 التَّكَامُلُ لَمْ تَمَّ قَصَادِ فَه  
 بِأَسْمَاءِ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ انْشَأَ كَمَالَهُ  
 نَشْأَةً أُخْرَى ثُمَّ صَيَّرَ رَجُلَ  
 مِنَ النِّظَامِ الْمُرْتَبِ الْمُبْتَنَى عَلَى  
 الْخَيْرَاتِ فَهُوَ النَّبِيُّ

وہ جامع ہے کیونکہ تم اس سے پہلے  
 جان چکے ہو کہ وہ اسم مطلق کیلئے بمنزلہ  
 سایہ کے ہے اور یہی قرب فرایض ہے  
 اور یہ اس نام کیساتھ اس وجہ سے موسوم  
 کیا گیا کہ جو امور اس پر مستفرع ہوتے ہیں  
 وہ از قسم فرایض ہیں جنکا اللہ تعالیٰ نے  
 حکم دے رکھا ہے اور حقیقت یہ قرب  
 کامل ہو جائے اور اسکے آخری کمال  
 کے بعد انسان کو نبوت حاصل ہوتی ہے  
 اور یہ کمال اس تجلی کے لئے تجرّد تام  
 اور تحقیق کامل کے بعد ہوتا ہے پھر اس  
 کو اسماء ملائکہ کا تقابل حاصل ہوتا ہے  
 پھر اس کے بعد اس کا ارتقاء اور  
 وہ سر نشات کے کمال حاصل کر لیتا ہے اور

نظام کلی کا ایک رکن بن جاتا ہے کہ جس کی بنیاد برکت پر ہے

وَلَمَّا أَنْ يَعْلَمَ بِكُنْهِ  
 ذَاتِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ فِي خَمْنِ  
 فَيْضَانِ وَجُودِهِ مَزْغًا تَحْلِيْطِ  
 فَيَكُونُ قَدْ احْاطَتْ بِوُجُودِهِ

(۳) اور یہ کہ آدمی کو اللہ تعالیٰ  
 کی کتب ذات کا علم فیضان وجود کے  
 ضمن میں بغیر کسی تحلیط کے حاصل ہو  
 چنانچہ اسکی عین ثابتہ کو اسکے وجود پر



علم حضوری وغیر کے ذریعہ احاطہ حاصل  
ہوتا ہے اور وہ اسم پاک جو اس عین  
ثابتہ کی اصل ہے مجید و علیم خدا کی ذات  
اقدس سے مل کر اس بارے میں اس کی  
مدد کرتا ہے اس قسم کے قرب کا نام  
قرب وجود ہے اور یہ قرب اللہ تعالیٰ  
کی ذات اقدس کے علم تک محدود نہیں  
بلکہ دوسروں کو بھی شامل ہے اب ہم ان  
اقسام ثلاثہ کی قدرے تفصیل کرتے ہیں

عَيْنُهُ مِنْ قَبْلِ الْعِلْمِ  
الْحُضُورِيَّ وَغَيْرِهِ وَيَعْلَمُهُ  
الْاِسْمُ الَّذِي هُوَ سَمُّهَا  
يَهْدُنَا الْاِسْمُ ذَاتِ اللَّهِ  
الْمَجِيدِ الْعَلِيمِ وَهَذَا اقْرَبُ  
الْوُجُودِ وَلَيْسَ مُنْجَصِرًا  
فِي الْعِلْمِ بِذَاتِهِ تَعَالَى  
بَلْ يَعْمَدُ وَغَيْرُهُ وَلِنُقْصِلَ  
كَلَامًا مِنْ هَذِهِ +

## قرب وجود

قرب وجود کا مفہوم یہ ہے، کہ  
آدمی اپنی عین ثابتہ کے ماتحت مقہور  
رہے اور وہ قرب ذاتی کے اسی درجہ  
پر قائم رہے جو ازل میں اسے حاصل  
تھا، قرب فراکھن کے میدان میں  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا  
دور گزر جانیکے بعد کمال کی سرزمین  
بخر پڑی رہی، مگر ہاں اہل صفا کی

أَمَّا اقْرَبُ الْوُجُودِ  
فَلَا تَقَرُّ بَارَ الرَّحِيلِ تَحْتَ  
الْعَيْنِ وَيَقَائِهِ كَمَا كَانَ  
فِي الْأَزَلِ فِي غَايَةِ مِزَالِ الْقُرْبِ  
الذَّاتِي رَكَانَتْ رَحِيلَاتُ  
الْفَرَائِضِ ثُمَّ نَشَأَتْ طَرِيقَةُ  
الصَّحَابَةِ بَعْدَ انْقِضَاءِ عَهْدِهِمْ  
بَقِيَّتْ أَرْضُ الْكَمَالِ شَاغِرَةً

لَيْسَ فِيهَا إِلَّا أَهْلُ الصِّفَاءِ  
ثُمَّ مَالٌ أَذْكِيَاءُ هُمُ الرِّقَابُ  
قُرْبُ الثَّوَابِ قُلُوبُ قَائِمُوا  
طَرِيقَتَهُ وَبَعْدَ مَضَى أَلْفِ  
وَمِائَةٍ مِنَ الْهَجْرَةِ مَالٌ  
رَحَلَ مِنْهُمْ إِلَى هَذَا التَّوْبِ  
مِنَ الْعَمَلِ فَكَانَ إِقَامَةُ  
الْمُتَّقِينَ وَعِصَامَةُ الْحُكَمَاءِ  
وَتَنَجُّجِي مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
أَنْ يَجْعَلَ خَاتِمَ الْحُكَمَاءِ  
الْمُعْصُومِينَ وَلَعَلَّ  
دَعْوَتَهُ قَدْ أُجِيبَتْ إِنَّ  
الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ  
ذَلِكَ لِأَنَّهُ كَانَ شَدِيدُ  
الْجَذْبِ قَوِي الْأَنْسِلَاخِ  
سَرِيعَ السَّيْرِ صَحِيحَ النَّظَرِ  
فَلَمَّا تَفَقَّنَ بِالْعَيْنِ وَضَعَهُ  
لَهُ طَرِيقُ الْأَنْفَرِ فَارْتَفَعَتْهَا  
وَقِيلَ لَهُ مِنْ بَاطِنِهِ خُذْ هَذَا

جماعت موجود تھی پھر ان کے بعد ان  
کے اذکیاء کا دور آیا  
جو قرب ثواب کی طرف مائل ہوئے اور  
اس کو درجہ کمال تک پہنچایا، ہجرت  
کی گیارہ صدیاں گزر جانے کے بعد  
ایک مرد خدا نے قرب وجود کے کمال کو  
حاصل کرنے پر خاص توجہ دی، اور خدا  
پاک نے اسے امام متقین اور حکماء  
ربانین کیلئے جائے پناہ بنا دیا، اللہ  
تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس نے یہ  
التجاری کی کہ اس کو حکماء معصومین کا خاتم  
الحکماء بنائے شاید کہ اس کی یہ دعا  
قبول ہوئی، وفضل بیدار اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
کیونکہ وہ قوی الجذب شدید الانسلاخ  
صیح النظر اور شریع المیر تھا جب اسے  
عین ثابۃ کا علم حاصل ہوا تو اس کے  
لئے مقہور ہونے کا طریقہ خود بخود اس  
کی سمجھ میں آ گیا اس کے باطن سے ایک  
نہا آئی کہ اس کو لے لو کیونکہ اس زمانہ

فَلَا تَهَاقُضِي مَا يَمْكِنُ  
فِي هَذَا الزَّمَانِ مِنَ  
الْكَمَالِ وَاصْحَاحٍ وَأَوْفَى  
لِمَا هُوَ الْمُطَابِقُ لِلْوَاقِعِ  
فَكَانَتْ لَهُ أَوْثِقَاتُ  
تَبْقَى عَيْنُهُ كَمَا كَانَتْ فِي  
الْآنِكَ فَتَرَى بَيْنَ لِكَ  
السِّيَادَةِ الْبَاطِنِيَّةِ وَالْعِصْمَةِ  
وَالْحِكْمَةِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ \*

وَسَبْنَاهُ الْبَعْلُ الْكِنْدِ  
أَسْلَفْنَا فِي وَحْدَةِ الْوَجْهِ  
مِنَ الْخُصُوصِيَّاتِ الْإِلَازِمَةِ  
مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى وَمِنْ  
خُصَائِصِهِ أَنَّ يَعْلَمَ اللَّهُ  
سُبْحَانَهُ قَرِيبًا مِنْ  
جِهَةِ الْعَيْنِ الَّتِي يَعْلَمُ بِهَا  
سُبْحَانَهُ رِيَاءَةً فَيَنْظُرُ إِلَى عَيْنِهِ  
فَيَنْفُذُ نَظْرَهُ إِلَى اللَّهِ

ہیں اس سے بالاتر کوئی کمال نہیں  
اور یہ وہ کمال ہے جو بہت درست  
اور واقع کے بہت مطابق ہے چنانچہ  
اس کو بعض ایسے اوقات نصیب ہوئے  
کہ اسکی عین ثابتہ بعینہ اس حالت پر ہوئی  
تھی، جیسے کہ ازل میں تھی، جس کی بنا پر  
ہم اسے سیادت باطنی اور حکمت کے  
ساتھ خصمت بھی حاصل ہوئی اور یہ  
شاہ صاحب اپنا حال بیان کر رہے  
ہیں (والحمد للہ رب العالمین)،  
اور اس کی بنا اس علم پر ہے جس کی  
خصوصیات لازمہ کا تذکرہ ہم نے مسئلہ  
وحدت الوجود میں بار بار کیا ہے،  
من جملہ ان خصائل کے ایک یہ ہے  
کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بہت قریب  
جانتا ہے اس عین ثابتہ کے ذریعہ جس  
کا علم اسد سبحانہ و تعالیٰ نے اسے عطا  
کیا ہے چنانچہ جب وہ اپنی اس عین پر  
نظر ڈالتا ہے تو اسکی نظر پار گزر کر اللہ



سَبِّحَانَهُ وَتَكُونُ لَهُ عِصْمَةٌ  
وَدَجَاهَةٌ وَسَيَرِدُ عَلَيْكَ  
تَمَامُ الْكَلَامِ فِي الْخِزَانَةِ  
السَّابِعَةِ ۞

تعالے پر جا پڑتی ہے اور یہ اس کیلئے  
عصمت اور جاہلیت کا باعث ہوتی ہے  
اور ساتویں خزانہ میں اسکی تمام تفصیل  
تیرے سامنے آجائے گی،

## قرب نوافل اور اس کی توضیح

وَأَمَّا قُرْبُ النَّوَافِلِ  
فَرُؤُوتُكَ نَفْسَكَ فِي مَوَاقِفِ  
الْحَقِّ فَتَتَلَوَّنَ يَكُونُ  
السِّرَاطَةُ أَعْنَى سَطَوَةٍ  
الْوُجُوبِ وَمَبْنَاهُ أَنَّ  
تَقَرَّرَ الْمُسْتَكِينُ رَاجِعًا إِلَى  
تَقَرُّرِ الْحَاجِبِ وَالْعِلْمِ  
الْحَضُورِيِّ الْبَسِيطِ مِنْ مَقَاشِلِ  
التَّقَرُّرِ فَلِهَذَا يَعْلَمُ نَفْسَهُ  
عِلْمًا حَضُورِيًّا يَأْتِي بِعِلْمِهِ  
مُنْتَدِرًا فِي عِلْمِهِ ذَلِكَ بِإِلَهِ  
سُبْحَانَهُ كَمَا يَنْفَعُ النَّظَرُ مِنَ  
الزَّجَاجِ إِلَى شَيْءٍ مَا ۞

قرب نوافل کا مفہوم یہ ہے کہ تم  
اپنے نفس کو حق تعالیٰ کے آئینہ میں  
دیکھ لو اور اسی آئینہ کا رنگ تم پر چڑھ  
جائے اس رنگ سے ہماری مراد مرئیت  
وجوب کی سطوت ہے اور اسکی بناء  
اس پر ہے کہ ممکن کے تقرر اور تحقق  
کا مرجع واجب الوجود کا تقرر ہے،  
چنانچہ بسیط علم حضوری اسی تقرر کا مثل  
ہے جسکی بناء پر اسے اپنے نفس کا علم  
حضوری حاصل ہو جاتا ہے، اور اسکے  
ضمن میں ایسے علم با حق تعالیٰ حاصل  
ہوتا ہے جیسا کہ نظر شیشے سے پار ہو کر کسی  
بھی چیز تک پہنچ جاتی ہے،

وَقَدْ يَعْلَمُ هَذَا الْمُقْتَرِبُ  
 أَنَّهُ اكْتَنَى كُنْهَ اللَّهِ وَذَلِكَ  
 لِأَنَّهُ يَكْتَنِي كُنْهَ نَفْسِهِ  
 مَغْمُورًا فِي الْحَقِّ فَيَشْتَبِهُ  
 عَلَيْهِ الْأَمْرَ وَكَهْ حَالَتَانِ أَمَّا  
 فِي حَالَةِ الْوُصُولِ النَّامِرِ فَلَا  
 يَكُونُ كُنْهًا عِلْمٌ بَسِيطٌ  
 بِنَفْسِهِ وَهُوَ بَعِينٌ عِلْمٌ  
 بَسِيطٌ بِاللَّهِ سُبْحَانَهُ بِحَيْثُ  
 لَا تَعْدَاؤُ وَلَا تَكْرُهُمَا فِي  
 حَالَةِ الْهَبْرُطِ مِنْ ذَلِكَ  
 فَيَعْلَمُ نَفْسَهُ مَغْمُورًا فِي  
 الْحَقِّ وَيَعْلَمُ الْحَقَّ مَغْمُورًا  
 فِيهِ نَفْسُهُ وَحَيْثُ  
 تَعْدَاؤُهَا لِجَهَتَيْنِ وَلِهَذَا  
 الْفَرَبِ حَقِيقَةٌ وَاشْبَاحٌ  
 وَهِيَ بَدِيعَةٌ هِيَ اس قَرَبُ كِي اِيك نَو حَقِيقَت بے اور دیگر اس کے نظائر ہیں  
 اَمَّا الْحَقِيقَةُ فَمِنْهَا الْوُصُولُ  
 الْغَضُورِيُّ الَّذِي ذَكَرْنَاهُ

اور جس کو اس قسم کا قرب حاصل ہوا ہے  
 بعض اوقات یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ میں  
 نے کُنہ ذات کو پا لیا اس اشتباہ کا سبب  
 یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نفس کی کُنہ پر نظر  
 ڈالتے وقت اسے حق تعالیٰ سے ڈھانپا  
 ہوا پاتا ہے اور اس پر یہ امر مشتبه ہو  
 جاتا ہے چنانچہ ایسے شخص کو دو حالتیں  
 پیش آیا کرتی ہیں ۱) جب اس کو کامل  
 وصول کا مقام حاصل ہو تو اسے اپنے  
 نفس کا بسیط سا علم حاصل ہوتا ہے اور  
 یہی علم بعینہ بسیط علم یا ندر ہوتا ہے کہ  
 جس میں کسی قسم کا تدر اور تکر نہیں ہوتا  
 اور اس میں ہبوط اور نزول کی جانب میں  
 وہ اپنے نفس کو حق تعالیٰ سے ڈھانپا  
 ہوا دیکھتا ہے اور وہ بھی جانتا ہے کہ میرے  
 نفس نے بھی اسے گھیر لیا ہے تو اس وقت دو  
 چنانچہ اس کی حقیقت تو یہی علم حضوری  
 ہے جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے اشباح

وَالْأَشْبَاحُ أَيْ يَتَمَثَّلُ هَذَا  
الْعِلْمُ فِي الْوَاقِعِ بِضَرْبٍ  
مِنَ التَّمَثُّلِ وَمِنَ الْأَشْبَاحِ  
أَنْ يَدْرِكَ الرَّجُلُ مَعْرِفَةَ  
التَّوْحِيدِ بِضَرْبٍ مَوْجُودٍ كَانِ  
الْفِكْرُ خَمْسَ مَرَاتِقٍ الْحَقِيقَةُ  
فَقَدْ خَازِبِدَ خَلَّتِ السِّرَادُ  
مَنْ دَرَزَتْ شَيْئًا مِنَ الْأَشْبَاحِ  
فَلْيَشْكُرِ اللَّهَ سُبْحَانَهُ عَلَى مَا دَرَزَكَ  
وَمِنْ حِكْمِ هَذَا الْقُرْبِ الْعَجَبِ  
الْفَخْرِ وَالرُّبُوبِيَّةِ وَسَيَأْوُكَ إِلَيْكَ  
خِيَمًا يَأْتِي تَفْصِيلُ الْفَدَاءِ

سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ واقع میں اس علم  
کو کسی نہ کسی طرح تمثیل حاصل ہو، اور  
اشباح میں سے ایک، یہ بھی ہے کہ انسان  
کو اپنی فکر کا گھوڑا دوڑانے سے توحید  
کی معرفت حاصل ہو جائے اب جسے  
اسکی حقیقت نصیب ہو گئی تو وہ تو فائز  
المرام ہو گیا اور جسکو اشباح میں سے  
کچھ حصہ مل گیا وہ بھی ملی ہوئی چیز پر  
اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس قرب  
کے نتائج میں سے خود بینی فخر اور  
رہبریت ہے اور اس کی تفصیل تمہارا  
سامنے آتی ہے

## قرب فرائض

وَأَمَّا قُرْبُ الْفَرَائِضِ  
فَتَجَلَّى الْحَقُّ سُبْحَانَهُ فِي مِرَادِ  
عَيْنِكَ الشَّائِبَةِ فَيَتَلَوَّنُ  
بِلَوْنِ الْمِرَاةِ أَعْنَى نَحْوِ مَنْ  
مَلَابَسَةِ الْمُجَدِّدِ وَالْتَقَضَى

اور قرب فرائض یہ ہے کہ حق  
تعالیٰ تمہاری عین ثابتہ کے آئینہ میں  
تجلی فرمائے اور تم اسے اسی آئینہ کے  
رنگ میں مشاہدہ کرو، چنانچہ اس پر  
تجدد اور عدم ثبات کا گمان ہونے



وَمِنْهُ مَا نَشْكُو قَالَ وَ  
 سَيَقُولُ وَكَانَ وَ سَيَكُونُ  
 فِي مَوَاطِنَ الْوَحْيِ وَمَبْنَاهُ  
 أَنْ التَّمَكِّنَ إِنَّمَا نَشَأَ مِنْ  
 تَحْيَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ بِأَحْجَاءِ  
 التَّجَنُّبَاتِ فَلَيْسَ كَرَأَاكَ  
 أَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَلَا رِبْطَ لَهُ  
 إِلَّا مَا أَعْطَاهُ الْعَيْنُ فَلَمَّا  
 يَكُونُ مَبْلَغُ مَعْرِفَتِهِ بِاللَّهِ  
 سُبْحَانَهُ مَا أَعْطَاهُ الْعَيْنُ  
 فَتَدَبَّرْ وَيَقْلُرْ هَذَا  
 الْمُقْتَرِبُ أَنْهُ مُسَامِكٌ  
 لِلَّهِ سُبْحَانَهُ تَعَالَى وَ  
 ذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ  
 لَيْسَ مَعْمُورٌ فِي نَفْسِهِ  
 مِنْ قِبَلِ سَطْوَةٍ وَجَوِيهِ  
 وَلَا يَنْفُذُ النَّظَرُ مِنْهُ  
 إِلَى غَيْرِهِ بَلْ هُوَ غَايَةُ  
 الْأَبْصَارِ

لے وحی کے مقام میں اللہ تعالیٰ نے  
 مضارع کے صیغے اسی بنا پر استعمال کئے  
 ہیں مثلاً مَا نَشَأُ سَيَقُولُ۔ سیکون  
 اس کی اصلیت یہ ہے کہ ممکن کا مرفع  
 وجود میں آنا اللہ تعالیٰ کی مختلف  
 تجلیات کا نتیجہ ہے اسلئے اسکا کمال  
 صرف وہی ہے جو عین ثابتہ اسے  
 عطا کرے کیونکہ اسکا رابطہ  
 عین ثابتہ کے عطیات میں سے ہے  
 چنانچہ اسکا علم بالشر اور معرفت کی مقدار  
 بھی عین ثابتہ ہی پر موقوف ہے،  
 خوب اچھی طرح اس چیز کو سمجھ لو اور اس  
 قسم کا قرب کہنے والا اپنے کو اللہ تعالیٰ  
 کا مد مقابل سمجھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 اپنے مرتبہ وجوب کی سطوت کی بنا پر  
 اس کے نفس کے احاطہ میں نہیں آسکتا  
 اور نظر کا اس پار ناقد ہونا  
 غیر ممکن ہے کیونکہ اس کی ذات ہی  
 غایت البصار ہے۔

وَلَكِنْ خَالَتَانِ أَمَّا فِي  
حَالَةِ الْعُرْوَةِ الثَّامَّةِ فَصَحْلٌ  
صَوْدَةٌ الْجَوِّيَّةِ وَيَحْكُمُ  
اللَّهُ بِمَا شَاءَ فَلَا يَكُونُ لَهُ  
إِذْرَاءٌ لَكَ عَلِيمٌ بِاللَّهِ بَلَّ يَتَكَلَّمُ  
اللَّهُ سُبْحَانَهُ عَلَى لِسَانِهِ بِمَا  
يَشَاءُ كَمَا يَخْكِي عَنْ شُعَيْبٍ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ  
سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَ  
أَمَّا فِي حَالَةِ الْهَبُوطِ  
فَغَايَةُ مَعْرِفَتِهِ الْحُضُورُ  
بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ  
لَهُ حَقِيقَةٌ وَأَشْبَاهُ وَأَمَّا  
الْحَقِيقَةُ فَهَذَا الْعُرْوَةُ الَّتِي  
بَيِّنَاتُهَا مِنْ الْأَشْبَاحِ  
الْوَاقِعَاتِ الَّتِي تَدُلُّ عَلَى  
ذَلِكَ مِنْ الْأَشْبَاحِ

اور ایسے شخص کو بھی دو حالتیں پیش آتی  
ہیں جب اس کو کامل عروج حاصل ہو  
تو اس کی صورت جو یہ صحن ہو جاتی ہے  
اور پھر اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس کے  
حق میں فیصلہ فرماتا ہے سو اس وقت  
اسے علم باللہ کا ادراک بھی باقی نہیں  
رہتا، حالت یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ  
اس کی زبان سے کلام فرماتا ہے جیسا کہ  
شعیب علیہ السلام سے منقول ہے اور  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
قَالَ اللَّهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ سَمِعَ اللَّهُ  
لِمَنْ حَمِدَهُ اور حالت ہبوط اور نزول  
میں تو اس کی معرفت کی انتہا  
اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر رہنا ہے  
اس کی بھی حقیقت ہے اور پرچھاٹیاں  
یعنی اشباح حقیقت سے تو وہی عروج  
مراد ہے جو کہ ہم بیان کر چکے اور ان جملہ  
اشباح کے وہ واقعات ہیں جو اس مقام  
پر دلالت کرتے ہیں دوسرے اس قرب

مَعَارِفُ هَذَا الْقُرْبِ وَمِنْ  
حُكْمِهِ الْعَجْزُ وَالْعَبُودِيَّةُ  
وَالضُّعْفُ فِي تَأْثِيرَاتِهِ +

إِنَّمَا أَنَّ قُرْبَ الْوُجُودِ  
وَقُرْبَ الْفَرَائِضِ وَقُرْبَ  
التَّوَافُلِ كُلُّهَا مُتَلَاوِمَةٌ  
بِسَعْيِ أَنْ صَاحِبِ كُلِّ  
قُرْبٍ مِنْهَا يَجْمَعُ الْأَخْرَبِينَ  
أَيْضًا إِذَا كَانَ مُتَمَيِّزًا وَلَكِنْ  
الْحُكْمُ الَّذِي أَجْتَبَحَلَّ  
فِيهِ فَتَعَرَّفَ +

وَأَعْلَمُوا أَنَّا إِذَا قُلْنَا أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ  
عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يَحْصِلُ لَهُمْ قُرْبُ  
الْفَرَائِضِ بَعْدَ قُرْبِ الْوُجُودِ وَكَثَرَتْ  
الْحُكْمَاءُ يَحْصِلُ لَهُمْ قُرْبُ الْوُجُودِ  
بَعْدَ قُرْبِ التَّوَافُلِ فَمَثَالُ هَذَا  
فَعَرَضْنَا مِنْ ذَلِكَ هَذَا الَّذِي لَا يَحْصِلُ  
فِيهِ إِنَّمَا أَنْطَوَى الْكَمَالُ عَلَيْهِ  
بِضَرُورَةِ التَّجَدُّدِ وَالْإِطْلَاقِ +

کے معارف ہیں ضعف اور عجز کا  
احساس اور عبودیت کا اعتراف اس  
مقام کے آثار ہیں،

قرب وجود۔ قرب فرائض اور  
قرب نوافل یہ تینوں اقسام ایک  
دوسرے کیساتھ متلازم ہیں مقصود یہ کہ  
ایک قرب والا دوسرے دونوں قریوں  
کا بھی جامع ہوتا ہے بشرطیکہ وہ صاحب  
تیمز ہو لیکن اسے اسی قرب کی جانب  
منسوب کیا جاتا ہے کہ جس میں اسے  
اضمحلال حاصل ہو،

اور یہ بھی جان لو کہ ہم جو کہتے ہیں،  
کہ انبیاء کو قرب وجود کے بعد قرب  
فرائض حاصل ہوتا ہے اور حکماء کو  
قرب نوافل کے بعد قرب وجود  
حاصل ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ تو اس سے  
ہماری مراد وہی امور ہیں کہ جن میں  
کسی قسم کا اضمحلال نہیں اور کمال کا  
اس پر مشتمل ہونا تجدد اور اطلاق کا تقاضا



وَأَعْلَمُ أَنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ  
يَغْدِبُ عَلَيْهِ الْلطِيفَةُ الْخَيَالِيَّةُ  
وَالْأَدْرَاكِتَةُ أَوْ يَغْدِبُ عَلَيْهِ  
الشَّيْءُ وَيَكُونُ لَهُمَا الْأَمْرُ  
وَالْحُكْمُ وَهَذَا الرَّجُلُ مَا لَوْسُ  
عَنِ الْفَنَاءِ بِلْ غَابِيَةٍ مَا  
يَتَرَقَّبُ لَهُ الصَّفَاءُ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَغْدِبُ  
عَلَيْهِ سِرُّ كَوْنِهِ فِي النِّشْأَةِ  
الذَّائِيَّةِ أَوْ سِرُّ يَبْهِي  
الشَّخْصَ فَيَكُونُ لَهُ  
الْحُكْمُ الْلطِيفَتَانِ مِنْ  
رَعَايَا فَهَذَا الْكَوْنُ  
يَقْتَضِي الْوَكَايَةَ بِحَسَبِ  
اِسْتِعْدَادِهِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَكُونُ  
وَأَسْعَرَ الْعَيْنِ مُهْلَقُ الصُّورَةِ  
فَانْحَكَ لَهُمَا مَعَ الْفَطَاتَةِ  
الشَّامَةِ فَرُحُوا الْحَكِيمُ وَارْتِ

اور یہ بھی سمجھ لو کہ بعض حضرات پر  
لطیفہ خیالیہ یا ادراکیہ یا قوت تخیل  
غالب ہو جایا کرتی ہے اور وہ ان ہی  
کے احکام اور اشارات پر چلا کرتا ہے  
تو ایسا شخص مقام فنا سے مایوس ہو  
جاتا ہے زائد سے زائد وہ مقام صفا  
کا امیدوار رہتا ہے

اور بعض حضرات پر ان کے جہان  
فانی میں آنے کا راز منکشف ہو کر غالب  
ہو جاتا ہے میری مراد اس سے اسی  
ذات کا تشخص ہے تو اسی انکشاف  
کا حکم چلتا ہے اور دونوں لطیفہ اعتبار  
رعیت کے اسکے ماتحت رہتے ہیں  
اور یہ مقام حسب استعداد ولایت  
کا مقتضی ہے

بعض لوگ فراخ چشم لاغر بدن ہوتے  
ہیں، اور وہ اسی کے تقاضوں کے  
معلوم ہوتے ہیں ایسا شخص حکیم ہوتا ہے  
بشرطیکہ اسے فہم کامل حاصل ہو اور اگر

لَمْ يَكُنِ الْحُكْمُ لَهَا بَلَدٌ وَنَهَى  
الْمَجِيدُ بِلاَ شَرِّ لَيْكَ فَهُوَ  
النَّبِيُّ وَالْعَكَا اَمِلَ عَلَى  
طَرِيقِهِمْ

وَاَسْلَمَ اَنْ مَقْصُودٌ نَا  
مِنْ هَذَا الْكَلَامِ  
تَحْدِيدُ الْاَمْرِ جَمْعُ الْمُتَاخِذَةِ  
فِي الْكَمَالِ وَاَمَّا الَّتِي  
هِيَ عِيَالٌ عَلَى اَخْرَافِ  
فَلَا تَفْصِيْلَ فِيْهَا بَلْ  
كُلُّ مَزَاجٍ فَابِلٌ لِكُلِّ  
كَمَالٍ اَنْعَا سَاءَ

وَاَعْلَمُ اَنَّ السَّلَفَ اَنَّمَا كَرِهُوا  
قُرْبَ الْوُجُوْدِ كَاَنَّهُمْ زَمَنُوهُ قُرْبَ  
الْفَرَاغِ لَانَّ الْحَكِيْمَ فِيْ اَخِرِ الْاَمْرِ  
يَصِيْرُ قُرْبًا بِقُرْبِ الْفَرَاغِ  
وَلَكِنْ لَا يَخْفَى اَنَّ اَهْمَالَهُ  
تَفْتِيْشِ الْحَقَائِقِ اَللَّهُمَّ اَرِنَا  
حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ كَمَا هِيَ

وہ ان سبھی تقاضوں کا محکوم نہیں  
بلکہ خدائے بزرگ و برتر کے احکام کا  
منتظر اور ان کا متبع رہتا ہے تو پھر  
وہ نبی ہے یا قوم کی اصطلاح میں کامل ہے  
اور یہ بھی یاد رکھو کہ الی تمام تقریر سے  
ہماری مراد ان منراحوں کی تحدید کرنا  
ہے جن کا کمال میں قدم راسخ ہے،  
برخلاف ان کے جو دوسروں پر بوجھ  
ہوتے ہیں تو ان کی تفصیل ہم نہیں  
بیان کرتے بس یہ سمجھو کہ ہر ایک ذی  
استعداد کا مزاج انعکاس کے طور پر  
ہر ایک کمال کو قبول کر سکتا ہے،

اور یہ بھی یاد رکھو کہ اسلاف نے قرب  
وجود کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ وہ اسے  
قرب فراغ کے مرادف سمجھتے ہیں کیونکہ  
حکیم ربانی کو بالآخر قرب فراغ ہی  
حاصل ہوتا ہے مگر تحقیق حق میں ان سے  
فرد گزشت ہوئی ہے اللہم ارننا حقائق  
الاشیاء کما ہی،

## فضیلت کلی قرب فراٹھن کو حاصل ہے

لَعَلَّكُمْ أَتَى الْفَضْلَ الْتَحْلِي

مِنْ هُوَ لَا وَالْأَقْرَابَاتِ لِقُرْبِ

الْفَرَايَضِ لَا سِيَّمَا لِلنَّبَوَةِ وَذَلِكَ

لِيُجْزِيَنَّ الْأَوَّلَ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ

لَهُ الْحُكْمُ فِي الْأَنْبِيَاءِ وَأَمَّا الْحُكْمُ

فَتَجِبَ أَغْيَانُهُمْ وَالْأَوْلِيَاءُ

تَجِبَ سِرُّهُمُ وَجُودُهُمُ الدُّنْيَا وَ

فَرَمَدًا مِنْ حَيْثُ الْمَبْدَأُ وَ

الْثَّانِي أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ

تَجَلَّى فِي صَدُورِ الْأَنْبِيَاءِ

بِالْأَسْمَاءِ الْحَادِثِ فَسَاسِ

اسْمِهِ ذَلِكَ قَاطِبَةً أَمْرُهُمْ

وَأَمَّا الْحُكْمُ فَيَسُوْسُهُمُ الْقُرْبُ

الْأَزَلِي وَالْأَوْلِيَاءُ يَسُوْسُهُمْ

فَنَاءُ سِرُّهُمُ وَجُودُهُمْ

الدُّنْيَا وَفِي اللَّهِ سُبْحَانَهُ

اپنے وجود دنیاوی کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں فنا کر دیا،

یاد رکھو کہ ان تینوں اقترابات

میں فضیلت کلیہ صرف قرب فراٹھن

ہی کو حاصل ہے خصوصیت کیساتھ مقام

نبوت، اور اس کی دو وجہیں ہیں پہلی

یہ کہ انبیاء کرام کے احکام براہ راست

اللہ تعالیٰ سے ماخوذ ہوتے ہیں، بر

خلافت اسکے حکماء کے احکام کا منبع

انکی عین ثابتہ اور اولیاء کیلئے ان کے

دنیاوی وجود کا سر و جود ہوتا ہے اور

یہ چیز صرف مبداء کے لحاظ سے ہے،

دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء

علیہم السلام کے سینوں میں اسم حادث

کیساتھ تجلی فرمائی ہے اور یہی اسم پاک

انکے تمام امور کا والی ہے اور حکماء پر

قرب ازلی حکمران ہے اور اولیاء کرام

پر اس امر کا تصرف ہے کہ انہوں نے

اپنے وجود دنیاوی کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس میں فنا کر دیا،



قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَأَشْرَبُوا  
 فِي قُلُوبِهِمُ الْعُجْلَ  
 مَعْنَاهُ عِنْدَنَا أَنَّهُمْ  
 فَنَوُوا فِي التَّجَلِّي الدَّائِي  
 التَّشْبِيهِ وَكَأَيُّهَا  
 مَسَاطِفُنَا هُمُ ذَلِكَ  
 لَطِيفَتُهُمُ الْعُنْصَرِيَّةُ  
 فَلَيْلِكَ امْرُؤًا بِفِكَ  
 هَذَا النِّظَامِ الْعُنْصَرِي  
 حَتَّى تَتَمَّ لَهُمُ التَّخْلُصُ  
 إِلَى حَقِيقَةِ الْحَكَمِ  
 وَقَدْ أَضْطَبَّتْكَ مَرَّةً  
 بَعْدَ أُخْرَى أَنَّ كُلَّ  
 قَائِدٍ لَا بُدَّ لَهُ مِنْ تَحْقِيقِ  
 مَا حَتَّى أَنَّ النَّفْسَ إِذَا  
 فَنِيَتْ قَبْلَ أَنْ تَكْسَرَ هَا  
 كَانَ لَهَا رَجُوعٌ  
 اللَّهُ تَعَالَى نَبِيَّ اسْرَائِيلَ كَيْ مَشْغُولِ  
 فَرِيَا هِيَ ان كَيْ دِلُولِ هِي بَحْطَرِ  
 كِي مَحَبَّتِ سَرَايَتِ كِي گئی هِي اس كِي  
 مَعْنَى ہمارے تہذیبِ یہ ہیں کہ مظاہر  
 حادیہ میں ذاتِ اقدس کی جو تجلی  
 ہوتی ہے گو سالہ پرستوں نے اس میں  
 اپنے کو فنا کر دیا اور اس فنا کا مدار  
 انکے لطیفہ عنصریہ پر ہے اسی بنا پر  
 انہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے نظام  
 عنصری کو توڑ دیں تاکہ حقیقتِ کمال  
 تک ان کیلئے پہنچنا آسان ہو جائے  
 اور ہم بار بار تمہیں بتا چکے ہیں کہ ہر  
 ایک فانی کے لئے کسی نہ کسی قسم کا تحقق  
 ضرور ہوتا ہے حتیٰ کہ نفس کیلئے اگر اسکو  
 کو منکسر ہوئے پیشتر فنا کا مرحلہ پیش آ  
 جائے تو وہ رجوعیت کا اظہار کرنے  
 لگتا ہے،

## شیطان اور شیطنیت

إِعْلَمَنَّ الشَّيْطَانُ

لَمَّا طَغَىٰ وَبَغَىٰ لَعْنًا

مُسْتَطِيرًا خَمَازًا يَلْعَنُ

بِهِ الشُّرُودَ حَتَّىٰ صَارَتْ

الشُّرُودُ رُوحًا كَمَا لَمْ تَجْعَلْ

فِي حَنْدَرِهِ تَجَلَّى الْكَاسِ

فِي حَنْدَرِ الْمَقَرِّ بَيْنَ

الْمَلَايِكَةِ ذَاكَ لِسِرِّ

عَيْتِي وَهَوَايَ كُلِّ

مَعْنَى مَتَوَحَّدٍ فَلَا لَهُ

خَرِبٌ إِقْتِرَابُ فِي

سِلْسِلَةِ الْإِنْبِجَاسِ مِنْ

اللَّهِ تَعَالَىٰ فَمَا مِنْ مَتَوَحِّدٍ

تَوَحَّدًا مَعْنَوِيًّا إِلَّا أَنَّهُ تَرْتِيبٌ

حَقًّا كَانَ أَوْ بَاطِلًا لِذَلِكَ

صَدَرَتْ مِنْهُ أُمُورٌ تَسْتَعِي

بِالشَّيَاطِينِ الْجَزْبِيَّةِ مِنْهَا

یاد رکھو کہ جب شیطان نے اللہ

تعالیٰ کے فرمان سے سرتانی کر کے

سکشی اختیار کی تو اس پر بہت بڑی

لعنت نازل ہوئی اور اسکے بعد جتنے

شرور معرض ظہور میں آئے وہ سب

اسی کیساتھ لاحق ہوتے رہے، چنانچہ

شرور کا سرچشمہ ہونا ہی اس کا کمال

ہو گیا اسکے سینہ میں یہ شرور بعینہ سیطرہ

نخلی افگن ہیں، جیسا کہ ملائکہ مقربین

کے سینوں میں اسم پاک کی نخلی

ہوتی ہے، اور یہ عمیق راز ہے خلاصہ یہ

کہ ہر ایک معنی و حرانی کو سلسلہ انجاس

میں اللہ تعالیٰ ہر ایک کو نہ قرب حاصل رہے

کیونکہ ہر ایک وہ چیز کہ جسے معنوی طور پر

وحدانیت حاصل ہو خواہ وہ حق ہو یا

باطل، وہ ربوبیت کا مظاہر کرتی ہے

اور اسی واسطے شیاطین جزئیہ اور

الْأَسْمُ الشَّيْطَانِيَّةُ يُسَخَّرُهَا وَ  
يَدْرُهَا تَسْخِيرَ الْكَلْبِ وَالْجُرِّي  
وَكَانَ لِلشَّيْطَانِ سَرَيَانٌ فِي  
الْعَالِمِ التَّخَلِيفِيِّ سَرَيَانًا حَقِيًّا  
فَتَدَبَّرَ فَاكَ الْمَسْئَلَةَ عَيْقَةً  
مَا عَلِمَ أَنَّ خَلْقَ الْأَوْلِيَاءِ  
يَحْتَاجُ إِعْجَازًا أَلَا نَبِيَاءُ  
فِي تَخَالِيفِ الصُّوَرِ  
الْكَرَامَةِ اجْتِبَاءً وَيَجِبُ أَنْ  
يَكُونَ مُتَنَوِّرًا بِنُورِ  
خَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ عَزَّ وَكُنَّ  
عِلْمِيًّا وَكَوْنًا شَدِيدًا كَمَا تَبَيَّنَ  
لَمَّا بَلَغَ قَامُوسُ الذَّاتِ  
مَعَ مَا بِهِ مِنَ التَّخَلِيفِ .

القائدات شیطانہ ظہور میں آئے اور  
یہ شیاطین کیلئے اسی طرح مسخر رہتے ہیں  
جیسا کہ کئی کو جزئی پر تسلط حاصل ہے اور  
شیطان کا سرایان اس عالم تخلیفی  
میں سرایان کلی ہے خوب سمجھ لو،  
یاد رکھو کہ خاتم الاولیاء وہ شخص ہے  
جو صورت مزاجیہ کی تخلیقات میں  
خاتم الانبیاء کے مقابل ہو اور یہ  
بھی ضروری ہے کہ وہ خاتم الانبیاء کے  
نور سے منور ہو اور صاحب علم ہو اگر  
وہ سخت ذکی الطبع نہ ہوتا باوجود ان  
تخلیقات مادیہ کے تو وہ ذات اقدس  
کے سبب معرفت میں غوطہ زن ہو سکتے  
کیونکہ قابل ہوتا،

## جنایت اور امیت

وَأَعْلَمُ أَنَّا نَعْبُدُ  
بِالْجَنَائِثِ حَيْثُ مَا ذُكِرْنَا  
تَقَدَّمَ الْعِلْمُ

یاد رکھو کہ جس مقام پر بھی ہم  
نہ جنایت کا لفظ ذکر کیا ہے اس  
سے ہماری مراد یہ ہے، کہ حال پر



عَلَى الْحَالِ وَأَعْنِي بِالْحَالِ  
وَجُودَهُ فِي نَفْسِهِ مَعَ قَطْعِ  
النَّظَرِ عَنْ نَشْأَةِ الْعَلِيَّةِ  
نَعْنِي بِالْأَمِيَّةِ تَقْسِيمُ  
الْحَالِ عَلَى الْعِلْمِ وَالتَّضَرُّبِ  
لِذَلِكَ مَثَلًا لَيْسَ الْعَرَبِيُّ  
الْقَحْرُ بِحَسَبِ سَلِيْقَةٍ يَعْمَلُ  
الْخُذَّ وَالْمَعَانِي فِي كَلَامِهِ لَا  
يَقْلُطُ فِي شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ  
إِذَا سِئِلَ لِمَ نَصَبْتَ الْمَفْعُولَ  
أَوْ رَفَعْتَ الْفَاعِلَ كَمَا يَدْرِي  
الْجَوَابَ مَعَ أَنَّ مَرْكُوزَهُ فِي  
صَمِيمِ طَبْعِهِ وَأَمَّا الشَّخْوَةُ  
فَبِالْفَرَقَةِ الْمُمَيَّزَةِ لَا يَسْرُدُ كَسْرُ  
الْأَزَاكِ الْحَلَّتْ عَقْدَةُ التَّمْيِزِ  
صَارَ عَرَبِيًّا قَحَّا اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ  
عِلْمًا نَافِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا  
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ  
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَقَلْبًا خَاشِعًا

کسی کا علم مقدم ہو، حال کا مفہوم  
اس کا وجود فی نفسہ ہے، جس وقت  
کہ اس کے ارتقاء علمی سے قطع نظر کر لی  
جائے اور اہمیت سے ہماری مراد یہ  
ہے کہ علم پر حال مقدم ہو، اور اسے  
ہم نہیں ایک مثال سے سمجھائے  
دیتے ہیں، وہ یہ کہ ایک خالص عرب  
عربی بولتے وقت تمام قواعد صرف  
و نحو کا باطبع اس میں اجراء کرتا ہے  
اور اس میں کسی قسم کی غلطی نہیں  
کرتا لیکن اگر اس سے دریافت کیا  
جائے کہ مثلاً تو نے مفعول کو منصوب  
اور فاعل کو مرفوع کیوں کیا تو وہ اس کا جواب  
نہیں دے سکے گا کیونکہ یہ چیز اسے طبعاً حاصل  
ہے لیکن جس کا عربی بولنا اکتسابی ہے وہ کبھی  
اس خالص عرب کی مددائی کی طرح عربی نہیں بول  
سکتا مگر یہ کہ اس میں زبان مدائی کا ملکہ اس قدر قوی  
ہو جائے اور وہ خالص عرب کی طرح گفتگو کرنے  
ایا ارحم الراحمین

# الخزانة الخامسة بالحوال خزانہ

فِي سِيَرِ مَبَادِئِ الْأَنْبِيَاءِ وَشُرُوحِ مَذَاهِبِ الْفُطُورَةِ وَالْكَسْبِيَّةِ وَذِكْرِ طُرُقِهِمْ فِي سُلُوكِهِمْ

انبیاء کرام کے تعینات کے مبادی ورائے فطری کسی کمالات کی شرح  
اور ان کا طریقہ سلوک  
(نبی کی حقیقت)

مَا هِيَ النَّبِيُّ وَشَرْحُ  
اسم بحسب مفاہم الحكماء  
هي انه الرجل الذي عينه  
الثابت اقرب الاعيان  
الثابت من اسم هو منه  
اجمعها واسبقها للوجود  
الاعتبارات الذي فطرته  
مسحاة عن الصورة الزاجية  
مقترية بالاقتراب الثلاث  
قرب التواخل وقرب  
الفرافق وقرب الوجود اعني

نبی کی حقیقت اور اس کے اسم  
کی تشریح جیسا کہ حکماء رہبانین سمجھتے ہیں  
یہ ہے کہ اس شخص کی عین ثابتہ کو نسبت  
دوسری اعیان ثابتہ کے اس اسم پاک  
سے زیادہ قرب حاصل ہو جو اسکا منشاء وجود  
ہے اسکی عین ثابتہ ان وجوہ اور اعتبارات  
کی جامع اور کامل ہو کہ جن سے اس کی  
فطرت بنی ہے صورت مزاجیہ سے اسے  
السلخ حاصل ہو اقترابات ثلاثہ قرب  
لواقل قرب فراقت اور قرب وجود  
سے قرب حاصل ہو مقصود یہ کہ اس اجمال



الْحَاصِلُ مِنْهَا وَاجْهًا لَهَا  
الَّذِي كَانَتْ كُلُّ مَوْثِقَاتِهِ  
وُجُودُهُ الْعَيْنُ وَالشَّخْصُ  
وَالْحَيَالُ أَمَّا لَا جَنَائِةَ  
فِيهِ وَلَا حُكْمَ لَهُ وَلَا تَمَا  
الْحُكْمُ لِلَّهِ الْحَكِيمِ فَبِذَلِكَ  
تَجَلَّى فِي عَيْنِ الدِّينِ  
لِحَقِّ بِالْمَلَكُوتِ وَتَصَادَقَ  
رِسْمُهُ بِأَسْمَائِهِمْ ثُمَّ  
أَنْشَأَ نَشْأَةً أُخْرَى  
أَجْمَالَ الْحِكْمَاتِ  
كَلِمَاتِ الدِّينِ لِكِتَابِ  
أَكْكَمَاتِ وَرَغَبِ  
أَكْكَمَاتِ حَتَّى أَوْحَى اللَّهُ  
إِلَيْهِ الشَّرَّاعِ الْبَعْدَ وَالزُّهْدَ  
وَعَبْرَتَهُمَا الدِّينَ عُدَّةً  
كَمَالَهُ مِنْ نَظَامِ  
الْعَالَمِ الْمُبْتَدِئِ عَلَى  
الْخَيْرَاتِ الْمُنْتَرِبِ

اور حاصل کا جامع ہو جو کہ اعیان ثابتہ  
تشخص اور خیال کے متاشیل سے ہے  
اور اسکے اوصاف میں یہ ہے کہ وہ وحی  
ہو جنایت سے مبرا اور اپنے کسی حکم  
کا تابع نہ ہو بلکہ خدائے بزرگ و برتر  
کے احکام کی تعمیل کرتا ہو اسی بنا پر  
اللہ تعالیٰ نے اس کی عین ثابتہ میں جو  
ملکوت سے ملحق ہے تجلی فرمائی ہے اور  
اس کے اسم اور دیگر اسماء میں تصادق  
پیدا ہوا اس کے بعد اسے ایک اور  
ارتقاء حاصل ہوا جو ان تمام کمالات  
کا اجمال ہے وہ کمالات جو کہ اس  
نے اکتسابی طور پر حاصل کئے تھے اور  
وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کامل توجہ  
کیساتھ راغب ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ  
نے اس پر اپنی شریعت اور زہد وغیرہ نازل  
فرمایا اور ان احکام کی تعلیم دی جن میں  
کمال حاصل کرنا اس نظام عالم کا جزء  
ہے جس کی بناء خیر و برکت پر ہے جس



الْمُتَوَرِّعُ فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَجْمَعَ بِهِ مَادَّةَ الشُّرُورِ وَ يُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ فَأَعْطَاهُ شَرْعًا مُلْزِمًا وَأَمْرًا يَهْدِي إِلَى النَّاسِ وَادَّيْنَاهُ أَنْ يَوْمَرَهُمْ هَذَا يَوْمَ تَخْلُ مِنْ يَمِينِهِ إِلَيْهِ وَ يَسْقُطَ عَلَيْهِ  
 میں ایک خاص حکیمانہ ترتیب پائی جاتی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ وہ نبی ذریعہ برائیوں کا ہستیصال کر دے اور لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے چنانچہ اس کو ایسی شریعت عطا کی جو لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہو اور اس کی پابندی کرنا ان پر فرض ہو۔ نبی کا ادنیٰ فرض یہ ہے کہ جو اس کے سامنے آئے اس کی رشد ہدایت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔

## انبیاء کے اقسام

وَالرَّسُولُ مِنْ أَمْرِ الْمُخَاصَّةِ الْكَفَّارِ وَمُجَادِلِهِمْ وَتَفْسِينِ الشَّرْعِ عَلَيْهِمْ سِوَاءَ كَانَ جَدِيدًا أَوْ لَا وَ لَا بُدَّ أَنْ أَقْرَبُ مِنْ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ عَيْبًا وَأَوْثَقًا عِتِلًا وَأَوْلَا الْعِزْمَ مِنْهُمْ مَنْ كَانَ  
 اور انبیاء میں سے رسول وہ ہے جو کافروں سے بحث مناظرہ اور ان کے قتال پر مامور ہو اور احکام شرعیہ کے ان پر قانون نافذ کرنے پر عا اذین یہ احکام جدید ہوں یا نہ ہوں، چنانچہ اس نبی کی عین ثابتہ کو یہ نسبت دوسرے انبیاء کی عین ثابتہ کے زیادہ قرب حاصل ہوتا ہے اور اس کا تعلق بہت زیادہ مستحکم ہے، اور اولوالعزم وہ رسول ہیں، کہ جنہیں

صَاحِبِ شَيْءٍ جَدِيدٍ وَ  
 كِتَابٍ مُّوْحَىٰ لِوَحْيٍ أَمَلَسَ  
 مَا حَصَلَ طَرِيقَتِهِمُ التَّحْلِيلِ  
 الَّذِي هُوَ بِحَسَبِ الْإِيحَادِ  
 وَقَدْ كَانَ كُلٌّ مِنْ دَعَائِمِ  
 وَجُودِهِ أَمِيًّا وَكَانَ الْحَكْمُ  
 لِلَّهِ بِلاَ شَرِّكَ فَتَجَلَّى سِرُّهُ  
 صَدُورِهِمْ بِأَسْمِ هُوَ مُتَلَوٌّ  
 بِكُوفٍ الْعَيْنِ مُتَلَبِّسٌ بِأَحْكَامِ  
 الْحَدُوثِ بِهِ يَنْتَظِمُ أَمْرُ  
 التَّشْرِيعِ وَغَيْرِهِ وَلَا كَسْبُ  
 لَهُمْ وَارْتِمَا الْكَسْبُ أَنَّ يَرْكُزُوا  
 عَلَى مَا هُمْ عَلَيْهِ حَتَّى  
 يَتَبَيَّنَ وَيَتَّسِعَ مَا انْظُورَى  
 تَحْتَ الْأَجْمَالِ وَهَذَا مَا  
 أَشَارَ إِلَيْهِ مَاهِرُ أَهْلِ السَّنَةِ  
 فِي مَذْهَبِ الْبَطْنِ الثَّالِثِ  
 حَيْثُ قَالَ النَّبِيُّ غَيْرُ  
 مُكْتَسَبَةٍ فَهَذِهِ مَاهِيَةٌ

نئی شریعت دی گئی ہو، اور ایک مستقل  
 کتابان پر بذریعہ وحی نازل کی گئی ہو  
 ان کے طریقہ کی اصل وہ تجلی ہے جو ان کے  
 ایجاد کے مطابق ہوتی ہے اور ایسے  
 انبیاء کرام میں سے ہر ایک کا اسی ہونا  
 نہایت ضروری ہے کہ اسکے اوپر ہر ہر  
 خدائے وحدہ لا شریک کے احکام  
 نافذ ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے  
 سینوں میں اس اسم پاک کے ساتھ جلوہ  
 گر ہوا جو ان کی عین ثابتہ کے رنگ میں  
 رنگا ہوا اور احکام کے ساتھ موصوف ہے  
 تشریحی امور وغیرہ کا انتظام اسی کیساتھ  
 وابستہ ہے کہ جن میں کسب و کتاب کو  
 کوئی دخل نہیں اور ان کا کسب یہی  
 ہے کہ وہ جس حالت میں ہو، اسی پر  
 ٹھہرنے رہیں، حتیٰ کہ جو چیز اجمال کے  
 پردہ میں مسطور تھی، وہ ظاہر اور منکشف  
 ہو جائے، امام اہل سنت نے مذہب  
 بطن ثالث میں اسی چیز کی جانب اشارہ

الانبياء و طريقتهم \*  
 انبياء کرام کی حقیقت اور ان کا طریقہ ہے۔

واشاء انهم قد تفتحوا  
 عندهم كما لا آخر وراة  
 النبوة ايضا في حصوله  
 كما اقتراب الملك بالنسبة  
 الى نبينا عليه السلام اى  
 بحسب الضرورة من الظلم  
 المستررب وتمثل الكمال  
 في عالم الملك لا بالسبوغ  
 الفطري ولا اقتراب بالكانات  
 العلوية الى ادريس عليه السلام  
 ولا اقتراب بالكانات السفلية  
 لنوح عليه السلام والشخص  
 للجن والربايح وغيرها بالنسبة  
 الى سليمان عليه السلام و  
 كل منكم خاتم بالنسبة الى  
 كماله ولا اقتراب واعني بهذا  
 الاقتراب مناسبتة بينه وبينه

یاد رکھو ان انبیاء کی عین ثابتہ کبھی کبھی  
 نبوت کے علاوہ کسی دوسرے کمال کی  
 بھی مقتضی ہے مثلاً اقتراب ملکی جس کی  
 بدولت ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو حسب ضرورت حکیمانہ نظام کلی سے  
 بہرہ ور فرمایا، یا مثلاً عالم ملک میں ان  
 کے کمالات متمثل ہوں، لیکن یہ تمثیل  
 فطری نہ ہو اور ادیس علیہ السلام کو  
 باعتبار کائنات علویہ کے اقتراب حاصل  
 ہونا اور ایسے ہی نوح علیہ السلام کو باعتبار  
 کائنات سفلیہ کے اقتراب حاصل ہونا اور  
 سلیمان علیہ السلام کو تسخیر اور تسخیر  
 دج وغیرہ کے ذریعہ سے قرب حاصل ہوا  
 اور ان میں سے ہر ایک اپنے کمال اور  
 اقتراب کی بنا پر خاتم ہے قرب میری  
 مراد یہ ہے کہ ان کی عین ثابتہ کو ان اشیاء  
 کے ساتھ مناسبتہ تھی، اس لئے تمثیل



الاشیاء یفصل مناسبتہ  
التشکلات الدائریۃ +  
اشیاء مادی کی مناسبت کو نظر انداز  
کیا گیا،

## مزاج نبوت کے اقسام

وَأَمْرِجَةُ النَّبُوَّةِ مُخَصَّرَةٌ

فِي خَمْسَةِ أَصْنَافٍ أَحَدُهَا

الْتِرَاكُمُ وَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ

صُورَةٍ جَوِّيَّةٍ تُشَبِّهُهُ صُورَةُ

الْمِرَاجِ وَيُوقَفُ عَلَيْهِ كَمَا لَا

الْوَكَايَةِ وَكَامَّةٌ لَوْ شِئَ عَلَيْهِ

السَّلَامُ وَلَوْ تَكُنْ أَرِيذًا لَا يَسْطُرُ

الْأَسْمَاءُ الْحَادِثَةُ مِنْ أَفْوَصِدَاوَرِ

الْأَنْبِيَاءِ وَمَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى +

وَتَانِيَةً الْقَرْنِيَّةُ وَأَعْتَقِيهَا

كُونَ الصُّورَةُ الْحَوِّيَّةُ مُنْقَادَةٌ

عَايَةً لَا تَقِيَادُ لِحُكْمِ الْعَيْنِ

وَالْعَيْنُ فِي عَايَةِ الْقُرْبِ وَ

إِمَّا قَرَأْتُمْ هَٰذَا فَكَبِّرُوا لِلَّهِ

مزاج نبوت پانچ قسموں میں منحصر

ہے (۱) تراکم جس سے مراد یہ ہے، کہ

صورت جوئیہ اور صورت مزاجیہ میں

مشابہت ہو، اور کمالات ولایت کا

انحصار اسی پر ہے اور نور علیہ السلام اس

قسم کے مزاج رکھنے والوں کے امام ہیں

انکے انداز کی بناء پر ان سماء حادثہ کی

روشنی پر تھی جو کبھی کبھی انبیاء کے سینوں

سے ظہور پذیر ہوتی ہے،

(۲) اقربیت جس سے یہ مراد ہے

کہ صورت جوئیہ اس کی عین ثابتہ کے

احکام کی بدرجہ غایت تابع ہو اور اسکی

عین ثابتہ کو غایت درجہ کا قرب حاصل

ہو اس مقام کے امام ابراہیم علیہ السلام

وَعَلَيْهَا تَوَقَّفُ كَمَا لَا ت  
 الْفِطْرَةَ وَلِفِئَةِ الثَّلَاثَةِ نُسِبَتْ  
 الْفِطْرَةُ لِأَيِّهِ وَصَحِيحُهُ أَطْفَالُ  
 النَّاسِ كَمَا جَاءَ فِي حَدِيثِ  
 الْمَعْرَاجِ الْمَنَاقِبِيِّ فَتَذَكَّرْهُ  
 وَثَالِثُهَا الصَّلَابَةُ وَهِيَ  
 صِفَةُ رِزْقِهَا بِالنِّسْبَةِ إِلَى  
 قَاطِبَةِ الصِّفَاتِ وَرَأْسُ الْأَرْكَانِ  
 بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْهَيْئَةِ الْجَامِعَةِ  
 مِنَ الْقَضِيَّةِ وَهِيَ أَقْرَبُ التَّمَثُّلِ  
 لِلذَّاتِ الْمَوْجِبَةِ لِمَا أَتَى وَحَدَّثَهُ  
 الْبَيِّنَةُ فَلَمَّا مَرَّهَا مُوسَى عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ وَعَلَيْهَا تَوَقَّفُ التَّجَرُّ  
 فِي الْمَكَاتِ وَقَدْ يُقَالُ فِي مَدَنٍ  
 الْوَكَايَةِ لِصَلْبِ الْمَزَاجِ أَنَّهُ مُوسَى  
 الْمَشْرَبُ حَاجَا وَشَتَابُ بَيْنَ صَلَاتِهِمَا  
 وَرَأْسُهَا الشُّبُوحُ وَهُوَ خَلْقُ  
 رِزْقِهِ فِي الْأُمُورِ الْغَيْرِ الْمُحْسُوسَةِ  
 وَرَأْسُ الْجَمَالِ الشَّبَابِيُّ النَّوِيُّ

ہیں اور اسی پر کمالات فطریہ موقوف  
 ہیں، فطرت کو ان کی طرف منسوب  
 کرنے اور شب مزاج میں ان کے اس  
 حالت پر تمثیل ہونے میں گویا کہ وہ معلم  
 صبیان ہیں، ایسی نکتہ ہے،

(۳) صلابت یہ اس صفت کا نام ہے  
 کہ جسے تمام دیگر صفات سے ہی نسبت  
 ہے جو اذعان کو کسی قضیہ کی ہیئت  
 جامہ سے ہوتی ہے یہ واجب تعالیٰ  
 کی ذات اقدس کا قریب ترین تمثیل ہے  
 کیونکہ اس میں وحدت پائی جاتی ہے،  
 اور اسکے امام موسیٰ علیہ السلام ہیں اور  
 بحر فی کمالات اسی پر موقوف ہے چنانچہ  
 اہل ولایت اس شخص کو کہ جس کے مزاج میں  
 صلابت ہو حجاز موسوی المشرب کہتے  
 ہیں لاکھ ان دونوں صلابتوں میں برفرق ہے  
 (۴) سیورغ غیر محسوسہ میں اسے وہ

ہی رتبہ حاصل ہے جو عالم شباب میں  
 نومندی اور تناسل اعضا کا ہے،

يَلَا يَسْتُرُ الرَّحْلُ إِذَا نَشَأَ خُرُودًا  
 ضَخْمًا لَطِيفًا وَهُوَ فِي الْقُرْبِ  
 مِثْلُ الشَّلَاةِ وَعَلَيْهِ مَا يَتَوَقَّفُ  
 كَمَا لَا تَأْكُلُ تُصْبَاغُ وَلَا مَامَهُ  
 عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَدْ وَرَثَهُ مِنْ  
 نَفْحِ جِبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذَلِكَ  
 تَعَيَّنَ لِلنَّبِيِّ قَتْلُ الدَّجَالِ  
 وَخَامِسُهَا الْأَمِّيَّةُ وَهِيَ هَيْئَةُ  
 وَرَأْسُهَا مَعَ سَائِرِ الْأَمْزِجِيَّاتِ  
 الصُّوَرَةِ الْحَيَوِيَّةِ بِالنَّشِيرِ وَالصُّوَرَةِ  
 الْمَزَاجِيَّةِ وَلِذَلِكَ يَجِبُ أَنْ تَكُونَ  
 الْأَسْمُ الطَّالِعُ فِي حُدُودِهِ مُطْلَقًا  
 شَدِيدًا أَوْ هَلَاكِي قَرِيبًا شَدِيدًا  
 الْقُرْبِ وَإِمَامُهُ خَاتَمُ سَيِّدِ  
 الْمُرْسَلِينَ وَشَفِيعُ الْمُنْزِيلِينَ وَ  
 وَسِيلَةُ الْمُقَرَّبِينَ سَكِينَةُ السَّالِكِينَ  
 الْمَضَامِرُ الْأَعْظَمُ وَالْأَسْمُ الْأَفْخَمُ  
 سَيِّدُنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهَا

قرب کے لحاظ سے یہ صلابت کے طریقہ  
 پر ہے انصباغ کے کمالات اسی پر موقوف  
 ہیں اور اسکے امام حضرت عیسیٰ علیہ السلام  
 میں اس مقام کو انہوں نے جبرئیل علیہ  
 السلام کے نفخ کی بدولت پایا اور ان کے  
 نزول کو قتل دجال کے لئے مخصوص  
 کرنے میں یہی نکتہ ہے

(۵) امیت یا ایک نسبت مخصوصہ

ہے کہ جسے دیگر امر جہ سے وہی نسبت  
 ہے جو صورت جو یہ کو صورت مزاجیہ  
 سے ہے اسی بنا پر یہ نہایت ضروری  
 ہے کہ جس کا مزاج اس قسم کا ہو تو وہ اس  
 مقدس جس کا منظر اس کا سینہ مبارک کے  
 شدید الاطلاق ہوگا اور اسے غایت  
 درجہ کا قرب حاصل ہوگا چنانچہ اس درجہ  
 کے امام اور خاتم سید المرسلین، شفیع  
 المذنبین وسیلۃ المقربین سکینۃ السالکین  
 منظر عظیم اسم اعظم سیدنا و مولانا حضرت  
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،



يُوقِفُ الْخَاتِمَةَ لِلنَّبَوَةِ وَلَيْسَ  
كَكَمَالٍ وَلَا مِرَاجٍ إِلَّا هَذَا الْأَسْمُ  
الْمُطْلَقُ وَلِذَا لَكَ سَمِيْنَاةٌ بِالْأَسْمِ  
الْأَفْخَرِ وَلِذَا لَكَ  
فَاقَ النَّبِيِّينَ فِي خُلُقٍ وَفِي خُلُقٍ  
وَلَمْ يَدِ الْوَكُوفُ فِي عِلْمٍ وَلَا كَرَمٍ

### انبیاء کرام کی اعیان

وَأَعْلَمَانِ أَسْمَاءُ  
الْأَنْبِيَاءِ بِأَسْمَاءِهَا مَنْ حَصَرَهُ  
فِي صُنُوفِ خَمْسَةٍ

الْأَوَّلُ تَبَيَّنَ الْعِلْمُ  
الْفِعْلِيُّ بِلِسَانِ الْأَوْلِيَاءِ وَدَلَّامَا  
سَمِيْنُهُ بِرُكَاثَتِهِمَا رِثْمًا وَجَلْدُهُ  
مِنْ قَبْلِ عَلَيْهِمَا الْفِعْلِيُّ وَ  
بِلِسَانِنَا الْحَقِّ الْقَيُّومِ طِبَاقًا  
بِاصْطِلَاحِ النَّبِيِّينَ مِنْ  
مُقْتَضَى قَرِيْبِهِمْ وَقَدْ فَازَ  
بِهِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

اور یہ بھی یاد رکھو کہ انبیاء کرام کی  
اعیان ثابتہ سب کی سب پانچ قسموں  
میں منحصر ہے،

(۱) جس کو اولیاء کرام کی زبان  
میں علم فعلی کا تشل کہتے ہیں اور اسکی  
وجہ تسمیہ یہ ہے کہ انہوں نے اسے اپنے  
علم فعلی کے ذریعہ پایا لیکن ہماری  
اصطلاح میں ان کے قرب کے مقتضی  
میں سے جو قرب انبیاء کی نوعیت کے  
مطابق ہے اس کو الحی القیوم کا تشل  
کہنا چاہیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام

مِنْ حَيْثُ الْأَجْمَالِ وَسَيِّدِ  
الْمُرْسَلِينَ مِنْ حَيْثُ التَّقْصِيلِ  
وَلِذَا لَكَ قِتْلٌ لَا مَتَبَ مِلَّةَ  
أَبِيكَرٍ إِبْرَاهِيمَ وَلِذَا لَكَ  
دَعَا اللَّهَ سُجَّانَهُ وَكَعَالِي  
نَقَالَ رَبَّنَا دَاعِثٌ خَيْرٌ  
رَسُولًا إِلَّا يَتَوَلَّى لَكَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَسَلَّمَ أَنَا أَشْبَهُ  
الْأَنْبِيَاءِ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

الثَّانِي نَشَأَ الشُّعُونَ  
وَهِيَ الْأَصْنَافُ الْأَجْمَالِيَّةُ  
مِنَ الْأَسْمَاءِ وَقَدْ خَازِيَهُ  
يَعْقُوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ حَيْثُ  
الْأَجْمَالِ وَمَوْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ  
مِنْ حَيْثُ التَّقْصِيلِ وَلِذَا لَكَ  
عَدَمٌ مِنْ شُرُوحِهِ وَكَانَ فِي  
مِلَّتِهِ دُحْرَمٌ فِي التَّوْرَةِ مَحْرَمٌ

نے بطور اجمال اور سید المرسلین صلی اللہ  
علیہ وسلم نے باعتبار تفصیل کے اس کمال  
کو پایا ہے اسی بنا پر آپ کی امت کو  
ملت ابراہیم ابراہیم کیساتھ خطاب  
کیا گیا ہے اور اسی لئے ابراہیم علیہ السلام  
نے بارگاہ خداوندی میں یہ دعا کی کہ  
رَبَّنَا وَالْبَعْثُ فِيهِمْ رَسُولًا الْخ  
یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا کہ میں تمام انبیاء میں  
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ  
مشابہ ہوں

(۲) دوسری قسم مشوون کا مثل ہے جس  
سے مراد اسماء پاک کی اجمالی قسمیں ہیں  
اس مقام پر یعقوب علیہ السلام اجمالاً  
اور موسیٰ علیہ السلام تفصیلاً فائز ہوئے  
اور اسی لئے مؤخر الذکر شریعت کو  
یعقوب علیہ السلام کی شریعت کی  
شرح شمار کر لیا گیا اور یعقوبؑ نے  
اپنے اوپر جو حرام کیا تھا اسی کو توراۃ

اَسْرَئِيلَ عَلَى نَفْسِهِ

الثَّالِثُ مِثَالُ الْاِرَادَةِ

وَهِيَ الْاِرَادَةُ بِالْفِعْلِ وَقَدْ

فَازَ بِهِ اَدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذَاكَ

كَانَ اَبُو الْبَشَرِ وَهَذِهِ الْاَصْنَافُ

الثَّلَاثَةُ فِي سِلْسِلَةِ الْبَدَائِعِ

الرَّابِعُ التَّبَوُّنَاتُ قَدْ

فَازَ بِهَا جَمَاهِيْرُ الْاَنْبِيَاءِ مِثْلُ

يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَغَيْرِكَ

الْخَامِسُ التَّذْيِيَّاتُ

وَقَدْ فَازَ بِهَا اِخْرَاسُ وَلَوْحُ

عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَغَيْرُهُمَا وَاعْلَمْ

اَنَّ هَذَيْنِ الصَّنِفَيْنِ

يَا غَتَبَارِ الْاُصُوْلِ وَالْاَقْمِنِ

الْاَنْبِيَاءُ مَنْ كَيْتَرَتْ حَوْضِي

الْبَدْوِ وَلَا يَمْتَحِوْضِ الْمَزَاجِ

وَمِنْ التَّكْمِلِ مَنْ يَكُوْنُ

اِمَامًا كَمَالٍ وَخَالِجًا اَيْضًا

فَتَعْرِفُ

میں بھی حرام کر دیا گیا ،

(۳) تیسری قسم ارادہ کا مثل ہے کہ جسکے

معنی افاضہ بالفعل کے ہیں یہ مقام

حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل ہوا

اور وہ ابو البشر ہوئے ، یہ تینوں

اقسام ابداء کے سلسلہ سے البتہ ہیں

(۴) چوتھی قسم تبویات ہیں جو تمام

انبیاء کرام مثلاً یوسف علیہ السلام

کے حصہ میں آئیں ،

(۵) پانچویں قسم سلبیات ہیں ، اور پس

اور لوح علیہما السلام کو یہ مقام حاصل

ہوا یہ دو مقام جن کا ہم نے تذکرہ کیا

ہے ، اصول کی حیثیت سے ہیں ،

ورنہ انبیاء کرام میں ایسے بھی اصحاب

ہیں کہ جن کا مبداء خالص نہیں اور نہ

ہی ان کا مزاج خالص ہے کامل افراد

میں بعض ایسے بھی ہوتے ہیں ، جو

اپنے کمال کے امام اور اسکے خاتم

ہوتے ہیں ،



# آدم علیہ السلام اور ان کا مبدع تعین

اَدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَأُ  
تَعْيِينِ الْمَرْئِيَةِ الَّذِي يَقْتَضِي  
بِنَفْسِهِ صُدُورَ الْكَائِنَاتِ  
وَلِذَلِكَ كَانَ آيَا الْبَشَرِ الْآلِ  
كَالْخَالِقِ فِي عَالَمِ الصُّوَرِ  
وَكَانَ أَكْبَرُ هَيْئَتِهِ  
الْإِسْتِيلَادُ وَالزَّرْعُ وَ  
الْإِنْتَاجُ وَكُلُّهَا تَمَاشِيلُ  
الْحَلْقِ وَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى  
وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ  
كُلَّهَا سَبِيلَ تَعْلِيمِهِ  
عِنْدَنَا أَنَّهُ تَعَالَى كَشَفَتْ  
لَهُ عَنْ حَقِيقَةِ الْأَسْمَاءِ  
الَّتِي مِنْ تَحَالُطِهَا  
يَحْدُثُ الْعَالَمُ وَكَشَفَتْ  
لَهُ عَنْ سَعَةِ عَالَمِ  
الصُّوَرِ وَأَنَّهُ

آدم علیہ السلام کے تعین کا مبدع  
اسم پاک المرید ہے جس کا اقتضا ذاتی  
کائنات کا معرض وجود میں آنا ہے  
اسی بنا پر وہ ابوالبشر قرار پائے  
کیونکہ باپ (آپ) اور خالق کی حیثیت  
عالم مادی میں ایک جیسی ہوتی ہے  
اور حضرت آدم کی زیادہ تر وجہ نسل  
افزائی اور زمین کی پیداوار بڑھانے  
پر مبذول رہتی تھی، اور یہ سب امور  
تخلیق کے تمثلات ہیں، اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا کہ اس نے آدم علیہ السلام  
کو سب کے سب نام بتا دیئے، اس  
تعلیم کی کیفیت ہمارے نزدیک یہ  
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر ان اسماء  
پاک کی حقیقت ظاہر فرمائی کہ جن  
کی تخلیقات سے حواث عالم ظہور میں  
آتے ہیں اور عالم صوت کی وسعت

لِكُلِّ حَرْفٍ مَّتَقَدِّسٍ وَ  
مَتَدَنِّسٍ مُّوجُودٍ وَمَعْدُودٍ  
فِيهِ صُورَةٌ فَقَطَعَ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ صَدَقَتْ حُرُوفًا  
مُّوَثَّقَةٌ كَأَصُولِ التَّكْوِينِ  
خَمَّ بَعْضُهُمَا لِي بَعْضٍ  
لِيُؤْمَلَ التَّخْلِيْطُ وَلِيُفْهَمَ  
كَانَ أَوَّلَ صَحِيْفَةٍ مِنْ  
صُحُفِ حُرُوفِ التَّهَجِّيِّ ۝

کا اس پر انکشاف ہوا اور اس بات  
کا بھی انہیں علم دیا گیا کہ ہر ایک جزئی  
خواہ وہ مقدس ہو یا متدنس موجود ہو  
یا معدوم اسکی ایک مخصوص صورت  
ہوتی ہے چنانچہ آدم علیہ السلام نے  
اصوات میں تقطیع پیدا کر کے اصول  
تکوین کے لئے حروف وضع کئے اور پھر  
انہیں آپس میں ترکیب دی تاکہ تخلیط  
نمایاں ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ

ان کا سب سے پہلا صحیفہ حروف تہجی پر مشتمل تھا ۝  
وَلَمَّا كَانَ كَثِيرُ  
السُّبُوغِ لَا يَمَانِي جَانِبِ  
الْبُؤَةِ الْبَشَرِ اخْتَصَى  
قُوَّةَ حَالِهِ اَنْ يَخْرِيَمَ  
مِنْهُ فِي غَلَبَاتِ حَالِهِ  
ذُرِّيَّتُهُ وَيَكُونُ اَيُّ وَاَقْعٍ  
خَاذَاكَ وَاَفْعَا تَهَا  
وَالْوَلَدُ مُتَدَبِّرٌ فِي عَيْنِ  
وَالِدِهِ ۝

اور چونکہ اس کا سبوغ کامل تھا خصوصاً  
اس کا وہ کمال جو ابوالبشر ہونے کی  
جثیت سے اسے حاصل تھا، اس لئے  
وقت حال کا تقاضا یہ ہوا کہ غلبہ حال  
کے اوقات میں اس سے اسکی نسل نکال  
ہو اس حالت میں جو واقعات انکے  
سامنے تھے وہی بعینہ ان کی نسل کو  
پیش آئے اور لڑکا والد کی عین  
ثابتہ میں مندرج ہوا کرتا ہے،

## حضرت شہید وادیں علیہا السلام

شَهِيدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 مَبْدَأُ تَعْيِينِ الْوَهَّابِ  
 وَكَانَ أَوَّلُ جُزْئِيٍّ مِنْ  
 جُزْئِيَّاتِ الْإِرَادَةِ وَكَانَ  
 أَيْضًا أَكْبَرُ هَمَّتِهِ الْإِسْتِيلَاةُ  
 وَالزَّمْرُ وَالْإِنْتَاجَةُ وَكَانَ  
 وَهْيُ أَبِيهِ وَمِنْ تَشَابُهِ  
 كَسَالِهِ وَمَزَاجِ أَبِيهِ  
 مَتْرَاكِهِمْ وَكَانَ مِنْ كَمَا لَا تَرَى  
 الْمُكْتَسِبَةَ التَّجَلِّيَ السَّيِّئُ  
 وَبِهِ كَسْرُ التَّرَاكُمِ وَكَانَ  
 شَيْئٌ وَرِثَةٌ جَبِيلَةٌ وَكَسْبًا  
 وَلَمَّا تَحَقَّقَ الْكَمَالُ  
 السَّيِّئُ وَتَقَرَّرَ رُجُوعُ سَطَرِهِمَا  
 حَقٌّ لَمَّا أَنْ يَتَجَسَّدَا ذَرِيَّةً  
 عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
 مَبْدَأُ الشُّبُوحِ أَرْفَعُ

شہید علیہ السلام کے تعین کا مبداء  
 الوہاب ہے جو ارادہ کی اول ترین  
 جزئی کا مظہر ہے آدم علیہ السلام کی طرح  
 ان کی بھی زیادہ توہم نسل افزائی اور  
 زمین کی پیداوار بڑھانے پر میزول ہوتی  
 ہے وہ اپنے باپ کا وہی اور اس کے  
 کمالات کا آئینہ تھا، اور اسکے باپ  
 کا مزاج مترالم تھا اور اسکے اکتسابی  
 کمالات میں سے تجلی سلبی تھی جس کے  
 ذریعہ ترالم میں اضافہ ہوا اور شہید  
 علیہ السلام فطری اور کسی طور پر اپنے  
 اپنے باپ کے وارث تھے،

جب کمال سلبی کو تحقق حاصل ہوا، اور  
 فطرت اور اکتساب دونوں حیثیتوں سے  
 اس کا تقرر ثابت ہوا تو اس میں تمثیل  
 کی قابلیت پیدا ہو گئی اور ادریس  
 علیہ السلام کا مبداء تعین استیوح تھا،



مِنَ الْقَدَّاسِ وَالْفَرَقِ بَيْنَهُمَا  
كَالْفَرَقِ بَيْنَ مَقْعُودٍ وَالْعَدَمِ  
وَسَلْبِ الْوُجُودِ وَالْفَنِّ لَهُ  
يَهْلِكُ قَوْمٌ كَمَا أَهْلَكَ نُوحٌ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَرَّاجَةٌ مَتْرَاكَةٌ  
أَيْضًا إِنْ أَنْتَ قَدْ ضَعُفَ  
بِالسَّلْبِ مِنْ كَمَالِ تَبَاهٍ مَكْتَسَبَةٍ  
الْاِقْتِرَابِ بِالتَّعَانِثِ الْعُلُوتِ  
وَكَانَ لَهُ فِي ذَلِكَ شَأْنٌ عَظِيمٌ  
وَكَانَ خَاتِمَ هَذِهِ الْاِقْتِرَابِ  
فَمَا تَوَحَّدَ لَهُ شَتَاثُهَا سَتَرُ طَنٍ  
قَلْبَهَا وَهُوَ الشَّمْسُ

کائنات علویہ کے عین وسط یعنی آفتاب کو اپنا وطن بنا لیا،

## نوح علیہ السلام

وَنُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَبْدَأُ  
الْقَدَّاسِ وَهُوَ تَفْصِيلُ السُّبُوحِ  
وَشَرْحُهُ كَرَوْنِ الْاِخْتِصَافِ  
إِلَى التَّعَانِثِ الْكُتْبِ  
نوح علیہ السلام کا مبداء متعین آنفرد ہے  
جو السبوح کی شرح اور تفصیل ہے اس  
سلسلہ میں ان متدنسات اور ملوث  
بہادہ اشیاء کا بھی ذکر آتا ہے جن

يَتَقَدَّسُ عَنْهَا وَمِنْ أَجْلِ  
مُتَرَاكِكُ فَكَسَّرَ صَوْنَهُ  
الْتِرَاكِكُ لِسَكِينَةٍ وَمِنْ  
كَمَا لَا تَرَى النَّاسَ تَبَيَّنَتْ  
الْتَحَبُّنِي الْأَرَادِي كَمَا كَانَ  
لَا دَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِطْرَةً  
وَالْأَقْدَرَابُ بِالنَّكَائِنَاتِ  
السُّقْلِيَّةِ كَمَا كَانَ لِأَدْرِيسٍ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْعُلُويَّاتِ  
وَذَلِكَ لِأَنَّ السُّبُوحَ  
يُنَاسِبُ الْعُلُويَّاتِ  
وَالْقُدُّوسُ يُنَاسِبُ  
السُّفْلِيَّاتِ وَلِهَذَا أَهْلَكَ  
قَوْمَهُ ثُمَّ أَخَذَ فِي  
الْإِسْتِيلَادِ وَالزُّرْمِ وَالْإِسْتِجَارِ  
وَعَظِيمُهَا كَانَ أَحَدًا ثَانِيًا

کے اوصاف سے اسکی ذات اقدس کو  
منزہ کرنا لازم ہے اور انکا مزاج بھی  
مترکم تھا لیکن سلبت نے اس کی  
شدت کو کم کر دیا اس کے کمالات  
کثیر میں سے تجلی ارادی ہے جیسا کہ  
آدم علیہ السلام کو یہ کمال فطرۃ حاصل  
تھا کہ ان کا قرب کائنات سفلیہ کے  
ذریعہ تھا جیسا کہ ادریسؑ کو کائنات علویہ  
کے ذریعہ قرب حاصل ہے اسکی وجہ یہ ہے  
کہ اسم پاک سُبُوح کے مفہوم کو علویات  
سے خاص مناسبت ہے اور ایسی  
قدوس کو سفلیات سے خاص مناسبت  
ہے اور اسی بنا پر انکی قوم کو ہلاک  
کیا گیا، اور ہلاکت کے بعد وہ نسل  
افزائی اور زمین کی پیداوار بڑھانے  
میں مصروف رہے اور آدم ثانی کا لقب پایا

ہود علیہ السلام

نوح علیہ السلام کی طرح ہود علیہ

ہود علیہ السلام مبعوث

تَعَيَّنَ السُّلْبِيَّاتِ كُنُوجِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَدْ  
اِكْتَسَبَ كَمَا لَا مِنْ  
اَلْكَمَالِ اِتِّبَادُ وَمِنْهُ  
عِلْمُ التَّوْحِيدِ فَقَالَ  
اِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ  
وَلَيْسَ بِمُحْوَضِ اِلْبَدَاءِ  
فِيْمَا نَعْلَمُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ  
بِمَرَاتِبِ اَنْبِيَائِهِ وَهُوَ  
مَسْوَرِكُمُ الْخَزَائِرِ \*

السلام کے تین کامبداء سلبیات ہیں  
ہے اور کمالات مبداء میں سے ان کا  
ایک کمال اکتسابی ہے اور ان کے  
فروع میں سے علم توحید ہے اور اسی بن  
پر قرآن کریم میں ان کا یہ قول منقول ہے  
کہ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ  
تکسبیم جانتے ہیں، ہود علیہ السلام کا  
مبداء تعین خالص نہیں تھا، اور اللہ  
رب العزت اپنے انبیاء کرام کے مراتب  
کو بخوبی جانتا ہے اور وہ مترکب لمزاج تھے

## صالح علیہ السلام

صَالِحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
مِثْلُ هُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
فِي الْمُبْدَا وَالْكَمَالِ اَلْمُكْتَسَبِ  
وَلَكِنَّ التَّجَلِّيَ اِلَا ضَافِي حَالًا  
وَلِذَا لَكَ اَظْهَرُ شَرْوَرٍ وَمِنْهُ  
فِي صُوْرَةِ النَّاقَةِ كَمَا مَرَّتْ  
اِلَيْهِ اِلَا شَارَةً وَمِنْ الْقَوَاعِدِ

صالح علیہ السلام کا مبداء تعین اور  
ان کا کمال مکتسب ہود علیہ السلام کی  
طرح تھا، اور انہیں تجلی اضافی حالی  
کی خصوصیت حاصل تھی اسی بنا پر ان کی  
قوم کی شرارتیں اذیت کی شکل میں نمودار  
ہوئیں جیسا کہ یہ چیز بطور اشارہ کے ذکر  
ہو چکی ہے اور یہ قاعدہ مکیہ ہے کہ جن



الْمَطَرُ دَقَّ وَأَنَّ كُلَّ نَبِيٍّ  
مَسَلَّتِي بِقَوْلِكَ قَوْمَهُ وَلَا  
تَغْلُغَلْ فِيهِمْ دَعْوَتُهُ  
وَلَا عَكْسَ انْقَطَعَتْ سِلْسَلَةُ  
الْمُتَرَاكِمِ وَالسُّلْبِ بِصَالِحِهِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ خَاتَمُ  
السُّلَيْبِيِّنَ الْمُتَرَاكِمِينَ زَمَانًا

انبیاء کرام کا مبداء تعین سلبی ہے ان کی  
قوم پر عذاب استیصال نازل ہوتا ہے  
اور ان کی دعا ان کے حق میں زیادہ موثر  
ہوتی ہے اور اس کا خلاف قطعاً نہیں  
ہوتا تراکم اور سلبیات کا سلسلہ صراح علیہ  
السلام پر ختم ہو گیا چنانچہ آپ اپنے  
زمانہ کے خاتم السلبین والمترکمین ہیں

## ابراہیم واسماعیل علیہما السلام

إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
وَلَهُ شَأْنٌ عَظِيمٌ وَمِنْهُ  
شُرُوعُ سِلْسِلَةِ التَّعَرُّفِ  
وَسِلْسِلَةِ الْإِيجَابِ وَمَبْدَأُ  
تَعْيِينِ السَّحَى الْقَيُّومِ مِنْ  
حَيْثُ الْأَرْجَمَالِ وَمِزَاجُهُ  
فِيهِ تَوْعٌ صَلَابَةٌ وَنَوْعٌ  
سُبُوعٌ وَلَوْ لَا ذَلِكَ لَوُتَّكِلُ  
كَمَالُهُ الشَّامُ وَلَوْ كَمَلَتْ فِيهِ  
لَمْ يَكُنْ مِنْ تَمَازِيلِ

ابراہیم علیہ السلام کی شان بہت  
بلند ہے تعری اور ایجاب کا سلسلہ ان  
ہی سے شروع ہوا اور ان کے تعین کا مبداء  
اجمالی النحی القیوم ہے ان کے مزاج میں  
سبوع اور صلابت دونوں شامل ہیں  
ورنہ انہیں یہ انتہائی کمال نہ حاصل ہوتا  
اور اگر یہ دونوں چیزیں ان میں نہ پائی  
جائیں تو ان کا کمال تام نہ ہوتا اور اگر  
یہ دونوں چیزیں ان میں بدرجہ کمال  
ہوتیں تو ان میں اجمال کا تشل نہ ہوتا

الْجَمَالَ فَأَنْقَبَضَ قَلْبُهُ  
فَطَلَبَ وَكَدًّا مُقْبِلًا  
لثِقَلِهِ وَكَفْصِيلاً لَشِدَّةِ  
الْجَمَالِ فَرَزَقَ  
اس سے انکے دل میں انقباض پیدا ہوا  
اور انہوں نے بارگاہ الہی میں بیٹے کی  
درخواست کی جو بوجھ اٹھانے میں ان کا  
معاون ثابت ہو اور ان کے مرتبہ  
جمال کی تفصیل کرے چنانچہ انہیں ولد صالح عطا کیا گیا۔

### اسما عیمل علیہ السلام

اسما عیمل علیہ السلام اسم پاک الی  
کا تمثیل تھے جس سے انکو تسکین اور شرح  
صد حال ہوا اسکے بعد وجدانی غلبہ کی  
حالت میں ہو آپ کی استبداد کا تقاضا  
تھا اس بات پر مامور ہوئے کہ ان سے  
اس کمال مطلق کا تمثال صادر ہوا اور اس  
پیر میں ابراہیم علیہ السلام کیساتھ اسماعیل  
علیہ السلام بھی شریک تھے چنانچہ آپ کو  
سخت السلاخ کی حالت پیش آئی، اور  
آپ سے بیتا شد کا ظہور ہوا، جو عالم  
حسن میں متفرقات کا جامع ہے پھر لوگوں  
کے دلوں میں محبت ڈالی گئی کہ وہ اس  
اسْمَاعِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
وَهُوَ مِنْ تَمَائِيلِ الْعَلَمِ  
تَسْكُنُ بِهِ قَلْبُكَ وَالشَّرْحُ  
فَامْرٌ فِي غَلَبَاتٍ وَجِدٍ  
بِالضَّرُورَةِ الْاِسْتِعْلَادِيَّةِ  
اَنْ يَضُدَّ مِنْ نَفْسِهِ  
تَمَثَّلًا لِهَذَا الْكَمَالِ  
الْمُطْلَقِ وَيُشْرِكَ فِيهِ اِسْمَاعِيلُ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاسْتَلَخَ  
السَّلَاخَ قُوًيًا فَاحْصَدَ  
مِنْ نَفْسِهِ بَيْتَ اللَّهِ اِذْ هُوَ  
فِي عَالَمِ الْحَيَاثِ يَزَاوِ الْخَامِدِ

لِلشَّيْءِ، وَجَعَلْتَ أَفْئِدَةً  
مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِ  
مِثْلَ الشَّفْعِ إِلَى الْأَجْمَلِ  
بِأَمْرِ النَّبِيِّ لِلْعَامَّةِ وَالْأَمْرِ  
الْأَسْتَعْدَادِ لِلْخَاصَّةِ  
ثُمَّ هَبَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
إِلَى الشَّفْعِ فَانْقَبَضَ  
قَلْبُهُ ثَانِيًا لِمَا كَرِهَ يَكُنْ  
هَذَا لَكَ خَاطِئَةً لِكَمَالِهِ  
الْتَفَحُّصِي قُبُورَ بَارِئِ خَلْقِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَكَانَ صَبْرٌ  
تَمَازُجُ الْعَظِيمِ فَانْشَرَحَ  
بِهِ قَلْبُهُ ثُمَّ أَمَرَ فِي غَلَبَاتِ  
وَجْدِهِ أَنْ يُصَدِّقَ مِنْ نَفْسِهِ  
بَيْنَ مَا جَامِعًا خَرَفَتُ بَيْتِ  
الْمَقْدِسِ وَهَذَا ذَوْخًا وَهُوَ  
الْمَرَادُ بِالْحَدِيثِ الصَّحِيحِ كَانَ  
بَيْنَ بَيْنَايَ مَا أَرْتَعُونَ سَنَةً

خاتمہ خدا کی طرف کھینچ کر آئیں، عوام  
کو تو شرح نے اس پر مامور کیا، اور  
خواص نے اپنی استعداد کے مطابق  
اس پر مائل کیا اسی کا نام اجمال کی  
جانب تفصیل کا مائل ہونا ہے،  
پھر آپ تفصیل کی طرف مائل ہوئے  
اور پھر دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کا  
قلب متقبض ہوا کیونکہ آپ کے کمال تفصیلی  
کا کوئی ضابطہ نہیں تھا، چنانچہ آپ کو  
اسحق علیہ السلام کی بشارت دی گئی جو  
اسم پاک اعظم کا مثل تھے اس سے آپ کی  
طبع مبارک میں اشگفتگی پیدا ہوئی اسکے  
بعد ویرانی غلبہ کی حالت میں پھر دوبارہ  
آپ کو حکم دیا گیا کہ ایک دوسرا گھر  
عبادت کا تعمیر کریں جو تفرقات کا  
جامع ہو اور انہوں نے بیت المقدس  
کو تعمیر کیا ہمارا ذوق سلیم ہی کہتا ہے  
اداس حدیث کے کہ کعبہ اور بیت المقدس

کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہے یہی معنی سمجھتے ہیں۔



فَالْمَدَنُ لِيُحْمَ عِنْدَنَا مُعْجِلٌ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ لَكَ أَنْ أَشَدَّ جَمَالًا مِنْ لِحْوَ  
سَلَامٍ السَّلَامُ وَسَيُثْنِي عَلَيْكَ تَعْمُرُ  
الْكَلَامُ فِي سِرِّ الدِّنِمْ وَيَا جَمَلًا فَاسْتَحْ  
مَتَّبِعِ الْكَمَالَ التَّفْصِيلِيَّ وَاسْتَفْهِمِ  
مَتَّبِعِ الْكَمَالَ الْأَجْمَلِيَّ ۝

ہمارے نزدیک ہما عیل علیہ السلام  
زبورج تھے، کیونکہ اسحق علیہ السلام کی  
ذات میں بہ نسبت انکے اجمال زائد تھا  
اس کی کچھ تفصیل بعد میں آئے گی خلاصہ  
یہ کہ اسحق علیہ السلام کمال تفصیلی اور  
ہما عیل علیہ السلام کمال جمالی کا تشریح تھے

## یعقوب اور یوسف علیہما السلام

وَيَعْقُوبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
مَبْدَأُ الشُّبُونِ وَلِذَا لَكَ كَانَتْ  
أَبَا لَكَ نَبِيًّا وَتَسْخِرُهُمْ وَإِلَيْهِ  
لَيَعْرِى حُكْمُ رَجْمَالِهِمْ وَهُوَ  
بِالنَّبِيَّةِ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ  
السَّلَامُ كُلُّ بَرَاهِمَةٍ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ بِالنَّبِيَّةِ إِلَى نَبِيِّنَا  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْسُفُ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ سَخْنَةُ الْوَلِيِّ وَقَدْ  
كَانَ تَغْلُفَلْ فِيهِ الْجَمَالُ  
كُلُّ التَّغْلُفَلْ وَلِذَا لَكَ

یعقوب علیہ السلام مبدئ شئون  
تھے اس لئے وہ ابوالانبیاء بنی اسرائیل  
کے مقتدا قرار پائے چنانچہ تمام بنی اسرائیل  
کے اجمال کے احکام انہیں کی طرف سے  
منسوب ہوتے ہیں اور آپ کو موسیٰ  
علیہ السلام وہی نسبت ہے جو کہ ابراہیم  
علیہ السلام کو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کیساتھ حاصل ہے، یوسف  
علیہ السلام کا مبدئ تعین الولی تھا اور  
صفت جمالی نے انتہائی درجہ تک  
اس میں سرایت کی تھی، یہاں تک

ظَهَرَ الْجَمَالُ فِي بَدَنِهِ  
لَمْ يَكُنْ شَرَحًا لِيَعْقُوبَ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ وَلَا مُرْسَلًا حَقِّي  
تَأْيِيدًا يَفِيضُهُ وَخَرْلًا لِكَيْ  
لِشِدَّةٍ شَغَافَتِهِ +

کہ ان کا ظاہری جسم بھی جمال ظاہر کا  
اعلیٰ ترین نمونہ تھا، آپ اس وقت  
تک یعقوب علیہ السلام کے کمال کی  
شرح اور تفصیل نہیں تھے اور نہ ہی وہ  
نبی مرسل تھے یہاں تک کہ ان کے فیض

سے مؤید ہوئے اور یہ ان کے کمال شغافیت کی بنا پر تھا۔

وَالْعَامَّةُ زَعَمُوا أَنَّ  
الْوَلِيَّ لَهُ ثَلَاثَةُ مَعَارِيزٍ اشْتَرَاكَ  
أَحَدُهَا الْقُرْبُ يُقَالُ وَدَى  
يَكُنِي أَيْ قُرْبَ يَفْرُبُ ثَانِيهَا  
وَلِيٌّ أَيْ تَوَلَّى الْأَمْرَ وَهِنَّ  
الْوَلِيُّ لِلرَّوْعَى وَالْوَلِيُّ  
فَلِسُلْطَانٍ وَثَالِثُهَا وَلِيٌّ  
أَيْ أَحَبُّ وَخَصٌّ نَقُولُ  
لَهُ مَعْنَى وَاحِدٌ هُوَ الْقُرْبُ  
الذَّاتِي أَكْذَرُ لِي وَبِلَدٍّ مِمَّا أَحَبُّ  
وَالْقُرْبُ يَفْرَعُ عَلَيْهِ التَّوَلَّى  
الَّذِي قَدْ يُعْبَرُ عَنْهُ بِالسِّيَادَةِ  
وَحُرِّيَّتَيْنِ بَيْنَ مُطْلَقِ الْقُرْبِ الذَّاتِي

عوام کا خیال ہے کہ الولیٰ کے  
تین معنی ہیں اور ان معانی ثلاثہ پر  
علی سبیل الاشتراک اسکا اطلاق ہوتا  
ہے ایک ان میں قرب ولی یلی کے  
معنی قرب کے ہیں اور دوسرے سرپرست  
اسی معنی کے لحاظ سے وہی حاکم اور  
بادشاہ کو ولی کہا جاتا ہے، تیسرے  
محبت اور محبوب لیکن ہمارے نزدیک  
اس کے ایک ہی معنی ہیں، وہ یہ کہ اس  
(اللہ تعالیٰ) کو اپنے بندوں سے قرب  
ذاتی ازلی حاصل ہے محبت اور سرپرستی  
کے معنی اسی کے ضمن میں آجاتے ہیں  
مطلق قرب ذاتی ازلی اور الولیٰ کی

الْأَزَلِيِّ وَيَبْنَ الْوَلِيِّ الَّذِي مِنْهُ  
يُوسُفُ فَإِنَّهُ جَمَالٌ فِي جَمَالٍ  
وَيُخْتَصُّ بِالْهَيْئَةِ الْجَمَالِيَّةِ  
الْمُخَوَّضَةِ كَمَا ذَكَرْنَا الْفَرْقَيْنِ  
الْأَلْفَةِ وَالرَّيْمَانِ فِي بَعْضِ الْأَوَّلِ  
الشَّرْعِيَّةِ فَقَدْ هُوَ الْوَلِيُّ الَّذِي  
هُوَ يُوسُفُ أَمَّا الْوَلِيُّ الَّذِي هُوَ  
مِنْ تَمَاشِيلِهِ فَشَقِيٌّ لِأَحَدِ الطُّفْلِ  
مِنْ هَذَا وَأَعْلَى دَابُّهُ وَقَالَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ رَأَيْتُ وَلِيَّ فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ يَعْفِي بِكَ لِكَ فِي الْبَطْنِ  
الرَّابِعِ إِنَّكَ أَنْتَ الَّذِي وَتَكْتَنِي  
أَيُّ حَلَقَتِي وَلِيًّا فِي الدُّنْيَا  
وَالْآخِرَةِ وَأَنْتَ الَّذِي ظَهَرَتْ  
مِنْ قَبْلِكَ لِسَمِيكَ الْوَلِيُّ حَقٌّ كُنْتُ  
وَوُجِدْتُ وَصَدَرْتُ مَعَنِي  
الْوَلَايَةِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَقَدْ  
طَلَبَ مِنْ بَطْنِ الْخَامِسِ مِنْ  
هَذَا الدُّعَاوِ أَنْ يَظْهَرَ اللَّهُ

مفہوم میں جو یوسف علیہ السلام کا مبدع  
تبعین ہے بڑا فرق ہے موخر الذکر جمال  
در جمال ہے اور غافل ہیت جمالہ کے  
ساتھ مخصوص ہے یہ فرق بعینہ ایسا ہے  
جو ہم نے اپنی بعض تصانیف شرعیہ میں  
الفت اور ایمان کے معنی کے درمیان  
بیان کیا ہے یہ وہ ولی ہے جو عین  
یوسف ہے لیکن وہ ولی جس کے وہ مثل  
تھے وہ اس سے لطیف تر اعلیٰ اور  
زیادہ شاندار ہے اور آپ کا فرمان ہے  
انت دلی فی الدنیا والاخرۃ  
بطن راجع ہیں اس کے یہ معنی ہیں کہ تو  
ہی میرا ولی ہے کہ مجھے پیدا کیا، تو ہی  
دنیا و آخرت میں میرا سرپرست ہے  
اور تیرے ہی اسم پاک الولی سے میرا  
ظہور ہوا چنانچہ میں معرض و سجد میں آیا  
اور دنیا و آخرت میں ولایت کا مظہر ہوا  
اور بطن خامس میں انہوں نے اس دعا  
سے یہ درخواست کی کہ اللہ سبحانہ و



سُبْحَانَكَ يَا سُبُّوحَ الدُّنْيَا  
 آخِرِي عِنْدَ قُرْبِ الْقِيَامَةِ  
 لِيَنْصَبِعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ بِأَلْسِمِ  
 الْجَامِعِ مُحَمَّدِي ثُمَّ أَلْسِمِ الْجَامِعِ  
 الْعِيسَوِي بَعْدَ أَنْ كَانَ حَكِيمًا  
 مَعْصُومًا وَجَبْرًا مُحِيطًا لِلنَّشِئَاتِ  
 مُتَغَلِّبًا فِي الْجَمَالِ لَا يَدُلُّهُ  
 إِلَّا الْجَمَالُ وَلَا رَجُلٌ إِلَّا  
 الْجَمَالُ وَلَا لِسَانٌ إِلَّا الْجَمَالُ  
 لَا قَوَادٍ لَهُ إِلَّا الْجَمَالُ فَيَكُونُ شَرَحًا  
 لِيُوسِفَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَمُؤَدِّيًا  
 لِحَقُوقِ شَفَاعَتِهِ وَفَتْحًا لِحَالِهِ  
 قِلَاسَ الْقَدَامِضِ وَمُسَخِّرًا لَهُ  
 أَقَالِيمَ الْعُلُومِ فَيَسْكُنَ بِهِ  
 جَانَّتُهُ وَتَقَرَّ بِهِ عَيْنُهُ وَتَعْمَلَ  
 اللَّهُ سُبْحَانَهُ قَدْ أَجَابَ دُعَاءَهُ  
 وَكَلَّمَ دُفْعَةً رَبِّ الْعَالَمِينَ

تعالے قرب قیامت پر ایک مرتبہ  
 پھر وہ اہم پاک النبی کے لباس میں ظہور  
 فرمائے تاکہ وہ شخص اہم جامع مصریٰ اور  
 پھر اہم جامع عیسوی کے رنگ میں رنگا  
 جائے جو کہ بعد ازیں حکیم معصوم اور ذی دہشت  
 تھا تمام الزام ارتقاء پر احاطہ کئے ہوئے  
 تھا جمال اس کے تمام اجزاء میں سرسبز  
 کئے ہوئے تھا، چنانچہ اس کے ہاتھ پاؤں  
 اور اس کی زبان اور دل سب ہی  
 مجسم اور پیکر جمال تھے تاکہ یہ شخص یوسف  
 علیہ السلام کیلئے بمنزلہ شرح کے ہو اور اس  
 کے شفاعت کے حقوق بجالائے غوامض  
 اسرار کے قلعے اسکے لئے فتح کرے اور  
 اقالیم علوم کو اسکے لئے مسخر کر دے کہ جس  
 سانس کی آنکھ کو نور اور دل کو سر پر پہنچے گا اس  
 مقام پر بھی شاہ صاحب نے اپنا حال بیان فرمایا  
 ہے اور شاید اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام

کی اس دعا کو شرف اجابت بخشا، و الحمد للہ رب العالمین،

وَعَمَلُ الشَّفَاعَةِ خَدَّ كَرِيمًا اور غالباً یوسف علیہ السلام کو شفاعت

یُؤْمِرُ، عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاخْتَصَّ بِهَا مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ وَرِثَهَا تَقْتَضِي بِنَاتِهَا لِلْحُقُوقِ بِالْصَّالِحِينَ كَمَا سَأَلَ وَآتَى صَالِحِ أَنْتُمْ شَانَاءَ عَظَمَ مَرَهَاتَا مِنْ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُلُّكُمْ يَكُنْ لَهُ خَلِيفَةٌ يَلْحَقُ بِهِ فَإِنَّ دُعَايَهُ

سے گہرا تعلق تھا اس لئے تمام انبیاء کرام میں اس صفت کی بزاپردہ انہوں نے خصوصیت حاصل کی اور اس کا اقتضاء بحق بالصالحین ہے کہ جسکی انہوں نے اپنی دعائیں درخواست کی ہے، اور سیدنا و مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کس کی صلاح کامل اور کس کی برہان قائم تر ہو سکتی ہے اور اگر آپ کا کوئی خلیفہ نہ ہو کہ جسکو آپ کے بحق حاصل ہو تو پھر آپکی دعا کی کیا حقیقت باقی رہ سکتی ہے

### ایوب اور شعب علیہما السلام

يُؤْيَبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَامِبِدٌ تَعِينُ خَالِصٌ نَهِيں تَحَا، مَعْلُومٌ هُوَ تَا هِي، كِهْ نَعِشْ شُؤْنُ كِهْ وَهْ تَمَثَّلُ تَحْتِ جِسْ سِي وَهْ بِيْ خَبَرِ تَحْتِ اِسْ لِيْ وَهْ بِلَا عَظِيمِ اَوْرِ پھر بلا عظیم میں مبتلا ہوئے، اَوْرِ اِیْ طَرَحِ شُعَيْبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَا مَبِدٌ تَعِينُ خَالِصٌ نَهِيں تَحَا، اِسْ مِیْنِ

ایوب علیہ السلام کا مبدی تعین خالص نہیں تھا، معلوم ہوتا ہے، کہ بعض شئون کے وہ تمثیل تھے جس سے وہ بے خبر تھے اس لئے وہ بلا عظیم اور پھر بلا عظیم میں مبتلا ہوئے، اور اسی طرح شعیب علیہ السلام کا مبدی تعین خالص نہیں تھا، اس میں

شَوَّبَ مِنْ الْمَسْلُوبِ  
وَأَرَى أَنَّهُ لَوْ يَهْلِكُ  
قَوْمٌ إِلَّا أَنَّهُمْ أَهْلَكُوا  
أَنفُسَهُمْ فَصَارَ مُهْلِكًا  
لِشِدَّةِ اقْتِرَابِهِ بِقُرْبِ  
الْفَرَاغِ ثُمَّ جُعِلَ  
أَمِّيًّا تَعَدُّ

وَأَمَّا لَوْ طَعْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
فَأَنَّهُ أَيْضًا لَيْسَ مَحْجُوزًا  
وَهُوَ مِنْ تَحَالُطِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ كَمَا شَعِبَتْ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ مِنْ تَحَالُطِ يَعْقُوبَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَوْ تُهْلِكُ قَوْمٌ  
وَلَوْ أَهْلَكُوا أَنفُسَهُمْ فَأَتَعَكَّسَ  
الْأَهْلَاقُ فِيهِ لِشِدَّةِ اقْتِرَابِهِ  
بِقُرْبِ الْفَرَاغِ

سلب کی آمیزش تھی اور میرا خیال ہے  
کہ وہ قوم کی ہلاکت کا باعث نہ تھے  
انہوں نے خود اپنے آپ کو ہلاک کیا،  
تو آپ کو ان کا ہلاک قرار دیا گیا کیونکہ  
ان کو قرب فراغ کا کمال بدرجہ اتم  
حاصل تھا، اس کے بعد ان کو امیت  
بھی حاصل ہوئی،

اور لوط علیہ السلام کا مبدعین بھی  
خالص نہیں تھا، وہ ابراہیم علیہ السلام  
کی طرح تخلیقات سے تھے، جیسا کہ  
شعیب علیہ السلام یعقوب علیہ السلام  
کی تخلیقات سے تھے وہ بھی قوم کی ہلاکت  
کا باعث نہیں ہوئے، بلکہ انہوں نے  
خود اپنے آپ کو ہلاک کر دیا، نتیجہ یہ  
ہوا کہ ہلاک منعکس ہو گیا کیونکہ قرب  
فراغ میں آپ کو کائنات کا اقتراب حاصل تھا

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

موسیٰ علیہ السلام کا مبدعین بنوئیا

موسى عليه السلام مبدع



النَّبِيِّاتِ وَلِذَلِكَ كَانَتْ  
أَطْوَلَهُمْ كِتَابًا وَآوَسَعَهُمْ  
عِلْمًا وَآشَرَفَهُمْ إِرْشَادًا  
وَأكْثَرَهُمْ أُمَّةً وَأَصْلَبَهُمْ  
فِي الْمَقَامَاتِ وَأَكْسَبَهُمْ لِحِكْمَالِ  
وَلِذَلِكَ أَمَرَ بِالْعَجْمَادِ  
سَائِ الْأُمَمِ سِيَّاسَةً عَظِيمَةً  
وَهُوَ أَشْبَهُ الْأَنْبِيَاءِ بِرِسْوَلِنَا  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْدِ  
فِي قُنُونِ الْكَمَالِ إِلَّا أَنَّهُ  
لَيْسَ بِخَاتِمِ الْأَنْبِيَاءِ  
وَهَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
حُكْمِي النَّبُوَّةِ وَإِنَّمَا هُوَ  
رَدُّ الْإِخْيَارِ وَعَصْدُ الْكَلْبِ  
إِلَيْنِ إِذَا صَلَبَ وَمِزَاجُ  
مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ صَلْبُ  
أَشَدِّ الصَّلَابَةِ  
وَعَلَمُ الْخَضِرِ أَنْ فِي

تھا، لہذا آپ کی کتاب سب سے  
بڑی اور آپ کا علم بہت وسیع اور  
ارشاد کے اعتبار سے آپ سب سے  
زیادہ اشرف تھے اور آپ کی امت بھی  
بہت زیادہ تھی، مقامات میں آپ کو  
قدیم راسخ اور کمالات میں علیٰ درجہ کا کتباً بہ  
حاصل تھا اور اسی لئے آپ مامور یہ  
جہاد ہوئے اور بڑی حسن تدبیر کیسا تھے  
اپنی امت کے انتظام و انجام دینے کے لئے  
کمالات میں آپ بھرے لحاظ سے ہمارے  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یاد و مشاہیر  
تھے مگر آپ خاتم الانبیاء نہیں تھے  
اور ہارون علیہ السلام کی نبوت حتمی تھی  
وہ تو اپنے بھائی کے معادل اور مددگار  
تھے جب موسیٰ علیہ السلام شدت  
فرماتے تو وہ نرمی کرتے کیونکہ حضرت  
موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں شدت  
اور صلابت بہت زیادہ تھی  
اور خضر علیہ السلام نے آپ کو یہ بتلایا

قُرْبِ الثَّوَابِ مَقَامَاتٍ بِإِزَاءِ  
مَقَامَاتِ قُرْبِ الْقُرْبَانِ  
فَقَتَلَ الصَّبِيَّ كَمَا اغْرَقَ  
فِرْعَوْنَ وَأَقَامَ الْجِدَارَ بِلَا  
أُخْرٍ كَمَا سَقَى لَشَعِيبَ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ وَخَرَقَ السَّعْيَةَ  
كَمَا أَكْفَتْهُ فِي أَيْمَامِهِ  
وَتَجَلَّى اللَّهُ نَجَاتِهِ عَلَيْهِ  
فِي صُورَةِ النَّارِ لِتَأْمِينِهِ  
مَزَاجِهِ وَصَلَاتِهِ اخْلَاقِهِ  
وَكَلِمَةِ شِفَاهِ الشَّدَةِ اقْتِرَابِهِ  
بِقُرْبِ الْقُرْبَانِ وَلَمْ يَكُنْ  
اللَّهُ سُبْحَانَهُ شَعِيبًا عَلَيْهِ  
السَّلَامُ فِي قِصَّةِ مُوسَى  
تَكْبِيرِ السَّلَامِ لَا تَنْتَهَى لَيْسَ  
بِمَحْضٍ خُطَا مِنْ حَيْثُ الْبَدَأَ  
وَأَنْتَ مَا سَطَعَ سَطَوَعًا  
فِي قُرْبِ الْقُرْبَانِ عِنْدَ  
الْأَهْلِيَّةِ

کہ قرب ثواب میں بھی ایسے مقامات ہیں  
جو قرب قربان کے در مقابل ہیں چنانچہ  
انہوں نے لڑکے کو قتل کیا، جیسا کہ  
موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کو غرق کیا  
اور دیوار کو بلا اجرت سیدھا کرنا ایسا  
تھا جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے شعیب  
علیہ السلام کی بکریوں کو پانی پلایا اور  
کشتی میں شکافت کرنا ایسا تھا جیسا کہ  
موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے  
تالوت میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا  
تھا اور کیونکہ آپا ستمشیں مزاج اور  
آپ کے اخلاق میں صلابت تھی اسلئے  
اللہ تعالیٰ نے آگ کی صوت میں  
انکے سامنے تجلی فرمائی، اور قرب  
قربان میں کمال حاصل تھا اسلئے اللہ  
تعالیٰ نے بلا واسطہ کلام فرمایا اور  
موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
نے شعیب علیہ السلام کا تذکرہ نہیں کیا کیونکہ  
ان کا تعین بد سے خالص نہ تھا ان کی قوم

کی ہلاکت کے وقت ہی انہیں قریب قریب میں کمال حاصل ہوا۔

وَكَيْدُ شَعْرٍ وَشَعْرٍ يُبِيلُ  
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَيْسَا مَنِ  
الْمَمْحُورَيْنِ وَالْيَاسِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى مَسَلْ  
مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذَا لَكَ  
كَانَ تَحْرِيقُ تَسْخِيرِ الشَّارِ وَكَانَ  
صَاحِبُ الْجَنَابِ وَالْقَهَّارِ

اور پوش اور شموئیل علیہما السلام  
کا مبداء بھی خالص نہیں تھا، اور  
الیاس علیہ السلام کے مزاج میں موسیٰ  
علیہ السلام کے مزاج کی طرح صلابت  
تھی اسی واسطے ان کا معجزہ آگ کو  
مسخر کرنا تھا اور جن گلوں اور بیابانوں  
میں گھومتے تھے،

## حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام

دَاوُدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
مَبْدَأُ الْمُلْكِ وَمَزَاجُهُ  
سَابِقٌ وَوَرِكُهُ سَلِيمَانُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ وَكَانَ خَاتَمُ الْمُسْتَخِيرِ  
وَالْمُتَلَكِّ وَوَعْدِي أَنَّهُ خَاتَمُ  
بِالْفِعْلِ وَالْقُوَّةِ جَمِيعًا وَأُوتِيَتْ  
مِنْ كُلِّ شَيْءٍ آتَى مِنَ الْحُسْنِ  
وَالْجَبَالِ وَالْكِتَابِ مَعَارِفِ  
الْحِكْمَةِ وَمَعَارِفِ الْجَنَابِ

داؤد علیہ السلام کا مبداء تعین الملک  
تھا اور ان کے مزاج میں سیورغ تھا،  
سلیمان علیہ السلام ان کے وارث اور  
تسخیر و بادشاہت کے خاتم تھے میری  
راے میں، ان کا یہ خاتم ہونا بالفعل اور  
بالقوة دونوں اعتبار سے تھا، داؤد  
پیہت من کل شیء اس سے مراد  
حسن و جمال اور معارف حکمت کا  
اکتساب وغیرہ کمالات ہیں لیسعیاً اور



وَيَسْعِيَاہُ وَيُؤْتِيَنَّ عَلَيْهِمَا  
السَّلَامَ لَيْسَا بِمُحَوَّصَيْنِ  
وَكُذَّ لَا طَغْيَانُ قَوْمِ  
يُؤْتِيَنَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ لَمَّا جَعَلَ  
رَسُولًا فِي غَلَبَاتِ حَرْبِ الْفَرَاتَيْنِ  
وَزَكْرَتَا وَيَحْيِي عَلَيْهِمَا السَّلَامَ  
اَيْضًا لَيْسَا بِمُحَوَّصَيْنِ

یونس علیہما السلام کا مبدع خالص نہیں  
تھا، یونس علیہ السلام پر قرب فرائض  
استقدر غالب تھا، کہ اگر ان کی قوم  
کا تمرد اور طغیان ملحوظ نہ ہوتا تو ان کو  
رسالت سے سرفراز نہ کیا جاتا، اسی  
طرح یحییٰ اور زکریا علیہما السلام کا مبدع  
تعیین بھی خالص نہیں تھا،

### حضرت عیسیٰ علیہ السلام

وَعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ  
هُوَ مِنْ أَتَمِّ الْأَنْبِيَاءِ شَأْنًا  
وَأَجَلَّهُمْ بَرَكَةً وَمَزَاجَةً  
السُّبُوغِ وَلِذَا لَكَ كَانَتْ  
مُعْجَزَاتُهُ سُبُوغِيَّةً كُلُّهَا  
وَكَانَ وَجُودُهُ مِنْ طَوَائِفِ  
السُّبُوغِ وَلِذَا لَكَ حَقُّ لَكَ  
أَنْ يَتَعَلَّكَ فِيهِ الْخَوَابِرُ  
سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَعَهُ الْعَاقِمَةُ

عیسیٰ علیہ السلام کی شان بہت  
بلند تھی اور ان کو زبردست دلائل  
اور کھلی نشانیاں دیکر رسول بنایا گیا  
تھا، انکے مزاج میں سبوغ تھا، چنانچہ  
انکے معجزات بھی تمام تر سبوغ ہی کے  
طور پر تھے اور انکے معرض وجود میں آنے  
کا نتیجہ بھی سبوغ ہی تھا، اور اسی واسطے  
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے  
انوار کا ان کی ذات میں منعکس ہونا  
ضروری ہے، عوام کا خیال ہے، کہ

اَنْزَلَا اَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ  
 كَانَ رَاجِدًا مِّنَ الْاُمَّةِ كَلَّا  
 بَلْ هُوَ شَرٌّ لِّلْاِسْمِ الْجَامِعِ  
 الْمَحْمُودِ وَنَسْخَةٌ مُّسْنَخَةٌ  
 مِنْهُ فَشَتَاتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ  
 اَحَدٍ مِّنَ الْاُمَّةِ اِلَّا اَنْ  
 يَّتَّبِعَ الْقُرْآنَ وَيَأْتِيَ بِحَاجَتِهِ  
 اَلَا نُبَيِّنُ وَفَرَلَا لَا يَقْدَرُ  
 فِي حِكْمَالِهِ بَلْ كُتِبَتْ  
 فَتَعْرِفُ وَهُوَ مِنْ اَتَرِهَا  
 لَشُرُّ دِيَالٍ هُوَ وَلِذَلِكَ نَزَلَ  
 بَيِّنَ يَدَيِ الْاِقْيَامَةِ وَسَيَاتِكَ  
 تَسَامُرُ الْكَلَامِ

جو وقت وہ دوبارہ زمین پر اتریں گے  
 تو ان کی نوعیت ایک امتی کے طریقہ پر  
 ہوگی ایسا نہیں بلکہ ان کا نزول اسم  
 جامع محمدی کی شرح اور تفصیل ہے اور  
 اسکی نقل اور خاکہ ہے اسلئے انکے اور ایک  
 امتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے اتنی  
 بات ضرور ہے کہ وہ قرآن کریم کے متبع  
 ہونگے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 نقش قدم پر چلیں گے لیکن اس سے انکے  
 کمال میں کسی قسم کا فرق نہیں آتا، بلکہ  
 ارتقاء پاتی ہے وہ باعتبار اپنی ذات  
 کے یہودی شرارتوں کے لئے محاف  
 تے اور اسی بنا پر وہ پھر دوبارہ قیامت کے

قریب دنیا میں نزول فرمائیں گے۔ اس کی مزید تفصیل آگے آئے گی۔  
 (فائل) مہینہ کی آخری تاریخوں میں جبکہ چاند بالکل بے نور ہو کر آنکھوں سے  
 اذیت ہو جاتا ہے تو اسے محاف کہتے ہیں،

سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ صَلَّيْ وَسَلَّمْ ہمارے نبی اکرم سید المرسلین

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَسَلَّمَ هُوَ  
تَمَّالٌ لَدَيْهِ الْقِيَمُ مِنْ  
حَيْثُ التَّفْصِيلُ وَهُوَ جَمْعُ  
كُلِّ شَيْءٍ الْوَجُوهَ مَعَ سُبُوحِ  
وُسْعِهِ وَلِذَلِكَ تَبَحَّرَ فِي  
الْكَمَالَاتِ وَخَتَمَ النُّبُوَّةَ وَ  
فَضَّلَهُ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ  
كَلِمَةً لِيُوجَّهَ هُنَا عَيْنُهُ  
أَمِّيَّةً أَجْمَعَةً رَسْمُ الظَّالِمِ  
مِنْ قَوْلِهِ هَذَا وَأَمَّا قَوْلُهُ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تَقْصِدُونِي  
عَلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَمَعْنَاهُ  
عِنْدَنَا عَمِيْقٌ ۝

وَكَشَفَتْ سِرَّهُ أَذَّ اللَّهُ سُبْحَانَهُ  
لَمَّا تَجَلَّى فِي أَحْيَانِ الرُّسُلِ  
وَلِنُظْمِ تَجَلِّيهِ ذَاكَ  
أَمْرًا شَرْعِيًّا سَتَوَاتٍ  
الشَّرَائِعُ فِي الْحَقِيقَةِ وَالشَّيْءِ  
وَكُنْ هُنَاكَ فَضْلٌ إِلَّا

صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس  
الحی القیوم کا تشل ہے جو سبوح اور  
وسعت کیساتھ تمام وجوہ مختلفہ کا جامع  
ہے جس کی بنا پر آپ کے تمام کمالات  
انتہائی درجہ تک پہنچے ہوئے تھے  
اور آپ خاتم النبیین قرار پائے اور آپ کو  
تمام انبیاء کرام پر فضیلت بخشی گئی  
جس کی کئی وجوہ ہیں آپ کی ہریت  
عینیہ ایک جامع امیت تھی اور جو اسم  
پاک آپ کا تعین مبدی آپ کے قلب سے  
ظور کئے رہتا تھا، اور آپ کا فرمان  
کہ مجھے یونس بن متی سے افضل نہ کہو اس  
کے معنی عمیق ہیں

اور اس کہنے کا راز یہ ہے کہ  
اللہ کی ذات اقدس نے اعیان  
رسل میں تجلی فرمائی کہ جسکی بنا پر نظام  
تشریعی مکمل ہوا چنانچہ حقیقت اور  
ثبوت کے لحاظ سے تمام شریعتیں برابر  
ہیں کمالات ازلیہ کے علاوہ اور کسی



فِي الْمَسَاجِدِ الْأَزَلِيَّةِ فَكَلَّ  
 نَبِيٍّ أَمْرِيًا وَاصِدَ حَقِّهِ لَا  
 رَيْبَ فِي حَقِيقَتِهِمَا وَإِنْ  
 اخْتَلَفْتَ تَلْقِيَهُمَا مِنْ اللَّهِ  
 سُبْحَانَهُ عَلَى حَسَبِ اخْتِلَافِ  
 الْأَعْيَانِ وَبِالْحُجَّةِ فَالْتَفَاضِلُ  
 مُتَنَفٍ مِنْ حَيْثِيَّةٍ حَقِيقَةٍ  
 الشَّرَّاعِيعِ وَأَحَقِّقَةٍ قَامَتْ قَبْلَ  
 التَّلَقِّيِ مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَ  
 إِنَّمَا التَّفَاضُلُ بِحَسَبِ  
 اسْتِعْدَادَاتِ الْأَعْيَانِ ۝  
 سے ہے کہ انکے اعیان کی استعدادات مختلف ہیں،

وَمَثَلُ ذَلِكَ زَيْدٌ وَعَمْرٌ وَ  
 وَبَكَرٌ مُتَّفِقُونَ فِي الْأَنْسَانِيَّةِ  
 وَالْأَنْسَانُ مُشَوَّطٌ فِيهِ مَحَرَدٌ  
 إِذَا خَلَقُوا فِي الْأَعْيَانِ أَوَّلًا وَفِي  
 الصِّفَاتِ يَخْتَلِفُ لِخِلَافِهِمْ عَفِيَّتُهُمَا  
 فَالْأَنْسَانِيَّةُ نَشْأَةٌ قَرِيبَةٌ  
 وَالْأَعْيَانُ نَشْأَةٌ بَعِيدَةٌ  
 اس کی مثال یہ ہے کہ زید عمرو و بکر  
 نفس انسانیت کے لحاظ سے ایک  
 ہیں اور لفظ انسان ان پر صادق آتا  
 ہے اگرچہ اعیان میں اولاً اور صفات  
 میں انکے اختلاف کے مقابلہ میں ثانیاً  
 مختلف ہوں چنانچہ انسانیت نشأۃ  
 قریبہ ہے اور اعیان نشأۃ بعیدہ

قسم کا تقاضا نہیں اور انبیاء کرام  
 نے جو احکام خداوندی لوگوں تک  
 پہنچائے ہیں ان کی سچائی میں کسی قسم  
 کا شبہ نہیں البتہ طریق تلقی اور اخذ عن  
 اللہ کی نوعیت اعیان کے مختلف ہونے  
 کے لحاظ سے ہر ایک پیغمبر کے حق میں  
 مختلف ہے خلاصہ یہ کہ تقاضا کی نفی  
 اس وجہ سے کی گئی ہے کہ تمام انبیاء  
 کرام کی مشہر یقین دہری حیثیات  
 سے قطع نظر کر کے نفس سچائی کے لحاظ سے  
 بالکل برابر ہیں کیونکہ تفاضل صرف اس حیثیت

وَكُنَّا لَكَ نَشَاءً أَلَا وَاصِرٌ مِنْ  
قَبْلِ الْأَسْمَاءِ الظَّالِمَةِ فِي  
حُدُودِ نَشَاءٍ خَرِيْبَةٍ لَا غِيَا  
نَشَاءً بَعِيدَةً وَأَمَّا فِي هَذَا  
التَّفَاضُلِ لَا غَيْرَ فَاتَّخَذَتْ هَذَا  
الْحَدِيثُ وَاحِدِيَّتُ التَّفَاضُلِ  
إِتِّلَافٌ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
عَدَوِيَّ وَلَا طَيْرَهُ وَقَوْلُهُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ مَرَفَعٌ أَعَدَى الْأَوَّلِ  
وَلِهَذَا السِّرِّ الْعَبِيْقِ حَمَلْنَا  
قَوْلَهُ تَعَالَى مَا نُنْصِرُ مِنْ آيَةٍ  
أَوْ نُنْصِرُهَا إِلَّا آيَةً عَلَى مَا حَمَلْنَا  
وَسَيَرُكَ عَلَيْكَ فِي الْأَوَّلِ  
الشَّرْعِيَّةِ وَحَيْبٌ عَلَيْكَ أَنْ  
تَعْلَمَ أَنَّ لِحَكِيمٍ سَعَةً فِي  
جَانِبِ قُرْبِ الْوُجُودِ وَالْوُجُودِ  
فِي جَانِبِ التَّوَافُلِ وَاللَّيْقِ سَعَةً  
فِي جَانِبِ قُرْبِ الْفَرَاغِ مِنْ  
الْأَنْبِيَاءِ مَنْ كَانَ نَبِيًّا يَنْفَرُ

ہے اور اسی طرح ان کے سینوں میں باعتبار  
اسماء طالع کے وامر کا ارتقاء نشاء  
قریب ہے اور اعیان نشاء بعیدہ ہیں  
اور اس تفاضل کی بنا پر یہ حدیث اور  
دوسری تفاضل کی حدیثیں منطبق ہو گئیں  
جیسا کہ آپ فرمایا تہ بیماری اڑ کر لگتی ہے  
اور نہ بد حالی کوئی چیز اور ایسے ہی ایک  
مقام پر آپ نے فرمایا سو پہلے کو  
بیماری کہاں سے آئی اور اسی بیان  
کردہ معنی پر ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس  
فرمان کو محمول کیا ہے کہ مَا نُنْصِرُ مِنْ  
آيَةٍ أَوْ نُنْصِرُهَا إِلَّا آيَةً عَلَى مَا حَمَلْنَا  
اقادیل شرع میں تمہارے سامنے آئے  
گی اور یہ بات بھی تمہیں معلوم کرنا ضروری  
ہے کہ حکیم ربانی کو قرب الوجود اور ولی  
کو قرب التوافل اور نبی کو قرب الفراغ  
میں کمال اور وسعت حاصل ہے اور  
بعض انبیاء ایسے ہیں کہ انہیں ان کے  
اقتضاء ذاتی کی بنا پر نبوت ملی اور

وَيَمُقْتَضِي عَيْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ  
كَانَ نَبِيًّا لَطْفِيًّا قَوْمِهِ  
وَذَلِكَ لَأَنَّ اللَّهَ مُبَحَّاثُهُ  
لَمَّا تَجَلَّى فِي عَيْنِهِ وَقَدْ  
أَوْرَدَهُمْ أَشْغَالَهُمْ عَلَى شَرَفِ  
الْعَذَابِ أَمْرَهُ بِسُطُورَةِ الْحُجُوبِ  
تَبْلِيغِ الْحُكْمِ وَالذُّعَاءِ عَلَيْهِمْ  
وَالْمُجَادَلَةِ مَعَهُمْ

بعض کو اس بنا پر نبوت سے سرفراز  
کیا گیا کہ ان کی قوم نے طغیانی اور  
سرکشی کی اور وجہ یہ ہے کہ جس وقت  
کوئی ہم اپنے اعمال کی بنا پر عذاب  
کی مستحق ہوتی ہے اور ذات القدس  
کی تجلی کے لئے کوئی شخصیت موجود ہو  
تو مقام وجوب اور سطوت کا تقاضا  
ہوتا ہے کہ اسے تبلیغ پر مامور کیا جائے اور

ان کے ساتھ مجادلہ کریں ورنہ پھر ان کے لئے بددعا کریں۔

## نبوت کس وقت مل سکتی ہے؟

وَقَدْ أَشْتَرَمُ أَنَّ لَهُ  
يَبْعَثُ نَبِيًّا إِلَّا بَعْدَ أَرْبَعِينَ  
سَنَةً وَلَا يَقَعُ عِنْدَنَا بِتَوْقِيعٍ  
وَقَدْ أَشْتَرَمُ أَنَّ النَّبِيَّ مَقْرُونٌ  
بِالْمُعْجِزَةِ الْبَيِّنَةِ وَلَيْسَ عِنْدَنَا  
مُظَرِّدُ أَيْلِ الْوَاجِبِ مَا مَشْكَلُهُ  
أَمِنْ عَلَيْهِ الْبَشَرُ سَوَاءً كَانَ مِنْ هَؤُلَاءِ  
أَوْ مُعْجِزَةً أَوْ كِتَابًا أَوْ سَمْتًا مَبَاشَرًا

عوام میں یہ مشہور ہے کہ کسی نبی کو  
چالیس سال سے قبل نبوت نہیں ملتی  
اور ہمارے دل کو یہ بات نہیں لگتی،  
اور یہ بھی مشہور ہے کہ نبی کے لئے معجزہ  
کا ہونا ضروری ہے مگر ہمارے نزدیک  
یہ بھی قاعدہ کلیہ نہیں البتہ یہ ضروری ہے  
کہ اسے ایسی کھلی نشانیاں دی جائیں  
کہ جن پر لوگ ایمان لے آئیں عام ہے



لَسَمْتُ سَائِرَ النَّاسِ قَدْ مَسَّتْ  
النَّبِيَّ فِي أَظْهَارِ الْمَعْجَزَاتِ  
بِالْتَّعَوُّةِ يَا لَا سَمَاءَ  
لَمْ أَظْهَرَ مَعْجَزَاتِي عَمَّا سَمَاءُ كَيْسَا تَهْدِي عَاكِرَ طَرِيقِهِ اخْتِيَارَ كَيْسَا هُوَ  
وَهَبْنَا إِشْكَالَ مُشْكَلٍ وَهُوَ  
أَنْ لَا يُبَيِّنَ لِيُوحِي إِلَيْهِمْ فِي  
كُلِّ زَمَانٍ بِشَرْعٍ جَدِيدٍ  
اللَّهُ سُبْحَانَهُ أَمْرٌ بِهِ يُسْتَجِيبُ  
عَلَى أَمْرِهِ التَّجَدُّدُ وَالتَّقْضَى  
طَرِيقُ التَّقْضَى عَنْهُ فِي  
مَذْهَبِ الْحِكْمَةِ أَنَّ الْأَمْرَ لَهُمُ  
بِالشَّرْعِ الْجَدِيدِ هُوَ الْأَمْرُ  
الْمَحَادِثُ أَغْنَى اللَّهُ الْمَتَجَلِّي فِي  
عَيْنِ الرِّسُولِ كَمَا تَرَكْتَ  
أَذْرَكَتْ تَفْسِيرًا لِقَرَائِنٍ وَ  
هُوَ مُتَكَلِّمٌ بِصُورَةٍ  
رَأْمَكَ تَتَرَبَّصُ التَّجَدُّدُ  
وَالْتَّقْضَى لَكَ

کہ وہ کوئی عقلی دلائل ہوں یا کوئی خارق عادت چیز ہو  
یا کتاب معجز ہو یا اس کے اخلاق عالیہ تمام دوسرے  
لوگوں سے اعلیٰ تر ہوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اظہار معجزات میں عموماً اسماء کیساتھ دعا کر نیک طریقہ اختیار کیا ہے،  
اور یہاں پر ایک اشکال وارد ہوتا ہے  
وہ یہ کہ ہر ایک عہد میں انبیاء کرام  
کو نئی شریعت عطا کی جاتی ہے جس  
کا حکم دینے والا اللہ تعالیٰ ہے لیکن  
تہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حق  
میں تجدد اور زوال ناممکن ہے، اہل  
حکمت کے مسلک پر اسکا جواب یہ ہے  
کہ شریعت جدیدہ کا حکم دینا خدا نے  
بزرگ و برتر کے اسم حادث سے تعلق  
دکھتا ہے جس سے ہماری مراد اللہ تعالیٰ  
کی ذات ہے کہ جس نے اس رسول  
کے عین میں تجلی فرمائی ہے جیسا کہ اس  
کی تفسیر تم قرب فرائیں کی بحث میں  
معلوم کر چکے اس قسم کی تجلی کے ساتھ صورت امکانیہ  
شامل ہوتی ہے جس کی بنا پر اسے تجدد اور زوال سے منسوب کیا جاتا ہے۔

## کلام اللہ کی قسمیں

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بَأْذَنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ مُّبِينٍ اللَّهُ سُبْحَانَهُ فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ إِلَّا بِهٖ أَنْ تَكَلِّمَ اللَّهُ تَعَالَىٰ يَتَخَصَّصُ فِيهِ وَجُوهٌ ثَلَاثَةٌ

توضیح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا کلام فرمانا تین شکلوں میں منحصر ہے، پہلی یہ کہ اسکے سامنے آسمان پاک کی حقیقت منکشف ہو جائے کہ جس کی بنا پر کچھ اور اس پر واضح ہو جائیں اسے وحی یعنی اشارہ خفیہ کہتے ہیں، دوسری قسم اللہ تعالیٰ اپنے کلام کو اس کے در کہ میں تمثل فرمائے اسی کو من وراء حجاب سے تعبیر فرمایا ہے تیسری قسم

توضیح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا کلام فرمانا تین شکلوں میں منحصر ہے، پہلی یہ کہ اسکے سامنے آسمان پاک کی حقیقت منکشف ہو جائے کہ جس کی بنا پر کچھ اور اس پر واضح ہو جائیں اسے وحی یعنی اشارہ خفیہ کہتے ہیں، دوسری قسم اللہ تعالیٰ اپنے کلام کو اس کے در کہ میں تمثل فرمائے اسی کو من وراء حجاب سے تعبیر فرمایا ہے تیسری قسم

توضیح فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا کلام فرمانا تین شکلوں میں منحصر ہے، پہلی یہ کہ اسکے سامنے آسمان پاک کی حقیقت منکشف ہو جائے کہ جس کی بنا پر کچھ اور اس پر واضح ہو جائیں اسے وحی یعنی اشارہ خفیہ کہتے ہیں، دوسری قسم اللہ تعالیٰ اپنے کلام کو اس کے در کہ میں تمثل فرمائے اسی کو من وراء حجاب سے تعبیر فرمایا ہے تیسری قسم

یہ کہ فرشتہ ایک زندہ انسان کی شکل میں متبل ہو جائے رسپیام الہی پہنچا دے

## الْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّةٍ

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا

أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ

وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى

الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

إِلَّا يَنْهَى الشَّيْطَانُ كَيْفَ بِهِ

عَنْ شُرُورِ عَالِمِ التَّخْلِيطِ

وَلِكُلِّ مَقَرِّبٍ تَخْلِيطٌ مَا

فِي جِسْمَانِيَّتِهِ فَقَدْ يَنْجِسُ

فِي صَدْرِهِ دَسَوَاسٍ كَيْشَابِهِ

الذَّاقُ وَلَكِنْ عَنْ قَرِيبٍ

أَصْنُو حُلَاكِهِ وَالتَّشْنَمُ هُوَ

إِذَا كَثُرَ الدَّسَوَاسُ

ہے لیکن جلد وہ مضمحل ہوتا ہے اور دسوسہ اس کے دل سے دور ہو جاتا ہے نسخ سے یہی مراد ہے

وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ

مَحَدِّثٌ وَمَثَلُهُ بِمُؤْمِنٍ

إِلَى فِرْعَوْنَ

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے ہم نے تم سے پہلے جتنے بھی رسول

اور نبی بھیجے تو جب وہ کوئی آرزو کرتے

تو شیطان ان کی آرزو میں دخل دیتا

پھر اللہ تعالیٰ شیطانی القاء کو تو مٹا

دیتا اور اپنی آیات کو پامیداری اور

استحکام بخشا اور اللہ رب العزت تو

علیم و حکیم ہے شیطان سے مراد عالم

تخلیط کی برائیاں ہیں اور ہر ایک

مقرب کو اسکی جسمانیست کے لحاظ سے

تخلیط حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسکے سینہ

میں اس قسم کا دسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ جس پر فوق کا شبہ ہوتا

حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت

میں نبی کے لفظ کے بعد مُحَدِّث کا لفظ

اور پڑھا ہے اور مثال کے طور پر آل



وَشَيْخِ الزُّطَاكِيَةِ الَّذِي قَالَ  
وَمَا لِي لَا أَعْبُدُ اللَّهَ فُطِرَنِي  
وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيمَا  
قَبْلَكُمْ مِنَ الْأَصَمِّ نَاسٌ مُخَدَّثُونَ  
مِنْ غَيْرَانِ يَكُونُوا أَنْبِيَاءَ  
فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ خَانَةٌ  
عُمَرَا أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانُ .  
میری امت میں کوئی ایسا شخص موجود ہے تو وہ عمر فاروقؓ نہیں، (بخاری و مسلم)

فرعون کے مومن اور شیخ الظاکیہ کا نام  
لیا ہے جس کا یہ قول قرآن مجید میں منقول  
ہے کہ کیا وجہ ہے کہ میں اس خدا کے  
قدوس کی عبادت نہ کروں کہ جس نے  
مجھے پیدا کیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے سابقہ  
امتوں میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے  
بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں، سو اگر

## محدث کے اقسام

أَقُولُ الْمَحْدَثُ يُطْلَقُ  
عَلَى مَعْنَيَيْنِ أَوَّلُهُمَا رَجُلٌ  
مُقْتَرِبٌ يَقْرِبُ الصَّحَابَةَ  
يَكُونُ بِأَلْسِنِهِمْ أَلْتَجَدُّ دَا لَطَالِمِ  
فِي حَدِّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَمِيعِ  
تَشَاتِيرِهِ وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ  
عَنْهُ مِنْ هَذَا الْقَبِيلِ وَكَانَ يَوْمًا  
رَجُلٌ حَكِيمٌ وَاسِعَ الْحِكْمَةِ  
میں کہتا ہوں کہ محدث کے دو معنی  
ہیں، پہلے یہ کہ وہ شخص کہ جسے صحابہ جیسا  
قرب حاصل ہوا اور وہ اس اسم متجدد کے  
رنگ میں رنگا ہوا ہو جس کا مظہر نبی  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عین سینہ مبارک  
تھا اور جس میں اسکے تمام تشادات  
موجود ہوں اور حضرت عمرؓ اسی قسم  
سے تھے، دوسرے یہ کہ جسکی حکمت وسیع

وَأَضْحَلَ أَخِرًا فِي قَرَبِ  
الْفَرَائِضِ وَكَانَتْ مَقَامَاتُ  
مَقَامَاتِ الْأَنْبِيَاءِ عِصْمَةً  
وَحِكْمَةً وَدَعْوَةً وَتَبْلِيغًا  
وَمَزَاجَةً لِشُرُورِ الْأَعْمَالِ  
وَالْعَقَائِدِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُدْرِكْ  
إِلَيْهِ وَلَمْ يَقْتَرِبْ بِالسَّلَسِلَةِ  
إِلَّا ضَعِيفًا ۝

وَأَعْلَمَنَّ أَنَّ الْحَدِيثَ الَّذِي  
حُكِمَ فِيهِ بِكَثْرَةِ الْأَنْبِيَاءِ جَدًّا  
إِنَّمَا رَتَّبَ بِهِ مَا لَيْعَمُ الْحَدِيثُ وَغَيْرُهُ  
وَالْمُرْسَلُ فِيهِ يُرَادُ فَتَنِ الشَّقِيقِ ۝  
كَانَ كُلُّ حَكِيمٍ مُتَبَحِّرٍ  
لَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ مُحَدِّثًا  
وَأِنَّمَا عَدَدُ نَاخِرِ الْوُجُودِ  
وَمُنْفَرِّدَاتِ تَأْدِيتِ الْحَقُوقِ  
مَقَامَاتٍ تَكُونُ لَهُ فِي أَوْثِقَاتِ  
خَلْقٍ عَيْنِيَّةٍ ۝

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

ہوا اور جسے بالآخر قرب فرائض کا مقام  
حاصل ہو گیا ہو اور اسکے مقامات انبیاء  
کرام کے مقامات کے مشابہ ہوں مثلاً  
یہ کہ اس کی حکمت عصمت و عتبات اللہ  
تبلیغ وارشاد برائیوں کی مزا حمت کرنا  
اور پاکیزہ عقائد، فرق صرف اتنا ہے  
کہ اس پر وحی نہیں آتی اور ملائکہ سے اسے  
انبیاء والا قرب حاصل نہیں ہوتا،

اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس حدیث میں  
کثرت انبیاء کا تذکرہ کیا گیا، وہاں  
محدث وغیرہ کو بھی شامل کیا ہے اور  
مرسل بھی نہیں ہی کے مرادف ہے،

اور جس حکیم ربانی کو تبحر حاصل ہوا، وہ  
محدث ہوگا مقامات کا شمار کرتے  
ہوئے ہم نے قرب وجود کا اسلئے علیحدہ  
تذکرہ کیا ہے تاکہ ان تمام مقامات کے  
حقوق کو پورا کر لیا جائے، جو کبھی  
کبھی خلوعین کے وقت پیش آتے ہیں

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن

سَلَّمَ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ  
سُنَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النَّبِيِّ  
أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانُ وَكَذَلِكَ عَدَّ  
مِنْ أَجْزَائِهَا التَّمَتُّ الصَّلَاحُ  
أَقُولُ كُلُّ شَيْءٍ وَاحِدٍ جَامِعٍ  
لَهُ شُعُوبٌ وَتَشَدَّاتٌ فَإِنَّ  
مِنْ سُنَّةِ الشَّارِعِ أَنْ يَجْعَلَ مَا  
أَخْرَاقَهُ كَمَا قَالَ الْأَيْمَانُ  
يَضَعُ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً  
الْحَدِيثُ فَالَّذِي رِيَمَ بِهِ  
أَنَّ الرُّؤْيَا الْحَقَّةَ مِنْ تَفَارِيعِ  
قُرْبِ الْفَرَائِضِ وَإِنَّ الْقُدِّي  
الصَّالِحَ مِنْ أَثَارِ الْعِصْمَةِ +  
وَأَعْلَمُ أَنَّ الْقَدَرَ  
الَّذِي بَعِثَ لَهُ الْأَنْبِيَاءَ  
الْبَيِّنَةَ مِنَ الْقُرْبِ هُوَ  
الْإِيمَانُ الْحَقِيقِيُّ وَتَقْسِيمُهُ  
ظَهَرَ الْفِطْرَةِ الَّتِي  
فَطَرَ اللَّهُ عَلَيْهَا عِبَادَهُ

کا (سچا) خواب نبوت کا چھالیسواں  
حصہ ہے، اس حدیث کو بخاری و مسلم  
نے روایت کیا ہے چنانچہ سمت صالح  
انہیں اجزاء میں سے ہے،

میں کہتا ہوں، کہ ہر ایک شئی واحد جو کہ  
مختلف شعبوں اور مختلف تشدات کی  
جامع ہو تو شارع کی سنت یہ ہے کہ ان  
کو بھی اسکے اجزاء قرار دیتا ہے، جیسا کہ  
فرمایا کہ ایمان کے تشر سے اوپر شعبہ ہیں  
بہر حال مطلب یہ ہے کہ سچا خواب  
قرب فرائض کی تفریعات میں سے ہے  
اور اسی طرح حکمت صالح آثار عصمت  
میں سے ہے،

اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء  
کو بعثت فرما کر قرب کی جو مقدار بیان  
کی ہے وہی ایمان حقیقی ہے اور اسکی  
توضیح یہ ہے کہ جن امور پر اللہ تعالیٰ نے  
اپنے بندوں کو اصل فطرت کے لحاظ سے  
پیدا فرمایا ہے وہ معرض ظہور میں آجائیں



وَبِعِبَادَةٍ أُخْرِجُوا مِنْ مَكَانٍ  
 أَلْهَمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى  
 بِهِ الْهَمَامَ مُزَاجِيًّا  
 رَجْمًا لِيًّا

یا ابا الفاظ و یگر بن باتوں کو اللہ تعالیٰ  
 نے بطور الہام کے القا فرمایا اور الہام  
 اجمالی کے طریقہ پر اس کے مزاج میں موجود  
 میں ان کا ظہور ہو جائے،

الْخَضِرُ هُوَ مِنَ الْأَوَّلِيَاءِ  
 وَالْمَقَرِّيُّ يَنْبَغِي الْقُرْبُ التَّوَاخُلِ  
 لِقِمَانٍ هُوَ حَكِيمٌ  
 سَبِيلُهُ سَبِيلُ  
 الْحِكْمَةِ وَالْوَحَاةِ  
 وَالْعِصْمَةِ

خضر علیہ السلام اور یسے کرام کے زمرہ میں  
 سے ہیں اور انہیں قرب و نوافل حاصل  
 لقمان علیہ السلام حکیم ربانی ہیں  
 حکمت کے طریقہ پر چلتے رہے، اللہ  
 تعالیٰ نے جاہت اور عصمت انہیں  
 عطا کی ہے،

اللَّهُمَّ الْحَقُّقُ بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ  
 وَرَثَةِ الثَّيِّبِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

# الْخِزَانَةُ السَّادِسَةُ بِمِثْلِ الْخِزَانَةِ

فِي كَيْفَالِآتِ رَسُولِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات

إِشَاعَةُ أَنَّ صَلَاتِي اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَامُهُ كَانَ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ  
حَكِيمًا مَعْصُومًا قَاطِبًا بِإِذْنِ  
وَأَعْنِي بِالْحِكْمَةِ مَا يَقْضَى  
إِلَيْهِ النَّجْوَى الذَّائِقِ الذِّئْبِ  
هُوَ خَرَجَ رَأْفَتِ أَمْرِ الْجَنَابَةِ  
مُطْلَقًا فِي الْعَيْنِ وَلَا فِي  
التَّشْحُصِ مِنَ الْإِشْرَافِ  
عَلَى حَقَائِقِ الْعُلُومِ يَاتِ  
رَدَّ قَائِقِ الْعَمَلِيَّاتِ وَكُنْهَ  
الْمَعَادِ وَغَيْرِهَا مِنَ الْعُلُومِ  
الَّتِي آتَى الْقُرْآنُ الْعَظِيمُ بِهَا  
وَالَّتِي عَنَّا هَارِ رَسُولِ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

یاد رکھو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
اپنی بعثت سے قبل حکیم معصوم اور قطب  
باطنی تھے اور حکیم کے معنی ہمارے نزدیک  
یہ ہیں کہ وہ اس تجلی ذاتی کا مورد ہو جو کہ  
جنایت باطنیہ کا معدوم ہونا ہے جس کا  
اثر اس کی عین ثابتہ اور تشخص جزئی  
کچھ نہ ہو اور جسکی بنا پر اسکے لئے حقائق  
علویہ اور دقائق عملیہ کے دروازے کھول  
دے جائیں اور وہ معاد کی حقیقت  
کو سمجھنے لگتا ہے اور اسے وہ علوم ہمال  
ہوتے ہیں کہ جنکا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے  
قرآن مجید میں کیا ہے یا جسکی جانب  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے  
اس فرمان میں اشارہ فرمایا ہے، کہ

أَوْثَقْتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ الَّتِي  
أَشَارَ إِلَيْهَا اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْلِهِ  
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَاعْتَمَدَ  
بِالْعِصْمَةِ مَا يَقْضِي الْبِرَّ ذَكَرَكَ  
التَّجَلَّى مِنْ نَفْيِ التَّزَايُلِ وَ  
أَثْبَاتِ الْحَمَائِدِ خُلُقًا وَعِلْمًا وَ  
الْوَاجِبَاتِ وَالْحُرْمَاتِ الْقَطْعِيَّةِ  
فَحَتْمًا وَآمَانًا غَيْرُهُمَا فَاسْتَحْسَنَانَا  
وَسِرُّ الْعِصْمَةِ مَا أَشْرَفَنَا إِلَيْهِ  
فِي سَالِفِ الْقَوْلِ مِنْ أَنَّ  
الْأَعْمَالَ وَالْأَخْلَاقَ مِنْ  
تَمَازِيلِ الْوُجُوهِ الْمُنْطَوِيَّةِ  
تَحْتَ إِجْمَالِ الْهَيْئَةِ الشَّابِتَةِ  
لِيُظْهِرَ تَرْجِيهِ الْمَرْجَحَاتِ •

ثابتہ کے ضمن میں اجمالاً موجود ہوا اور وجہ ترجیح پر ان کا ظہور ہوا

فَاعْلَمْ أَنَّ الْمُقَرَّبَ بِالزُّبَيْرِ  
الَّذِي أَتَيْتَ مِنَ الْخَيْرِ الشَّامِعِ  
وَقَدْ سَأَلْتَنِي هِيَ مَنْبَعُ  
الْخَيْرَاتِ لَا سِيَّمَا خَيْرًا بَاطِنًا

مجھے قرآن کریم اور اسکے ساتھ اس کے علوم  
عطا کئے گئے اور نیز جن کی جانب اللہ  
تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں اشارہ  
فرمایا ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ  
وَالْحِكْمَةَ اور عصمت سے ہماری مراد  
تجلی مذکور کے وہ احکام ہیں، جو ذرائع  
اعمال و اخلاق کو اپنے سے دور رکھنے  
اور اخلاق محمودہ اور اعمال صالحہ اختیار  
کرنے کی شکل میں نمودار ہوتے ہیں، چنانچہ  
واجبات کی پابندی اور محرمات سے پرہیز  
ان کی لازمی صفت ہے اور ان کے علاوہ احتیاط  
بھی ان کے شایان شان ہوتی ہے عصمت کا راز وہی ہے کہ  
جسے اشارہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اعمال و اخلاق ان  
جہات مختلفہ کا تمثیل ہے جو کسی کی عین

یاد رکھو کہ جو شخص خیر کامل یعنی ذات  
اقدس میں و علا سے جو کہ سرچشمہ خیرات  
ہے مرتبہ ذاتیہ کے ذریعہ قرب حاصل  
کرتا ہے خصوصاً جبکہ اولاً وبالذات



فِي سِلْسِلَةِ الْأَسْوَاقِ مِنَ الْأَسْمَاءِ  
 أَوَّلًا بِالذَّاتِ فِي سِلْسِلَةِ الْحَقَائِقِ  
 الْأَمَكَاتِ نَيْتِ الْعَالِيَةِ ثَانِيًا وَبِالْعَرَفِ  
 يَتَجَنَّبُ مِنْ حِفْظِ مَا خُلِقَ عَلَيْهِ  
 عَنْ كُلِّ فِعْلٍ وَخُلِقَ عَمَّا شَرَّانِ  
 مِنْ حَيْثُ تَوَاصَلِ الْعَدَمَاتِ

ہول یعنی اسماء مقدسہ کے سلسلہ میں اور  
 ثانیاً وبالعرض حقائق امکانیہ عالمیہ  
 کے سلسلہ میں اس کا یہ اقتراب فطری  
 ہو تو وہ فطرۃً ہر ایک ایسے خلق اور عمل  
 سے اجتناب کرتا ہے جو تراکم عدوات  
 کی بنا پر مفہوم شر میں داخل ہے

## قطب باطنی

وَأَعْنِي بِالْقُطْبِيَّةِ الْبَاطِنِيَّةِ  
 مَا يُفَضِّلُ إِلَيْهِ خُلُقُكَ التَّجَلِّي  
 مِنْ اقْتِرَابٍ وَلَحُوقٍ بِأَسْمَاءِ  
 اللَّهِ تَعَالَى بِنِزْمِ رَتَبَةِ الذَّاتِ  
 رُحَى عَيْنِ التَّرِيَا سِتْرِ الْمُجَرَّدِيَّةِ  
 الْمُسَمَّاةِ بِالْوَجَاهَةِ عِنْدَ اللَّهِ  
 تَعَالَى وَسِتْرِ الْوَجَاهَةِ هُوَ  
 التَّجَلِّيُ الْخَاصُّ الْفِطْرِيُّ  
 فَاعْلَمَنَّ أَنَّ كَامَعْنِي  
 لِقَوْلِنَا الْمُسْكِنِ الْفُلَانِي  
 أَشْرَفُ مِنَ الْمُسْكِنِ الْفُلَانِي

قطب باطنی کا مفہوم یہ ہے کہ  
 جس شخص کو تجلی مذکور نصیب ہو اسکے  
 نتیجہ کے طور پر اسکو اسماء مقدسہ کا قرب  
 اور لحوق بلکہ مرتبہ ذات کا لحوق و قرب  
 حاصل ہو اسی کو ریاست مجرد کہتے ہیں  
 اور وجاہت عند اللہ تعالیٰ کا بھی  
 یہی مفہوم ہے وجاہت کا راز فطری  
 تجلی خاص میں مضمر ہے  
 یہ بھی یاد رکھو کہ جسوقت ہم ممکنات  
 میں اپنے اس قول کے ساتھ تفاضل  
 بیان کرتے ہیں کہ فلاں ممکن فلاں سے

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَقْرَبُ فِي  
سِلْسِلَةِ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ  
الْمَرْتَبَةِ الذَّاتِيَّةِ أَوَّلًا  
وَدَّارِنِيَا كَمَا فَضَّلْنَا  
وَالشَّرَفُ بِهَذَا الْمَعْنَى  
هُوَ الرَّجَاهَةُ بِعَيْنِهَا  
وَلَا تُظَنَّ هَذِهِ الثَّلَاثُ  
بِعَيْنِهَا صِفَاتِ الْحُكْمَاءِ وَلَكِنَّهَا  
أَمْثُورٌ شَتْرَكَ فِيهَا الْأَنْبِيَاءُ  
وَالْحُكْمَاءُ بَعْدَ أَمْتِيَا زَكِي  
سَنَّهُ بِمَا اسْلَفْنَا  
ثُمَّ إِنَّ لَهَا كَانَ عَيْنُهُ  
وَأَسَعَرُ لَا جَنَائِرَ لَهَا وَأَعْنَى  
بَيْنَ لِكَ أَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي  
النَّشْأَةِ حُكْمٌ يَكُنْ كَانَتْ  
مَقْلُوبَةً ضَعِيفَةً الشَّدِيدِ  
مُقَادَّةً لِحُكْمِ اللَّهِ تَعَالَى  
سُبْحَانَهُ تَجَلَّى اللَّهُ سُبْحَانَهُ  
فِي عَيْنِهِ أَنْ تَمَّ تَجَلَّى وَأَعْظَمَهُ

افضل ہے تو اس کا یہ مطلب ہوتا  
ہے کہ اسے اولاً اور ثانیاً سلسلہ انبیاء  
میں مرتبہ ذاتیہ سے قریب حاصل ہے،  
جیسا کہ پہلے اس کی تفصیل بیان ہو  
چکی اس لحاظ سے جو کسی کو افضلیت  
حاصل ہو وہ بعینہ و جاہرتاً ہے  
اور یہ خیال مت کرو کہ یہ تینوں صفتیں  
حکماء کی خصوصی صفات ہیں، بلکہ ان  
صفات میں انبیاء اور حکماء دونوں  
شریک ہیں ان دونوں امتیاز کے بعد جو کہ  
ہم پہلے بیان کر چکے ہیں  
اور پھر چونکہ آپ کی عین ثابۃ میں وسعت  
تھی اور عالم مادی کی تلویثات سے  
آپ کو نجات حاصل تھی، مقصود یہ کہ  
آپ عالم مادی کے کسی تقاضا کے سامنے  
نہیں جھکتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی  
کے حکم کے مطیع رہتے تھے اللہ تعالیٰ  
نے اسکی عین ثابۃ میں کامل ترین اور  
عظیم ترین تجلی فرمائی، چنانچہ قریب

فَتَنَّمْ لَهُ قُرْبَ الْفَرَاثِضِ  
عَلَى شَعْبٍ ثَلَاثٍ مِثْلٍ  
مَا بَيْنَنَا وَإِنَّمَا

وَأَعْلَمَنَّ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ فِي  
بَيْدٍ وَفِطْرَتِهِمْ يَجْمَعُونَ كُلَّ  
كَمَالٍ عَلَى سَبِيلِ الْأَجْمَالِ ثُمَّ  
تَتَّبِعُ كَمَا لَا يَهْمُ تِلْكَ بِالْمَعْلُومَةِ  
الْأَحَقَّةِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى فَجَمَعَ  
سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فِي بَيْدٍ فِطْرَتِهِ قُرْبًا  
ذَاتِيًّا وَقُرْبًا فَرَاثِيًّا وَاقْتِرَابًا  
بِالْمَلَايِكَةِ وَقَوْلُنَا حَرِثَةُ  
الْحَيَاةِ تَسَافَحُ بِزَيْدِيهِ بِأَطْنِ  
الْكَلَامِ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
خَرَجَتْ الْحِكْمَةُ خُصُوصًا وَهُوَ كَأَنَّ  
الْخِصَالِ الثَّلَاثِ كُلِّهَا عُمُومًا إِلَى  
التَّوَجُّهِ تَلْقَاءُ الْوَسَائِطِ لِطَبَقَةِ  
بَعْدَ طَبَقَةٍ حَتَّى تَلْقَى الْمُنْتَهَى

فرائض کے مقام عالی اور آسکی تینوں  
فروع میں جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا  
آپ کو پورا کمال حاصل ہوا،

یاد رکھو کہ انبیاء کرام استہدام  
فطرت سے اجمال کے طور پر ہر ایک  
کمال کے جامع ہوتے ہیں، بعد میں  
معدات لاحقہ کے بعد دیگرے ظہور  
میں آکر ان کے ان کمالات کو تفصیل  
منظر عام پر لاتے ہیں، چنانچہ سید  
المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء فطرت  
سے قرب ذاتی قرب فرائض اور اقتراب  
بالملائکہ کے جامع تھے اور پھر حاکمیت  
آپ کو قبل از بعثت حاصل تھی اور وہ  
خصال سترگانہ جو آپ کے لوازم صفت  
تھے، موزن الذکر نے عموماً اور اول الذکر  
نے خصوصاً آپ کو اس بات پر آمادہ  
کیا کہ آپ کے بعد دیگرے وسائط  
کی جانب اپنی توجہ مبذول فرمائیں یہاں  
تک کہ آپ انتہائے معصومیت پہنچ گئے



اَلَا اِلٰى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ثُمَّ لَمَّا  
تَالَفَتِ الْوَسَائِلُ لَهُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ وَتَوَحَّدَتْ فِي الْبَقِيَّةِ  
الْاَجْتِمَاعِيَّةِ اِسْتَدْرَاجًا عِتْلَاقًا  
يَا لَمَلِكَةَ الرُّسُلِ خُصُوصًا بَعْدَ  
مَا كَانَ مِنْ دَرَجَاتٍ اَلْعُمُومِ  
اِذْ هُمْ اَقْطَابُ الْقَارِضَاتِ  
الْقَلَوِيَّةِ الْاِمْكَارِيَّةِ كَمَا اِذَا الْاِنْسَانُ  
قَطَبُ الْقَارِضَاتِ السِّفَلِيَّةِ  
مِنْ حَيْثُ اَمْتَسَّاجِرُ جَسَدِهِ فَكَانَ  
اَلْاِخْتِلَاقُ يَكْرِيْدُ حَيْثُ اَفْجِدْنَا  
حَقٌّ بَلَّغَ نَصَابَةٍ وَاهْتَمَّتْ لَهُ  
اَلْمَلِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ فَصَلُّوا  
يَجْسَدُونَ لَهُ تَارَةً وَيَنْفُشُونَ  
فِي رَوْعِهِ اُخْرَى وَامْتَرَجَتِ  
الطَّيْفَةُ الرُّوحِيَّةُ بِالطَّيْفَةِ  
الْقَلْبِيَّةِ هُنَا لِكَ وَدَخَلَ  
بَعْضُهُمَا فِي بَعْضٍ مِنْ شِدَّةِ  
حَقِّ الْحَقِيقَةِ الْعَلِيَّاءِ عَنِ الْاِغْتِلَاقِ

اَلَا اِلٰى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ پھر جب آپ  
صلی اللہ علیہ وسلم ان وساائط سے مجتمع  
ہو گئے اور ہیئت اجتماعیہ اختیار کیا تو  
رسل ملائکہ کیساتھ آپ کو خصوصاً  
شدت کیساتھ تعلق پیدا ہو گیا جو عمومی  
شکل میں پہلے موجود تھا، اس قسم کے  
ملائکہ فائضات علویہ امرکانیہ کے اقطاب  
ہیں جیسا کہ انسان باعتبار اختلاف اپنے  
جسم کے فائضات سفلیہ کا قطب ہے  
اور یہ تعلق اس کا وقتاً فوقتاً بڑھتا  
رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے انتہائی  
کمال کو پہنچ جاتا ہے اور ملائکہ مقربین  
بھی اس کیلئے بیدار ہو جاتے ہیں چنانچہ  
بسا اوقات وہ مجسم ہو کر آپ کو دکھائی  
دیتے اور بعض اوقات آپ کے قلب  
مبارک پر القاءات کرتے ہیں جسے  
نقش فی الروع کہتے ہیں اور اسی وقت  
آپ کے لطیفہ روحیہ کو لطیفہ قلبیہ کیساتھ  
امتزاج پیدا ہو گیا اور بلا عار علی سے

بِالْمَلَأَةِ عَلَى فَحْمٍ لَمْ يُؤَيِّرْ قَابَعَيْنِهِ  
تَارَةً وَبَحِيرِ الْمَشْرِكَ أَخْرَمَ  
خَيْرُ فَنِيهِ الْأَسْبَابِ الْفَضْرِيَّةِ الْكَسْبِيَّةِ  
لِحَقِّ لَمْ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِ جَبْرِئِيلُ  
عَلَيْهِ الْمَصْلُوحَةُ وَالسَّلَامُ بِالْوَحْيِ  
رَقَّتْ أَكْبَادُ جَبْرِئِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَى بِرُوحِي لَمْ كَرِ نَازِلٌ هُوَ

## آفتاب نبوت

وَهَذَا لَكَ تَمَّ لَهُ ثَلَاثَةٌ  
كَوَاكِبُ وَحَدَّ الشَّمْسُ  
الْمَسْلُوعَةُ أَلْقَى كَانَتْ لَهُ  
مِنْ قَبْلُ  
أَكَا ذَلَّ كَوَاكِبُ الْوَحْيِ  
الظَّاهِرِي وَاعْنِي بِرِعْلًا  
كَانَ فِي إِنْضَائِهِ الْيَسْرِ  
وَسَاطَةُ الْمَلِكِ بِالْكَلَامِ  
أَوْ بِالْتَفْتِ دَسِيرًا الْوَحْيِ مَا  
سَلَوْنَاهُ دَامَا التَّفْتِ  
أَفْكَسَتْ النُّفُوسُ كَالْمَرَايَا

چنانچہ آپ کی ذات میں ان تین  
آفتابوں کے مقابلہ میں جو پہلے سے  
آپ کی ذات میں موجود تھے، تین  
ستاروں کا ظہور ہوا،  
پہلا ستارہ وہ وحی ظاہری ہے جو آپ  
پر نازل ہوئی وحی سے مراد وہ علم الہی  
ہے جو فرشتہ کے ذریعہ کلام کی شکل میں  
آپ تک پہنچا ہوا نفث فی الدرع  
کا نتیجہ ہو، وحی کے اسرار کا تو علم پہلے  
ہو چکا اور نفث فی الدرع کی مثال  
ایسی ہے کہ جیسے کوئی صورت ایک

يَنْطَبِعُ صُورَةَ الْبَعْضِ مِنْهَا  
فِي الْآخِرَىٰ.

شیشہ میں نقوش ہو کہ جو دوسرے شیشہ  
میں نظر آنے لگے،

الشَّائِي كُذِّبَ الْحَقُّوَاعِي  
بِهِ مَا يُؤَدِّي إِلَيْهِ رَغْبَةً  
بِالْمَلَكِ الْأَعْلَىٰ مِنْ نَفْسِ  
الرَّذَائِلِ وَاثْبَاتِ الْحَكَائِمِ  
الْيَسْتِ النَّفُوسِ شَاكِلَتُمَا  
شَاكِلَةَ الْأَجْسَادِ وَاجْتَادَ  
الْمَلَايِكَةُ الْعُلُويَّةُ مِنْ  
مِنْ آمَشَايَ الطَّعَفِ مِنْ  
الْعَنَاصِرِ خَلَا جَرَمَاتِ  
نَفُوسَهُمْ أَقْرَبَ إِلَى  
الْحَقِيقَةِ الْوَاجِبَةِ فِي  
مَرَاتِبِ التَّسْلِيكِ وَابْعَدَ  
مِنْ الْعَدَمَاتِ الْمُتَرَكَتِ فِي  
تَخَالِيفِ عَالَمِ الْكَوْنِ وَالْفَسَادِ  
أَوْ مَا أَمَعْنَتْ فِي كُنْهِ  
تَمَثُّلِ النَّفُوسِ بِالْمَرَايَا  
وَحَقِيقَتِهَا.

دوسرا اشارہ آپ کی محفوظیت ہے،  
ملا ترا علی کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر  
قدرت نے آپ کو تمام اعمالِ ردیلہ  
اور اخلاقِ سلئہ خبیثہ سے محفوظ رکھا اور  
حمائدِ اخلاقِ آپ کیلئے ثابت ہے  
کیا نفوس اور ان کے اجسام میں مطابقت  
نہیں پائی جاتی (ضرور ایسا ہوتا ہے یہ  
دلیل ہے) اور انہیں معلوم ہے کہ ملائکہ  
علویہ کے اجسام اجسامِ عنصریہ سے لطیف  
تر ہوتے ہیں تو پھر کوئی مضائقہ نہیں کہ  
اس سلسلہ وجود کے مراتب میں کہ ان  
کے نفوس حقیقت واجب تعالیٰ  
کے قریب تر ہوں اور عالم کون و  
فساد میں عارت متراکم سے دور رہتے ہوں  
نفوس کی حقیقت اور ان کے عالم مادی  
کے آئینوں میں متمثل ہونے پر تم نے  
خواب بھی طرح غور کر لیا ہوگا



فَاعْلَمَنَّ أَنَّ الْأَعْتِلَاءَ الْمُعْتَوِيَّ  
يُحَرِّكُ نُورًا تَجَنَّبًا مِنَ الْأَخْلَاقِ  
الْخَسِيسَةِ وَالْأَعْمَالِ  
الَّذِي نَتَبَّهَتْ بِهَا نِيَّتُهُ فِي تَجَنُّبِ الْخَارِجَاتِ  
الْقَدْ سَيِّئَةٍ مِنْ تَمَاشِيلِ  
الْوُجُوهِ الَّتِي لَيْسَتْ بِـ

الْثَّالِثُ كَتَبَ الْقُطْبِيَّةُ  
الْأَشَادِيَّةَ وَأَعْنَى بِهَا مَا  
يُؤَدِّي إِلَى الْكَيْدِ هَذَا بِالْأَعْتِلَاءِ  
مِنْ مَا لَيْكِيَّةٍ بِاطْنِيَّةٍ لِلْمَخْلُوقِ  
يَحْدُثُ لَوْ وَجِدَ فِي الْعَالَمِ  
لَا تُصَفِ النَّاسُ بِنُورِهِ وَإِنْ  
لَمْ يَعْلَمُوا بِظُهُورِهِ وَسِرِّهَا  
أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا اقْتَضَى  
حَقَائِقَهُ السَّبْقِ وَالشَّرَفِ  
كَمَا قُلْنَا جَعَلَهُ فِي عَالَمِ  
الْوُجُوهِ وَسَاوِطِ الْأَنْجَادِ  
وَوَضَعَ الْعَالَمَ فِي قَبْضَةِ  
إِقْتِدَارِهِ هَذَا غِنَى جَعَلَ

تو یہ بات بھی سمجھ لو کہ ملائکہ مقربین کیسے  
شدید وابستگی پیدا کرنا اسکا باعث ہے  
کہ آدمی اخلاق خسیہ اور اعمال  
دور رہے اور ان باتوں کو وجہ و نسبیہ  
کے مقابلہ میں اختیار کرے کہ جن کیلئے  
درجہ تزییح کوئی امر قدسی ہو،

تمہیں ستارہ قطبیت ارشاد ہے اور اس  
کا تعلق بھی اسی مفہوم کیساتھ وابستہ ہے  
کہ وہ تمام مخلوق کے باطنی امور کا بادشاہ  
ہو یا اس طور کہ اگر اس قسم کا کوئی شخص  
موجود ہو تو انسان اس کے نور سے مستفیض  
ہوتے اگرچہ وہ اس کے ظہور کو نہ محسوس  
کر سکیں اس کا راز یہ ہے کہ جو کمال افراد  
اس مرتبہ حلیہ پر فائز ہوں تو ان کے  
حقائق کا تقاضا فضیلت اور سبقت  
ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے کہا ہے تو اللہ  
تعالیٰ انہیں اس عالم وجود میں ایجاد کا  
واسطہ مقرر فرمادیتا ہے اور عالم کون و  
فساد کو ان کے اقتدار میں دیدہ یا ہے و ساط

أَبَوَسَاطُ تَجَلِّيَاتِهِ فِي  
صُدُورِهِمْ وَأَعْيُنَ قُلُوبِهِمْ  
بَغِيضًا تُعْكَاسُ فِي هَذِهِ  
الْصِفَةِ وَأَحْسَنُ الْأَمْثَالِ  
أَنَّهَا كَمَا لَكَ بِبَيْعِ الْمُسْكِرِ  
مَعَ غَيْبَةِ الْمَبِيعِ +

کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ ان ہی کے  
سینوں میں ذات اقدس کی تجلیات  
ہوتی ہیں اور ملازمت سے انہیں جو  
تعلق حاصل ہوتا ہے وہ اس صفت کے  
دوسروں کے لیے افکن ہونیکا باعث  
ہو تا ہے اور اس کی بہترین مثال یہ ہے کہ

بِیْعِ سَلَمٍ مِّنْ بَادٍ وَدَمِیْعٍ كَيْ غَائِبٍ هُوَ  
وَاعْلَمَنَّ أَنَّ هَذِهِ الثَّلَاثَةُ  
أَنْكَوَا كَيْ تَمَاشِيلُ الشُّمُوسِ  
الْثَّلَاثَةِ وَتَجَسُّدَاتُهَا فِي  
عَالِمِ الْوَسَائِطِ وَأَيُّ الْغَضُومِ  
كَهْ صَوْرَةٍ حَوِيَّةٍ مِنْ حَيْثُ  
الْتِمَاشِ وَالتَّجَسُّدِ فِي عَالَمِ  
الْكُونِ وَأَنَّهَا تَضَمَّنُ حُلَّ  
بِالْحِفْظِ وَأَنَّ الْحَكِيمَ بِطَبِيعَةِ  
النَّشْرِ يَتَرَبَّعُ إِلَى مَرَحِظَةِ  
الْأَهْرِتِ خَيْرَ حِيلَةٍ تَضَمَّنُ  
بِالْوَحْيِ الظَّاهِرِيِّ وَأَنَّ لِلْعَجِيزِ  
لَوْ جَاهَتِهِ رُشْدًا مَا جَاءَتْ حَتَّى

کے آدمی اس کا مالک ہو جاتا ہے۔  
یاد رکھو کہ یہ تین ستارے ان تین آفتابوں  
کے تمثلات اور عالم اسباب میں ان ہی  
کا تجسم ہیں اور اس عالم کون و فساد میں  
تمثل اور تجسم ہونیکے لحاظ سے معصوم  
کی ایک صورت جو یہ ہوتی ہے، لیکن  
محفوظیت کی صفت اسے مضمحل کر دیتی  
ہے حکیم کو اسکی طبیعت بشریہ کے بموجب  
جو حضرت لاہوت سے بہت دور واقع  
ہے فطری طور پر حیرانی حاصل ہوتی ہے  
جو وحی ظاہری نازل ہونے پر زائل  
ہو جاتی ہے اسی طرح وحیہ کی جاہت  
اجمالی صورت میں ہوتی ہے جس سے

کلمات کا ظہور میں آنا ممکن نہیں ہوتا  
لیکن قطب ارشاد کا مقام حاصل ہونیکے  
بعد وہ اجمال باقی نہیں رہتا جب آپ کے  
یہ بیوں ستارے اچھی طرح درخشاں ہوئے  
جو پہلے سے تین آفتالوں کے نور سے  
منور تھے تو آپ کو دعوت الی اللہ پر  
ماور کیا گیا اور آپ نبی ہو گئے،

الْأَجْمَالِ يَنْسَعُبُ بَدَنِي كَمَا كَانَتْ  
تَضْحَلُ بِالْقُطْبِيَّةِ الْوَارِثَةِ  
فَلَمَّا سَطَعَتْ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
هَذِهِ الْكَوَاكِبُ مَعَ  
شَمْسِ الثَّلَاثَةِ أَمْرًا مُحَالَةً  
بِدَعْوَةِ الْخَلْقِ وَصَادَ  
حِينَئِذٍ نَبِيًّا

## المرار دعوت الی اللہ

دعوت کا راز اس میں مضمر ہے کہ  
وجاہت اور قطبیت ارشاد کی ریاست  
محبوبہ ظہور میں آتی ہے اور اسکو اس طرح  
تعبیر کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم  
اس وقت ہادی بن گئے کیا نہیں معلوم  
نہیں کہ اللہ تعالیٰ جواد کریم ہے جو  
بھی زبان استعداد سے اس سے سوال  
کرے وہ رد نہیں کرتا اور آپ صلی اللہ  
علیہ وسلم کی استعداد باوازا بلند یہ پکار  
رہی تھی کہ وہ جن و انس کی ہدایت و

وَسِرَّ الدَّعْوَةِ ابْتِجَاسُ  
الرِّيَاسَةِ الْمَعْنَوِيَّةِ مِنَ  
الْوَجَاهَةِ وَالْقُطْبِيَّةِ الْوَارِثَةِ  
وَيُعْبَرُ عَنْهُ بِأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
صَارَ حَيْثُ هَادِيًا آخِذًا  
تَعْلِيمًا أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَوَادٌ  
لَا يَرُدُّ سَوَالِ سَائِلٍ يَلِيسَانِ  
أَلَا سَيَعْدَا إِذْ وَازَا سَيَعْدَا  
عَلَيْهِ السَّلَامُ حِينَئِذٍ يَسْأَلُ  
جَهْرَةً هَذِهِ آيَةُ خَلْقِ اللَّهِ مِنْ



الْبَشَرِ وَالْجِنِّ فَلَمْ يَكُنْ لَكَ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ كَوْمُثِينَ إِلَّا ارْشَادُ  
مَنْ لَتَفَتَ إِلَيْهِ لَفْتَةً مِنْ  
أَحْبَائِهِ وَمُخْلِصِهِ فَمَضَى عَلَى  
ذَلِكَ يَرْهَتُهُ مِنَ الزَّمَانِ وَ  
إِعْتِلَاقِهِ يَتَزَاكِدُ حِينَئِذٍ  
وَقَطْرَتُهُ الْعُلْيَا يَتَفَلَّخُ  
وَقُتًا فَوَقَّتًا وَالْكُوكِبُ  
تَتَسَعَّدُ وَآثَرُهَا حَتَّى يَبْلُغَ  
ذَلِكَ بِضَابَةً وَمِنْ أَمْرِ  
الْكُوكِبِ يُدْ وَا سَاخِرَةً  
فَقِيلَ لَهُ فَا صَدِّمْ بِمَا تُؤْمَرُ  
وَأَمْرٌ بِمُعَارِضَةٍ الْكَفَلِ  
وَمُعْجَاذٍ كِتَابِهِ

ارشاد کا رتبہ جلیلہ سمجھا لئے پر مامور ہوں  
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی کیفیت  
تھی کہ جو کوئی آپ کے احباب اور مخلصین میں  
سے ذرا بھی آپ کی طرف توجہ کرتا تو  
آپ اس کی ہدایت میں دریغ نہ فرماتے  
اسی حالت پر ایک عرصہ گزر گیا اور اس  
اثنائیں آپ کا عالم ملائکہ مقربین سے  
تعلق رفتہ رفتہ بڑھتا گیا اور آپ کی  
فطرت علیا زائد سے زائد صیقل ہوتی  
گئی اور ان کو آپ کے دائرہ میں وسعت  
ہوتی گئی یہاں تک کہ یہ نورانیت انتہا  
تک پہنچ گئی اور وہ کو آپ ہر کامل نظر آنے لگے  
تب آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ  
جس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے کھلے طور پر بیان  
کر دو اور کافروں سے معارضہ اور مجادلہ کرنے پر بھی آپ مامور کئے گئے

اور معارضہ کا راز یہ ہے کہ ارشاد کا  
تقاضائے ذاتی یہ ہے کہ دوسروں کو  
رشد و ہدایت حاصل ہو اور جو چیز اس  
مقصد میں مزا حمت کہے اسے اسے اسے

وَسَيِّدًا لِمُعَارَا حَمَرَاتٍ  
الْإِمْرُ شَادَ بِنَ لِقَبْرِ نَيْسَدِي  
الزَّمَانِ وَرَقْعُ مَا  
يُنَاقِضُهُ وَأَنَّ

فِي الْعَالَمِ الْعُلُوِّ أَمْرًا مَا  
قَدْ سَيَّأَ يَكُونُ مَظْهَرٌ فِي هَذَا  
الْعَالَمِ لَعَدَاوَةِ لَيْسَ إِلَّا  
وَذَلِكَ الْأَمْرُ يُقَاسُ عَلَى  
الْأَنْبِيَاءِ مِنْ حَيْثُ الْأَقْتِرَابَاتِ  
الْمَنْ كُورَةٍ فَيَتَصَوَّرُ بَعْدَ الْتَزْوِيلِ  
يَصُورُهُ الْعَدَاوَةِ فِي الْحَدِيثِ  
سَعْدٌ غَيُورٌ وَأَنَا غَيْرُ مِنْهُ  
وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ غَيْرَتِهِ  
حَتَّى مَرَّ الْقَوَا حَشَّ مَا ظَهَرَ  
مِنْهَا وَمَا بَطَنَ .

ہٹا دیا جائے اور اس عالم علوی میں  
ایک امر قدسی ہے کہ جس کا ظہور اس عالم  
عداوت میں ہوتا ہے انبیاء پر اقترابات  
مذکورہ کی وجہ سے اس امر قدسی کا افاضہ  
ہوتا ہے تو اس کا تصور نزول کے بعد  
عداوت ہی کی شکل میں ہوتا ہے حدیث  
شریف میں ہے کہ (آپؐ فرمایا) سعدؓ  
ایک غیور شخص ہے، لیکن میری غیرت  
اس سے زائد ہے تو اس قدر تقاسم لے تو  
مجھ سے بھی زائد غیور ہے، اور اسی  
کی غیرت کا یہ تقاضا ہے کہ تمام ظاہری

اور پوشیدہ بے حیائیوں کو اس نے حرام قرار دیا۔

## آغاز جہاد

فَصَارَ حَيْثُ بَنِي رَسُولًا  
إِلَى قَوْمِهِ كَمَا كَانَ هُوَ دَوَّ  
صَالِحٌ وَكُوَّطٌ وَشُعَيْبٌ  
مُرْسَلًا إِلَى أَقْوَامِهِمْ فَمَضَى  
عَلَى غَلَاكِ بَرْهَمٌ مِنَ الرَّمَانِ

اسی حالت پر پہنچ کہ آپؐ کو  
اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا  
گیا، جیسا کہ ہودؑ صالحؑ و شعیبؑ  
علیہم السلام کو ان کی قوموں کی طرف  
بھیجا گیا اس پر بھی کچھ مدت گزری

ثُمَّ صَارَتْ مِنْهُ الْبِدَاوَرُ  
 شُمُوسًا لِقَوَّةِ الْاَعْتِلَاقِ كَمَا  
 كَانَتْ الشُّمُوسُ الْبَاطِلَةُ  
 فَفِيكَ لَمَّا رَأَى ذَلِكَ أَذِنَ  
 لِلَّذِينَ ظَلَمُوا الْآيَةَ وَأَمَرَ  
 بِالْهَجْرَةِ الْيَقِيهِ مَبَايِنَةَ كَلْبَتِهِ  
 وَالْجِهَادِ الْكِنِىِّ هُوَ عَدَاوَةُ كَلْبَتِهِ  
 وَبَرَزَ ذَلِكَ اتِّسَاعُهَا وَارْتِدَ  
 الْأَرْشَادِ وَشُرُوقِهِ وَالْعَكَاسِ  
 سَخَطِ اللَّهِ وَغَيْرِهَا

اور ملازم علی کیساتھ شدید تعلق کی بنا پر  
 یہ بدور کا ملہ شمس باطنی بن گئے، تو  
 اسی وقت یہ حکم نازل کیا گیا، کہ جن  
 مومنوں پر ظلم کیا گیا اور کافران سے  
 لڑتے رہے انکو بھی اب اجازت ہے  
 کہ وہ کفار سے قتال کریں اور آپ  
 کو ہجرت کا حکم دیا گیا جو کلی طور پر  
 جدائی ڈالے اور جہاد کا حکم دیا گیا جو  
 ہر سرحدات ہے اس وقت آپ کے  
 ارشاد کا دائرہ وسعت پذیر ہونے لگا اور اللہ

تعالے کی غیرت اور اس کے سخط و غضب کے مظاہر وقوع میں آئے گئے۔

وَأَعْلَمَنَّ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى  
 هُوَ خَيْرٌ تَأْمُرُنِي فِي الشُّرُورِ  
 وَالْخِدَايَةِ إِذْ الشُّرُورُ أُمُورٌ  
 مِنْ بَيْنِ عَمَاتِ عَالِمِ الْخَلْقِ  
 وَمِنْ فَخْرِ جَاتِ الصُّورَةِ  
 الْوَزَائِيَةِ فَاتَّقُوا بِمَا  
 تَلَوْنَا عَلَيْكَ وَصَارَ حِينَئِذٍ  
 مِنْ أُولَى الْعَزْمِ وَيَهْدَا

اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات  
 اقدس تمام خیرات کا سرچشمہ ہے اور  
 شرور اور نقائص کو اس کی جانب  
 منسوب کہنا یہ اسکی قدوسیت کے  
 منافی ہے کیونکہ شرور کا منبع تو اس عالم  
 مادی کی تخلیقات ہیں، اور صورت  
 مزاحیہ ہی نقائص کے ظہور میں آئینکا  
 باعث ہوتی ہیں، ہماری اس بیان



قَسَمَ لَكُمْ كَمَالَ الْمَطْلُوعِ ۖ  
 پیغمبر کی جماعت میں شامل ہوئے اور آپ کا کمال مطلق پورے طریقہ پر جلوہ گر ہوا۔  
 ثُمَّ إِنَّكُمْ لَعَلَّيْتُمْ أَنْتُمْ الْغَائِبِينَ  
 آپ کا کمال چونکہ انتہا تک پہنچا  
 وَ سَلَّمَ نِعْمًا خَرِيقًا حَيْثُ  
 ہوا تھا آپ کی شان بہت بڑی اور  
 مَبْعُوثًا غَيْرَ الْأَتَمِّ جَدِيلِ الشَّانِ  
 اسکے برائیں دقیق تھے لہذا آپ کو  
 دَقِيقِي الْبُرْهَانِ وَفَصْلِ خَطَابِنَا  
 ایک اور ارتقاء حاصل ہوا اسکے متعلق  
 خَيْرِيَانَهُ كَمَا اسْمُ الْأَتَمِّ السَّاطِعِ  
 کلام مفصل یہ ہے کہ جب بعض جوہ فطریہ  
 فِي صَدْرِهِ اتِّسَاعًا مُسْتَطِيرًا  
 اور التباس کی بنا پر آپ کی استعداد  
 بَعْدَ صَنِيقَةٍ اسْتَعْلَا دَرَجَةً بِكَمُودِ  
 صِغَرَتِهِ وَكَسْبِيَّتِهِ كَمَا تَلَوْنَا  
 صِغَرَتِهِ وَكَسْبِيَّتِهِ كَمَا تَلَوْنَا  
 كَانَ الْأَسْمَحَ حَاكِمًا غَيْرَ مَبْلَا  
 شَرِيكٍ حَاكِمًا بَلِيغًا وَتَسْلُطِ  
 سُلْطَانًا عَظِيمًا وَحَسَارًا مُظْلَقًا  
 يَخِذْنَ أَعْلَاطَ لَاقِ الْأَسْمَاءِ  
 الْقَدْرِ نَيْمَةً ذَلَمًا تَوَحَّدَتْ  
 كَمَا لَا تَمُوتُ شَيْئًا كَمَا لَا  
 وَلَا حِدًّا وَجَعَلَ بَيْتَهُمْ  
 اتِّسَاعًا مِثْلَ اتِّسَاعِ  
 الْأَسْمَاءِ الْقَدْرِ نَيْمَةً الْمُطْلَقَةِ

کردہ بات پر یقین کروغرضیکہ آپ اس وقت الوالاعزم  
 ہوا تھا آپ کی شان بہت بڑی اور  
 اسکے برائیں دقیق تھے لہذا آپ کو  
 ایک اور ارتقاء حاصل ہوا اسکے متعلق  
 کلام مفصل یہ ہے کہ جب بعض جوہ فطریہ  
 اور التباس کی بنا پر آپ کی استعداد  
 مستقل ہو کر اس میں کامل جلا اور نورانیت  
 پیدا ہو گئی تو اس اسم پاک نے جو آپ  
 کے سینہ مبارک میں بجلی فرماتھا بڑی  
 وسعت پیدا کی اور آپ پر اسی اسم  
 مقدس کی حکومت قائم ہو گئی کہ جس  
 میں آپ کا کوئی دوسرا شریک نہ تھا  
 اور اس کو آپ پر عظیم تسلط حاصل ہوا  
 چنانچہ اسماء مطلقہ قدیمہ کی طرح آپ میں  
 صفتنا اطلاق پیدا ہو گئی جسب آپ کے  
 کمالات مختلفہ ایک ہی کمال کی صورت  
 میں نمایاں ہوئے اور اسماء قدیمہ

لَمْ يَتَّبِعْ فِي عَالَمِ التَّقَرُّرِ وَارْضَ  
التَّحْقِيقِ شَرْجَتَيْنِ الشَّرَاحِ  
إِلَّا دَخَلَ فِيهِ ذَلِكَ التَّوَرُّ  
الْمُقَدَّسُ بِأَتَمِّ وَجْهِهِ وَأَكْمَلِهِ  
فَلَيْسَ هُنَاكَ كَمَاكَ وَلَا  
مَقَامَ إِلَّا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ أَمَامُ النَّاحِيَةِ  
وَنَاطُورَةُ الدِّيْوَانِ كُلُّ ذَلِكَ  
ثَانِيًا مِنْ حَيْثُ لَا قَاصَّةَ إِلَّا بِحَادِيَةِ  
لِمَا هُوَ جَامِعٌ لِبِحَارِ الْمَوْجُودَاتِ  
عَلَى حَدِّ مَا كَانَ أَوْ لَا يَكُونُ  
حَيْثُ إِنِّي كَأَنَّ الْقَدْرَ يَقِفُ فِي  
عَالَمِ الْأَسْمَاءِ وَظِلَالِهَا مِنْ  
وَسَاكِنَةٍ وَتَرْجَمَانِيَّةٍ بَيْنَ  
اللَّهِ تَعَالَى وَخَلْقِهِ .

طرف سے ترجمان ہونے کا منصب فہموریں لانا ضروری تھا

فَاعْلَمَنَّ إِذَنْ أَنَّ كَمَا  
إِمْتَنَعَ قَبْلَ تَمَثُّلِهِ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ إِنِّي كَأَنَّ حَقِيقَتِهِ

مطلقہ کی طرح اس میں انشاع ہے کیا  
تو عالم وجود کے کونے کونے تک یہ  
نور مقدس کامل طور پر پہنچ گیا ہذا کمال کا  
کوئی مرتبہ اور مقام باقی نہیں مگر یہ کہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں امام  
الناجیہ اور ناظرۃ الدیوان ہو گئے  
ہر ایک چیز باعتبار افادہ ایجاد یہ کے  
ثانوی حیثیت رکھتی تھی اسلئے کہ آپ  
کی ذات تمام جہات موجودات کی  
جامع تھی اور یہ تمام باتیں اس چیز  
کا نتیجہ تھیں کہ اسماء مقدسہ کے عالم  
عکس اور ظلال میں ایک انجاس  
قدسی ظہوریں آیا کہ جس کا محرک یہ تھا  
کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں  
کے درمیان واسطہ بنے اور اللہ تعالیٰ کی

یاد رکھو کہ جس طرح آپ کے اس دنیا  
میں تشریف لانے سے پیشتر کسی ایسی  
حقیقت کا انجاس ممکن نہیں تھا جو کہ

أَقْرَبَ وَأَسْبَغَ مِنْ حَقِيقَتِهِ  
مَا هَذَا ذَلِكَ لَا تَطْمَئِنُّ  
حَقِيقَتُهُ الْعُلْيَا وَعَدَمُ تَشْلُهَا  
عَنْ اتِّصَافِ النَّاسِ بِالنُّبُوَّةِ  
الْمُشْعِرَةِ بِرُسُوخِ الْقَدَمِ فِي  
مَوْطِنِ التَّكَلُّفِ وَعَدَمِ التَّقَلُّدِ  
فِيهِ فَكَذَلِكَ بَعْدَ تَمَثُّلِهِ  
فِي مَوْطِنِ الرُّجُودِ الْحَدِيثِ  
إِسْتَنْعَ تَكَلُّفِي حَقِيقَتِهِ مَا مَرَّ  
الْحَقَائِقِ كَمَا لَمْ يَثْبُتْ  
نَفْسُهَا بَلْ تَرْتَجِمَانِ

آپ کی حقیقت سے اقرب اور کامل نہ ہو  
لیکن حقیقت علیا کا عدم تشل اس بات  
سے مانع نہ ہو کہ بعض افراد کو منصب  
نبوت سے سرفراز کیا جائے جس کا مفہوم  
یہ ہے کہ انہیں اخذ عن الشر میں قدم  
راخ حاصل ہو اور کسی دوسرے کی وہ  
تقلید نہ کریں اسی طرح آپ کا عالم  
حادث میں ظہور ہوا تو کسی کمال کی حقیقت  
کو بغیر اس کے کہ آپ کو ذریعہ اور واسطہ  
بنایا جائے اور آپ کو جو اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے ترجمان حقائق ہیں اپنا مہر متعین کیا

ہائے کوئی شخص بھی کسی طرح اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا۔

وَصَدَّ ذَلِكَ بَابُ  
النُّبُوَّةِ فَمَا طَارَ طَائِرُ مَرْمُوتِ  
أَوَّلِيَّ أَجْنَحَتِهِ اسْتَعْدَّ إِذَا لَا  
دَقَعَ فِي شَبْلَةٍ تَرْتَبِيتِهِ  
وَحَبَّ نَبَهُ إِلَى نَفْسِهِ  
كَجَذْبِ الْمُقْنَا طَائِسِ  
بِالْحَدِيدِ فَلَئِمَّا

البتہ یہ منصب کسی دوسرے کو باب  
نبوت میں داخل ہونے سے مانع ہے  
اگر بالفرض کوئی اس آسمان رفعت  
پر بلند پروازی کرنا چاہے تو آپ  
اس کو اپنی طرف جذب کرتے ہیں اور  
وہ آپ کی تربیت کے جال میں اس طرح  
پھنس جاتا ہے جس طرح مقناطیس لوہے



تَظَاهَرَتْ جِهَةٌ الْقَدِّ سَائِيَةً  
وَالْتَمَثَلَتِيَّةَ غَيْرِ الْمُنْظَمَةِ  
امْتَنَعَتْ أَنْ يَكُونَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ  
مُسْتَقِلٌّ بِالتَّلَقِّي فَمِنْ هَذَا  
السَّبِيلِ مِنَ الْمَعْرِفَةِ نَعْلَمُ  
بِأَنَّ مُرْسِي عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ  
كَانَ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا وَسِعَهُ  
إِلَّا الْأَتْبَاعُ وَتَجَهَّرَ بِأَنَّ هَذَا  
التَّوَجُّعَ مِنْ أَخَذِ الْفَيْضِ كَيْسَ  
مَعْدُودًا فِي الْفَنَاءِ فِي الرَّسُولِ  
هَذَا عَلَى أَنَّهُ بَيِّنٌ بِرَأْيِ  
السَّاعَةِ وَآخِرُ الْأَنْبِيَاءِ  
الَّذِي قَدْ مَتَّحَمَ لِمَكَارِمِ  
الْأَخْلَاقِ عَمِيقِ الْمَآخِذِ  
الْمُتَوَلِّ الشَّرْعِ وَخُرُوجِهِ  
خَفِئَةً إِلَّا سَبَابَ الْفَضْلِ  
تَعَهَّدَ خَاتَمِيَّتَهُ فَتَعَرَّفَ

کو پکار کر اپنے سے چھٹا لیتا ہے جب  
جہت قدسیہ اور ہیبت بخشی ہر دو نے  
ایک دوسری کی معاونت کی اور نظام  
کے کچھ بھی آثار نہیں تھے اس لئے آپ کے  
بعد مستقل نبی کا مبعوث ہونا امتنع ٹھہرا  
اسی معرفت کی بنا پر ہم جانتے ہیں کہ  
اگر موسیٰ علیہ السلام ہمارے رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جوتے تو آپ کے  
اتباع کے بغیر ان کے لئے اور کوئی  
چارہ کار نہ ہوتا اور یہ بھی ہم علانیہ کہتے  
ہیں کہ اس موقع پر اخذ فیض فتنائے  
الرسول نہیں سمجھا جاتا، علاوہ ازیں آپ  
قرب قیامت میں تشریف لائے اور  
آپ کا ظہور بہ نسبت تمام انبیاء کرام  
کے قیامت سے زیادہ قریب تھا آپ  
کی بعثت مکارم اخلاق کی تکمیل کے  
لئے تھی اور آپ کے اصول شرع و  
فروع کا ماخذ ہر اعمیق اور دقیق تھا چنانچہ یہ تمام

باتیں آپ کی خاتمیت کی مقتضی ہیں اچھی طرح سمجھ لو۔

## آفتاب نبوت کے باطنی ستارے

وَهُنَاكَ كَانَ شَيْئًا  
وَاحِدًا فِي جَلَالَتِهِ وَلَيْتَكَ آتٍ  
مِنْهُ كَوَاكِبَ سَيِّئَةٍ فِي بَادِي  
النَّظَرِ وَلَا فَقْدًا كُلَّ ابْصَادٍ  
بَصَائِرِنَا فِي اِكْتِنَاهِ كُنْهٍ قَادٍ  
تَبَيَّنَ اَعْدَادُهَا فِي اَطْوَارِهَا  
وَقَدْ اَفْصَحَ بَعْدَ كَثْرَتِهَا جِدًّا  
صَاحِبُهَا عَلَيْهَا الصَّلَوَاتُ التَّسْلِيمَاتُ  
حَيْثُ حَكَمَ بِآيَاتِ اَنْبِيَاءِ الْخَوْضِ  
الْكُذُرِ اَلَيْسَ هُوَ مَوْجِدُ مَثَلَاتِ  
كَمَالِهِ اَلَا قُضِيَ اَلْثَرَمِنْ خُجُومِ  
السَّمَاءِ ثَلَاثَةً مِنْهَا بَاطِنٌ كَاثَرًا  
مِنْ تَمَثُّلَاتِ الْاَقْصَادِ اَبْنِ  
اَلْاَوَّلِيْنَ فِي شَعْبِهِمَا التَّحْلُثُ  
اَقْرَابَاتِ رَقِيبِ فَرُغْنِ وَنَافِلِ اَلْاَوَّلِ  
اَلْاَوَّلِ التَّقْوَى خُلُقًا وَعَمَلًا  
عَلَى خِدَانِ اَوَّلِ الْعِصْمَةِ

جلالت قدر کے لحاظ سے ہم آپ  
کو ایک آفتاب کہتے ہیں کہ جس سے  
بادی النظر میں چھ ستارے ظہور میں آئے  
مگر ہم آپ کی کہ نہ تک نہیں پہنچ سکے اور  
اسے دیکھ کہ ہماری نگاہیں خیر ہو جاتی  
ہیں جو ستارے آپ کے نور سے ظاہر ہوئے  
ان کا بھی شمار مشکل ہے آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم نے خود انکی کثرت تعداد  
کو بتلادیا جس مقام پر آپ فرماتے ہیں  
کہ حوض کوثر پر جو برتن رکھے ہوں گے  
انکی تعداد آسمان کے تاروں سے زائد  
ہے یہ ستارے آپ کے انتہائی کمالات کے متحمل  
ہیں اظاہری تین ستاروں کے علاوہ  
تین اور باطنی ستارے ہیں جو پہلے دو  
اقتربات رقب فرہن و نوافل کے فروع سے گاہ کے متحمل ہیں  
پہلا اعمال اور اخلاق میں کمال تقوی  
کا التزام یہ عصمت کے مقابلہ میں ہے

الثَّانِي الْأَجْتِهَادُ الْمُفْقَهُ وَ  
الْفَرَاَسَةُ التَّجَارِيَّةُ عَلَى حَدِّ  
الْحِكْمَةِ وَالثَّلَاثُ الْعَنَائَاتُ الْخَبَرِيَّةُ  
وَأَعْنَى بِرَفَائِدِ أَحَدٍ إِذَا نَظَرَ  
فِي هَيْكَلِهِ لِجَنَائِهِ أَقْصَى نَظَرُهُ  
إِلَى التَّحَكُّمِ الذَّاتِيِّ عَلَى حَدِّ  
الْقُطْبِيَّةِ الْبَاطِنِيَّةِ وَثَلَاثَةٌ أُخْرَى  
كَأَنَّهَا مِنْ مَثَلَاتِ الْأَحْكَامِ  
الْثَّلَاثُ فِي شُعْبَةِ الشَّلَاثِ  
أَوَّلُ الْمَلِكِ الْمَشَارِكِ  
بِقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ  
الْأَيَّةَ عَلَى حَدِّ إِدْوَالِ الْقُطْبِيَّةِ  
الْإِشَادَةِ بِتَرَاثِي نَصَبِ  
الْمِزَاجِ الْمَدَنِيَّةِ مِنَ الْمَجَازَاتِ  
وَالْمُخَاصَّاتِ عَلَى حَدِّ إِدْوَالِ الْحِفْظِ  
الْثَّلَاثُ سَكِينَةٌ وَخَطِيئَةٌ عَلَى  
فَصَاحَةٍ وَنَصَاحَةٍ عَلَى حَدِّ  
الْوَحْيِ الظَّاهِرِيِّ ثُمَّ إِنَّ  
تِلْكَ الْكَوَاكِبَ حَمَارَاتُ

دوسرا اجتہاد فقہی اور تجزی فراست  
یہ حکمت کے مقابلہ میں ہے تیسرا عنایات  
جزئیہ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جب  
کوئی آپ کے جسم ظاہر پر نظر ڈالتا تو  
اس کی نظر حاکم شعلی ذاتی پر پڑتی ہے  
قطبیت ارشاد کے مقابلہ میں ہے اور  
علاوہ اس کے تین بتارے ہیں جو گویا  
اقتراب ثالث (قرب وجود) کے  
فروع ملہ گانہ کے تمثلات ہیں  
پہلا ملک و بادشاہت جسکی طرف  
اس آیت میں اشارہ ہے کہ ہم نے تمہیں  
کھلی فتح عنایت کی ہے جو کہ قطبیت  
ارشاد کے مقابل ہے دوسرا مزاج  
مدنی کے اعتدال کا قائم رکھنا، یعنی  
مزاجیں ادے کر اور مخاصصات کو فیصل  
کرنے یہ محفوظیت کے مقابل ہے تیسرا  
خوش بیانی اور خلوص کیساتھ وعظ فرمانا  
یہ وحی ظاہری کے با مقابل ہے پھر  
یہ بتارے بھی بدرکامل بنے اور پھر



يَا دُرَّ اَتَمَّ شَمْسًا

ثُمَّ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّي  
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ مِنْ  
غَزْوَةِ تبُوكَ قَالَ رَجَعْنَا مِنْ  
الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ  
الْاَكْبَرِ يَعْنِي بِرِ التَّحْوِجِ عَنْ  
الْكَثْرَةِ اِلَى الْوَحْدَةِ وَعَنْ عَالِمِ  
الْمَثَلِ اِلَى عَالِمِ التَّعْزِیِّ وَعَنْ  
حَضْرَةِ تَفْوِیْلِ الْعِلْمِ اِلَى  
حَضْرَةِ اِجْمَالِهِ لَمَّا قَضَى لَنَا فِي  
حَقِيقَةِ بَرَاهِمِهِمْ وَهُوَ اصْغَبُ  
الْاَسْفَارِ اَوْ عَمَّا لَقَطَّ اَرْحَیْثُ  
تَفَوُّیْ مَبْدَأَ نَفْسِهِ عَنْ مَوْطِنِ  
حِيلٍ فِيهِ وَبِذَلِكَ تَأْبِطُ رَسُولُ  
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ  
تَسَالِیْ اِجْمَالٍ وَتَفْوِیْلِ وَهَذَا لَكَ  
بَلَّغُ الْكَمَالِ اَقْصَاةٌ وَقِيلَ لَكَ  
اَتَمَّتْ عَلَيْكَ تَعْمُیُّ رَضِیْتُ  
لَكَ اَلَا سَلَامٌ دِیْنًا

شمس ہو گئے،

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ  
تبوک سے واپس ہوئے تو آپ نے  
فرمایا ہم چھوٹے جہاد کو پورا کر کے جہاد  
الکبر کی طرف واپس آئے ہیں، یعنی ہم  
کثرت سے وحدت کی جانب آئے ہیں  
اور عالم تمثیل سے عالم تحریر کی طرف لوٹ  
آئے اور تفصیل علم کی بارگاہ کو ترک  
کر کے بارگاہ اجمال کو اختیار کیا جیسا کہ  
ہم نے اسکی تفصیل حقیقتاً برہائیم علیہ  
السلام میں بیان کی ہے اور یہ مشکل  
ترین سفر ہے اور بہت ہی شاق مقام  
ہے، کیونکہ اس کا مبدئین موطن فطرت  
سے بالاتر ہے اس سے آپ کو ہر ایک  
اجمالی اور تفصیلی کمال حاصل ہوا، اور  
انہائی کمال کا کوئی درجہ باقی نہیں رہا  
اور اسی واسطے آپ سے کہا گیا اَلْيَوْمَ  
اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتَمَمْتُ بِكُمْ  
نِعْمَتِي وَرَضِیْتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

وَهُنَالِكَ نَجْمُ الْكَعْبَةِ وَصَدَقَ  
 يَقُولُ الْآرَاءُ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى تَخَذَنِي  
 خَلِيلًا كَمَا تَخَذَ إِبْرَاهِيمَ  
 خَلِيلًا وَتَرَلْ سُورَةُ النَّصْرِ  
 فَرَدْنَا أَذْذَقْنَا وَأَمَّا ذَوْقُ  
 مَنْ قَالَ إِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 لَكُنَّ سَبَّ الْخُلَّةِ بَعْدَ الْفَتْحِ سَنَةٍ  
 بَوَاسِطَةِ بَعْضِ أُمَّتِهِ فَمَعَ  
 أَنَّهُ حَكَمَ بِمَا يَتَأَذُّنُ أَمْرًا لِنُبُوَّةِ  
 مَعَارِضٍ بِالنَّصْرِ الصَّرِيحِ  
 الْقَضِيَّةِ فَلَا يَعْوَلُ عَلَيْهِ  
 وَفِيهِ هَذِهِ الْكَلَامَاتُ الْفَطْرِيَّةُ  
 وَالْمَكْتُوبَةُ حَتَّى رَأَتْ مِنْهُ  
 الْمُحْجَزَاتُ فَمِنْهَا الْأَخْبَارُ عَنِ  
 الْمُغَيَّبَاتِ وَبِسُورَةِ الْأَمْقَرِ  
 بَاتِي أَخْبَرُكَ كَانَ يَنْهَضُ كَرَّ  
 يَابَانَ بَابٌ إِلَى الْعِلْمِ الْفَعْلِيِّ  
 وَبَابٌ إِلَى الْعِلْمِ الْأَنْفَعَالِيِّ  
 وَأَمَّا الْمُقْتَرِبُ بِقُرْبِ التَّوَافُلِ

اور اسی اثنا میں آپ نے حج کیا اور یہ  
 فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا  
 خلیل بنا لیا جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ  
 والسلام کو اپنا خلیل بنایا تھا، اور  
 سورہ نصر نازل ہوئی ہمارا ذوق تو یہی  
 ہے لیکن جس نے اپنے ذوق کی بنا پر  
 یہ کہا ہے کہ آپ کو امت مرحومہ کے ایک  
 فرد کے ذریعہ ہجرت کے ہزار سال کے  
 بعد خلعت کا مرتبہ حاصل ہوا اس کا یہ  
 کہنا نبوت کے منافی ہے اور نص صریح  
 کے مخالف اس لئے یہ قول مستند نہیں،  
 اور ان ہی کلمات فطریہ اور  
 اکتسابیہ کی بدولت آپ سے انواع  
 و اقسام کے معجزات صادر ہوئے، (۱۱)  
 غیب کی خبریں بتلانا اسکا راز یہ ہے  
 کہ جسکو قرب حاصل ہو، خواہ اسکی نوعیت  
 کچھ ہو اس کے سامنے دودر وازے کھل  
 جاتے ہیں ایک علم فعلی اور دوسرا علم  
 انفعالی کی طرف اور جسے قرب نوافل

فَلَا ضَلَالَةَ فِي ذَاتِ اللَّهِ سُبْحَانَ  
وَأَمَّا الْمُقَرَّبُ بِقُرْبِ الْفَرَائِضِ  
فَتَجَلَّى اللَّهُ سُبْحَانَهُ فِي عَيْنِهِ  
بِأَحْكَامٍ تَنَاسُبُ عَيْنَهَا  
وَأَمَّا الْمُقَرَّبُ بِقُرْبِ الْوُجُودِ  
فَلَا يُقَرَّبُهُ تَحْتَ حُكْمِ الْعَيْنِ  
الَّتِي هِيَ خَيْرُ كُلِّ آيٍ لَحْمِيَّةٍ  
لِعَالَا أَرْعَانِ شَالِ لَخَيْرِ حَيْثِيَّةٍ  
مِنَ الْحَيْثِيَّاتِ فَلَا جَرَمَ أَنَّ  
يَعْلَمُ كُلُّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ  
أَوْ بَعْضُهُمَا ثُمَّ إِنَّ الصَّفَا  
الْمُسْكُتِ بَ آتِيضًا  
يَفِيْدُ كُشْفًا لِكَائِنَاتِ  
الذَّائِسِيَّةِ وَمِنْهَا إِبَابَةُ  
الذَّعْوَاتِ فِي اسْرَجِ  
الْأَوْقَاتِ وَسِرُّهَا مَا كُنَّا  
أَشْرْنَا الْيَمِينِ أَذَا فَعَالِ  
وَالْأَقْوَالِ تُثْبِتُ فِي  
الضُّعْفِ

حال ہوا سکے سامنے تو اسلئے کہ اس  
نے اپنی ہستی کو ذات اقدس جل شانہ  
میں مضحل کر دیا ہے قرب فرافض  
والے کے سامنے اسلئے اسکی عین ثابتہ  
اللہ تعالیٰ کی تجلی گاہ ہوتی ہے جس  
سے اسکے مناسب احکام ظہور میں آتے  
ہیں اور قرب وجود والے کے سامنے  
اس لئے کہ وہ عین ثابتہ کا مقہور ہوتا  
ہے اور اسکے حکم کے ماتحت رہتا ہے  
اور عین ثابتہ سراسر خیر ہی خیر ہے اور  
کسی نہ کسی حیثیت سے وہ خیر ہی  
کا متشل ہوتا ہے اسی بنا پر اسے اولین اور  
آخرین کا حال کلا یا جزاً معلوم ہو جاتا ہے  
اور جو صفائی قلب کی اکتسابی ہوتی ہے  
وہ بھی کائنات و نسب کے کشف کا  
فائدہ دیتی ہے (۲) دعاؤں کا بہت  
جلد قبول ہو جانا اس کا راز وہی ہے  
جو ہم لکھ چکے ہیں کہ اقوال اور اعمال  
کو صحف میں ثبت کیا جاتا ہے اور



تُخْرِجُ عَلَى حَسَبِ السَّبْوَعِ  
وَإِنِّي أَرَى أَنَّ أَكْثَرَهَا  
مَوْثِقٌ بِتِلَاوَةِ الْأَسْمَاءِ وَكَذَا  
مَا بَعْدَهَا مِنْ أَتْوَاعِ  
الْمُعْجَزَاتِ وَمِنْهَا زِيَادَةُ  
الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَسِرُّهَا  
الْفَتْحُ الْبَابِ إِلَى التَّحْقِيقِ  
الْإِيمَانِيِّ فِي التَّوْبِيعَةِ الْمَرْجُوعَةِ  
مِنْ حَيْثُ الْأَقْرَبَاتِ وَ  
مِنْهَا تَكْثُرُ الْجَمَادَاتِ وَ  
الْجَمَادَاتِ وَتَقِيلُهَا وَسِرُّهَا  
الْفَتْحُ الشَّحْطِ الْإِيمَانِيِّ  
فِي التَّوْبِيعَةِ الْكَمَالِيَّةِ وَمِنْهَا  
كَفُّ الْأَعْدَاءِ وَتَعْدِيَةُ  
مَنْعَكِرِيهِ وَسِرُّ الْأَوَّلِ  
حِمَايَةِ السَّبْوَعِ وَالثَّانِي  
أَنَّ مَعَارِضَةَ الْمُقَاتِلِ  
يُحَرِّثُ حُزْنَ

مرتبہ سبوع کے تعلق ان کا ظہور ہوتا ہے  
میری رائے میں اسماء حسی کی تلاوت  
اس کا بڑا سبب ہے اور دیگر انواع  
معجزات کیلئے بھی یہ ایک تاثیر  
سبب ہے اور انہیں انواع میں سے  
کھانے پینے کی اشیاء کی خارق از عادت  
زیادتی کا ظاہر ہوتا ہے اس کا راز  
تجلی ایجابی کے دروازہ کھلنے میں مضمر  
ہے جو اقربا بات مذکورہ کا نتیجہ ہے اور  
جس کا ظہور بوسیت کمالیہ میں ہوتا ہے  
اور ایسے ہی بے زبان جانوروں اور  
جمادات کا کلام کرنا اور طبع و فرمان برداری  
ہونا اس کا راز بھی اس ایجابی تجلی  
میں مضمر ہے جس کا ظہور بوسیت کمالیہ  
میں ہوتا ہے اور اسی طرح دشمنوں کے  
شر کو اس سے روکنا ہے اور اس کے  
منکروں پر عذاب نازل کرنا اور اول کا  
زمربہ سبوع کی حمایت ہے اور موخر الذکر  
میں اہل قرب کی مخالفت کرنا جو ان کی ذات کا باعث ہے

## اقسام وحی

وحی کے متعدد اقسام ہیں، معراج کی حالت میں جو وحی ہوتی تو اہل حکمت کے نزدیک معراج بحالت بیداری اسی جسم کیساتھ ہوتی ہے جو کہ کمالات کا تجسم تھا اس بدن کیساتھ نہیں ہوتی جو کہ عناصر سے مرکب شدہ ہے اسکا راز یہ ہے کہ عین ثابۃ کا تقاضا قرب فراغی اور قرب اللہ کے دونوں لحاظ سے عالم معارف میں تبحر حاصل کرنا ہے اور اسی راز سے شق صدر کا عقدہ حل ہوجاتا ہے، تجسم کمالات کی حقیقت کا مسئلہ ایک عمیق راز ہے جو تمام جداگانہ کمالات ایک وحدانی صورت اختیار کرتے ہیں تو وہ ایک ایسی چیز ہوتی ہے کہ جسے اشتغال کیساتھ ایک گونہ قرب حاصل ہوتا ہے لہذا یہ ضروری ہے کہ ارتقاء کی ہر ایک منزل میں ایک

وَالْوَحْيُ عَلَى الْوَاخِ مِنْهَا  
مَا كَانَ فِي الْمَعْرَاجِ وَهُوَ  
عِنْدَ حَزْبِ الْحِكْمَةِ فِي الْيَقْظَةِ  
يَبْدَأُ مِنْ تَجَسُّدِ الْكَمَالَاتِ  
لَا مِنْ تَجَوُّهِ الْعَنَاصِرِ  
يَسْرَعُ، نُقُوضًا لِعَيْنِ التَّجَرُّ  
فِي الْمَعَارِجِ فِي جَانِبِ  
الْأَفْئِدَةِ الْفَرَاغِيَّةِ  
وَالْأَفْئِدَةِ الْمَلَكِيَّةِ مَعًا  
وَمِنْ هَذَا لِتَبَيُّنِ يَفْكَ  
الْعُقْدَةِ فِي شَقِ الصَّدْرِ  
تَحْقِيقَ تَجَسُّدِ الْكَمَالَاتِ  
عَمِيْقًا جِدًّا وَكَشْفَ السِّرِّ  
أَنَّ الْكَمَالَاتِ الْمَتَوَحِّدَةُ كَمَا لَا  
وَاحِدًا شَيْءٌ مُقَرَّبٌ بِاللَّهِ  
سُبْحَانَهُ يَضْرِبُ مَا مِنَ الْقُرْبِ  
فَلَا يَدَّ أَنَّ لَهُ حُزْرَةً حَقَّةً

تَبَيَّنَ فِي كُلِّ نَشْأَةٍ وَ  
 قَدْ تَكُونُ جَوِيَّةً وَقَدْ تَكُونُ  
 مَنَالِيَّةً وَسَيَاتِيكَ تَجَسَّدُ  
 الشُّرُورُ فِي حَدِيثِ الدَّجَالِ  
 فَفِشَتْ عَلَى هَذَا  
 وَمِنْهُ الرُّؤْيَا كَحَدِيثِ  
 الْكَفَّارَاتِ وَالذُّرُجَاتِ  
 وَحَدِيثِ الْمَعَاهِدِ يَأْتِ  
 وَسِرُّهَا مَا ظَلَمْنَا فِي الْمَعْرِجِ  
 وَمِنْهَا تَمْثِلُ جَبْرِئِيلَ لَهُ  
 بِحَدِيثِ بَرَاءَةَ النَّاسِ كَمَا  
 فِي حَدِيثِ سُؤَالِهِ عَنِ  
 الْأَسْلَامِ وَالْإِيمَانِ وَ  
 الْإِحْسَانِ وَاشْرَاطِ  
 السَّاعَةِ وَسِرَّةِ مَا أَشْرَنَا  
 لَكُنْ مِنْ أَنَّ الْمَلَائِكَةَ  
 تَعْبُدُنَا أَنْ تَهْتَرُ  
 بِالشَّكْلِ لَا سَتَعْدُ إِدَى  
 قَدْ تَمْثِلُ بِالْبَدَنِ

صورت حقیقیہ ہو جو بعض اوقات  
 صورت جو یہ ہوتی ہے اور بعض اوقات  
 مثالیہ آگے حقیقت و حال کی بحث میں  
 یہ اٹھائے گا کہ وہ شرور کا تمثیل ہے تو  
 اس کو بھی اسی پر قیاس کر لیتا  
 وحی کی ایک قسم روپائے صاف ہے  
 مثلاً کفار است اور درجات کی حدیں  
 اور معادیات کی حدیں اس کا بھی  
 راز وہی ہے جو معراج میں مذکور ہوا  
 اور ایک قسم وحی کی یہ ہے کہ جبریل  
 آدمی کی صورت میں تمثیل ہوں اور تمام  
 حاضرین انہیں دیکھ لیں مثلاً وہ حدیث  
 کہ جبریل امین نے آدمی کی شکل میں آکر  
 ایمان اور اسلام اور احسان کی حقیقت  
 دریافت کی اور علامات قیامت کو  
 معلوم کیا اس کا راز بھی ہم پہلے اشارہ  
 بیان کر چکے ہیں کہ ملائکہ میں جو وقت  
 تعلق استعدادی کی بنا پر امترازا پیدا  
 ہوتا ہے تو اسکے بعد وہ کبھی کبھی بدن



الْمَثَالِي وَمِنْهَا الْكُفُوفُ فِي  
 دَوْعِهِ كَحَدِيثِ الْأَلَذَّيْنِ  
 فِي الْجِهَادِ وَحَدِيثِ بَيْتِي  
 نِ أُمِّيَّةَ وَحَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ  
 فِي جَوَابِ مَنْ قَالَ أَوْ بَاتِي  
 الشَّرُّ يَا خَيْرٌ وَقَدْ كَانَتْ  
 يَدُ هَبِّ عَنْ حَيْثُ وَذَلِكَ  
 لِشِدَّةِ مَالِكِيَّةِ الْأَقْرَابِ  
 الْمَلِكُوتِي أَفْكَرَ قَرَابِ  
 الْفَرَاغِ لِيُضَيَّ وَاسْتَعْرَافِهِ  
 وَفِيهِمَا وَمِنْهَا الْأَشْرَافُ  
 وَالْكَثُفُ كَحَدِيثِ بَارِعِ  
 الْحَنْطَةِ وَكَحَدِيثِ  
 الشَّاقَةِ فِي التَّبَرُّكِ وَقَدْ  
 مَقْدَنَا بَعْضُ تَبْيَاحِهِ  
 وَمِنْهَا الْوَحْيُ الْبَاطِلِي  
 وَهُوَ الْحِكْمَةُ أَوْ مَقْتَضَى  
 الْأَشْوَالِ الظَّالِمِ مَرْخُودِهِ  
 وَقَدْ ذَكَرْنَا مِنْهَا وَمِنْهَا

مثالی میں متجسد ہوتے ہیں اور وحی کی  
 ایک قسم نقوش فی البروع ہے جیسا کہ  
 اس حدیث کا استثنائی فقرہ کہ شہید کے  
 تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں مگر  
 فقرہ اسی طرح یعلیٰ بن امیہ کی حدیث  
 اور ابوسعید کی وہ حدیث کہ جس میں  
 مذکور ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا  
 کیا خیر سے بھی شر پیدا ہوتا ہے اس  
 حالت میں آپ اپنے حواس ظاہری سے  
 غائب ہو جاتے ہیں، کیونکہ قرب فرائض  
 اور قرب ملکوتی میں آپ کو استفراق حاصل  
 ہوتا ہے اور ان کا اثر آپ پر اس طرح  
 غالب جاتا ہے کہ گویا کہ آپ ان کے  
 قبضہ میں ہیں ایک قسم وحی کی اثران اور کشف ہے  
 جیسا کہ گندم سجنے والے کی حدیث یا ادنیٰ والا  
 واقعہ جو جنگ تبوک میں پیش آیا جس سے متعلق ہم کچھ  
 تذکرہ کر چکے ہیں اور ایک قسم کو وحی باطنی کہا جاتا ہے  
 یہ وہی چیز ہے کہ جسے قرآن کریم میں حکمت کے ساتھ موسیٰ  
 کیا گیا ہے نیز اس کی ایک قسم بھی ہے جو اس قسم پاک

الْقُرْآنَ وَهِيَ أَعْظَمُهَا وَأَكْرَمُهَا  
وَلَنْ يَتَفَسَّرَ لَكَ إِجْمَالُ الْقُرْآنِ حَتَّى  
تَمُوتَ وَأَوْجُوهًا مِنَ التَّحْقِيقِ  
فَأَسْتَمِعْ لِمَا نِثَى عَدِيكَ  
واضح نہیں ہو سکتا جب تک تحقیق کے طور پر بغیر کی تمہید نہ پڑھو

## قرآن مجید کے منازل ارتقاء

لِلْقُرْآنِ نَشَأَتٌ خَبِيَّةٌ  
النَّشْأَةُ الْقَدِيمَةُ الْأَفَاحِيَّةُ  
نَشْأَةُ الْكَلَامِ الْقَدِيمِ الْوَالِدِيِّ  
هُوَ مِنْ جُزْئِيَّاتِ الْأَمْرَادَةِ  
وَلَا تَعْنِي بِذَلِكَ إِلَّا الْفَاحِشَةُ  
بِالْفِعْلِ لِلتَّرْبِيَةِ الْكَمَالِيَّةِ  
الْعِلِّيَّةِ النَّشْأَةُ الْمُتَجَدِّدَةُ  
مِنْ قَبِيلِ الْأَسْمِ الْمُتَجَدِّدِ  
نَشْأَةُ تَسْمِيَةِ حَلِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ  
سَلَامٌ وَقَدْ اسْتَوْطِنَ ذُرْوَةَ سَنَةٍ  
كُلِّ مَوْهِنَةٍ النَّشْأَةُ مَرْقَبِيَّةٌ كَمَالِيَّةٌ  
حَلِيِّ اللَّهِ عَلَيْهِ سَلَامٌ أَمَّا النَّشْأَةُ

قرآن مجید کے منازل ارتقاء پر واضح  
ہیں (۱) ارتقاء قدیم یعنی افاحیہ بالفعل  
(۲) کلام قدیم کا وہ ارتقاء جو صفت  
الادہ کی جزئیات سے ہے اس سے  
ہماری مراد افاحیہ بالفعل ہے جس کا تعلق  
علی تربیت کمالیہ سے ہے (۳) متجدد  
ارتقاء جسکی مثال اسم حادث متجدد سے  
ہے (۴) تسمیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتقاء  
یاد رکھو کہ ان تمام ارتقادات میں انتہا  
تک پہنچ جانے کا منہج آپ کا اپنا کمال  
ہے صلی اللہ علیہ وسلم پہلے تین قسم کے  
ارتقادات میں آپ کو جو درجہ عالیہ حاصل

ثَلَاثُ الْأَوَّلِ تَمَثَّلَ اِعْتِلَاثُهُ  
بَيْنَهَا اَحَاظُهُ الْأَصُولُ الْعُلُومُ  
لِمَا سَيَأْتِيكَ وَأَمَّا الرَّابِعَةُ  
تَمَثَّلَ اِعْتِلَاثُهُ فِي مَقْصَلَاتِهِ  
بِثَلَاثَةٍ دَأْسُ لُؤْيَا وَالتَّيْزُ  
فِيهَا هَذَا كَتَمُ الْأُمُورِ  
بِأَسْرَافِهَا فِي تِلْكَ النِّشَاطَةِ  
وَأَمَّا الْخَامِسَةُ نَشْأَةُ  
الْمَدْرِكَةِ فَكَانَ لَهَا تَوَرُّ  
مِنْ قَبْلِ أَحْصِيهِ وَتَوَرُّ مِنْ  
قَبْلِ مَدْلَاجَةِ الشَّائِقِيْنَ  
إِيَّاكَ فَقَرَضَ فِي النِّشَاطَةِ  
الشَّرْعِيَّةِ .

تھا وہ اس طرح متمثل ہوا کہ آپ کو  
اصول علوم پر احاطہ حاصل ہوا جیسا کہ  
اسکا بیان عنقریب آئیگا، ارتقاء چہارم  
میں آپکا درجہ عالیہ فصاحت و بلاغت  
اور حسن ادب و اسلوب کی صوبت میں متمثل ہوا  
اسکا راز یہ ہے کہ ظہور کی بہترین قسم یہ  
ہے کہ ہمیں کامل ترین امور نمایاں ہوں  
جبکہ تعلق اس نشاۃ سے ہے اور پانچواں  
درجہ کا ارتقاء ہے چنانچہ ایک نور تو  
آپ کو اپنی اہلی حالت کے لحاظ سے  
حاصل تھا اور ایک نور آپ کو سابقین  
کے ساتھ تعلق رکھنے کی بنا پر  
حاصل ہوا ارتقاء تشریفی کا تعلق اسی سے ہے،

## علوم قرآن

وَعُلُومُ الْقُرْآنِ بِرُمَّتِهَا  
تُحْصَرُ فِي كَلِمَاتٍ سَبْعٍ  
الْأَلْفِيَّاتِ مِنَ الذَّاتِ وَالْأَسْمَاءِ  
الذَّاتِيَّةِ وَالْفِعْلِيَّةِ وَالْمُتَّجِنَةِ .

قرآن پاک جن علوم پر مشتمل ہے  
وہ سات قسموں میں منحصر ہیں (۱) الہیات  
یعنی ذات اقدس اسماء ذاتیہ، اسماء  
فعلیہ و اسماء متجندہ کا بیان



الشُّكُونِيَّاتِ تَتَقَيُّ بِالْآيَاتِ  
وَعَمَدُهَا أُمُورٌ تَجُورُ فِي السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ آيَاتُ السَّمَاءِ آيَاتُ  
الْحَيَاةِ آيَاتُ الْعَنَاصِرِ آيَاتُ  
الْمَعَادِ آيَاتُ الذَّبَاتِ آيَاتُ  
الْحَيَوَانِ آيَاتُ الْإِنْسَانِ  
عَجَائِبُ مَقَامَاتِ الْأَنْبِيَاءِ  
الْوَعْدُ وَالْوَعْدَةُ قَهْرُ الْمَدَارِكِ  
الظُّلُمَانِ بِالْأَوَارِ الْمَعَادِ الْقَدَسَاتِ  
وَعَمَدُهُ وَجُوهُ التَّوْحِيدِ التَّوْحِيدِ  
بِوَقَائِعِ الْآخِرَةِ وَالْأَوَّلِ الْقَصَصِ  
الَّتِي تَتَكَلَّمُ بِهَا سَوَاءُ النَّفْسِ  
وَالْتَّمِيلِ بِأَمْثَالِ يَفْقَهُ فِي النَّفْسِ  
بِعَوْنِ الشَّيْخِ الشَّيْخِ وَالشَّيْخِ  
الْمَشْرِعِ وَفِي الْبَابِ الْعِبَادَاتِ وَ  
الْكِبَارِ وَالْعَادَاتِ الْخَلْقِ وَالْعِلْمِ  
وَكَيْفَ الْمَنْزِلِ وَسِيَاسَةِ الْمَدِينَةِ  
الْمَعَادِ وَفِي أَرْبَعَةِ مَنَازِلِ الْقَبْرِ  
وَالْحَشْرِ وَكَيْفَ الْحِسَابِ الْجَنَّةِ وَ

تکوینیات انکو آیات بھی کہتے ہیں  
مثلاً زمین و آسمان کی تخلیق مظاہر جوہر  
عناصر اور موالید ثلاثہ یعنی جمادات اور  
نباتات اور حیوانات تخلیق انسان کا  
بیان اور مقامات انبیاء کے عجائبات  
(۳) وعظ وارشاد یعنی جہالت کی تاریکیوں  
کو معارف قدسیہ سے منور کیا جائے ترغیب  
و ترہیب کی بہترین صورت یہ ہے کہ دنیا  
و آخرت کے عبرت آموز واقعات اور  
قصص جن کو سن کر نفس کی سرکشی کم ہو  
و تمیلات جن کا پیرا یہ بیان بہت  
موثر ہو اسی طرح برائیوں کی مذمت  
اور خوبیوں کو سراہنا اور تسلی آمیز  
چیزیں بیان کرنا

(۴) شرعیات و اس میں جملہ عبادات  
امال اور عادات اخلاق معاملات  
مذاہب منزل سیاست مدنیہ داخل ہیں  
(۵) معاد یہ آخرت کی چار بڑی منزلیں  
ہیں قبر حشر روز قیامت جنت اور

النَّارُ فَحَاجَةٌ إِلَى الدَّمَارِ وَفِيهَا مَسَائِلُ  
 التَّوْحِيدِ عِبَارَةٌ وَثَبَاتُ الْمَعَادِ  
 وَثَبَاتُ النَّبُوَّةِ وَثَبَاتُ تَنْزِيلِهِ  
 اللَّهُ تَعَالَى عَنِ الْوَلَدِ وَهَذَا  
 تَحْرِيفَاتُهُمْ الْقَصَصُ وَالْمَذْكُورُ  
 مِنْهَا قَصَصُ الْأَنْبِيَاءِ وَقِصَّةُ  
 اسْتَنْدَرِ رِذَى الْقُرَيْشِيِّ وَشَرِّهَا  
 دَسِيسَةُ هُذُلَاءِ الْعُلُومِ الْقَرِيبِ الْخَلَّةِ  
 وَحَيًّا وَكَانَ الْحَاجَةُ تَرْهِي وَحُظُّ  
 مَا لَانَ أَهْلًا مَا وَاجِدًا وَهُوَ  
 الْإِشَادَةُ بِالنَّهْيِ تَرْبِيَّةٌ عَلِيمَةٌ

دورِ رخ (۶) مجادلہ یعنی کفار کو دلائل سے  
 قائل کرنا، اثبات توحید، اثبات  
 نبوت، اثبات معاد اور منکروں کی  
 تحریفات کا ابطال یہ سب امور اسی  
 قسم سے ہیں (۷) قصص انبیاء کرام  
 کے قصات اور ذوالقرنین وغیرہ کے  
 واقعات ان علوم کا راز یہ ہے کہ حکمت  
 وحی کی شکلیں میں تبدیل ہو جائے، اور  
 مجادلہ بھی وعظ و تہذیب کی ایک قسم ہے  
 دونوں کا مقصد ہدایت و ارشاد اور  
 تربیتِ علم ہے

## حروف مقطعات

رَمِيتْ فُنُونِ الْحِكْمَةِ  
 فَنُجُ الْمَحْرُوفِ دَعَا يُعْطِيهِ هَذَا  
 الْفَقْرُ أَنَّ الْمَدَّ مَعْنَاهُ غَيْبٌ  
 أَوْ كُنَّ فِي الْمَتَدَانِ كَفَى بِهِ  
 عَنِ الْآيَاتِ وَالْعَادَاتِ الْأَعْمَالِ  
 وَبِدَعَاتِ الْأَخْلَاقِ مِنْ حَيْثُ

فنون حکمت میں سے ایک فن  
 حروف کا ہے اس فن کے اصول پر  
 ہمارے نزدیک الٰہ کے یہ معنی ہیں  
 وہ غیب جس نے عالم متدین میں تعین  
 قبول کیا اس کا مفہوم یہ ہے کہ عادات  
 اور اعمال اور اخلاق کی برکات کے

مَا تَعَيْنَ فِيهَا تَشْرِيْعٌ  
اَوْ تَحْقِيقٌ قَدْ سَبَقَ

الرَّمَعْنَاهُ غَيْبٌ تَعَيْنَ فِي  
التَّخْلِيْطِ تَعَيْنًا مُّتَرَدِّدًا  
غَيْرُ مُتَجَرِّكٍ فِي عَزْمِ مَقَامَاتِ  
الْاَنْبِيَاءِ مِنْ حَيْثُ اَنْهَا  
مُصَادِمَةٌ لِلشَّرِّ وَالْاَلَا نَسِيَتْ  
مَرَّةً بَعْدَ اُخْرَى

ظَلَمَ مَعْنَاهُ تَنْزُّهُ كُلِّ التَّنْزُّهِ  
تَزَلُّ فِي غَيْبِ هَذَا الْعَالَمِ  
التَّخْلِيْطِ كُنِيَ بِهٖ عَزْمُ اَحْكَامِ  
الْاَسْمَاءِ الْمُنَجَّدَةِ مِنْ حَيْثُ  
اَنْهَا كَيْفَ تَزَلَّتْ فِي  
السَّكَاوَاتِ الْاَلَا نَسِيَتْ

ظَلَمَ مَعْنَاهُ تَنْزُّهُ حَقِّ  
التَّنْزُّهِ سَرِي سَرِيًّا تَنْزِيْهًا  
فِي عَالَمِ التَّخْلِيْطِ كُنِيَ بِهٖ  
عَنِ الْاَسْمَاءِ الْمُنَجَّدَةِ وَاَحْكَامِهَا  
الَّتِي هِيَ بِحَسَبِ سَرِّيَّانِهَا

ضمن میں تشریح اور تحقیق مقدس کو  
تعیین حاصل ہے

الرا کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو عالم  
تخلیط میں تعین حاصل ہوا، لیکن یہ تعین  
مستحکم اور برقرار نہیں اس سے مراد  
انبیاء علیہم السلام کے مقامات ہیں  
اس حیثیت سے کہ وہ ضرور و نسیہ سے  
بار بار ٹکراتے رہتے ہیں،

ظلمہ کے معنی یہ ہیں کہ ذات اقدس  
کو کامل تنزیہ حاصل ہے کہ جس نے  
اس عالم تخلیط کے غیب میں نزول فرمایا  
اس کا مفہوم یہ ہے کہ اسماء و مجدہ کے  
احکام نے کس طرح مدارک انسانیہ  
میں ظہور فرمایا،

ظلمہ کے معنی یہ ہیں کہ ذات اقدس  
کما حقہ منزہ ہے جس کا سر بیان عالم  
تخلیط میں تنزیہی ہے، اس سے مراد  
اسماء و مجدہ اور ان کے احکام کا ظہور ہے  
جس کا یہ مفہوم ہے عالم مشدس میں ان کا



الْقُدْسِ سِي فِي الْعَالَمِ الدَّائِمِي  
وَيَكُونُ مِنْهَا الْقِي تَعْبِيدًا هَا  
بِحَسَبِ سِرِّيَا زِيَا الْقُدْسِ سِي  
حَسَمَ مَعْنَاهُ غَيْبٌ ظَهَرَ  
فِي الْمَتَدَرِّسِينَ كَفَى بِهِ عَن  
قَوَالِ الْكُفَرَةِ وَعَقَائِدِهِمْ  
مَتَصَلِّقَةً إِلَى التَّحْقِيقِ فِي  
مَوْجِبِ الْمَوْجِي وَالْوَعْظِ  
بِالْمَقَرِّهِيبِ وَالْمَقَرِّهِيبِ  
فَا الشَّيْئُ الْمَشْهُورُ وَالشَّيْئُ الْمَشْهُورُ  
حَتَّى أَنْتَ حَتَّى مَنَزَلِ  
فِي التَّحْقِيقِ قَامِعًا لَمْ  
وَفَاعًا لِنِظَامِهِ  
عَسَى مَعْنَاهُ الْمَقَرُّوهُ الْمَشْهُورُ  
السَّارِي فِي هَذَا الْعَالَمِ  
الْمَتَدَرِّسِينَ الْمَتَحَجِّرِ  
فِي مَعْنَاهُ قِيَامَاتٌ مُتَحَجِّرَةٌ  
قَوْلِيكَ بِهَافُوَّةٍ قُدْسِيَّةٍ كَفُورَةٍ  
عَنِ الْوَعْظِ وَالْأَيَاتِ النَّصَائِحِ

سریان مقدس ہے اور اس کے علوم  
باعتبار اس کے سریان مقدس کے  
فائدہ دیتے ہیں،

حکم کے معنی ہیں کہ غیب نے عالم  
متدیس میں ظہور کیا اس کا مفہوم یہ  
ہے کہ جب کافروں کے عقائد باطلہ  
اور اعمال و اخلاق بخیریت نے عالم غیب  
کی طرف مسمود کیا تو ان کا قلع قمع کرنے  
کے لئے حق کا نزول ہوا، وحی اترتی رہی  
اور آپ ترغیب و ترہیب کے ذریعہ  
ان کی ہدایت کا حق ادا کرتے رہے  
بالآخر ان کے نظام فاسد کو توڑ دینے  
کا باعث ہوئے،

عسقی کے معنی اس ظہور پر نور کے  
ہیں، جو اس عالم متدیس میں جاری  
و ساری ہے،

قی کے معنی قیامات کا جسم ہے جس  
کا مقابلہ قوت قدسیہ کیساتھ ہوا اسکا  
مفہوم وعظ و نصیحت ہے۔

لَا مَعْنَاهُ تَوَدُّ فِي الظَّالِمَةِ كَفَى  
بِهَا إِضْغَاتٍ الْوَغْظُ

ن کے معنی تارکی کے اندر نور اس کا  
بھی مفہوم و غلط فہمیت ہے

هِيَ مَقَامٌ قَدْ سَقَى اقْتَرَبَ  
بِاللَّهِ تَعَالَى قُرْبًا قَدْ سَيَّ  
مَنْ حَيْثُ أَتَتْ عَائِدًا  
إِلَيْهِ كَفَى بِهِ عَنْ مَقَامَاتِ  
الْأَنْبِيَاءِ وَغُلُوْمِهِمُ الْغِيْهِ  
يَعْتَبِرُ وَجَاهَتِهِمْ

ص: کوئی صاحب مقام قدسی جس نے  
ذات اقدس کا قرب قدسی حاصل کیا  
ہو اور اس کے اثرات اس پر فائز ہوئے  
ہوں، اس سے مراد انبیاء کرام کے علوم  
اور ان کے مقامات ہیں، جو باعتبار  
وجاہت کے انکو عطا کئے گئے ہیں

لَيْسَ مَعْنَاهُ شَيْءٌ مُّتَرَدِّدٌ  
بَيْنَ الظُّهُورِ وَالْعُشَا  
سَائِرِ فِي الْعَالَمِ كَفَى  
بِهِ عَنْ أَحْكَامِ الْأَشْجَمِ  
الْمُتَجَدِّدِ عُلُوْمِهِ وَاسْتَمْتَنُ  
أَنَّ الظُّلَامَ عِنْدَنَا بِشَابَهُ  
الْحَيَوَاتِ بِشَرْطِ لَا وَالْعَالِ  
بِشَرْطِ نَفْسٍ وَالْأَلَمِ  
لَا بِشَرْطِ نَفْسٍ وَأَنَّ هَذِهِ  
الْمُقَطَّعَاتِ اسْمَاءُ  
تَحْلِيَةِ الشُّوْبِ بِعَشِيْمَةٍ

لیس کے معنی وہ چیز جو ظہور اور  
خفاء میں متردود ہو، اور اس عالم  
میں وہ ساری ہوا اس میں احکام اسم  
متجدد اور اس کے علوم کی طرف اشارہ  
ہے یاد رکھو کہ ط کا مفہوم ہمارے  
نزدیک اس طرح ہے جسطرح منطق میں  
حیوان بشرط لا شئ کا مفہوم اس طرح  
ہے جیسے حیوان بشرط شئ اور بالفت  
کا مفہوم مثل حیوان لا بشرط شئ اور  
یہ سروف مقطعات ان صورتوں کے  
نام ہیں کہ جن کے شروع میں لے اور

مَضَامِينُهَا وَعَنَى أَن يَتَّحِدَا  
مَقَرَّوْمَانِ فِي أَمْرٍ وَيُغَايِرَانِ  
بِأَلَا عَتَبَارٍ كَقِصَّةِ الْأَنْبِيَاءِ  
يَدْخُلُ تَارَةً فِي الْوَعْظِ وَ  
تَارَةً فِي مَقَامَاتِهِمْ وَتَارَةً  
فِي الْأَيَاتِ وَكَذَلِكَ الْمَعَادُ  
وَعَايِرُهُ فَلَمَّا سَلِيقَةُ الْأَشْمِ  
الْمُتَجَنِّدِ فِي رِثَائِهِ الْمَضَامِينِ  
وَالْأَسَالِيِبِ كَثَرَتْ شَبَاحَاتُ شَبِّ  
بِأَلَا تَفَاقِيَاتٍ وَهَذَا أَطْبَاعُ  
الْمَقَامَاتِ الْفَرَاغِيَّةِ قَاطِبَةً  
وَشَبِّ بِسَلِيقَةِ الرِّسَالَةِ  
حَيْثُ تَعَيَّنَ فِي نَفْسِهِ سَأَلُهُ  
مَنْ حَيَّةٌ مَثَلًا قَاطِبَةً كَذَا  
وَكَذَا وَاسْلُوبُهُ كَذَا وَكَذَا وَ  
ذَلِكَ لِمَا أَشْرَفْنَا إِلَيْهِ مِنْ أَتَى  
الْقُرْآنَ اسْتَوَظَنَ ذُرْوَةَ السَّامِ  
فِي الْمَوَاطِنِ النِّسْمِيَّةِ فَتَنَ بَرُّهُ  
بَيَانُ كَيْفَ هُوَ وَغَيْرُهُ كَيْفَ هُوَ الْمَوَاطِنِ  
النِّسْمِيَّةِ مِنْ قُرْآنٍ مُجِيدٍ كَمَا مَقَامُ الْعَالِي الْأَرْبَابِ

باعتبار مضامین کے انکا خاکہ ہیں، اور  
ممكن ہے کہ کلام مجیر کی دو جگہیں ملحوظ  
مفہوم ایک جہتی ہوں لیکن دونوں سے  
مختلف نتائج اخذ کئے جائیں جیسا کہ  
انبیاء کرام کے واقعات کہ کبھی ان کا  
مقصد وعظ وارشاد ہوتا ہے اور کبھی  
ان کے مراتب کا اظہار مقصود ہوتا ہے اور  
کبھی وہ آیات قدرت پر توجہ دلانے  
کیلئے آتے ہیں معادہ غیرہ کی آیات کو  
بھی اسی پر قیاس کر لیجئے، مضامین اور  
ابزار کے اسالیب میں طرز تہجد و کدو  
طریقوں سے مشابہت ہی جاسکتی ہے  
ایک تفاعلیات چنانچہ تمام مقامات  
فرائض کی بھی نوعیت ہے دوسرے یہ  
کہ انشاء پر وازی کا اصول اختیار کیا  
جائے مثلاً ایک انشاء پر وازہ پہلے  
اپنے ذہن میں ان مضامین کا خاکہ  
باندھتا ہے کہ اس کا قافیہ کیا ہو گا اور اسلوب  
بیان کیا ہو گا وغیرہ وغیرہ کیونکہ موطن نسیمیہ میں قرآن مجید کا مقام اعلیٰ ترین ہے



## اسالیب سور

وَجُمْلَةُ الْقَوْلِ فِي

اسَالِيبِ السُّورِ هُنَاكَ  
مَوَاطِنٌ ثَلَاثَةٌ

الْأَوَّلُ الْمَطْلَعُ وَكَرْعُهُ مِنْ

الْأَسَالِيبِ الْقِسْمُ بِالْآيَاتِ

الْعِظَامِ وَاعْلَمَنَّ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ

لَا يُرِيدُ بِالْقِسْمِ إِلَّا التَّنْوِيهَ

بِشَايِئِهَا وَإِعْظَامَ أَمْرِهَا

وَتَذَكِيرَهَا لِلذَّكَاءِ لَا تَسَانِيَةَ

وَعَسَى أَنْ لَا يَكُونَ لَهُ جَوَابٌ

كَمَا لَا يَكُونُ جَوَابُ لَنْ

الْمُتَّصِلَةِ وَلَوْ التَّمْيِيزَةَ فَفَكَ

الْعُقْدَةُ مِنْ هَذِهِ التَّيْدِيلِ قَوْلُهُ

تَعَالَى وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ إِنَّا

أَنْزَلْنَاهُ آيَةً وَقَوْلُهُ وَالْفَجْرُ لَيَالٍ

شُمُورٌ وَالضَّافَاتِ وَغَيْرُهَا

تَنْ كَثِيرٌ وَأَوَقَاتٍ هَائِلَةٌ تَتَصَدَّقُ

اسالیب سور کے تعلق مختصراً یہ

کہا جاسکتا ہے کہ ہر ایک صورت  
کے تین حصے ہوتے ہیں

پہلا حصہ مطلع اور یہ اس کے عمدہ

اسالیب ہیں کہ آیات عظام سے قسم

کھا کہ صورت کو شروع کرنا اس کا مقصد

قسم بہ کی جلالت قدر کا اظہار ہوتا

ہے اور عقول انسانیہ کو ان کی جانب

متوجہ کرنا مقصود ہوتا ہے پس اوقات

یہ قسمیں جواب قسم سے بے نیاز ہوتی

ہیں جیسا کہ ان متصلہ اور لو حرف تثنی

کو جواب کی حاجت نہیں ہوتی اس

سے بعد حل ہو جاتا ہے اور آیات ذیل

اسی قبیل سے ہیں وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ وَالْفَجْرُ لَيَالٍ عَشْرٌ

وَالضَّافَاتِ وَغَيْرُهُ

(۱۲) ابتداء سورت میں ہولناک اوقات

لِنْ كَرِهَ الْغُلُوبَ وَتَقْشَعِرُّ  
الْجُلُودُ وَهُوَ بِرَأْعِهِ  
الْأَسْتِزْلَالِ لَا تَوَاجِعِ الْمَوْعِظِ  
وَلَمْ صَيِّغَتَانِ الْأُولَى صَيِّغَةُ  
الشَّرْطِ كَقَوْلِهِ إِذَا وَقَعَتِ  
الْوَاقِعَةُ وَلَهُ السَّمَاءُ  
الْأَشْقَتْ وَهَذَا الشَّرْطُ  
لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ عِنْدَنَا  
كَمَا عَلِمْتَ فِي الْقِسْمِ  
الْثَّانِيَةِ مِثْلَ قَوْلِهِ  
تَعَالَى الْحَاقَّةُ وَمَا الْحَاقَّةُ  
الْقَارِعَةُ مَا الْقَارِعَةُ  
الْعُنُوتُ كَمَا يَكْتُبُ  
الْكَاتِبُ فِي مُفْتَتِحِ رِسَالَتِهِ  
مِنْ فُلَانٍ إِلَى فُلَانٍ فَكَذَلِكَ  
قَوْلُهُ تَعَالَى تَنْزِيلُ الْكِتَابِ  
مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ وَكَمَا يَكْتُبُ  
فِي مُفْتَتِحِ السَّجَدَاتِ هَذَا الْكِتَابُ  
الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ أَوْ كِتَابُ الْفِكَاحِ

کا تذکرہ کرنا جسکو سن کر دل پکھسل  
جائیں اور بدن کے رونگھے کھڑے  
ہو جائیں اور یہ وعظ کیلئے براعت  
استہلال کے درجہ میں ہے اسکے استعمال  
کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ اسکو  
جملہ شرطیہ کی صورت میں لایا جائے جیسا  
کہ اذا وقعت الواقعة اور اذا السماء  
انشقت اور اس قسم کی شرط کو جزا کی  
غور نہ نہیں ہوتی جیسا کہ ابھی قسم کے  
بارے میں مذکور ہوا اور دوسرا طریق  
ادا اس قسم کے الفاظ ہیں الحاقۃ ما  
الحاقۃ اور القارعة ما القارعة  
(۳) وہ عنوان کے طریقہ پر ہو جیسا کہ  
کا کتاب نے رسالہ اور خط کی ابتداء میں  
من فلان الى فلان لکھا کہ تاسے تو اسی  
طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تنزیل  
الکتاب من اللہ العزیز الحکیم اور  
جیسا کہ دستاویزوں میں لکھا جاتا ہے  
کہ یہ بیع نامہ اور نکاح نامہ ہے تو اسی

فَكَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ذَلِكَ  
الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى  
لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ لِّلْعِزِّ أَوْصِيَّتَيْنِ  
وَلَا يَسْتَوُونَ بِالنَّاسِ أُولَئِكَ  
أُولَئِكَ يَكْتُمُ فِيهِ  
مُسْتَحْتَجُّ الرِّسَالَةِ الْحَمْدُ لِلَّهِ  
وَالشُّكْرُ لَهُ

أَسْلُوبٌ سَادِسٌ كَقَوْلِهِ تَعَالَى  
أَنِّي أَمُرُّ اللَّهَ وَحْدَهُ تَعَالَى  
سَأَلَ سَائِلٌ وَكَأَيُّ خَلْقٍ  
عَنِ اسْتِغَاثَةِ مَا

النَّوْطِ الثَّانِي الْحَشْوَةُ  
قَدْ رَوَى فِيهِ التَّغْيِيبُ  
وَأَعْنَى بِهِ ذِكْرُ الْقَصَصِ  
مَرَّةً وَذِكْرُ الْمَعَادِ مَرَّةً  
وَالْتَّخْوِيفُ بِعَذَابِ الدُّنْيَا  
الْآخِرَى وَحُجَّاجَةُ الْكُفَّارِ  
الْآخِرَى ثُمَّ يَعُودُ وَيَنْكُرُ  
الْقِصَصِ عَلَى هَذَا

طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ذلک  
الکتاب لا ریب فیہ الخ غرض کہ عنوان  
کے دو طریقہ ہیں،

(۱۲) حمد و تسبیح اور شکر کے کلمات کیساتھ  
شروع کرنا جیسا کہ کتابوں کا بھی ان ہی  
الفاظ حمد و شکر کے ساتھ اپنے رسائل کو  
شروع کرنا دستور ہے،

(۱۵) بغیر کسی عنوان کے شروع کر دینا  
جیسا کہ اسی امر اللہ، سأل سائل وغیرہ  
لیکن اس اقتراح میں بھی ایک قسم  
کا ابداع ہوتا ہے،

اور دوسرا مقام حشو ہے یعنی مطلع اور  
مقطع کا درمیانی حصہ اور ہمیں تغلیب  
کی رعایت کی گئی ہے مقصود یہ کہ واقعات  
کا تذکرہ کرتے ہوئے معاد کا ذکر شروع  
ہو گیا اور کبھی عذاب نار سے ڈرانا  
شروع کر دیا اور کبھی منکروں کی روداد  
کا جواب دیا جاتا ہے ان سب انواع  
کے بعد پھر اصل واقعہ بیان ہونے لگتا



الترتيب فيكون أو وقع في  
الأذهان وأبعد من الملل  
وهذا بحسب الشبه الثاني  
من الشبهين وأما المشبه  
الأول فذلك خبر فراه  
بحسب والموطن الثالث  
المقطع وقد روي فيه  
أنواع النظم والتسليط  
التخفيف بالجمال فلهذا  
وجوه من علم التفسير  
أن نحيط بوجوه التفسير  
إن وفق الله سبحانه.

ہے اور وہی ترتیب ملحوظ ہوتی ہے  
یہ طرز بیان بہت ذہن نشین ہوتا ہے  
اور ملال کو دور کر دیتا ہے یہ اصول  
بیان قسم ثانی ہے جس کو ہم نے  
طرز اشار پر دانی سے تشبیہ دی ہے لیکن  
قسم اول حد ضرورت تک محدود رہتی ہے  
اور تیسرا مقام مقطع ہے کہ جس میں  
نصیحت اور تسلی اور تحویف کے انواع  
کو اجمالی طور پر ملحوظ رکھا جاتا ہے  
یہ علم تفسیر کے اصول ہیں اور ممکن ہے  
اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا کی تو ہم  
ان اصول تفسیر کو مفصل بیان کر دینگے

## کلام نفسی

عن ابن مسعود روى  
الله عنه قال قال رسول الله  
صلى الله عليه وسلم انزل  
القرآن على سبعة أحرص  
لجل آية من قاطعاً و بطن

عبد اللہ بن مسعود سے روایت  
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
ارشاد فرمایا قرآن مجید سات حروف  
پر نازل ہوا ہر ایک آیت کیلئے ظہر  
اور بطن ہے اور ہر ایک حد کیلئے مطلع

وَلِكُلِّ حَيْثُ مَظْلَعٌ أَخْرَجَهُ  
 الْبَعْرِيُّ فِي شَرْحِ التَّنْذِيرِ  
 وَلِتَفْصِيلِ الْأَحْرَفِ وَالظُّهْرِ  
 وَالْبَطْنِ وَالْحَلَا وَالْمَظْلَعِ  
 فَتَقُولُ الْأَحْرَفُ مَثَلَاتُ  
 الْكَلَامِ النَّفْسِيِّ مِنَ الْأَلْفَاظِ  
 الْمُرَادِفَةِ وَالْمُقَارِبَةِ وَتَحْقِيقُ  
 ذَلِكَ أَنَّ لِلنَّفْسِ الْأَنْبَسَاقِ  
 وَهَذَا قِيلَ الشَّكْلُ هُوَ  
 إِجْمَالُ الْكَلَامِ كَمَا يُوجَدُ فِي  
 أَرْوَاحِ الْمَوْتَى حَيْثُ كَرِ  
 يَتِي فِيهِمْ إِلَّا النَّفْسُ الْقَائِمَةُ  
 لِلْأَوْصَاتِ ثُمَّ التَّفْصِيلُ  
 مَقْشُودٌ فِيهِمْ وَهُوَ الَّذِي  
 يَنْزِلُ فِي أَهْلِ الْأَشْرَاقِ  
 قَبْلَ الشَّكْلِ وَهَذَا  
 هُوَ الْكَلَامُ النَّفْسِيُّ خَمْسٌ  
 لَنْ فِي الْوَحْيِ كَلَامًا مَثَلُ  
 قَبْلِ الْأَسْجَدِ السَّجَادِ

ہے اس حدیث کو بغوی نے شرح  
 السننہ میں بیان کیا ہے،  
 اب ہم تمہارے سامنے ان حروف اور  
 ظہر و بطن اور حدود و مطلق کی تفصیل بیان  
 کرتے ہیں، کلام نفسی کو الفاظ مترادفہ  
 اور متقاربہ کی شکل میں جو مثلاً است  
 حاصل ہوتے ہیں انہیں احرف کہتے  
 ہیں اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ پیشتر  
 اس سے کہ انسان اپنے منہ سے کوئی  
 بات نکلے اسکا مجمل خاکہ لے سکے دل  
 و دماغ میں موجود ہوتا ہے جیسا کہ یہ  
 کلام نفسی ارواح موتی میں پایا جاتا ہے  
 کیونکہ ان میں نفس قابلاً للادوات  
 علاوہ اور کچھ باقی نہیں رہتا اس میں  
 تفصیل مشکل ہے اہل اشراق نطق  
 ظاہری سے قبل اسکا افداک کیا کرتے  
 ہیں اور یہی وہ کلام نفسی ہے اور پھر  
 وحی میں اہم حادثہ کی جانب سے  
 ایک کلام ہے،

يُشَبِّهَ هَذَا الْكَلَامَ  
فَقِيَتْ بِهِ وَلَكِنَّا أَثَرًا عَلَى  
إِمَامِ أَهْلِ السُّنَّةِ أَنَّ  
صَفَاتِ اللَّهِ قَدِيمَةٌ  
فَلَمْ يَحْدَثْ الْكَلَامُ  
تَقْطُوعًا عَنْهُ بِأَنَّ الصِّفَةَ  
قَدِيمَةٌ وَتَعَلُّقًا بِحَادِثٍ  
يَعْنِي بِالصِّفَةِ مَا فِي الْأَزَلِ  
وَيَعْنِي بِالْحَدُوثِ هُوَ الَّذِي  
نَحْنُ فِيهِ نَشْتَمُزُّ لِهَذِهِ  
الصِّفَةِ تَجَلَّى مَا فِي  
عَالَمِ الْخَيَالِ بِصُورَةٍ  
الْأَلْفَاظِ وَتَجَلَّى مَا فِي  
عَالَمِ التَّلَفُّظِ أَمَّا أَفْصَحُنَا  
عَنْ تَحَاذِي الْعَوَالِمِ وَأَنَّ  
النَّفْسَ الرَّحْمَانِيَّةَ بَاقِيَةً وَمُزَيَّنَةً  
الْخُصُوصِيَّةَ مَا هِيَ مُسْتَوْدَعَةٌ  
فَإِنَّ الْعَالَمَ النَّازِلَ مُتَوَلِّدٌ  
مِنَ الْعَالَمِ الْأَعْلَى فَتَنَزَّلُ

جو کہ اسی کلام نفسی کیساتھ مشابہ ہوتا  
ہے لہذا اسے بھی اسی کیساتھ موسوم کر  
دیتے ہیں اور امام اہل سنت پر حسبوقت  
یہ اعتراض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات  
تو قدیم ہیں

تو پھر کلام کے حادث ہونیکے کیا معنی  
انہوں نے فرمایا کہ صفت قدیم ہے لیکن  
اسکا تعلق حادث ہے صفت سے ان  
کی مراد حالت ازلیہ ہے اور حادث  
ہونے سے انکی مراد عالم مادی میں اسکا  
ظاہر ہونا ہے پہلے صفت عالم خیالی  
میں یہ صورت الفاظ متجلی ہوتی ہے اور  
دوسری تجلی اسکی عالم تلفظ میں ہوتی ہے  
یہ چیز ہم بیان کر چکے کہ تمام عوالم  
متوازی ہیں اور نفس رحمانی کو بقاء  
حاصل ہے اور خصوصیات کے بقایا کہ  
جن میں بعض ایسی بھی ہیں جو بڑھتی  
رہتی ہیں اور عالم اسفل کا تولد عالم بالا  
سے ہوا ہے ان باتوں کو یاد رکھو جب



فَإِذَا تَرَّتِ الشَّجَلِيَا ت  
وَتَشَقَّبَتِ الْأَلِيسَةُ  
فَهِيَ الْحُرُوفُ .

وَأَمَّا الظُّهْرُ فَظَاهِرٌ مَا يُفْهَمُ  
مِنَ الْكَلَامِ مِنَ الْمَعْرِفَةِ الْمَثْلُونَةِ  
يَكُونُ الْحَدُوثُ وَاعْتِنَى مَا  
يُعْطِيهِ الْأَسْمُ الْحَادِثُ وَأَمَّا  
الْبَطْنُ فَتَسْمِيَةُ هَذِهِ الْأَسْمِ فِي عَالَمِ  
الْغَيْبِ الْقَدِيمِ وَالَّتِي هِيَ  
مَقْشُوكٌ بِعُنْوَانِ هَذِهِ الْأَسْمِ مِنْ  
أَحْزَاءِ التَّجَلِّيَّاتِ فَهَذَا الظُّهْرُ وَ  
الْبَطْنُ بِحَسَبِ الرَّجْدِ وَأَمَّا بِحَسَبِ  
الذَّلَالَةِ فَالْأَزْمُ ظُهُرٌ وَالْمُزْدَمُ  
بَطْنٌ وَالْمُعَادِلُ ظُهُرٌ وَالْعِلَّةُ  
بَطْنٌ وَكَعَلَّكَ قَدْ احْطَتْ بِبَعْضِ  
الْبَطُونِ خَيْرًا حَيْثُ انْتَهَى إِلَيْهَا  
سَوْقُ الْكَلَامِ فِي كِتَابِنَا هَذَا  
وَأَمَّا الْحَدُّ فَقَدْ أَرْمِزُ مَقَادِيرِ  
الْمُغْوِضِ وَدَرَجَةِ مُزْدَرَجَاتِ

تجلیات متعدد ہوں اور کلام نفسی کو  
مختلف لباس پہنائے جائیں تو بھی  
وہ حروف ہیں ،

ظہر کے معنی وہ مفہوم ہے جو ظاہر کلام  
سے سمجھا جائے یعنی وہ معرفت کہ جس  
پر حدوث کا رنگ اچکا ہو اس سے  
مراد وہ علم ہے جس کا منبع اسم حادث ہے  
بطن کا مفہوم اس اسم کی وہ اصل ہے  
جو عالم غیب قدیم میں ہے اور جس نے  
کہ اس اسم پر تجلی فرمائی ہے ، ظہر اور  
بطن کے یہ معنی وجود کے موافق ہیں لیکن  
دلالت کے اعتبار سے تو لازم ظہر اور  
اس کا ملزوم بطن ہے معلول ظہر اور  
علت بطن ہے اور اسی ہماری کتاب  
میں متقدم جگہ ہمیں بطون کی مثالیں  
میں گی ، کہ جن پر کلام منتهی ہو جائے  
گا ،

حد سے مراد مقادیر غموض میں سے ایک  
مقدار اور درجات بطون میں سے ایک

درجہ ہے اسے وہی شخص سمجھ سکتا ہے  
کہ جسے کلام کے اسوال سمجھنے کی توفیق  
عطا کی گئی ہے اور اسی کا نام مطلع ہے

الْبَطُونُ يَسْتَعِدُّ لِذَلِكَ مَنْ  
لَمْ يَزَلْ شَانًا مِنْ شُلُوْزِ الْكَلَامِ  
وَهُوَ الْمَطْلَعُ

## انبیاء کرام کی ذات شعر و شاعری سے منزہ ہے

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمام  
انبیاء کرام اور خصوصاً ہمارے رسول  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر شعر و شاعری  
اور موسیقی وغیرہ تمام چیزوں کو حرام  
کر دیا ہے کیونکہ یہ چیزیں حسن باطن کے  
کسی کمال کی مظہر نہیں ان کا ارتقا  
جداگانہ طور پر مستقل ہستی کی حیثیت  
سے ظہور میں آیا ہے اور تم جانتے ہو  
کہ انہیں انسلاخ حاصل ہے اور ان کے  
اعیان لاغراور کمزور ہوتے ہیں، اور  
علم حدیث کی فروغ الہیات اخلاق  
علم تکوین، احکام شرعیہ، احوال معاد  
اور قصص میں جنکا ہم نے تذکرہ کیا ہے  
اور ان کے اہرار بھی بیان کئے ہیں علاوہ

وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ سُجَّاتُهُ  
حَرَّمَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قِلَاطِيَّةَ الْإِنَّمَا  
عَلَى رَسُولِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ سَلِيْقَةَ الشَّعْرِ وَسَلِيْقَةَ  
الْمَوْسِيْقِيِّ كَأَنَّهُمَا لَيْسَا مِنْ  
كَمَا كَانَتِ الْخُشُونُ الْبَاطِنِي نَشَأَ  
مِنْ رِسْتِيَا بِرَقَابِيَا لَهَا وَقَدْ  
عَلِمْتَ أَنَّ هَذَا مِنْ سَلَخُونِ  
مُكَلِّهِلُوا الْعَيْنِ فَتَعْرِفُ  
وَمِنْ عُلُومِ الْحَدِيثِ الْإِلَهِيَّاتُ  
وَعِلْمُ الْإِخْلَاقِ وَعِلْمُ التَّكْوِينِ  
وَعِلْمُ الْأَحْكَامِ وَعِلْمُ الْمَعَادِ  
وَعِلْمُ الْقِصَصِ كَمَا ذَكَرْنَا  
وَقَدْ ذَكَرْنَا أَسْرَارَهَا

وَمِنْ عُلُومِهِ عِلْمُ الدَّعَاءِ وَ  
 سِرِّهِ انْفِتَاحُ تَأْثِيرِ الدَّعَاءِ  
 وَسَدِّيلُ تَمَثُّلِهِ فِي الصُّحُفِ  
 وَمِنْ عُلُومِهِ عِلْمُ قَضَائِلِ  
 الْاِخْلَاقِ وَيَتَّبِعُ مِنَ  
 الْاَشْرَافِ عَلَى الصُّحُفِ يَتَّبِعُ  
 اطْرَافَ الْاَعْمَالِ وَهَيْئَاتُ فَلَاحِ  
 الصُّحُفِ وَعِلْمُ الْمَنَاقِبِ  
 يَتَّبِعُ مِنَ الْفَرَاسَةِ الْمُنْبَجِسَةِ  
 مِنَ الْحِكْمَةِ وَمِنْ عُلُومِهِ  
 تَفْسِيرُ الْكَلَامِ وَالْاِسْتِنبَاطُ  
 مِنْهُ وَهُوَ اعْظَمُ الْعُلُومِ  
 سَنُورِيْكَ عَلَيْكَ مِنْ كَفَافٍ  
 اَمْرًا لِّلّٰهِ سُبْحَانَهُ بِاَشْيَاءٍ  
 مُّظْلَقَةٍ كَالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ  
 وَكَقَوْلِهِ سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ  
 اِلَّا اَنْتَ يَوْمَ تَكُونُ لَكَ  
 فَوْقَهُ رُسُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ  
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَوْقَاتٍ مُّتَعَيِّنَةٍ

ازیں منجملہ انکے ایک علم دعا ہے تاثر  
 دعا کا واضح ہونا اور صفحہ اعمال میں  
 اس کا تمثیل بھی اس کا راز ہے، اور من  
 جملہ ان علوم کے علم فضائل خلاق ہے  
 صفحہ پر اطلاع پانا اطراف اعمال  
 کا پیش نظر ہو جانا اور صفحہ ہئیات  
 اعمال کا مشاہدہ کرنا اس علم کا منبج ہے  
 اور من جملہ انکے علم مناقب ہے حکمت  
 سے جو فراست ظہور میں آتی ہے یہ  
 علم اس کا نتیجہ ہے اور من جملہ انکے  
 علوم متعلق تفسیر قرآن اور متعلق استدباط  
 احکام ہیں ان علوم کا درجہ سب سے بڑھکر  
 ہے اس کے متعلق ہم بقدر ضرورت بیان کریں گے  
 اللہ تعالیٰ نے جن اشیاء کا حکم  
 دیا ہے وہ بسا اوقات مطلق ہوتا ہے  
 جیسا کہ نماز اور زکوٰۃ یا سبح اسم ربک  
 الاعلیٰ اور وسبح بحمد ربک وغیرہ چنانچہ  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے  
 لئے اوقات متعینہ کی تعیین کی ہے اور



وَأَمَرَ اللَّهُ بِأَمْوَالِهِمْ كَقَوْلِ مُوَادَّ  
كَثَرُوا وَأَتَلُوا مَا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ  
وَأَرْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاقْبَلُوا  
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنزَلَهَا  
إِلَىٰ هَٰؤُلَاءِ الصَّلَاةِ +

اللہ تعالیٰ نے بھی اسی طرح حکم فرمایا  
ہے جیسا کہ قوموں کو۔ وکروا۔ اٹل ما اوحی  
الیک۔ واکرعو۔ واسجدوا۔ سورہ رسول  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمادی  
کہ یہ ارکان نماز ہیں،

وَأَقَامَ بِأَمْوَالِهِمْ كَالْفَجْرِ  
الضُّحَىٰ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ  
وَالشَّفَقِ وَلَيَالٍ عَشْرًا صَلَّيْتُ  
مِنْهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ أَنزَلَهَا أَوْقَاتَ الْعِبَادَاتِ  
عَلَىٰ تَفْصِيلٍ ذَكَرْنَاهُ  
فِي كِتَابِ الْأَحَادِيثِ +

اسی طرح بعض مقامات پر قرآن کریم  
میں قسم کھائی گئی ہے جیسا کہ۔ وَالْفَجْرِ  
وَالضُّحَىٰ۔ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ اور وَالشَّفَقِ  
وَلَيَالٍ عَشْرًا۔ اس سے رسول اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے یہ ستنباط کیا کہ یہ عبادات  
کے اوقات ہیں اس تفصیل کے مطابق  
جو کہ کتب حدیث میں مذکور ہے،

وَسَبَّحَ نَفْسَهُ فِي أَوَّلِهَا وَحَمَدَ  
نَفْسَهُ فِي آخِرِهَا فَذَكَرَ الْمُرَادَ  
الصَّلَاةَ التَّيَمُّنِيَّةَ وَالْجُمُعِيَّةَ بِالنَّجْمَةِ  
فَهَذَا طَرِيقُ اسْتِنْبَاطِهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَحْنِ قَدْ تَتَبَعْنَا جَمِيعَ  
مَا وَصَلَ إِلَيْنَا مِنَ الْأَحَادِيثِ  
الذَّائِرَةِ فِي كِتَابِ الصَّلَاةِ

اور آپ نے بذات خود مختلف اوقات  
میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید کی  
چنانچہ آپ نے معلوم کر لیا صلوٰۃ سہریہ  
اور جہریہ سے یہی مراد ہے اور یہی  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ  
استنباط ہے ہم نے ان تمام احادیث  
کا تتبع کیا جو نماز کے بیان میں ہم تک

قَوْضَاهُمْ لَنَا أَنَّهُمْ مُتَّبِعَةٌ كُلُّهَا  
 مِنْ كِتَابِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى  
 اسْتَدْبَارًا طَائِفِيًّا وَعَسَى أَنْ  
 تُخَيِّطَهُ فِي رِسَالَةٍ مُتَفَرِّجَةٍ قَالَ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ  
 سَلَّمَ فِي بَعْضِ الْأَعْمَالِ لِرَأْسِ  
 الْمَلَأَنِكَ يَتَحَيَّرُونَ كَيْفَ  
 يَكْتُبُونَهَا فَيُوجِبُ إِلَيْهِمُ اللَّهُ  
 عَزَّ وَجَلَّ الْكُتُبُوهَا كَمَا قَالَ  
 مَعْنَاهُ عِنْدَ نَاحِيَةِ الْمَلَأَنِكَ  
 فِي إِبْدَاءِ وَهَيْئَةٍ فَيَبْحَثُ  
 يَتَضَعُ مِنْهُ الثَّوَابُ وَوَجِبُ  
 اللَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنْ  
 يُحَيِّطُوا بِالْعَمَلِ نَفْسَهُ  
 مِنْ غَيْرِ أَنْ يَبْلُغُوا  
 هَدْيًا زَاهَا حَتَّى يَسْبُغَ  
 فِي دَارِ السُّبُوحِ

دار السبوح میں جو اس کو کمال حاصل ہے وہ خود بخود ظاہر ہو گا۔

وَكَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ وَجْهُ عَلِيمٍ زَمَانَهُ لِبَشَرٍ فِي قَرِيشٍ

پہنچی ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب  
 کی سب کتاب اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
 سے استنباط حکم کی طرح مستنبط کی ہوئی ہیں  
 اور شاید کہ ہمیں اس بیان  
 میں ایک مشکل رسالہ لکھنے  
 کی توفیق حاصل ہو، رسول اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال کے متعلق  
 فرمایا کہ فرشتوں کو تحریر ہوتا ہے کہ انہیں  
 کس طریقہ پر لکھیں تو اللہ تعالیٰ ان  
 کی جانب وحی کرتا ہے کہ ان کو اسی  
 طرح لکھو جیسا کہ اس نے کہا ہے ہمارے  
 رائے میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ ملائکہ  
 کو اس چیز میں تردد اور حیرت ہوتی  
 ہے کہ اس عمل کو کس ہیئت کے ساتھ ظاہر کیا جائے  
 تاکہ اس کا ثواب واضح ہو سکے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
 کے وحی کرنے کا یہ مفہوم ہے کہ نفس عمل کا احاطہ کریں  
 بغیر اس کے کہ کسی خاص ہیئت میں اس کا اظہار کریں

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ      رائج تھے جیسا کہ علم انساب وغیرہ اسمیں  
 حَقٌّ مَامِنْ عُلُومٍ مَادَسَتْ      بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال  
 الْفَرَائِضِ رَأْيًا هَا عِلْمُ      کلی حائل تھا جہاں تک کہ ممکن تھا ہم  
 الْأَنْسَابِ وَغَيْرِهِ فَهَذَا شَرْحُ      نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات  
 كَمَا لَا تَرَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ      کی شرح کو بالتفصیل بیان کر دیا مگر  
 سَلَّمَ عَلَى سَبِيلِ التَّفْصِيلِ      انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے  
 وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِكَمَالَاتِ أَنْبِيَائِهِ      کمالات سے اللہ تعالیٰ ہی بخوبی  
 عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ      واقف ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)





# الْخِزَانَةُ السَّائِعَةُ سَأَلُوا شِرْازَهُ فِي أَحْكَامِ نَشْأَةِ الْوِلَايَةِ عَالَمِ وِلَايَتِ كَ احْكَام

وَلَهَا آثَرٌ بَعْدَ طَرَفِ  
الْأَقْلَ طَرَفِ الصَّحَابَةِ وَ  
أَمَلٌ مَذْهَبِ عَرَأَى اللَّهُ  
سُبْحَانَهُ لَمَّا تَجَلَّى فِي عَزِّ رَسُولِ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِصُورَةٍ عَيْنِهِ تَحَقُّقٌ وَتَقَرَّرٌ  
كَتَحَقُّقِ الْأَنْبِيَاءِ وَتَقَرُّرِهِ وَتَحَقُّقِ  
نَسَبِهِ أَمْثَالِ هَذَا الْأَسْمَاءِ  
حَادٍ ثُمَّ وَقَدْ تَكَلَّفْتُ صُورَةً  
إِمْكَانِيَّةً كَمَا قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ  
فِي التَّوْرَةِ سُبْحَانَ الَّذِي ظَهَرَ  
فِي طُورِ سَيْنَاءَ وَأَشْرَفَ عَلَى  
سَاعِيَرٍ وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جَبَلٍ  
قَارَانَ وَقَالَ فِي الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ

دلالت کے چار مختلف طریقے ہیں  
پہلا صحابہ کرام کا طریقہ اور ان کے مسدک  
کی اصلیت یہ ہے کہ حبیب ات اقدس  
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عین  
ثابتہ میں تجلی فرمائی، تو اس کو ہم کی طرح  
تقریر اور تحقق حاصل ہوا، اس قسم کے  
تقریرات کو ہم اسمائے حادثہ کیسا کہ  
موسوم کہتے ہیں اور ان کے ساتھ کبھی  
صورت امکانیہ بھی متبلس ہو جاتی ہے  
جیسا کہ تورات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
ہے پاک ہے وہ جس نے طوسینا میں  
ظہور فرمایا ساعیر پر جلوہ افگن ہوا اور  
جبل قاران سے اس کا ظہور ہوا اور اللہ  
تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے،

لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى  
لِسَانِ دَاوُدَ

فَاَلَا قُرْبَابٌ بِهَذَا الْاِسْمِ  
لِلْحَادِثِ مِنْ اَقْرَبِ الطَّرِيقِ  
وَهُوَ طَرِيقَةُ الْاَصْحَابِ فِيهِ  
فَنَاءٌ هُمُودٍ بِبَقَاءِهِمْ وَمِنْهُمْ  
مَنْ جَاءَ إِلَى الْاَسْمَاءِ الْحَادِثَةِ  
إِلَى الْقَدْرِ يَمْتَرُ فِي خَيْرِهَا  
وَمِنْ طَرِيقَةٍ

وَيَجِبُ عَلَيْكَ أَنْ  
تَبَيِّنَ بِالْبَيَانِ الْيَقِينِي  
أَنَّ الْقَصْدَ كَانَتْ أَمَّةً  
أَهْلِيَّةً بِحَسَبِ الْفِطْرَةِ ثُمَّ بِحَسَبِ  
الْكُسْبِ ثُمَّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ  
سَبِيلٌ تَحْقِيقُهُ أَنَّ اَلْمَسْأَلَةَ  
اَقْرَبُ مَعْرِفَةٍ كَانَ مُقْلِدًا خَيْرًا  
وَأَعْنَى بِالتَّقْلِيدِ الْفِطْرِيَّةِ مِنْهُ  
وَهُوَ اَلْجَبَابُ عَنْ بَالِغِ الرِّسَالَةِ  
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ

کافران بنی اسرائیل کو واؤد علیہ السلام  
کی زبان پر ملعون قرار دیا گیا،  
اس اسم حادثہ کو قرب کا ذریعہ قرار  
دینا اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل  
کرنیکا نزدیک ترین راستہ ہے، صحابہ  
کرام کا یہی طریقہ تھا اور ان کی فنا  
اور بقا اسی طریقہ پر تھی بعض ان میں  
سے ایسے بھی تھے جو اسم حادثہ کے راستہ  
سے اسم قدیم تک پہنچ گئے،

یہ علم کو واضح طور پر سمجھ لینا چاہیے  
کہ صحابہ کرام فطرۃً ایک امی قوم تھے  
پھر ان کی حالت کتاب اور مقام  
کمال میں بھی یہ وصف نمایاں ہوا اس  
کی تحقیق یہ ہے کہ صحابہ کا کامل ترین  
فرد جسکو انتہائی قرب حاصل ہوتا، محض  
مقلد ہوتا اس تقلید سے میری مراد  
تقلید فطری ہے جسکے معنی ہیں کہ باطن  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ  
اس پر چڑھا ہوا ہوتا، اور جسکی اپنی

لَمْ يَكُنْ لَهُ قُوَّةٌ مُّسَيِّرَةً أَلَيْسَ  
إِنَّمَا إِنْشَاءُهَا مِنْ دَكَاكَةٍ  
أَلَا تَصَالُ بِزِيْلِ الْحَقِيقَةِ وَالْمَثَلَاتِ  
وَمِنْ اسْتِنْبَاطِ كُلِّ مِنْهُمَا  
لِحَيَالِهِ فِي صُورَةٍ وَمِنْ حَدِّهِ  
مِزَاجِهِ وَصَلَابَتِهِ أَظْرَافِهِ مِنْ  
حَدِيثِ خُصُوصِيَّةِ الْمَوْطِنِ +

کوئی قوت میسر نہیں ہوتی تھی کیونکہ  
قوت میسرہ کے ارتقاء پذیر ہونے کے  
کچھ اسباب ہیں یا تو حقیقت اور مثالیت  
کے درمیان جو اتصال ہے وہ بالکل  
ضعیف ہے یا یہ کہ اسکے استنباط میں سے  
ہر ایک اس کے خیال میں ایک مستقل  
صورت ہو یا کسی خصوصیت مقام کے لحاظ سے

اس کے مزاج میں حدت اور اطراف میں صلابت پیدا ہو گئی ہو۔

وَقَدْ ذَكَرْنَا أَنَّ الرَّجُلَ الَّذِي  
لِحَيَالِهِ قُوَّةٌ مُّسَيِّرَةٌ تَامَّةٌ لَا  
يَتَكَفَّى لَمْ يَلْقَاءَ قَطُّ وَالَّذِي  
لِنَفْسِهِ قُوَّةٌ كَذَلِكَ لَا  
يَتَكَفَّى لَهُ إِلَّا نَسِيلًا مِّنْ قَطُّ  
إِلَّا أَنَّ لِلْحَكَمَاءِ قُوَّةً  
قَدْ سَيِّئَ خَرَفَ الْأَمِيَّةُ مَعَهُ  
بِحَسَبِ الْفِطْرَةِ +

اور یہ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ  
جس شخص کے تخیل میں کامل طور پر قوت  
میسرہ موجود ہو اس کو کبھی فنا نہیں  
حاصل ہوتا اور اسی طرح جس کا نفس  
قوی ہو وہ ہرگز اسلاف قبول نہیں  
کر سکتا لیکن حکماء ربانین کو قوت  
قدسیہ حاصل ہوتی ہے بہر حال صحابہ کی  
فطری امیت یہی تھی،

ثُمَّ أَتَاهُمْ طَرْدٌ عَلَيْهِمْ  
ذَلِكَ الْكَمَالُ الْمَطْلُوقُ الْمَجْرُودُ فِي  
تَضَاعُفِ أُمُورٍ مِنْ ضُرُورِيَّاتِ

اس کے بعد یہ بھی یاد رکھو، کہ  
یہ فیض مطلق مجرد ضروریات دین کے  
بدل میں انہیں حاصل ہوا انہوں نے



الذَّائِنِ وَلَمْ يَكُوْلُوْا اَخَذُوْا  
فِسْطًا مِّنَ الْأُمُوْرِ الْعَامَّةِ  
فَلَمْ يَسْتَطِيعُوْا اَنْ يُخْبِرُوْا  
مِنْ حَالِهِمْ خَبْرًا قَصَلًا يَبِيْنُهُ  
مَنْ لَمْ يَفْقَهُ لِسَانَهُمْ بَلْ  
كَانَ مُلْتَمِیْ تَفْصِيْلٍ لِّمَا  
يَقُوْلُوْا هُوَ اَقْرَبُ بَهْمٍ وَ سَبِيْلُهُ  
اَوْ هُوَ عِنْدَ اللَّهِ بِمَكَانٍ اَوْ  
يَقُوْلُوْا هُوَ الَّذِي رَفَعَهُ اللَّهُ  
اَوْ رَأٰی مَوَافِقِيْ لِّلْوَحْيِ اَوْ الْكَلِمَةُ  
اَوْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ اَوْ يَقُوْلُوْا  
اَحْبَارُهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ اَوْ  
تَغْلُغَلُ التَّقْوٰی فِیْ شَرِّهَا  
وَعَنٰی اَنْ يَكُوْنَ عِنْدَهُمْ  
اَنْ هَذَا الْعِلْمُ لَيْسَ مِنْ  
اَحْسَانِ الْعِلْمِ وَلَمْ يُوضَعْ لَهُ  
لَفْظٌ وَعَنٰی اَنْ لَا يَقَعِ  
الْتِفَازُ لَهُمْ لَفْظًا عَلٰی سَبِيْلِ  
الْقَصْدِ اِلَّا بِآثَةِ كَمَالٍ

اور علم سے کوئی بہرہ حاصل نہیں  
کیا تھا، اسلئے وہ اپنی حالت کا اس طرح  
واضح طور پر اظہار نہ کر سکے کہ جو ان کی  
زبان نہ سمجھتا ہو وہ اچھی طرح اسے  
سمجھ لے زیادہ سے زیادہ وہ یہی کہہ سکتے  
ہیں کہ فلاں کو بڑا قریب حاصل ہے یا اللہ  
تعالیٰ کے ہاں اس کو عزت کا درجہ حاصل  
ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے توفیق  
عطا کی ہے یا اس کی رائے وحی اور کتاب  
کے موافق ہے یا اللہ تعالیٰ نے اس کا  
سینہ تشریح کر دیا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ  
نے اس کو شیطان سے محفوظ رکھا ہے  
اور یا یہ کہ اس کے رگے پے میں تقویٰ  
مراستہ کئے ہوئے ہیں اور ممکن ہے  
کہ یہ علم ان کے نزدیک علم کی کوئی مجلس  
قسم نہ ہو اور اس کے اظہار کیلئے کوئی  
لفظ وضع نہیں کیا گیا یہ بھی ممکن ہے  
کہ وہ مقصد کے در پر خالص راہ کر کے  
اس کی جانب متوجہ نہ ہوتے ہوں صرف

اَلَا يَمَانِ فَحَسْبُ وَحَدَّ كَانَتْ  
 اَنْكَلَا مَاتُ فَلَمَّا تَصَدَّ عَنْهُمْ  
 كَمَا سَتَعْرِفُ فَنَهَذَا اَمِيَّتُهُمْ  
 بِحَسْبِ الْكَسْبِ لَهُمْ اَمِيَّةٌ  
 بِحَسْبِ كَمَالِهِمْ وَذَلِكَ لَا تَنْ  
 كَمَا لَهُمْ اَلَا قَرَابُ بِالْاَسْمِ  
 الْحَادِثِ النَّوِيَّ جَمْعُ كَلِّ  
 اَلَا سَمَاءُ فَإِنْ وَقَعَ بِبَعْضِهِمْ  
 نَفُوذًا إِلَى اَلَا سَمَاءُ الْقَدَائِمَةِ  
 فَذَلِكَ لَا يَكْفِي فِي دَفْعِ اَمِيَّتِهِمْ  
 لَتَكُونُ قَابِلًا بِمَا فِيهِ النُّفُوذُ وَاعْلَمُ  
 اَنَّ هَذِهِ التَّوَرَاثُ الْقَائِمُ مِنْ  
 بَاطِنِ النَّبِيِّ قَدْ يَنْصَبُ بِهِ  
 الْعَيْنُ وَجَمِيعُ مَثَلَاتِهَا مِنْ  
 هَذَا السَّبِيلِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
 لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عَمْرُ  
 وَرَأْسًا ذَلِكُ فِي مَبْرُزِي الْقَوْمِ  
 وَسَا بَقِيَّتُهُمْ فَتَدَبَّرْ

اتنا چاہتے ہوں کہ فقط کمال ایمانی ہے  
 اور صحابہ کرام سے کرامات کا جو وقت  
 ظہور ہوتا تھا جیسا کہ تمہیں عنقریب  
 معلوم ہو جائیگا اور یہ ان کی اکتسابی  
 امیت تھی اسی طرح ایک ان کی امیت  
 کمال کے لحاظ سے تھی کیونکہ ان کا کمال  
 یہ تھا کہ وہ اہم حادثہ کے ذریعہ تحصیل  
 قرب کرتے تھے جو کہ تمام اسماء کا جامع  
 ہے اب اگر ان میں سے بعض کی اسماء  
 قدیمہ تک سائی ہو بھی جاتی ہے تو اسکے  
 یہ معنی نہیں کہ اس سے اعلیٰ امیت نائل  
 ہو جاتی ہے یاد رکھو کہ یہ نور جو باطن رسول  
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فائض ہوتا  
 ہے بعض اوقات آدمی کی عین ثابتہ اور  
 اس کے تمام مثلات اس کے رنگ میں رنگے جاتے  
 ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا یہی  
 مطلب ہے کہ اگر بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے اس قسم  
 کے کمال پر وہی افراد فائز ہوتے جو قوم میں بیش

از بیش سابقین ہوتے ہیں خوب اپنی طرح سمجھ لو۔

## فیض نبوت سے مستفیض ہونے والوں کے تین طبقے ہیں

ثُمَّ عَلِمْنَا أَنَّ هَذِهِ  
الْمُسْتَنِيرِينَ يُورِثُ النُّبُوَّةَ عَلَى  
طَبَقَاتٍ ثَلَاثٍ وَأَمْرٌ يَجْتَمِعُهُمْ  
كَاهُومٌ وَهُوَ أَنَّ الْفَيْضَ مِنَ  
الْوَاحِدِ الْمُتَوَحِّدِ لَا يَكُونُ إِلَّا  
بِهَيْئَةٍ خَلْطِيَّةٍ وَعَلَيْكَ  
بِتَذَكُّرِ الْمَثَلِ الَّذِي خَرَجْنَا  
مِنْ الصُّفَرَاءِ وَالنَّارِ  
فَاعْلَمْنَا أَنَّ الْحِكْمَةَ الْمَفَاضَةَ  
لَيْسَتْ حِكْمَةً حِرْفَةً وَلَكِنَّهَا  
بِإِزَاءِ الْحِكْمَةِ الصَّرِفَةِ فِي عَالِمِ  
الْخِلَاطِ الْأَوَّلِ، وَثَلَاثُ الْحِكْمَةِ وَ  
الْعِصْمَةِ وَالْوَجَاهَةِ وَهُمْ أَهْلُ  
الْبَيْتِ وَخَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ وَقَدْ حَوَتْ السُّنَّةُ الْأَلْفِيَّةُ  
عَلَى أَنْ يَكُونَ أَهْلُ بَيْتِكَ نَبِيًّا  
مِنْ وَثَاثِ هَذَا الْفَضْلِ الْجَلِيِّ :

اس کے بعد یہ سمجھ لو، کہ جو نور  
نبوت سے منور ہوئے، ان کے تین طبقے  
ہیں صرف ایک مزاج ان تمام امور  
کو جمع کئے ہوئے ہے یعنی جو فیض ذات  
واحد و متوحد سے نازل ہوتا ہے وہ ہر  
تخلیط میں ہوتا ہے اور ہماری اس مثال  
کو ملحوظ رکھ لو جو ہم صفراء اور نار کے  
تعلق بیان کر چکے ہیں،

یہ بھی معلوم رہے کہ جو حکمت فائض ہوتی  
ہے وہ خالص نہیں ہوتی، بلکہ اس  
خالص حکمت کے مقابلہ میں عالم خلط اول  
میں حکمت عصمت اور وجاہت کے  
وارث وہ اہل بیت ہیں اللہ علیہ وسلم  
اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام  
ہیں اور اللہ رب العزت کی سنت یہی  
ہے کہ اس نمایان فضیلت کے وارث  
ہر ایک پیغمبر کے خاندان والے ہی ہوتے ہیں



وَهُوَ كَلَامٌ عَلَى صِفَتِ صِنْفٍ  
وَرَفُوهَا لِمَا مَعَهُمْ مِنْ حَقَائِدِ  
الطَّيْنَةِ وَوُسْعَةِ الصَّدْرِ وَ  
الصُّورَةِ الْحَقِيقَةِ وَهُمْ عَلَى رَحَى  
اللَّهِ عَنْهُ وَأَوْلَادُهُ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهَا وَحَمْرَةُ وَعَبَّاسٌ وَ  
أَوْلَادُهُ وَسِرُّ ذَلِكَ مَا كُنَّا  
أَشْرُنَا لِيَكُنَّ فِي الْخَزَانَةِ الثَّلَاثَةِ  
مِنْ أَنَّ كَطِيفَ النَّفْسِ يَتَوَلَّدُ  
مِنْهُ كَطِيفِ النَّفْسِ أَرَأَيْتُمْ أَوْلَادَهُ  
الزَّوْجَانِيَّةَ كَالْوَلَادَةِ الْجَسْمَانِيَّةِ  
وَهُوَ أَقْطَابُ هَذِهِ النَّاحِيَةِ  
قَائِمَةٌ كَمَا

وَصِنْفٌ وَرَفُوهَا لِاخْتِلَافِ طَرِيقِ  
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْضِ  
وَالْبَسْطِ وَالْمَشْكُورَةِ  
وَالْمُشْطَبَةِ  
اِخْتِلَافِ

اور ان کی دوستیں ہیں ایک ہ کہ جن  
کی فطری پاکیزگی وسعت سدا اور صوت  
جو یہ کی بنا پر یہ فضیلت حاصل ہوئی  
ہو، چنانچہ حضرت علیؑ اور انکی اولاد اور  
حضرت فاطمہؑ اور حضرت حمزہؑ اور  
حضرت عباسؑ اور انکی اولادین اسی  
زمرہ میں داخل ہیں، اور اسکا راز وہی  
ہے کہ جسکا تذکرہ ہم تیسرے خزانہ میں  
کر چکے ہیں کہ لطیف نفس سے لطیف  
نفس ہی کی ولادت ہوتی ہے، اور  
ولادت روحانیہ ولادت جسمانیہ کے  
طریقہ پر ہے یہ اصحاب اس طبقہ کے  
اقطاب و راہم ہیں،

اور دوسری قسم کے وہ حضرات ہیں جو  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ بہت  
زائد میل جول رکھنے کی وجہ سے ان  
چیزوں کے وارث بنے مثلاً قبض اور  
بسط رنج اور خوشی ہر ایک حالت میں  
آپ کی خدمت میں حاضر رہے، یہ

وَهُمْ أَزْوَاجٌ وَخَدَقَهُ دَسْرُ  
ذَلِكَ أَنَّهُمْ أَخَذُوا نَوْبَهُمْ  
مِنْ حَيْثُ الْفِطْرَةِ وَالْحِكْمَةِ  
فِطْرَةَ فَطَّرَ اللَّهُ عِبَادَهُ  
الْمُصْطَفَيْنَ عَدِيْمًا وَحِكْمَةً  
هَذَا الْقَصْفُ كَأَنَّهُ تَلْقِيْنُ  
مَا قَدْ تَرَى

وَدِ فَاحِ الْمُنَاقَضَةِ  
الْعَامَّةِ بَيْنَ سِيَاقِ إِنَّمَا  
يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ  
الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ  
وَيُطَهِّرَ كَمَا تَطَهَّرَ الْمُقْتَضَى  
لِيَكُونَ الْآزْوَاجُ مِنْهُمْ  
وَبَيْنَ قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَالِهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْبَيْتِ  
بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَلِبِ  
وَبَيْنَ حَضَرِهِمْ فِي  
الْخَمْسَةِ الظَّاهِرِينَ  
عَلَى قَوَائِنِ

زمرہ آپ کی ازواج مظہر است و در خدام  
پر مشتمل ہے اور اسکا راز یہ ہے کہ انہیں  
باعتبار فطرت کے یہ حصہ ملا اور حکمت  
در اصل وہ فطرت ہے کہ جس پر اللہ  
تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا فرمایا ہے  
ان لوگوں کی حکمت ایک طرح کی تلقین  
ہے اسے خوب اچھی طرح سمجھ لو

عام لوگوں کا خیال ہے کہ اس  
آیت کریمہ میں کہ اے اہل بیت بیشک  
اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے جس  
کو دور کر دے اور تمہیں اچھی طرح پاکیزہ  
بنادے مقصدا یہ ہے کہ ازواج مظہر است  
اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن رسول  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ  
اہل بیت بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب  
ہیں اور عوام کے پانچ پاکیزہ حضرات  
میں منحصر کرنے کیساتھ تو اسلئے اس کے  
خیال میں آیت مذکورہ اور حدیث میں  
تناقض ہے تو اسکا دفعیہ یہ ہے،

الْحِكْمَةُ تَكُونُ بِتَثْبِيثِ  
الْقِسْمَةِ وَهُوَ سَبَقُ بَعْدِ  
مَا أُعْطِيَ نَالَ فَتَكَ بَرَّ

الثَّانِيَّةُ وَرَأَتْ الْحِفْظَ وَالْمَأْقَاتِ  
وَالْأَوَّلِيَّةُ وَهُمْ الْخُلَفَاءُ الرَّائِدُونَ  
وَمَا ضَاهَاهُمْ وَالْخِلَافَةُ  
الْعُظْمَى إِنَّمَا هِيَ حَقٌّ وَتَحْنُ  
تَعْلَنُ بِأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
مَعَ أَنَّهُ مِنْ دَرَجَاتِ هَذَا الْفَضْلِ  
الْعُظِيمِ أَيْضًا لَوْ كَانَ مَكَانَ  
الشَّيْخَيْنِ لَمَا فَتَحَتْ الْبِلَادُ  
وَلَمَّا شَاءَ الْإِسْلَامُ عَلَى أَكْثَرِ  
الْخُلَفَاءِ تَجَسَّمُوا الْفَضْلَ الْحَقَّ  
حَتَّى تَحَقَّقُوا بِهَا أَضَاءَ  
قَوْلِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
بِالْيَتِي ذَنْبٌ مُجِيدٌ فِي مَنْ هَبِ  
الْحِكْمَةُ يَدُلُّ عَلَيْهِ الثَّلَاثَةُ النَّسَبُ  
وَأَبُو هُرَيْرَةَ وَسَائِرُ الْعُلَمَاءِ  
وَالْمُفْتِيِّينَ مِنْهُمْ وَهُمْ

قوانین حکمت تثبیت قسمت کی بنا پر  
ہوتی ہے تو اصول کے ماتحت جو ہم نے  
تم کو دیا ہے اس کا حل آسان ہے  
دوسرا طبقہ حفظ و تلقین اور ارشاد کا  
وارث ہے یہ خلفاء راشدین اور  
دوسرے ان کے طرز کے حضرات ہیں خلافت  
عظمیٰ ان ہی کا حق ہے اور ہم حلائیہ  
کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو  
اگرچہ یہ فضیلت بھی حاصل ہے، لیکن  
اگر شیخین کی جگہ وہ ہوتے تو یہ فتوحات  
نہ ہوتیں اور اسلام کا دائرہ اس قدر وسیع  
ہوتا، علاوہ بریں خلفائے اس فضیلت  
عظمیٰ کو حاصل کیا حتیٰ کہ ان کا قدم ہر سطح  
ہو گیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول  
ہے کہ کاش میں رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کا ایک گناہ ہوتا، اہل حکمت  
کے مسلک پر یہ قول ہی پر دلالت کرتا ہے  
میسر طبقہ ابھر رہا اس رخ اور تمام  
علماء و مفتیان صحابہ کرام رضوان اللہ



ثَلَاثُ الشَّعْبِ الثَّلَاثِ  
 الْبَاطِنِيَّةُ وَخَالِدٌ وَمَعَاوِيَةُ  
 وَآمَّالُهُمَا وَثَلَاثُ الثَّلَاثِ  
 الظَّاهِرَةُ

کا ہے یہ لوگ فروع سہ گانہ باطنیہ  
 کے وارث ہیں بالمقابل انکے خالد بن  
 ولیدؓ اور معاویہ بن ابی سفیانؓ وغیرہ  
 فروع سہ گانہ ظاہریہ کے وارث تھے

## نجباء اور رقباء

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
 قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ  
 سَبْعَةٌ نَجَبَاءُ رُقَبَاءُ وَأَعْطِيَتْ  
 أَنَا رُبْعَةَ عَشَرَ قُلْنَا وَمَنْ هُمْ  
 قَالَ أَنَا وَابْنَائِي وَجَعْفَرُ  
 وَحَمْرَةَ وَابْنُ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَ  
 مُضَوَّبُ بْنُ عَمِيرٍ وَبِلَالٌ وَ  
 سَلْمَانَ وَعُمَارُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ  
 مَعْقُودٍ وَابْنُ دُرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَدَوَاةُ  
 الْقُرْمُذِيِّ وَكَشَفُ التَّيْرِ فِي هَذَا  
 الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَا بَدَلَ لِكُلِّ رَسُولٍ  
 مِنْ رَجَائِلٍ يَأْخُذُ زَمَنَهُ فَيَسْمُو

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
 فرمایا کہ ہر ایک نبی کے سات نجباء رقباء  
 ہوتے ہیں مگر مجھے چودہ عطا کئے گئے  
 ہیں ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں؟  
 آپ نے فرمایا میں اور میرے دونوں  
 بیٹے جعفرؓ و حمزہؓ ابوبکرؓ عمرؓ مصعبؓ  
 بن عمیرؓ بلالؓ سلمانؓ عمارؓ عبداللہؓ  
 بن معقودؓ ابودرؓ و المقدادؓ و ترمذی نے اس  
 حدیث کو نقل کیا ہے اور اسکا راز یہ  
 ہے کہ ہر ایک نبی کے حلقہ احباب میں  
 ایسے اشخاص کا ہونا ضروری ہے جو اس  
 سے حکمت حاصل کریں ایسے حضرات بھی

الْحِكْمَةُ وَرِجَالٌ يَأْخُذُونَ  
مِنْهُ قِسْطَ الثَّقَلَيْنِ وَرِجَالٌ  
يَتَجَلَّى فِيهِمْ عَدَاوَةُ أَعْدَائِ  
اللَّهِ تَعَالَى هِجْرَةٌ وَجِهَادٌ  
وَإِخْتِصَامٌ وَرِجَالٌ يَتَجَلَّى  
فِيهِمُ الْفِقْهُ وَالْمُلْكُ  
وَأُخَرُهَا

وَذَلِكَ لِأَنَّهُ مُجْتَاجٌ إِلَى تَمَثُّلِ  
كُلِّ كَمَالٍ فِيهِ مَنَفَرَةٌ مُتَنَازِعَةٌ  
عَنْ غَيْرِهَا لِتَدَكُّرِ هَيْئَةِ ذَلِكَ  
الْكَمَالِ عَيْنَ مَا هُوَ مُتَغَرِّقٌ  
فِي لُجَّةِ الْأَخْتِلَاطِ وَالشَّوْجِدِ  
وَالزَّايِ الْحَلِيقِ يَقْضُو  
بِأَنَّ النُّبِيَّاءَ هُمْ ذُرَاةُ الْحِكْمَةِ  
وَالْخُلَفَاءُ هُمْ ذُرَاةُ التَّلْقِينِ  
وَالْأَخَوِيَّةُ وَالرَّقَبَاءُ هُمْ ذُرَاةُ  
الْهَجْرَةِ وَالْيَهَادِ وَلَمَّا كَانَ عَلَى  
إِمَامَةِ أَوْلِيَّكَ الْحُكْمَاءُ وَ  
الرَّقَبَاءُ عِلْمُ رَسُولِ اللَّهِ

ہوں بد تلقین سکھیں نیز ایسے حضرات  
بھی ہوں کہ جنکے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے  
دشمنوں کی عداوت بدرجہ اتم راسخ  
ہو چکی ہو، باعتبار ہجرت جہاد اور  
مناظرہ کے اور نیز ایسے حضرات بھی ہوں  
جو تفقہ اور حکمرانی کے فرائض سنبھال  
سکیں،

کیونکہ ہر ایک کمال کیلئے ضروری ہے کہ  
مستقل اور جدا گانہ طور پر اسکا تشل ہو  
تاکہ وہ شخص بھی جو دریائے اختلاط  
میں مستغرق ہے عیاناً اس  
کا مشاہدہ کر سکے،

اہل حکمت کی رائے میں بخیا وہ  
ہیں جو حکمت کے وارث ہوں اور  
خلفاء وہ ہیں جو تلقین اور اخوت  
کے وارث ہوں اور رقباء وہ ہیں جو  
ہجرت اور جہاد کے وارث ہوں اور  
چونکہ حضرت علیؓ ان حکماء اور بخیا  
کے امام تھے، اس لئے رسول اکرم صلی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَدَهُمْ  
وَقَصْدُهُ عَلَى سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ بِزِيَادَةِ  
الْعَدَدِ وَلَعَلَّ هَذِهِ الْحِكْمَاءُ صَارُوا  
بِأَعْيَانِهِمْ حُدُودَ قِيَامٍ لِيُطَوَّلَ الصُّحْبَةُ  
وَيُشْرَوْقِيَ الْوَرِثَةُ +

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي  
سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ  
هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَ  
لَا يَتَطَيَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ  
يَتَوَكَّلُونَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ +

أَعْلَمُ أَنَّ الصَّحَابَةَ أَكْمَلَهُمْ  
مَنْ مَنِ النَّجَى الْأَفْعَالِي  
لَا تَكُنْ كَمَا لَهُمْ هُوَ الْقُدْرَابُ  
بِالْإِسْمِ الْمَتَجِدِ وَمَا  
يُعْطِيهِ تَجَدُّدِ خَلْقِ  
الْكَاتِبَاتِ الْيَوْمِيَّةِ خَمَقِ

اللہ علیہ وسلم نے ان ہی کو عداوت اور نفیست  
سے مطلع کیا اور آپ کو ان نبیاء میں یادت  
کی وجہ سے بھی تمام انبیاء پر فضیلت  
حاصل ہے اور امید ہے کہ طول صحبت  
اور انوار ارشاد کی وجہ حضرات در قیام ہو گئے

حضرت ابن عباسؓ مروی ہے کہ  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد  
فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار  
بغیر حساب کتاب جنت میں داخل  
ہونگے یہ وہ حضرات ہیں، جو جھاڑ  
پھونک نہیں کرتے اور براشگون  
نہیں لیتے اور اپنے ہی پروردگار پر  
توکل کرتے ہیں (بخاری و مسلم)

یاد رکھو کہ صحابہ میں کامل ترین وہی  
ہیں کہ جنہیں تجلی افعال سے مخصوص کیا  
گیا کیونکہ ان کا کمال اسم متجدد کے  
اقترب کی بنا پر ہوتا ہے اور حوادث  
یومیہ کا ظہور میں آنا اسی تجدد کا نتیجہ  
ہے جسوقت انہیں یہ کمال حاصل ہو



مُكْمَلُوا تَوْكَلُوا وَتَوَضَّعُوا  
أُمُورَهُمْ إِلَى اللَّهِ .

أَمَّا الْأَوْلِيَاءُ فَالْعَلِيَّتُونَ  
مِنْهُمْ إِنَّمَا كَمَا لَهُمْ عِرْفَانُ  
النَّشْأَةِ كَمَا هِيَ وَمِنَّا يُعْطِيهِ  
هَذَا الْكَمَالَ التَّوَكُّلُ وَالتَّعَلُّقُ  
بِالْوَسَائِطِ حَتَّى كُمُلُوا  
عَرَفُوا الْأَسْبَابَ وَتَعَلَّقُوا  
بِهَا عَلَى عِلْمٍ بِحَقِيقَةِ  
التَّوْحِيدِ وَكُنْزِ الْأُمُورِ  
وَالْحَالِيُونَ مِنْهُمْ فِي  
عَقْلَةٍ غَافِلَةٍ إِنَّمَا غَايَةُ  
حَقِيقَتِهِمْ وَنَكَمَتُ تَوْجِيهِهِمْ  
إِنْفِرَافُ رُسُلِهِمْ وَجُودُهُمْ  
الذَّنْبِيَّاتِ تَحْتَ حُكْمِ  
الْأَزَلِ فَإِنْ كَانَ لَهُمْ تَوْكَلُ  
فِي الْعَرَضِ وَيُقْتَضَى الْغَلْبَةُ  
لَا يَمَّا يُعْطِيهِ قُوَّةُ  
كَمَا لَهُمْ فَتَعَرَّفَتْ .

جانتا ہے تو وہ توکل کرتے ہیں اور اپنے  
کاموں کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں،  
اولیاء میں جو صاحب علم ہیں  
ان کا کمال یہ ہے کہ وہ اس نشأۃ کی  
حقیقت اس طرح سمجھ لیں جیسا کہ وہ ہے  
اس قسم کے کمال سے توکل بہ تدبیر اور  
اسباب کیساتھ تعلق حاصل ہوتا ہے،  
جب یہ درجہ کمال تک پہنچتے ہیں، تو  
انہیں اسباب کا علم ہو جاتا ہے تو باوجود  
وہ توحید کی حقیقت جاننے کے تعلق  
بالاسباب کو ترک نہیں کرتے برخلاف  
ان اولیاء کے جو صاحب حال ہیں،  
وہ ایک گھڑی غفلت میں پڑے ہوئے  
ہیں ان کا نصب العین یہ ہوتا ہے کہ  
وہ اپنی دنیاوی ہستی کے سرباطنی کو  
حکم ازل کا مقہور کر دیں اور ان لوگوں  
کو صفت توکل بالعرض اور غلبہ  
حال کے طور پر حاصل ہوتی ہے ان کی قوت کمال  
کی بنا پر یہ چیز حاصل نہیں ہوتی ۔

## طریقہ حکماء

دوسرا طریقہ حکماء کا ہے جو اولیاء اور انبیاء کرام کے طریقہ کے درمیان گویا ایک برزخ ہے گویا کہ نبوت عقل بالفعل ہے اور یہ طریقہ اس کا عقل ہو لاتی ہے ان کے مذہب کی یہ بنیاد ہے کہ ہم عقل مضاعف کے ساتھ یہ سمجھ لیں کہ تجلی ذاتی کے بعد ایک اور وصول ہے،

اس کی تحقیق یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ اشراک لفظی کے طور پر تجلیات کے دو معنی ہیں بعض ان میں سے جو دیات ہیں ان سے جو کچھ ظہور میں آتا ہے، وہ وجود مفاہض ہے، تیسرے خزانہ میں ہم اسکی تفصیل پڑھ چکے ہو بعض ان میں سے شہودیات ہیں ان سے آدمی کو علم اور معرفت حاصل ہوتی ہے صوفیاء کے کلام میں اس کی تین قسمیں

الْثَّانِيَّةُ طَرِيقُ الْحُكَمَاءِ  
وَهُيَ بَرَزَخٌ بَيْنَ طَرِيقَةِ  
الْأَوَّلِيَاءِ وَالْأَوَّلِيَّاتِ وَكَانَتْهَا  
عَقْلٌ هَيَّوْلَانِيٌّ لِلنُّبُوَّةِ الَّتِي  
هِيَ عَقْلٌ بِالْفِعْلِ وَأَصْلُ  
مَذْهَبِهِمْ أَنَّ نَفْسًا بِالْعَقْلِ  
الْمُضَاعَفِ أَنَّ بَعْدَ التَّجَلِّيِ  
الذَّاتِيِّ وَهَيَّوْلَانِيٌّ آخَرٌ

سَبِيلٌ تَحْقِيقِيَّةٌ أَنَّ مِمَّا عَلِمْنَا  
تَشْبِيهَ التَّجَلِّيَّاتِ بِالْأَشْرَاقِ  
الْفُطْرِيَّةِ فَمِنْهَا وَجُودِيَّاتٌ  
أَنَّمَا الْحَاصِلُ بِهَا الْوُجُودُ  
الْمُفَاضُّ وَقَدْ أَحْطَتْ بِهَا  
عِلْمًا فِي الْخِزَانَةِ الثَّانِيَةِ وَمِنْهَا  
شَرْوَدِيَّاتٌ وَأَنَّمَا الْحَاصِلُ بِهَا  
تَعَرُّيفُ الْعَبْدِ وَتَعْلِيمُهُ وَقَدْ  
تَقَرَّرَتْ ثَلَاثَةٌ مِمَّا فِي كَلَامِ الْقَوْمِ

صُرَرِيَّةٌ وَمَعْنَوِيَّةٌ وَذَاتِيَّةٌ وَ  
 اَنَّ الشُّهُودِيَّاتِ ظِلَالُ الْوُجُودِيَّاتِ  
 وَمِنْ تَمَثُّلَاتِهَا وَمِنْ تَمَثُّلَاتِ  
 الْوُجُوهِ الْمَنْطُوقِيَّةِ فِيهَا فَتَحَقَّقْ  
 اَنَّ هَذَا الْوُصُولَ عِبَارَةٌ عَنْ  
 اِسْتِدْرَاجِ الشُّهُودِيَّاتِ تَحْتَ  
 الْوُجُودِيَّاتِ كُلِّهَا اِجْمَاعًا اِلِىَ الظَّلَالِ  
 تَحْتَ اَلَا شَيْءٍ فِي هَكَذَا جَرَّةِ  
 الصَّنِيفِ فَيَنْقَطِعُ الْوُصُولُ الْعِلْمِيُّ  
 الَّذِي هُوَ تَبَرُّيٌّ مَا عِنْدَ  
 اَصْحَابِ التَّدْقِيقِ وَعَزَّ وَجَرُ  
 الْحَقَائِقِ عَنْ تَمَثُّلَاتِهَا حَتَّى  
 يَسْلُخَ الصُّورَةُ الْحَوِيَّةُ وَكَصِيدُ  
 فِي حُكْمِ الْعَدَمِ وَعَنْ اَنْ يَكُونَ  
 غَايَةً عَرَفَانَهُ تِلْكَ النِّسْبَةُ  
 الْقَدْسِيَّةُ الَّتِي هِيَ بَيْنَ اللَّهِ  
 وَبَيْنَهُ اَزْكَى وَابَدٌ اَحْدَاثُ الرِّبْطِ  
 وَاحِدَةٌ وَالْجَمْعَانِ مُخْتَلِفَتَانِ وَ  
 هِيَ اَمْرٌ لَوْ حَالٍ وَنَسْخٌ اَلْكَمَالِ

پائی جاتی ہیں، صورت یہ معنویہ۔ ذاتیہ  
 اور یہ کہ شہودیات وجودیات کیلئے  
 بمنزلہ انکے سایہ کے ہیں انکے تمثلات  
 ہیں، یا ان وجوہ کے تمثلات ہیں، جو  
 انکے ضمن میں مخفی ہیں، سو اس سے  
 یہ ثابت ہوا کہ وصول کے معنی شہودیات  
 کا وجودیات کے ضمن میں مندرج  
 ہونا ہے جیسا کہ وسط گر مابین دو پہر  
 کے وقت صورتوں کا سایہ ان میں مدغم  
 ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب  
 تدقیق نے بہت تکلیف اٹھا کر وصول  
 علمی کا جو راستہ نکالا ہے اس کا رشتہ  
 منقطع ہو جاتا ہے نیز اس وصول کے  
 یہ معنی ہیں کہ حقائق کو انکے تمثلات  
 سے علیحدہ کرنے پر مجبور کیا جائے یہاں  
 تک کہ صورت جو یہ منسلخ ہو کر کا لعدم  
 ہو جائے نیز یہ کہ ان کی معرفت کا متہا  
 وہ نسبت قدسیہ ہو جو ازل سے ابد  
 تک مشترک لے اور اس کے درمیان



فَهَذَا الْخَرْمُ مَقَامُ الْحِكْمَةِ وَلَا  
يَكُونُ بَعْدَهُ إِلَّا رَفْعُ الْحُجُبِ  
الْوَقْعِيَّةِ الْعِلْمِيَّةِ وَهِيَ فَلَمَّا  
يَتَخَيَّرُ الْحَكِيمُ الْأَمِنْ أَوْثَقَ فَضْلًا  
وَسَيِّعًا مِنْ رَتَبِهِ ۝

ہے نفس ربط ایک لیکن دونوں حیثیتیں  
مختلف ہیں، یہی وصال کی بنیاد کمال  
کی اصل اور مقام حکمت کا آخری رُجھ  
ہے اس کے بعد جو نچھڑتا ہے وہ یہ  
ہے کہ حجب اقصیٰ علمیہ کو رفع کیا جائے یہ باتیں کسی

حکیم پر بہت کم واضح ہوتی ہیں مگر یہ کہ پروردگار کی جانب سے وہ فضل خاص سے نوازا دیا جائے  
وَأَمَّا طَرِيقُ وَصُولِهِمْ  
إِلَى هَذَا الْكَمَالِ الْمَطْلُوبِ فَهُوَ  
أَنَّهُمْ يَبْجَدُونَ إِلَى اللَّهِ سُجْدًا  
فَيَقْطَعُونَ نَوَارِقَ الْغَيْبِ وَغَيْرَهُ  
حَتَّى يَصِلُوا إِلَى مَبَادِيزِ الْأَسْمَاءِ  
فَيَنْفَعُونَ نَظْرَهُمْ مِنْهَا فِي أَسْرَرٍ  
حِينَ تُمْ يَضْمَحِلُونَ فِي الثَّغْلِ  
الْبَذَائِخِ لَا كَلَّ ضَمَحْلَالٍ وَلَا دَلِيلٍ  
ثُمَّ يَعُودُونَ إِلَى شَرِبِ  
الْقَرَائِضِ ثُمَّ يَصِلُونَ إِلَى  
الْوُضُولِ الَّذِي قَرَّرْنَا كَأَنَّ  
اور ان کو وہ وصول نصیب ہوتا ہے جس کا ہم نے اثبات کیا ہے۔

وَأَكْمَلُ الْحُكَمَاءِ لَا بَدَّ لَهُ  
اور کامل ترین حکیم کیلئے یہ ضروری

مِنْ أَنْ يَضْمَحِلَّ اخْرَاجِي  
قُرْبِ الْفَرَاغِ رَأَوْكَ سَا  
مِنْ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَوَلَوِي  
عَيْنِهِ وَسَعَتِ مَا وَتَسْلُطِ اللَّهُ  
سُبْحَانَهُ مِنْ حَيْثُ بَاطِنِ  
كَمَالِ الشَّقِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ فَتَعْرِفُ

ہے کہ وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم  
کے نور کا عکس قبول کر کے بالآخر وہ  
قرب فراغ میں مضمل ہو جائے کیونکہ  
اسکو آپ کی عین اور اسکی وسعت پر  
کامل اعتماد ہوتا ہے اور وہ جانتا ہے  
کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کے کمال باطنی کے راستہ سے اس پر  
نجلی فرمائی ہے خوب بھی طرح سمجھ لو

## طریقہ حکماء کی خصوصیات

وَيَتَّبِعُ مِنْهُ شُعْبٌ  
فَلَيْتَ الْأُولَى الْحِكْمَةُ وَهِيَ عِلْمُ  
فِطْرَتِي لَا كَسِيفٌ وَاعْفُ يَه  
أَنَّهُ تَجَسَّسَ عَمَّا يَتَجَسَّسُ عَنْهُ  
أَصُولٌ وَجُودُهُ أَيْ الْإِسْمُ يَسْعَى  
أَلِلِهِيَّاتِ وَالشُّكُوفِ نِيَّاتٍ غَيْرَهَا  
مَتَا وَسِيعَةً هَذَا الْكِتَابِ  
وَسِرُّهَا أَنَّ الْعِلْمَ فِي الْحُرْدَاتِ  
عَيْنُ الذَّاتِ وَلَا يَتَّازُ بِحَيَالِهِ

اور اس سے تین شاخیں نکلتی  
ہیں، پہلا شعبہ حکمت کا ہے یہ فطری  
علم ہے اکتسابی نہیں ہے یعنی اس کا  
سرچشمہ وہی اسم پاک ہے جو اسکے  
وجود کا منبع ہے یہ علم تمام ان الہیات  
اور تکوینیات وغیرہ پر مشتمل ہے کہ جن  
کا ذکر ہم نے اس کتاب میں کیا ہے،  
اس کا راز یہ ہے کہ محردات میں علم  
عین ذات ہوتا ہے جب تک کہ وہ

إِلَّا فِي التَّمَثَّلَاتِ التَّحْزِيئَةِ  
فَإِذَا اثْبَتَ الْقُرْبُ  
الْوُجُودِيَّ ثَبَتَ الْعُلُومُ فِي  
التَّمَثَّلَاتِ لِتَعَرُّفِهَا وَلَهَا  
خَلِيفَةٌ فِي عَالِمِ الْحِسِّ فِي  
الْعَرِاسَةِ وَالتَّيْقُظِ وَالذِّكَاةِ  
وَهِيَ مَوْجُودَةٌ فِي عَالِمِ تَخْتَصُّ  
بِإِثْبَاتِهِ الْحُكَمَاءُ كَمَا ذَكَرْنَا  
وَيَتَخَيَّلُ إِلَى الثَّانِي  
إِنَّ كُلَّ كَمَالٍ لَهُمْ  
شَجَاعَةٌ وَتَخَاوُتُهُمْ  
وَذَكَرُوهُمْ أَمْ مَا تَنْزِلُ  
مِنَ السَّمَاءِ فَكَتَبُوا لَهُمُ  
نُحْمًا رَاجِعًا وَغَرَجَ  
الْبَغَائِيُّ الْعَصَمَةُ وَهِيَ تَمْثِلُ  
الْوُجُوهَ الْقَصَائِدَ وَزَالِطِ الْحِجَةِ  
مِنْ وَجْهِهِ عَيْنِهِ وَسِرِّهَا أَنَّ  
الْمُقَرَّبَ بِقُرْبِ الْوُجُودِ بِالْخَيْرِ  
الْثَّامِ يَتَخَيَّلُ تَمْثِلُ الشَّرُّو

تمثلات تحیزہ کی شکل بہ اختیار کیسے  
اس میں امتیاز پیدا نہیں ہوتا جب  
قرب وجودی کو ثبوت اور مستقر حاصل  
ہوتا ہے تو تمثلات کی وسعت کی بنا  
پر ان میں علوم ثبت ہو جاتے ہیں،  
حکمت کا خلیفہ اس عالم جس میں فرا  
اور تیقظ اور ذکر ہے ان کا وجود  
ایک ایسے عالم میں ہے جس کا اثبات  
حکماء کیساتھ مخصوص ہے جیسا کہ ہم  
نے بیان کیا ہے، لوگوں کا خیال ہے  
کہ ان کا ہر ایک کمال خواہ شجاعت ہو  
یا سخاوت اور ذکر، ایسا امر ہے،  
جو آسمان سے نازل ہوا اور تدبیر  
امر کے واپس ہو گیا،  
دوسرا شعبہ عصمت ہے اسکی حقیقت  
یہ ہے کہ اسکی عین ثابتہ کا یہ تقاضا ہو  
کہ تمام تراعمال صالحہ اور اخلاق  
جمیلہ اس سے صادر ہوں، اور کسی  
پرے فعل یا عمل کا ظہور اس سے



فِيهِ خُلُقًا وَعَمَلًا وَحَيَافَةً

الْعِفَّةُ وَهِيَ صِفَةُ عَدَمِ

الْأَنْعَمَاءِ فِي الذِّكْرِ الْقَبِيحَةِ

وَالَّذِينَ يَدَّبَرُوا وِلْقَانَهُمْ

اور خواہشات نفسانی میں منہمک

ثَلَاثَةُ الْوَجَاهَةِ وَهِيَ تَعْلِيمٌ

وَالْتَرْفَعُ عَلَى الشَّيْءِ عِنْدَ اللَّهِ

فِي نَفْسِ الْأَمْرِ كَمَا يَكُونُ

کُطِعَ لَهُ مُطَرِّفٌ وَنُحَاسٌ

مجلسه ۱۰۰

فَوَسَّيْ لَهُمُ الْغُيُوبَ

شیر ایجیه و اضراب الی

لَهُ فِي السَّيِّئَةِ الْحَقِيرَةِ

حَبِيبَةُ الْوَفَارِ وَالسَّيِّئَةِ

السلطان يبيع لزمته

رشداد وعلی مازاد و جلالت

در ارشاده و تنبیغ کلمات

بدرخص الله سبحانه

الحمد للذي أرسل يا أبا سفيان

عالم ہے اس کا راز ہے کہ حسن شخص کو

کمال سے قریب وجود حاصل ہو اس کے اخلاق اور

اعمال میں کسی برائی کا تشمل ہونا محال ہے اور اس

لا خلیفہ خفت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کھانہ نہیں

وہ نے سے اپنے آپ کو باز رکھ

تس اشعه و حامد مرا شک معتر

ہر کسی کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

تغیر اور فتنہ

نفس را در این عالم نگه دار و در آن عالم

سالمی بی بی اور بی بی امینہ بی بی اور

[illegible]

کے سلسلے اور سلسلہ چریہ میں اس

خائے ہا کرتی سہل لہ رہا ہے اور اس

اعلیٰ و قار اور سینٹ و رسلط ہے

اور اسی طرح ارشاد ہے جون جون سی

و جاہتیں ملنا نہ ہونا ہے اسکا

مرہ ارشاد و شیخ ہونا چاہیے اور

وہ اس کا لہاں بڑھتا ہے اور لے

ان لوگوں کو اجازت دی ہے کہ وہ

## توسل بالاسماء کا طریقہ

وَسَبِيلَ التَّوَسُّلِ  
عِنْدَ ثَالِثِيْ بِحَاكُظَةِ الْأَعْدَادِ  
وَالْأَوْقَاتِ كَمَا يَدَّ غِيَرُ أَهْلِ  
الْعَوَةِ بَلْ ثَلَاوَتُهُ وَ  
تَعْرِفُ حَقِيقَتَهُ وَالْفَنَاءُ  
فِيهِ وَالْبَقَاءُ بِهِ ثُمَّ  
الْتِمَاعُ وَآلِيتُهُ قَالَ لِيْهِ  
وَمُخَصَّصَ لَهُمُ التَّوَسُّلُ إِلَى  
الزِّيَادَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ  
وَالصَّدَقَاتِ وَالصِّيَامِ وَ  
تَرْكِ الْكَلَامِ لِكَشْفِ  
الْكُوفِ :

وَيَجِبُ عَلَى الْحَكِيمِ أَنْ  
يَكُونَ وَسِيْعَ الصَّدْرِ وَهُوَ  
حِفْظُ تَعْقِيْقِهِ أَنْ لَا يَغَادِرَ  
وَحْفَاؤَهُ حَالًا إِلَّا اسْتَحْفَرَهُ  
وَأَسْتَغْفَرَهُ وَتَجَرَّمَ عَلَيْهِ

ہمارے نزدیک توسل بالاسماء کا  
یہ طریقہ نہیں کہ اعداد اور اوقات سے  
انکو مقید کیا جائے جیسا کہ اہل دعوت  
اور از باب عزائم اس بات کے قائل ہیں  
بلکہ اسماء حسنی کو پڑھو، ان کے معانی  
اور حقائق کا علم اور پھر ان میں فنا اور  
ان کیساتھ بقاء حاصل کرو اسکے بعد  
بارگاہ الہی سے شروع اور خضوع کیساتھ  
دعا مانگو اور ان لوگوں کو کثرت نوافل  
صدقات اور روزے رکھنے اور کلام  
کے ترک کرنے پر کشف مافی الہکون  
کیلئے رخصت دیدی گئی ہے،

حکیم کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ وسیع  
الصدر ہو، اس سے ہماری مراد یہ ہے  
کہ کسی وصف اور حال کو اتنا عظیم نہ  
سمجھے کہ بس یہی منتہائے کمال ہے اور  
وہ شعر گوئی موسیقی جیسی حسی تفریحات کو



كُلَّ سَلِيقَةٍ حَسِيَّةٍ تَمُكِّنُكَ  
فِي مِزَاجِهِ تَمُكِّنُ الْمَلِكَاةَ  
لِسَلِيقَةِ الْمَوْسِيقِيِّ وَالشَّعْرِ  
يُحَرِّمُ عَلَيْهِ أَنْ يَغْشَاهُ مِنْهُ  
أَحَدٌ مِنْ خَلِيقَتِهِ دِينًا وَدُنْيَا  
إِلَّا الْأَنْبِيَاءَ فَهُمْ يَقِلُّ هُمْ فِي  
دَحْرِهِمْ وَيَحْقُقُ بِنَفْسِهِ مِنْ  
حَيْثُ مَا عَرَفَ فِي الْحِكْمَةِ  
الْكَثَائِلَ طَرِيقَةَ الْأَوْلِيَاءِ مِنْ  
أَصْحَابِ الْفَنَاءِ عُلَمَاءِ الْوَلَايَةِ  
لَمَّا مَعْنِيَانِ عَامَّةً وَخَاصَّةً  
أَمَّا الْعَامَّةُ فَكُلُّ قَرِيبٍ وَزَالِيَةٍ  
وَيَتَنَاوَلُ الْحِكْمَةُ الصَّلَابَةَ  
وَالْوَلَايَةُ الْخَاصَّةُ وَالصَّفَاءُ  
وَأَمَّا الْخَاصَّةُ فَكُلُّ فَنَاءٍ  
فِي حَضْرَةِ الدَّائِمِ كَانَ مَعَ  
الصُّورَةِ الْمِزَاجِيَّةِ وَلَيْسَ  
الْمَقْصُودُ تَفْتِيشُ الْأَلْفَاظِ  
بَلْ تَعْرِيفُ الْحَقَائِقِ وَاصْلُ

مزاج میں راسخ نہ ہونے دے اور دین و دنیا  
کے امور میں کسی کا منت کش نہ ہو صرف  
انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مقتدا  
سمجھے اور انہیں پر جو کچھ وحی نازل ہوئی  
ہے اسی کی تقلید کرے اور حکمت کے  
عنوان سے جو کچھ بتایا گیا ہے، ان کو  
اپنے میں پیدا کرے اور قوت سے فعل  
میں لائے،

تیسرا طریقہ ان ادبیاء کا ہے جو صحاب  
فنا ہیں۔ ولایت کے دو معنی ہیں عام  
اور خاص عام معنی تو یہ ہیں کہ ہر ایک  
قسم کا قرب جو درجہ نبوت سے کمتر  
ہو، حکمت صلاہت ولایت خاصہ اور  
مقام صفاسب کے مفہوم میں داخل ہیں  
اور خاص معنی یعنی صورت مزاجیہ  
قائم رہنے کے باوجود ذات اقدس میں  
ارمی کو فنا حاصل ہو، الفاظ کی تحقیق  
مقصود نہیں صرف حقائق کا جاننا مقصود  
ہے ان کے مذہب کا اصل ایسے اعمال یا فیہ



وَأَمَلْ مَدَّ هَيْبِمَ أَنْ يَتَجَسَّصُوا  
عَمَّا لَا نِيرَانُ جِيًّا وَذَلِكِ  
الْعَمَلُ أَنْ يَتَلَطَّفُوا مِنْ  
الْفُسَيْهِمْ فَيَنْقَدِرُ حُرٌّ كَهْمُ سِرٍّ  
عَظِيمِ الشَّانِ عَلَى دَرَجَاتِهِ  
فَأَوَّلُ مَا يَنْقَدِرُ حُرٌّ اسْتِنَادُ  
الْأَفْعَالِ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ  
فَهَذَا كَيْتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ  
وَلَا يَخَافُ إِلَّا إِيَّاهُ وَهَذَا  
أَخْطَرُ التَّيَرِ فِي الدَّارِ خَيْرُ  
الْأَوْلَى وَأَمَّا يَنْظُرُهَا فَانِ  
يَرَى اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى  
فِي عَيْنِ كُلِّ فَخْرٍ  
عَلَى أَنْ الْفِعْلُ مِنْ  
اِسْتِمْرَارِهِ وَتَقْيُّدِ اِسْتِهْدَا  
وَحَبِّهِ أَوْلَيْتُهَا أَنْ الْأَفْعَالُ  
عَلَى شَرَفِ الْعَدَمِ  
فِي نَفْسِ الْأَمْرِ وَلَا تَمَّا  
الْمَوْطِنُ الْعَلِيِّ

میں جن کی بدولت ان کے نفس کو تزکیہ  
حاصل ہو کر ایک عظیم الشان راز کا انکشاف  
ہو جاتا ہے کہ جس کے درجات مختلف ہیں  
سب سے پہلے ان کو یہ حقیقت عیاں نا  
نظر آتی لگتی ہے کہ اس عالم کون و فساد  
کے تمام چھوٹے بڑے تصرفات کی باگ  
اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے  
اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام اعمال  
میں اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ کر لیتے ہیں  
نیز اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کا خوف  
انکے دل میں نہیں ہوتا اس حقیقت کا  
انکشاف پہلے درجہ کا ظہر ہے اور اسکا  
بطن یہ ہے کہ ہر ایک فعل اور تصرف  
جو اس عالم میں ہو اس میں اسکو خدائے  
بزرگ و برتر نظر آئے اور اس فعل کو  
ایک قسم کا حجاب اور نقاب تصور کرے  
اس انکشاف کو پہلے درجہ میں اسلئے رکھا  
گیا کہ نفس لامر میں جو افعال دنیا میں  
واقع ہوتے ہیں وہ فنا پذیر ہیں اور

مِنْ تَمَثُّلَاتِ هَذَا الْمَوْحِنِ وَ  
 وَهَذِهِ هِيَ الْحَاضِرَةُ عِنْدَهُ  
 وَثَانِيًا يَتَقَدِّحُ لَهُمْ اسْتِنَادُ  
 الصِّفَاتِ بِاجْمَعِهَا لِئَلَّا يَزِيدَ  
 اِنَّ كُلَّ بَصِيرَةٍ مِنْ بَصِيرَةٍ وَكُلَّ  
 سَمْعٍ مِنْ سَمْعٍ إِلَى غَيْرِ  
 ذَلِكَ وَلَعَلَّكَ حُرُورٌ بِاِقْتِنَاصِ  
 بَطْنِهَا وَوَجْهٌ تَأْتِيهَا فَفِيهِ  
 حَقُّ الْمَكَاشِفَةِ وَثَالِثًا يَتَقَدِّحُ  
 اسْتِنَادُ الذَّوَاتِ فَيَرَى اَنَّ  
 كُلَّ ذَاتٍ مِنْ ذَاتٍ فَلَا ذَا  
 اسْتَقْلَالٍ إِلَى بَطْنِهَا وَهَذِهِ  
 الْوَاجِبُ جَلَّ جَلَدُهُ سَخْنُهُ كُلَّ  
 مَوْجُودٍ وَاَنَّ كُلَّ مَوْجُودٍ مُفَاضٍ  
 مِنْ اَفَاضَةٍ مَقْدَرِ سِتِّ مِائَةِ  
 اَلَى اللَّهِ وَهَذِهِ هِيَ الْمَشَاهِدَةُ  
 ثُمَّ اِنَّ جَنَابَاتِ اللَّهِ تَعَالَى  
 تَتَجَادَفُ بِرَحْنٍ فَحِينَئِذٍ تَرْتَفِعُ  
 الْحُجُبُ وَالْتَقِيْدَاتُ وَلَا يَبْقَى اِلَّا

مومن علمی اس مومن کے تشکلات سے ہے  
 اسکو صوفیاء حاضر کہتے ہیں، دوسرے درجہ  
 یہ ہے کہ تمام صفات کو الٹے تعلق سے  
 کی طرف منسوب ہوتا ہوا دیکھے اور اسے  
 صاف نظر آئے کہ ہر ایک آنکھ کی بینائی کا  
 منبع اس کی بینائی اور ہر ایک کان کی شنوائی  
 کا منبع اس کی قوت شنوائی ہے وغیرہ  
 وغیرہ اس کی ثانویت کی وجہ اور اس کے  
 وہ معنی جو بطن کی قسم سے ہیں تم پر مخفی  
 نہیں رہیں گے، اس مقام کو اہل معرفت  
 مکاشفہ کہتے ہیں، تیسرے درجہ میں سب  
 ذوات اسی کی ذات اقدس کی نظر  
 منسوب نظر آتی ہیں، سالک کیلئے یہ نظر  
 ہونا حقیقت مشاہدہ کا ہوتا ہے اس کا  
 بطن یہ ہے کہ واجب تعلق کے کائنات کی  
 ہر ایک چیز کی اصل ہے اور ہر ایک  
 موجود کا بننا اسی کے مقدس افاضہ کا  
 نتیجہ ہے اس کے بعد سیر الی اللہ کا مقام  
 ہے اس درجہ کے انکشاف کو مشاہدہ

ذَوِ الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ فِي وَحْدَتِهِ  
وَكَبِيرِ تَائِبِهِ وَيَكُونُ الْمَدْرَكُ عَيْنَ  
الْمَدْرِكِ فَلَا تَعْلَمُ بِالْعِلْمِ الْخُصُوصُ  
اَللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى وَيَكُونُ  
الْمَرَايَا فِي حَكْمِ الْعَدَمِ

علم حضوری اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کیساتھ تعلق نہیں ہوتا اور مریا کا عدم ہو جاتے ہیں  
وَقَدْ صَرَّحْنَا بِمَا مَشَكَّلَ مَنْ  
حَدَّثَ فِي الْمَرَّةِ قَدْ هَبَّتِ  
الْمِرَاةُ فِي الْخِزَانَةِ الثَّاسِعَةِ  
فَتَدْبُرُ فَنَّاكَ تَمَّ السَّيْرُ  
فِي اللّٰهِ وَيُنْبَغِي لِيَنْ وَقَعَ  
فِي هَذِهِ اَنْبَاءُ بِيَةِ اَنْ  
يَقِيْمَ رَيْمًا ثَبَتَ احْكَامُ  
اَلَا سَمَاءُ بَعْدَ كَوْنِ اَنْبِيَا  
بِحَاسِطَةِ الشَّيْرِ فِي اللّٰهِ وَ  
سَبُوْعُ ذَاتِ الرَّجُلِ يَحْسِبُ  
الْفِطْرَةَ الْاُولٰى كَمَا اَنْ  
الْقَابِلَ مُتَكَلِّفٌ مِنْ حَيْثُ  
تَكَلَّفَ اَلَا سَمَاءُ فَاَمَّا اَنْ

کہتے ہیں پھر اس کے بعد اللہ کی جانب مقلد ہو جاتا ہے  
ہوتا ہے حتیٰ کہ تمام تغیرات اور پردہ مرفوع ہو جاتے  
ہیں صرف خدائے ذوالجلال والا کرام اپنی وحدت  
اور کبریٰ کیساتھ باقی رہ جاتا ہے اور اس وقت تک  
بالفتح عین مددک (بالکسر) ہوتا ہے چنانچہ اس کا  
علم حضوری اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کیساتھ تعلق نہیں ہوتا اور مریا کا عدم ہو جاتے ہیں  
اور ہم نے اس کی مثال نورین خزانہ میں  
بیان کر دی ہے کہ آدمی جس وقت اس  
صورت کو جو کہ عیشہ میں نظر آرہی ہے  
بڑے غور کے ساتھ دیکھتا ہے تو عیشہ  
کا وجود ختم ہو کر صرف صورت ہی  
رہ جائے گی جب تک اس مقام پر  
پہنچ جاتا ہے، تو سیر الی اللہ ختم ہو جاتی  
ہے جو شخص کہ اس بیابان میں قدم رکھے  
اسکو چاہیے کہ اتنی دیر تک ٹھہرا ہے  
کہ سیر فی اللہ کے ذریعہ نورانیت حاصل  
کرنے کے بعد اسہام پاک کے احکام کو  
ثبات و استقرار حاصل ہو۔ انسان کا  
سبوع اس کی پہلی فطرت کے مطابق



يَكُونُ الرَّجُلُ مِنْ ذَوِي الْعِلْمِ  
 الْفِطْرِي فَيَكُونُ أَقْلًا مَا يَسْتَحِقُّ  
 الْحَقِيقَةَ الْأَسْمَاءُ وَخُصُوصِيَّاتُ  
 الْمَظَاهِرِ وَطَرِيقُ ظُهُورِهَا قِيَّتُهَا وَ  
 أَمَّا أَنْ يَكُونَ مِنْ ذَوِي الثَّقَلَيْنِ  
 الْفِطْرِي فَلَا يَكُونُ لِرَعْلَةٍ بِهَا وَ  
 لَكِنْ تَثْبُتُ الْأَحْكَامُ وَهَذَا  
 يَكُونُ فِي تَشَاكِهٍ جَدِيدَةٍ •  
 ہوتا ہے کیونکہ کثرت اسماء کی بنا پر  
 قبول کرنے والوں کی استعدادیں بھی مختلف  
 ہیں اگر کوئی شخص علم فطری کے اسباب سے  
 ہے تو سب کے پیچھے اس پر اسماء پاک  
 کی حقیقت مظاہر کی خصوصیات اور  
 ظہور کی نوعیت منکشف ہوتی ہے لیکن  
 اگر وہ تقلید فطری کے اہل سے ہے  
 تو پھر اس کو ان باتوں کا علم نہیں ہوتا بلکہ احکام کو  
 ثبات اور استقرار حاصل ہو کر مالک طریقت کو ایک ارتقاجدید حاصل ہوتا ہے۔

## حقیقت قبض و بسط

وَالْقَبْضُ وَالْبَسْطُ عِبَارَاتَانِ  
 عَنْ ظُهُورِ أَحْكَامِ الْجَدَلِ  
 وَالْجَمَالِ وَهَذَا هُوَ التَّسْوِيرُ مِنْ  
 اللَّهِ وَارْتِدَادُ سَخْنِ الْأَمْرِ سَخَادُ  
 لِمَا أَتَى أَنْ تُصْبَغَ بِصَبْغِ  
 اللَّهِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ سَابِغٌ  
 مُفَيْضٌ بِالنَّاتِ فَلَا  
 أَقْلَ فِي هَذِهِ التَّشَاكِهِ  
 قبض و بسط کی حقیقت یہ ہے  
 کہ خدائے بزرگ کے جلال اور جمال  
 کے احکام معرض وجود میں آئیں اور اسی  
 کو سیر میں اللہ کہا جاتا ہے، اور اسی  
 مقام پر آدمی ارشاد میں راسخ ہو جاتا  
 ہے کیونکہ وہ خدائے قدوس کے رنگ  
 میں رنگا جا چکا ہے اور اللہ تعالیٰ  
 کامل الصفات مفیض یا لذات ہے

مِنْ مَثَلِ الْأَقَاذِ بِحَسَبِ  
 الْمَوْطِنِ الْعِلْمِيِّ فَقَدْ تَمَّ السَّيْرُ  
 فِي الْخَلْقِ وَهَذَا كَيْلُ الْكَمَالِ  
 الْقَنَائِي أَقْصَاهُ وَهُوَ لِلْأَمَمِ  
 الْعَرَفِيَّاتِ كَأَشْيَاسِ هُنَا  
 الظَّائِقَةِ الْعَلِيَّةِ كَأَيِّ بَزِينِ  
 وَآيِ الْحُسْنِ وَآيِ الْعَبَّاسِ وَ  
 آيِ سَعِيدِ وَآيِ اسْمَاعِيلِ وَآيِ  
 عَبْدِ اللَّهِ وَآخِصَابِ الطَّرِيقِ كَالْفَوْتِ  
 الْأَعْظَمِ وَالشَّيْخِ السُّهَرَوْدِيِّ  
 وَالنَّجْمِ الْكَبِيرِ وَخَوَاجَةِ نَقْشَبَنْدِ  
 وَخَوَاجَةِ الْحَقِيقِ +

اس لئے اس نشاۃ دنیویہ میں کم از کم  
 موطن علمی کے مطابق افاصلہ کا مثل ضروری  
 ہے کیونکہ اب سیر فی الخلق کے تمام  
 مقامات طے ہو چکے ہیں اور سالک  
 طریقت مقام فناء میں انتہائی کمال  
 تک پہنچ چکا ہے، طائفہ علیہ میں سے  
 ذیل کے اشخاص اسی مقام کے ممتاز افراد  
 ہیں، ابو یزید ابو الحسن، ابو العباس  
 ابوسعید ابو اسماعیل ابو عبد اللہ اور  
 جن کے اسماء گرامی سے اصحاب معرفت کے  
 طرق مروجہ منسوب ہیں، حبیب یا کمال  
 غوث اعظم اور شیخ سہروردی شیخ نجم الدین

کبریٰ خواجہ نقشبند و خواجہ معین الدین چشتی رح  
 وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ فِي هَذَا  
 التَّأْوِيلِ يَتِمُّ إِلَى مُقَدِّمَةِ  
 هِيَ أَنَّ بَيْنَ الْوُجُودِ الْعِلْمِيِّ وَ  
 الْوُجُودِ الْخَارِجِيِّ مُنَاسَبَةُ الْمُنَاسَبَةِ  
 عِنْدَ نَاوَسْمُكَ لِشَرِّكَ النَّفْسِ  
 الرَّحْمَانِي وَالْأَمْتِيَّازِ بِحُصُوصِيَّةِ

مضمون بالا کے مطابق پوری تحقیق  
 بتانے سے پہلے مقدمہ کے طرز پر یہ سمجھ  
 لینا چاہیے کہ وجود مہارجی اور وجود علمی  
 کے درمیان مناسبت ہے مناسبت  
 کا مفہوم ہمارے نزدیک نفس رحمانی  
 اور خصوصیت موطن کا اشتراک ہے اسکی



الْمَوْطِنِ وَذَلِكَ لِنَمَامُ هَذَا نَامُ  
 أَنَّ الْمُجَرَّدَ لَا يَتَنَازَعُ فِيهِ الْعِلْمُ  
 عَنِ الوجودِ الْخَارِجِيِّ وَلَا نَمَا  
 الْأَمْتَبَازُ فِي التَّمَثَلَاتِ الْمُتَأَخَّرَةِ  
 وَلَوْ جِهٍ آخِرُ هُوَ أَنَّ التَّمَثَلَاتِ  
 مُتَعَادِلَةٌ بَعْضُهَا مَعَ بَعْضٍ  
 فَالشيءُ فِي الْخَارِجِ هُوَ الْمُتَعَلِّقُ فِي  
 نَشْأَةِ الذِّهْنِ بِالْمُجَلَّةِ خَرَجَ الْوَسْطِ  
 وَالْعَاقِبَةُ رَيْبٌ قَلِيلٌ مِنَ التَّبَرُّجِ  
 عَمَلٌ فِي النُّصْبِ الْوَسْبِ بِالْحَقِيقَةِ  
 الْوَسْبِ مِنَ التَّبَرُّجِ الَّذِي تَسْرَتْنَا

وجہ یہ ہے کہ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں  
 کہ مجرد عن المادہ میں علم اور وجود خارجی  
 میں امتیاز نہیں ہوتا مطلق امتیاز وہ  
 تمثلات ہیں جو بعد میں ظہور میں آئے  
 بالفاظ دیگر ہم اس طرح کہہ سکتے کہ تمام  
 عوالم ایک دوسرے کے متحاوی ہیں، جو  
 چیز خارج میں موجود ہوتی ہے وہ پہلے  
 نشاء ذہنیہ میں متعلی ہوتی ہے خلاصہ یہ  
 کہ اگر کسی نہ کسی ریاضت کے ذریعہ  
 وسائل کو ختم کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ  
 یہ ہوگا کہ آدمی حقیقت و حوب کے  
 رنگ میں رنگا جائیگا جس کی نوعیت اور طریقہ ہم بیان کر چکے ہیں،

## فتا کی قسمیں

فتا کی دو قسمیں ہیں شفاہی اور حجابی  
 شفاہی کے معنی یہ ہیں کہ تجلیات سے  
 نہیں بلکہ حقیقت ذات اقدس سے  
 آدمی رنگا جائے اور یہ انصباغ قوی اور  
 کامل ہو، ایسے شخص کیلئے مخصوص ہے جو

وَالْفَنَاءُ أَمَّا شَفَاهِيٌّ فَحَاجِيٌّ  
 حَاجِيٌّ أَمَّا الشَّفَاهِيٌّ فَالْأَنْصِبُ  
 بِالْحَقِيقَةِ الذَّاتِ لَا تَجَلِيَانِهِ  
 أَنْصِبًا شَاقِوِيًّا ثَمًّا  
 وَخُتَصَّ بِرَجُلٍ



شَرِّ يَوْمٍ فَسُورَةُ مَزَاجٍ كَا  
تَنْقَهَرُ إِلَّا بِتَكَرُّرِ التَّجَلِّيَّاتِ  
قَوِيَّ جَدِّ بَدَلَا يُغَادِرُ حَالًا  
وَلَا شَيْئًا إِلَّا غَلَبَهُ وَقَهْرُهُ  
وَلَا يَدَّ عَنْ حَتَّى يَبْلُغَ  
الذَّرَجَةَ الْقُصْوَى

وَأَعْلَمُ أَنَّ لِلْفَنَاءِ وَزْنَ  
كَوَجَلٍ غَرَقٍ فِي الْبَحْرِ فَمَاتَ  
ثُمَّ لَفَظَهُ الْبَحْرُ فَإِنَّ الْمَوْجَ لَقَطِطُهُ  
وَزْنًا وَجَبَّ أَنْ يَكْسِرَ النَّفْسَ  
أَوَّلًا وَتَهْضُمَ كَيْدًا أَوْ فَا هَضْمًا  
شَدِيدًا ثُمَّ يَقْبِضُ ذَلِكَ كَانَتْ  
رَبِّمَا لَمْ تَحْقُقِ الْفَنَاءَ الشَّفَاهُ  
وَحِينَئِذٍ تَظْهَرُ النَّفْسُ فِي صُورَةِ  
الرُّكْبَانِ بَيْنَ قَبْرِ وَالْوَائِدِ يَعْقُبُ  
خِلَافَهُ حَزَنًا شَدِيدًا فِي  
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

قوی المزاج ہو اور اسکے مزاج کی حدت  
تجلیات کے بغیر مقبوض نہ ہو سکے، ایسا  
شخص کسی حال اور مقام کو مقبوض ہو اور مغلوب  
کئے بغیر نہیں چھوڑتا اور ہر وقت تک  
کسی کو نہیں چھوڑتا جب تک اس  
میں انتہائی کمال نہ حاصل کرے،

یاد رکھو فناء کا بھی وزن ہوتا ہے  
جس طرح کہ کوئی دریا میں ڈوب کر مر  
جائے اور دریا اسے باہر کنارہ پر پھینک  
دے تو اسکی موت اور پھینکے جانیکا وزن  
ہوتا ہے یہ ضروری ہے کہ پہلے نفس کی  
حرمت کو توڑا جائے اور اسکو لڑا ہڈ  
اور خواہشات نفسانی سے باز رکھا جائے  
اس کے بعد فناء کا مقام حاصل ہو سکتا ہے  
اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو  
ممكن ہے کہ فناء شفا ہی حاصل نہ ہو اور  
نفس ربوبیت کے ظہور میں آئے ہو، اندرین  
صورت اسکی انانیت اور ربوبیت کا مٹانا مشکل ہے اسکا نتیجہ اسی دنیا میں بڑی  
فلت اور رسوائی ہے نیز یہ ضروری ہے کہ پہلے وام حضور حاصل کرے،

وَيَحِبُّ الْيُسْرَ أَنْ يَكْتَسِبَ وَلَا  
 دَوَامَ لِحُضُورِهِمْ يَفْعَلُ كَأَنَّهُ  
 عَسَى أَنْ لَا يَتَحَقَّقَ الْفَنَاءُ  
 الشَّفَاهُ خَيْبَتِي الرَّحِيلُ حَيْرَانًا  
 مَدَّ هُوَ شَا لَا رَيْبَ لَهُ يَا اللَّهُ  
 وَلَا حُضُورَ قَيْنَهُمْ رَأْسَادُهُ  
 وَيُنْكِرُ قَلْبُهُ وَيَحِبُّ أَنْ  
 يَفْعَلَ رَيْبًا الْحَبِّ الْوَاقِعِ  
 بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْمَالِ وَالْوَلَدِ  
 الْجَاهِ وَغَيْرِهَا أَزْكَ لَا تَكُنْ  
 عَسَى أَنْ لَا يَتَحَقَّقَ الْفَنَاءُ  
 الشَّفَاهُ خَيْبَتِي الرَّحِيلُ طَوْنًا  
 هَلُوعًا كَمَا قِيلَ كَمَا تَعْيِشُونَ  
 تَمُوتُونَ وَكَمَا تَمُوتُونَ  
 تَعْمَلُونَ وَلِلْأَوَّلِيَاءِ سَعْيٌ  
 ذَلِكَ مَذَاهِبٌ وَمَنْ يَعْتَمِدُ  
 فِي حُصُولِ هَذِهِ الشَّرَائِطِ  
 أَثَلَتْ عَلَى دَهْرِيَّتِهِ  
 فَإِذَا دَرَلَهُ مِنَ الْأَمْرِ يَدٌ

جس کے بعد وہ فناء کا مقام حاصل کر  
 سکتا ہے کیونکہ اگر فناء شفا ہی حاصل  
 نہ ہوئی تو آدمی پر ایک حیرت طاری  
 ہوتی ہے اور تعالیٰ کیساتھ اسکا کوئی  
 رشتہ نہیں ہوتا اور حضور سے وہ محروم  
 ہوتا ہے اس سے اس کے ارشاد میں نقص  
 آجاتا ہے اور اسکا دل ٹوٹ جاتا ہے  
 یہ بھی ضروری ہے کہ مال و اولاد کی محبت  
 اور حسب جاہ کے رشتے توڑ ڈالے ہیں  
 تو ممکن ہے کہ فناء شفا ہی حاصل ہی نہ  
 ہو جسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہمیشہ وہ طامع و  
 حرص رہے گا جیسا کہ کہا گیا ہے کہ  
 جس نوع کی زندگی بسر کرے اسی  
 حالت پر تنہا رہی موت ہوگی اور جس  
 حالت پر مروت کے اسی حالت پر اٹھائے  
 جاوے گا اولیاء کا مسلک اس بارے  
 میں مختلف فیہ ہے بعض تو ان شرائط  
 سب کا نہ کے حصول میں اپنی بصیرت  
 پر اعتماد کرتے ہیں جب ان کو یقین

بَصِيرَتِهِمْ أَنَّهُمْ أَحَبَّتْ لَكُمْ  
 أَفْنَاءَ وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْهَدُ فِي  
 ذَلِكَ عَلَى وَاَقْعَاتِ الْمُرِيدِ أَوْ  
 وَاقِعًا نَفْسِهِ فَلَا تَحْقُقَ حَتَّى مِنْ  
 قَبْلِ الْوَاقِعَاتِ أَوَلَمْ نَسْأَلْكُمْ أَنَّا نَجْعِدْ  
 عَنْ الْعَلَائِقِ وَكَأَمْ مَحْضُورَةٍ وَ  
 أَنْكَرَتْ سُورَةَ نَفْسِهِ أَفْنَاءَ  
 تیزی ٹوٹ گئی ہے۔ تودہ اس کو مقام فنا تک پہنچا دیتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَعْهَدُ فِي ذَلِكَ  
 عَلَى الْفِرَاسَةِ قِمَّتِ حِينَ الْمُرِيدِ  
 بِصُنُوفِ الْبَلَايَا فَإِذَا رَأَاهُ  
 ذَا الصَّمَامِ مُخْلِصًا أَفْنَاءَ وَ  
 أَيْضًا لِلْأَوْلِيَاءِ فِي تَحْصِيلِ  
 هَذِهِ الْأُمُورِ طَرِيقٌ وَهِيَ  
 مَحْفُوظَةٌ عِنْدَ هَمِّ فَلَا  
 خَافَ فِي ذِكْرِهَا

اور بعض کا اعتقاد فراسۃ پر ہونا  
 ہے اور مرید کو قسم قسم کی آزمائشوں کے  
 آزمائے ہیں جس سے اس کو خالص اور مخلص  
 جان لیتے ہیں تو اس کو مقام فنا تک  
 پہنچا دیتے ہیں اور ان امور کی تحصیل کیلئے  
 اولیاء کے بھی مختلف طریقے ہیں جو ان  
 کے ہاں محفوظ ہیں اسلئے ان کی تفصیل  
 بیان کرنے کی حاجت نہیں

وَبِالْجَمَلَةِ هَذِهِ صَوَائِدُ  
 الْأَرْشَادِ وَإِذَا تَبَيَّنَتْ هَامِنَ  
 اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَهِيَ أَعَزُّ مِنَ الْكِبَرِيَّتِ

بہر حال مقام ارشاد کے یہ وہ صوایط  
 اور آداب ہیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں عنایت  
 فرماتے ہیں اور کبریت احمر علیہ السلام



الْأَخِيرَ فَعَصَى عَلَيْهِ  
بَنُو جَدِّكَ

ہیں اپنا انہیں خوب اچھی طرح  
محفوظ کر لو

وَمَا حِجَابِي وَالْحِجَابُ إِمَانِي  
الْفَنَانِي بَانَ يَفْنَى فِي مَوَاطِنِ  
الْعِلْمِ وَيَنْقُصُهُ بِأَذَى الْجَذَبَاتِ  
أَوْ أَقْصَى الْجَذَبِ فِي حَقِيرَةٍ  
أَمَّا فِي الْمُقَنِّي فَيَبِازُ يَفْنَى  
فِي إِسْمٍ مِنْ أَسْمَاءِ بَوَاقِي  
ذَاتِهِ قَوْلُنَا ذُو الثَّقَلَيْنِ  
الْفِطْرِي تَفْسِيرُهُ أَنَّ هَهُنَا  
نَشَأَتَيْنِ نَشَأَةٌ مِنَ الْمَجْرَدِ  
الَّذِي لَهُ يَمَيِّزُ فِيهِ أَحَدُهُمَا  
عَنِ الْآخَرِ أَحَدُهُمَا الْعِلْمُ  
وَالثَّانِيَةُ الدُّجُودُ الْخَارِجِيَّةُ  
أَوْ الْعَمَلُ أَوَالِحَالُ فَمَنْ كَانَ  
عَالِمًا أَسْبَغَ مِنْ عَمَلِهِ وَ  
حَالِهِ فَهُوَ الَّذِي دَمَنَ كَانَ  
بِالْعَكْسِ فَهُوَ ذُو الثَّقَلَيْنِ  
وَأَصْحَابُ الْعِلْمِ مِنْهُمْ

یا فنا حجابی ہے حجاب کی دو صورتیں ہیں  
یا تو موانع میں علم سہا لک کو فنا ہوا حاصل  
ہوتی ہے اور وہ ادنیٰ جذبہ سے مغلوب  
ہو جاتا ہے یا یہ کہ اس کے حق میں جذبہ  
بہت کم ہوتا ہے یا وہ اسماء پاک میں  
سے کسی اسم میں فنا ہوتا ہے لیکن اسکی  
یہ فنا ذات قدس میں نہیں ہوتی تقریباً  
بالا میں ہم نے تقلید فطری کا لفظ استعمال  
کیا ہے اسکی تشریح یہ ہے کہ نشئات  
کی دو قسمیں ہیں، یا بالفاظ دیگر ارتقاء  
کی دو منزلیں ہیں ایک مجرمن المادہ  
کا ارتقاء ہے جس میں علم اور وجود خارجی  
اپس میں میسر نہیں ہوتے دوسرا وجود  
خارجی ہے جو عمل یا حال کی شکل میں ظاہر ہو  
اب جبکہ علم اسکے عمل اور حال سے  
کامل تر ہو، وہ ذکی کہلاتا ہے اور جو  
بالعکس ہو وہ مقلد ہے اصحاب علم

قَدْ تَيَسَّرَ كَرَمَاتُ يَسْتَزِلُّوْا  
 مَنْ أَرَادَ دَامِنَ الْمَلَايِكَةِ وَ  
 الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ مَتَى أَرَادُوا  
 وَتَعْلَمُوا أَرَادَتَهُمْ فِي الْمَعَارِفِ  
 وَتَسْتَلُوا عَنْهُمْ مَا يَشَاءُوا  
 أَصْحَابُ الْعَمَلِ مِنْهُمْ قَدْ يُحْيُونَ  
 وَيُمِيتُونَ وَلَهُمْ أَثَارٌ عَجِيبَةٌ  
 أَشَقَلَتْهَا مَا مَقَامًا حَاجَةً نَقَشَبَتْ  
 وَتَهْجَةُ الْأَسْرَارِ وَمَقَامَاتِ  
 الشَّيْخِ الْأَحْمَدِ الْجَامِيِّ فَتَنَ كَرُ  
 بِيْلَهُ يَمْنَعُ يَمْنَعُ يَمْنَعُ

کیلئے یہ ممکن ہے کہ وہ ملائکہ اور انبیاء  
 میں سے جسکو چاہیں اور جسوقت چاہیں  
 بلائیں، ان سے جو چاہیں پوچھیں بعض  
 مسائل معرفت کے متعلق انکی رائے  
 معلوم کر لیں اصحاب العمل سے از قسم  
 احیاء و امانت بڑی عجیب اثر خارق عادت  
 باتیں صادر ہوتی ہیں، مقامات خواجہ نقشبند  
 بیچہ الاسرار اور مقامات شیخ احمد  
 جامی وغیرہ کتابیں ان ہی خوارق کے  
 بیان پر مشتمل ہیں،

وَجَوَاقِرُ بَيْنِكُمَا لَا النَّبُوَّةَ وَالصَّنَا وَالْحِكْمَةَ وَالْوَلَايَةَ

کمال انبوت صحابیت حکمت اور ولایت میں جوہ امتیاز

مِنْهَا أَنْ الْأَنْبِيَاءُ  
 يَعْلَمُونَ اللَّهَ سُبْحَانَهُ مُوَحِّدًا  
 وَمُؤَيَّدًا وَنُورِيًّا بِأَلَا رَادَّةٍ  
 هَهُنَا رَادَّةٌ مُتَجَدِّدَةٌ  
 وَتَضْمَحِلُونَ فِي الْأَرَادَةِ

من جملہ ان فروع کے ایک یہ  
 ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ  
 کو موجب بالارادہ سمجھتے ہیں و اس مقام  
 پر ہم اس ارادہ سے ارادہ متجددہ مراد  
 لیتے ہیں یہ لوگ ارادہ میں مضحمل رہتے



فَمِنْهَا أَمْرُهُمْ وَتَغْيِيرُهُمْ خَوْفُهُمْ  
وَكُطْعُهُمْ وَالصَّحَابَةُ لَا يَغْفِرُونَ  
اللَّهُ سُبْحَانَهُ إِلَّا مَرِيئًا وَ  
فِيهَا اضْطِحْلَا لَهُمْ وَمِنْهَا  
خَوْفُهُمْ وَكُطْعُهُمْ وَالتَّحْكِيمُ  
يَغْفِرُونَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مُوجِبًا  
دَمْرِيئًا وَلَا يَضْمَحِلُونَ  
فِي كُلِّ مِنْهَا وَكَأُولَئِكَ يَغْفِرُونَ  
اللَّهُ سُبْحَانَهُ مُوجِبًا فَقَطْ  
وَيَضْمَحِلُونَ

وَأَعْلَمُ أَنَّا لَا نَدُنُّ كُرًّا إِلَّا مَا  
كَانَ مِنْ حُدُوبِ كَسَالِهِمْ  
وَلَا فَقْدُ يُقْلِبُ الْأَوْلِيَاءُ  
لَا أَنْبِيَاءُ فَيَغْفِرُونَ مَرِيئًا وَ  
يَجْمَعُونَ سِرًّا فَيَغْفِرُونَ  
مَرِيئًا وَمِنْ هَذَا الْوَجْدِ نَشَأُ  
اخْتِلَافَهُمْ فِي طَرِيقِهِمْ فَعَلِمُوا  
لَا أَنْبِيَاءُ سِرًّا الْقَدْرُ وَخَشَوُا بِهِ  
عَلَى الصَّحَابَةِ وَكَوْنِ كَرَامَتِهِ

ہیں ان کے اوامر و نواہی اور امیروں  
کا تعلق اسی سے ہوتا ہے اور صحابہ کرام  
اللہ تعالیٰ کو مرید یا لاداد جانتے تھے  
اور اسی میں انکی منجھلاں حاصل تھیں اور  
ان کے خوف و رجاء کا مرکز ہم پاک  
المرید تھا حکماء اللہ تعالیٰ کو موجب  
اور مرید سمجھتے ہیں لیکن اس میں منجھل  
نہیں ہوتے برخلاف اسکے اولیاء اللہ  
تعالیٰ کو صرف موجب جانتے ہیں اور  
اس میں منجھل ہو جاتے ہیں

یاد رکھو جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے ان  
کے اصل کمال کی حیثیت سے بیان کیا  
ہے ورنہ بعض اوقات اولیاء بھی انبیاء  
کی تقلید سے اس کو مرید جانتے ہیں یا ہل  
اسرار کی بنا پر اسے ایسا سمجھتے ہیں اسی  
وجہ سے ان کے طریقوں میں اختلاف  
پیدا ہوا ہے انبیاء کرام قدس کے ہر سے  
واقف تھے لیکن اپنے صحابہ سے اسے  
مخفی رکھا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے



سُبْحَانَ سِرِّ الْأَهْلِ وَغَيْرِهِ  
 لَمْ يَدْرُوكَ أَفْئِدَتَهُمْ قَوْلًا لِّئَلَّا  
 يَكُنَ فِي هَذَا قَوْلٌ غَلَبِيٌّ  
 الْأَسْمَاءُ الْمُسْتَجِدَّةُ عَرَفَتْ  
 حَقِيقَةَ أَنْ تَكَلِّمَ اللَّهُ سُبْحَانَ  
 بِالْحُكْمِ الْحَقِّ وَثَبَّتْ فِي حَقِّ  
 الْأَنْبِيَاءِ صَادِقٌ وَكَانَ لَكَ  
 الصَّحَابَةُ وَالْأَعْيُنُ لِلْأَوْلِيَاءِ  
 يَحْتَمِعُ الظُّرُوفُ لِلْحُكْمَاءِ  
 وَإِذَا أَمَرَ اللَّهُ سُبْحَانَ الْأَوْلِيَاءِ  
 فَاتَّكَلَفُوا مَعَ الصُّورَةِ الْمَرَاغِبَةِ  
 وَسِرِّ هَذَا الْقَرْفِ مَا اسْلَفْنَا  
 مِنَ الصُّورَةِ الْمَرَاغِبَةِ وَالْجَوَائِدِ  
 وَمِنْهَا أَنَّ الْأَوْلِيَاءَ لَا يُطِيقُونَ  
 ثُبُوتَ أَحْكَامِ الْأَسْمَاءِ فِي مَوْجِنِ  
 الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ تَكْلِيْفًا نَزْهَةً  
 رَحِلٌ عَلَيْهِ لَيْسَ لَهُ أَنْ  
 يَكُونَ شِدْدٌ وَرَحِلٌ مَوْشِدٌ  
 لَيْسَ لَهُ أَنْ يَعْصَرَ

انہیں اہل وغیرہ کا راز نہیں بتلایا اس  
 لئے ان کے کلمات اور اقوال ایک  
 دوسرے سے مختلف ہیں اس فرق کا  
 راز ہم متجدد کے ظہور میں منہر ہے،  
 اور ان جملہ ان فرقوں کے ایک یہ ہے  
 کہ احکام حدود سے امتناع الی کا  
 کلام کرنا انبیاء کرام کے حق میں صادق  
 ہے نیز صحابہ کرام کے حق میں بھی درست  
 ہے لیکن اولیاء کرام کے حق میں صحیح  
 نہیں برخلاف اسکے کہ علماء و دلوں  
 طریقوں کے خارج ہیں اللہ تعالیٰ اولیاء  
 کو جب کی حکم دیتا ہے تو وہ صورت  
 مزاجیہ کے مطابق ہوتا ہے اس کا راز وہ  
 فرق ہے جو ہم نے صورت مزاجیہ اور  
 صورت تجریدی کے درمیان بیان کیا اور انیس ایک  
 فرق بیان کیا کہ طہور علم و برہون علم و نور  
 احکام ہمارے ثابت و برقرار رکھنے کی طاقت نہیں  
 پختہ ہو گئی ہے عالم ہی انہیں ارشاد کرتی ہیں اور  
 جو صاحب ارشاد ہیں انہیں علم سے بعد

وَأَمَّا الصَّحَابَةُ فَلَيْسَ كَمَا لَهُمْ  
عِلْمِيًّا وَلَا أَنْبِيَاءُ وَالْحُكَمَاءُ عِلْمُهُمْ  
وَعَمَلُهُمْ سَوِيَّانٍ وَهَذَا الْفَرْقُ  
سِرُّهُ أَنَّ الْأَوْلِيَاءَ قَنَاءُ هُمْ  
يَخْتَصُّ بِالنَّفْسِ وَالْهَاقُونَ تَانِ  
الْعَاقِلَةُ وَالْعَامِلَةُ وَالرَّجُلُ  
إِنَّمَا أَنْ يَفْقِدَ قُوَّتَهُ الْعَاقِلَةُ  
وَالْعَامِلَةُ جَبِلَةٌ

أَمَّا الْحُكَمَاءُ فَكَمَا لَهُمْ  
قُرْبُ الْوُجُودِ وَالْوُجُودِ قَبْلُ  
مَنْزِلُ الْعَاقِلَةِ وَالْعَامِلَةِ  
يَحْيَا لَهَا وَلَا تُحْيَا  
كَمَا لَهُمْ قُرْبُ الْفِرَاقِ  
وَمِنْهَا أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ  
إِنَّمَا الْحَقِيقُ لَهُمْ  
الْزُّرُورُ وَذَلِكَ لِأَنَّ  
وَحْيًا هُمْ تَقْتَضِي  
مَنْ يَسْؤَسُونَ هُمْ  
وَيَعُولُونَ هُمْ

ہے اور ان کے مقابلہ میں صحابہ کا کمال  
علمی نہیں اور انبیاء کرام و حکماء کا علمی  
اور عمل دونوں برابر ہوتے ہیں اس فرق  
میں راز یہ ہے کہ اولیاء کی فنا نفس  
کے ساتھ خاص سے اور اس کی دو تہیں  
ہیں ایک عاقل اور دوسری عاملہ اور انسان  
کو باعتبار فطرت کے یا تو قوت عاقلہ مقدم جائے  
ہوگا یا اسکی قوت عاملہ غالب ہوگی،  
حکماء کا تو قرب وجود ہی میں کمال  
ہے اور یہ وجود اس سے پہلے تھا کہ قوت  
عاملہ اور عاملہ میں امتیاز پیدا ہو کہ ہر  
ایک ان میں سے مستقل ہستی تصور کی  
جائے لگے برخلاف انبیاء کرام کے کہ  
ان کا کمال قرب فراٹھن میں ہے، اور  
ان فرقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ  
انبیاء کرام کے مناسب حال از دو واجبی  
تعلقات کا پیدا کرتا ہے کیونکہ ان کی  
وجاہت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ تدریس  
منزل اور سیاست مدنیہ کے بھی فراٹھن

وَالْأَوْلِيَاءُ إِنَّمَا الْحَقِيقُ لَكُمْ الْغُرَبَاءُ  
لَا تُصْبَا غُرَبًا يَصْبَغُ الْقُدُوسِ  
الضَّمَدِ وَالْحُكَمَاءُ فِي أَشْكَالِ  
مَشْكِ فَحَيْثُ أَنَّ عَفَّةً هُمُ  
خَلِيفَةً لِعِصْمَتِهِمْ حَقٌّ لَهُمْ  
الْفَرْدِيَّةُ وَحَيْثُ أَنَّ لَهُمُ  
الْوَجَاهَةُ حَقٌّ لَهُمُ التَّزْوِجُ إِلَّا  
أَنَّ يَأْخُذُوا بِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ  
اللَّهُ عَلَيْهِ سَاءَ حَبْثٌ تَحَدَّثَ  
بِعَارِ حَوْلِهِ فَيَتَحَدَّثُ قَبْلَ  
أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ :

میں مصروف رہتے پھر کچھ ایام کے بعد گھر واپس ہو کر اہل عیال کے حقوق بحال کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ شخص جس پر خواہشات نفسانی غالب ہو اس کی مثال یہ ہے کہ جب طرح کسی ہلکے مرض کی دوا زہر کیسا تھ کی جائے دوسرا وہ شخص کہ جسے اجمال نے گیر لیا ہے اور پھر وہ

انجام دین، اور اولیاء کہیں تو ہمیشہ ہر نہ سنا ہی مناسب تاکہ ان پر صمد و قدوس کا رنگ چڑھ جائے اور حکماء کی حالت مقام مشکل میں ہے، کیونکہ انکی حیثیت میں عصمت کا خلیفہ عفت ہونا اس بات کا مقتضی ہے کہ ان کے لئے فردیت رہے اور ان کو بھی وجاہت حاصل ہے اس لئے ازدواجی تعلقات پیدا کرنا ان کے مناسب حال ہے تو اس اشکال اس طرح چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کریں کیونکہ آپ غار حرا میں عزلت اختیار کر کے عباد الہی اور یار کرام میں سے جو حضرات نکاح پر آمادہ ہوتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک تو وہ شخص جس پر خواہشات نفسانی غالب ہو اس کی مثال یہ ہے کہ جب طرح کسی ہلکے مرض کی دوا زہر کیسا تھ کی جائے دوسرا وہ شخص کہ جسے اجمال نے گیر لیا ہے اور پھر وہ



حَسْبُكَ وَرَحِيلُ تَتَوَرَّ  
يَبْعَثُ النَّبُوَّةَ فَآخِذَةً  
سَتْرَ الْفِكَاحِ \*  
تفصیل کی طرف رجوع کرتا ہے اور  
حسیر اس سے بات چیت کرتی  
ہے اور تیسرا وہ شخص جو نور نبوت سے  
نور ہوا اس نے آپ کا اتباع کر کے نکاح کر لیا

### ابرار کا طریقہ

وَالرَّابِعَةُ طَرِيقَةُ الْأَبْرَارِ  
مِنْ أَهْلِ الصَّفَاءِ وَمَعْنَاهُ  
إِنْقِرَاضُ الْبَدَنِ تَحْتَ النَّفْسِ  
وَقَبْضَانُهُ فِيهِلَا وَاصِلُ  
مَنْ هِيَ مَا أَنْ تَعْلَمَ أَنَّ  
لِلْإِنْسَانِ طَرِيقَةً قَالِبِيَّةً  
لَا تَعَالِي حَسَنَ شَأْنَهَا وَلَطِيفَةً  
وَحَيَالِيَّةً شَأْنَهَا لَا انْتِفَاعَ  
إِلَّا بِأَحْمَدٍ مَتَلَوْنٍ مَتَشَبِّهِ  
غَايِبٍ دَلِيلِيَّةً وَهَمِيَّةً شَأْنَهَا  
إِدْرَاكِ مَعَانٍ حُزْنِيَّةٍ  
حَسَنِيَّةٍ وَحَقِيقَةٍ وَإِعْلَامِهَا  
دَلِيلِيَّةً إِدْرَاكِ كَيْفَ شَأْنَهَا  
چوتھا طریقہ ابرار کا ہے جو اہل  
صفا سے ہیں اسکی حقیقت جسم کو نفس  
کا مغلوب و مقہور کر دینا اور اس میں  
فنا ہو جانا ہے اور ان کے مذہب کا اصل  
اسول یہ ہے کہ انسان میں کئی لطائف  
ہیں، ایک لطیفہ قالیبیہ ہے جسکا کام  
محسوسات کا ادراک کرنا ہے دوسرا  
لطیفہ خیالیہ ہے اسکا کام کسی ذی  
لون اور ذی شکل کو جو نظر سے غائب  
ہے قوت خیالیہ میں حاضر کر دینا ہے  
تیسرا لطیفہ وہمیہ ہے اس کا کام یہ  
ہے کہ معانی جزئیہ محسوسہ کا ادراک  
کے انکو اپنے پاس محفوظ رکھے اور

ذَٰلِكَ الْخَلْقَاتِ الْطَبِيعَةِ الْأَمْرُ  
 الْمَجْرُودَةُ فِي خَاطِرِ مَنْ الْحَيَاتِ وَ  
 نَفَا خَلِيقَةِ النَّفْسِ فِي عَالَمِ  
 التَّحَايُرِ وَأَقْرَبُ الْجِسْمَانِيَّاتِ إِلَيْهَا  
 نَفْسٌ تَتَبَشَّشُونَ حِيلَةً يَتَقَرَّرُونَ  
 بِهَٰذِهِ الطَّلَافِ تَحْتَ النَّفْسِ  
 وَيَتَشَبَّهُ بِهَا كُلُّ الشَّيْءِ الْخَلْقِ  
 هِيَ التَّحَايُرِ وَالْجَلِيلَةُ

ایک لطیفہ ادراکیہ ہے کہ جو امور کلیہ  
 طبعیہ اور امور مجرودہ کا ادراک کرتا ہے  
 اور یہ ادراک من وجہ احساس کے مشابہ  
 ہوتا ہے یہ لطیفہ عالم تجزیہ میں نفس ناطقہ  
 کا خلیفہ اور جہانیت سے اس کے قریب  
 تر ہے چنانچہ یہ لوگ تذاہیر سے اس  
 بات کی کوشش کرتے ہیں کہ نفس  
 ناطقہ کو نطائف کا مقہور کر دیں اور اس کے

ساتھ ان کو کامل مشابہت ہو اور اس کا حیلہ تجلیہ اور تجلیہ ہے۔

لَوَابٍ فِي الْأَنْفِ رِيَاضَاتِ طَلِيقَةٍ  
 بَيَانُ كَرَامَاتِ هَؤُلَاءِ فِي سَبَبِ  
 بِلَافِ رِيَاضَاتِ الْأَنْفِ وَأَرْكَانِ كَرَامَتِ  
 كَرَامَتِهِمْ، أَوَّلُهَا رِيَاضَاتُ الْأَعْضَاءِ  
 كَوَافِ قَالِبِهِمْ رَكْعَتِهِمْ فِي زَبَانِ كَرَامَتِ  
 تَامُوشِ كَرَامَتِهِمْ فِي أَوَّلِ بَهْكَاسِ  
 كَرَامَتِهِمْ كَرَامَتِهِمْ كَرَامَتِهِمْ  
 أَوَّلُهَا رِيَاضَاتُ الْأَعْضَاءِ  
 كَوَافِ قَالِبِهِمْ رَكْعَتِهِمْ فِي زَبَانِ كَرَامَتِ  
 تَامُوشِ كَرَامَتِهِمْ فِي أَوَّلِ بَهْكَاسِ  
 كَرَامَتِهِمْ كَرَامَتِهِمْ كَرَامَتِهِمْ

لو اب میں ان کی ریاضت کا طریقہ  
 بیان کرتا ہوں وہ یہ کہ سب سے  
 پہلے یہ اپنی آنکھوں اور کانوں کو بند  
 کر لیتے ہیں، اور اپنے حوارج و اعضاء  
 کو اپنے قابو میں رکھتے ہیں زبان کو  
 خاموش کر دیتے ہیں اور بھوک پیاس  
 کی تکالیف کو برداشت کر لے لے ہیں  
 اور راتوں کو جاگتا اور نہایت فوق  
 و شوق کیساتھ اللہ تعالیٰ کی یاد  
 اور عبادت میں مصروف رہتے ہیں

وَجَهَنَّمَ إِلَى مَالِكٍ فَاتَبَهُ • یہاں تک کہ ان کا بدن مغلوب و مقہور ہو کر اپنے مالک کے ترک کر دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

وَتَأْتِيَانِي يَنْفُوتَانِ  
الْوَسَاوِسُ وَالْخَطَرَاتُ  
وَتَذَكَّرُ لِمَا خِئْوُ  
الْمُسْتَقْبِلِ وَأَسْهَلُ  
أَسْبَابِهِ عِنْدَهُ هُوَ أَتَمُّ  
بِرْقَبُونَ خِيَالَهُمْ وَ  
كَلِمَاتُ بَدَا لَهُمْ بَادٍ  
أَعْرَضُوا عَنْهُ وَسَدُّوا  
مَدَّ خَلْدٍ أَقْلَ صَرْفَةٍ  
وَيُثَبِّتُونَ هُنَا لَنَّهُ  
أَمْرًا مَا هُوَ تَمَثَّلَ  
لَا مَرِ قَدْ يَبْقَى كُلُّ شَيْءٍ  
اللَّهُ سُبْحَانَهُ مَلْفُوظًا  
وَهُوَ الْأَخْسَنُ وَكُلُّ شَيْءٍ  
مَكْتُوبٌ بِأَوْ كَصُورَةٍ  
الْقَلْبِ وَكَصُورَةٍ  
الشَّيْخِ حَتَّى

اور دوسرا مرحلہ ان کی ریاضت کا یہ ہے کہ تمام ان خیالات اور وساوس کو جو دل میں پیدا ہوتے ہیں یا گزشتہ واقعات کی یاد میں دل مشغول رہتا ہے۔ یا مستقبل کی فکر ہوتی ہے ان باتوں سے اس کو دور رکھتے ہیں اسکا اسان طریقہ انکے نزدیک یہ ہے کہ وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ جون ہی کوئی تشویشناک خیال یا وسوسہ دل میں آئے ابتدا ہی اس کا استیصال کر دیا جائے اور دل میں خلل ہو نیکی اس کے راستے بند کر دیئے جائیں اور اسکے بجائے کسی ایسے امر کے تصور یا مذہب جائے جو کہ امر قدسی کی تمثال ہو مثلاً اللہ تعالیٰ کے زبانی ہم پر ہیں مشغول ہو جائے جو سب سے احسن طریقہ ہے یا لکھے ہوئے اس



يُقَطَّعُ وَجْهَتَاكَ  
بِالْوَفَاتِہٖ ۔

مقدس پر غور کرے یا قلب کا تصور کر کے  
یا شیخ کا تصور کر کے اپنے توجہ کو ان خیالات

سے ہٹا کر اس پر مرکوز کرے حتیٰ کہ وہ مالوفات کی طور پر ختم ہو جائیں ۔

وَالْثَّانِي فَوْزُ غَضَبِهِمْ

تفسیر امر حلیہ ان کی ریاضت کا یہ

حِزْبُهُمْ وَالْفَتْهُمُ بِالْأَهْلِ

ہے کہ وہ غصہ اور لالچ اور حرص مال

بِالْمَالِ وَغَيْرِهَا بِأَسْبَابِ

واولاد کی محبت اور حب جاہ وغیرہ کو

لَنْ كَرَّخَ رَسَائِدُهُمْ

اپنے دل سے نکال دیتے ہیں جنکے اسباب

وَكَثِيرُهُمْ كَالْأَحْيَاءِ وَالْكَلِمَةِ

وعلل اور طرق ازالہ کا مفصل بیان انکی

غَيْرِهَا دُثَيْرُونَ هُنَاكَ

تصنیفات میں موجود ہے جیسا کہ احیاء

فَبِاللَّهِ سُبْحَانَ رَبِّكَ سِطْرَ

علوم اور کیمیائے سعادت وغیرہ اسکے

لَتَقْدِيلِ الْوَالِدِ عَاوِ كَمَا هُوَ

بعد وہ تہلیل کی کثرت یا ادغیہ یا ثورہ

لَعَرُوفٌ عِنْدَهُمْ حَتَّى تَرَكَ ذَلِكِ

کے التزام سے حسب طرح انکے ہاں معروف

يَكُونُ لَطَبِ الْمَاءِ لِلْعَطَشَانِ

ہے اپنے دل کو اندر تعالیٰ کی محبت

سے بھر دیتے ہیں اور یہ چیز اتنی راسخ

وَبَارِعًا يَجْعَلُونَ

اور چوتھی چیز یہ ہے کہ وہ اپنے

تَذَرِكُهُمْ كَثِيرًا مَّا يَكْلَامُ

مرد کہ کو ذکی بنانے کی کوشش کرتے

لَوْ عِظَ أَوْ يَمْثِيلِ الْعَظْمَةِ

ہیں یا کلام واعظ کیسا تم یا اللہ تعالیٰ

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ أَدِيمَتَيْنِ

کی عظمت کا تمثیل وہ اپنے سامنے رکھتے

لَا دَلَالِ الْمَعْقُولَاتِ الصَّرْفَةِ

ہیں یا خالص معقولات کی مشق کرتے

وَيُشِيرُونَ أَنْفُسَهُمْ بَيْنَ  
 يَدَيِ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى آثَرِ  
 حَافِظٍ عِنْدَهُ هُوَ مُحْيٍ  
 لَهُمْ غَايَةَ الْحَيَاتِ وَهَذَا  
 يُسَمَّى عِنْدَ نَاصِرٍ الْمَغِيبِ  
 فَإِذَا مَلَكَ ذَلِكَ شَرَّ شَرِّهِمْ  
 هُوَ الصَّفَاءُ الْمُسَاعَرِيُّ الْإِنْسَانِي  
 حَتَّى يَمُوتَ عَلَيْهِ الشَّارِعُ وَلَا شَرَّ قَبْلَهُمْ  
 كَذَلِكَ خَلْقُهُمْ هُوَ الْإِنْسَانِي  
 عَلِيمٌ الْخَصُورِيُّ بِشَرِّهِمْ  
 نَعْدَ التَّصَوُّفِ الْإِنْسَانِيَّةَ فَبِتَجَرُّ  
 النَّفْسِ الْبَاطِنَةِ بِهَلْمِهَا  
 حَتَّى يَنْقَدِحَ لَهَا عِلْمٌ مَحْجُودٌ  
 وَلَا تَلْجِ بِهَا عِنْدَ نَاصِرٍ

ہیں اور اپنے نفسوں کو اس چیز پر ثابت  
 رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت اس کے  
 سامنے ہے اور اسکی ذات سے بہت  
 زائد محبت رکھتے ہیں، اسکا نام ہمارے  
 نزدیک نور شیب رکھا جاتا ہے اور  
 جب یہ تصور ان کے رگڑے میں ہوتا  
 کر جاتا ہے تو یہ وہ صفا و مشاعرہ  
 ہوتی ہے کہ جسکی شارع نے ترقیب  
 دی ہے، اور اپنی شرافیت کو بڑھا دیا  
 ان کے ہاں ایک اور طریقہ ہے وہ یہ کہ  
 کامل صفائی اور پوری توجہ کیساتھ علم  
 حضوری کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اس  
 سے ان کے نفس ناطقہ کو تجربہ حاصل  
 ہوتا ہے اور علوم مجرہ کی روشنی میں وہ منور

ہوئے لگتا ہے مگر ہمیں ان علوم سے طمانیت قلب حاصل نہیں ہوتی،  
 اور جو کوئی صفا میں کامل ہوتا ہے  
 وہ صاحب برکت ہوتا ہے اس سے  
 دوام اور مدد طلب کی جاتی ہے اور  
 کبھی وہ اپنی صورت مثالیہ سے اور کبھی  
 وَالْكَامِلُ فِي صَفَاءِ  
 يَكُونُ ذَا بَرَكَةٍ يُسَمَّى بِهَذَا  
 يُسَمَّى بِهَذَا بِهَذَا  
 يَصْنُورُ ثَرِ الْمِثَالِيَّةِ تَارَةً

وَيُؤَقِّدُ الْفَلَاحَ وَالْقُدْرَةَ الْخَيْرَ وَ  
يَكُونُ صَاحِبَ قَبُولٍ وَأَقْبَالٍ  
وَعَنَائَاتٍ وَصُحْبَةٍ تَوَرَّانِيَّةٍ  
مِنْ حَيْثُ خُصَّوْحِيَّةٍ تَسْمِيَّةٍ  
لَا يَقَعُ فِيهَا أَحَدٌ إِلَّا وَجَدَ فِي  
نَفْسِهِ تَقَرُّبًا وَتَوْفِيقًا مُقَاضِيًا  
مِنْهُ وَإِنَّمَا قُنَّا مُقَاضِيًا  
مِنْهُ لِأَنَّ الْأَنْبِيَاءَ وَالْأَوْلِيَاءَ  
يَقْوِرُ كَمَالُ أَصْحَابِهِمْ مِنْ  
كِبَرِ طَبَقِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ التَّسْمِيَّةِ  
مَوْثَرَةً نَافِذَةً وَتَكْوِزَ هَشَا  
بَيْشَا لَا حَسَدَ وَلَا حَقْدَ وَلَا  
كَلَمَ وَلَا أَمَلْ أَمْرَةً كَلِيَّةً وَ  
رَأْيَةً كَلِيَّةً وَيَكُونُ مُعَلِّمًا مِنْ  
اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى +

وہ اپنے اقوال اور افعال سے لوگوں کی  
ہدایت کا باعث ہوتا ہے وہ صاحب  
قبول اور اقبال اور عنایات ہوتا ہے  
اس کے نسیم کی خصوصیت سے اسکی  
حیثیت نورانی ہوتی ہے جسکو بھی  
صحبت نصیب ہو وہ اپنے آپ میں  
قرب اور توفیق معلوم کر لیتا ہے جو  
مذکورہ ذات بابرکات کا فیض ہوتا  
ہے اور یہ قول ہم نے اسلئے اختیار کیا  
کہ انبیاء کرام اور اولیاء کے اصحاب  
کے باطن خود بخود کامیاب ہوتے ہیں  
کیونکہ ان کی ہمت نسیم بدرجہ غایت  
موثر اور نافذ ہوتی ہے ایسا شخص ہشاش بشاش  
رہتا ہے اس کے دل میں کسی کے لئے حسد اور کینہ نہیں  
ہوتا اور اس کو طمع نہیں ہوتی اور نہ کوئی لالچ اس کا

امر کلی اور رائے کلی ہوتی ہے اور براہ راست اللہ تعالیٰ سے تعلیم یافتہ ہوتا ہے

## اہل صفا کے طریقے

اہل صفا کے کچھ شعبے اور طریقے

وَالْمُصَافِيْنَ شُعْبَةٌ



طَرَاتِ مَنَافِعُ شُعْبَةُ الْعَمَلِ  
وَهِيَ اخْتِمَالُ فِي تَوَرُّ  
السَّكِينَةِ وَتَجَرُّدُ يَبْعَثُ  
الرَّجُلَ عَلَى الصَّامِتِ مِنَ الْبَلَاءِ  
وَعَلَى الطَّاعَاتِ حِينَ  
الْمَكَارِهِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ  
وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ  
الْمَحَافِظَةِ عَلَى حَدِّ رُودِ اللَّهِ  
فَالْمَجَاهِدَةِ كَالْعَدَاءِ اللَّهِ  
تَعَالَى قُوَّةً وَقَعْلًا سَمِيحًا  
شُعْبَةُ الْعَمَلِ لِمَا أَدْرَكْنَا  
أَنَّ كَثِيرًا مِنَ الْعُلَمَاءِ  
الْمُجْتَهِدِينَ الْمُحَقِّقِينَ  
حَاطُوا عَلَى هَذِهِ الطَّرِيقَةِ  
مَنْفَعًا شُعْبَةُ الْعِبَادَةِ وَهِيَ  
إِخْتِمَالُ فِي تَوَرُّ الطَّاعَاتِ  
وَقَدْ أَشْرَفْنَا إِلَى أَنَّ لِلصَّادِقِ  
تَوَرًُّا لِلصَّوْمِ تَوَرًُّا خَدَلًا  
غَيْرُكَ لَكَ وَآتَتْكَ بِكَ

ہیں ایک طریقہ ان میں سے علم کا ہے  
اسکی حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص سکینہ  
اور طمانیت قلب کے انوار میں مستعد  
مضحل ہو جائے کہ وہ مصائب اور  
حوادثات کے پیش آنے پر ہر رشتہ صبر کو  
ہاتھ سے نہ جانے دے طاعات اور  
فرائض کی بجا آوری میں جن تکلیفات  
کا سامنا ہوا نہیں بخوشی برداشت کرے  
امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں مصروف رہے  
حد و انش کی محافظت اور قولاً وفعلاً  
دشمنان خدا سے جہاد کرے اور ہم نے  
اسے شعبہ علم سے اسلئے موسوم کیا ہے  
کہ علماء مجتہدین محققین اسی طریقہ پر تھے  
دوسرا طریقہ عبادت کا ہے اس کی  
حقیقت یہ ہے کہ آدمی عبادت کے  
نور میں مضحل ہو جائے اس سے پہلے  
ہم بیان کر چکے ہیں کہ نماز اور روزہ  
وغیر طاعات اور عبادات کا علیحدہ  
علیحدہ نور ہوتا ہے اور فراست سے

بِالْفِرَاسَةِ وَكَمَا آدَابُ وَطَرِئُ  
 تَنْ كَرَفِي كَتَبِ هَمْدُ  
 قَالَتْ قَرَدِ تَرْتِ مَرِ الْقَانِمِينَ  
 بِالْأَمْرِ فِيمَا وَسَمِينَا لُورًا لِمَا  
 يَسْمُكُ فِي الْوَاقِعَاتِ عَلَى  
 هَيْئَةِ التَّوَالِحِيَّةِ وَتَشْبِيهِهَا  
 لَهُ يَرَوْنَهَا شُعْبَةً الْخُشُوعِ  
 وَهِيَ اِتِّكَسَارٌ وَاجْتِلَاكٌ كَائِمٌ  
 يُضْمَحِلُ فِيهِ الرَّجُلُ  
 وَيُقَالُ عَلَى الشَّجْوَرِ لَانْهَا  
 نِسْبَةُ أَهْلِ الْبَيْتِ وَلَيْسَتْ  
 عَلَى الْحَقِيقَةِ وَمِنْهَا شُعْبَةُ  
 الْخُشُوعِ وَالرَّجَاءِ مَا مِنْ  
 الشَّارِدِ مِنَ الْحَيَّةِ وَلَا مَا مِنْ  
 غَضَبِ اللَّهِ وَجُودِهِ وَاتِّهَا كَأَنَّ  
 فِي السُّلُوفِ وَكَمُ تَرَفِي زَمَانِنَا  
 رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهَا وَهِنَّ هِ  
 الْأَمْرُ بَعْرُ عَنَاهَا اللَّهُ تَعَالَى حَدِيثُ  
 ذَكَرَ وَصَفَ الْمُؤْمِنِينَ فِي

اسکا ادراک کیا جاتا ہے اور اسکے  
 آداب اور طریقے کتب قوم میں مذکور  
 ہیں، سہروردیہ کو اسطریقہ میں خاص  
 امتیاز حاصل ہے اور ہم نے نور کی تعبیر  
 اسلئے اختیار کی ہے کہ واقعات میں  
 وہ نور حسی کی صورت میں متشکل ہوتا ہے  
 تیسرا طریقہ خشوع و خضوع کا ہے،  
 اسکی حقیقت ایسی انکسار اور اجابت  
 ہے جس میں کہ آدمی مضحمل ہو جاتا ہے  
 مجازاً یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ طریقہ  
 اہل بیت کا ہے لیکن حقیقی طور پر یہ  
 نہیں کہہ سکتے چوتھا طریقہ خوف و رجا  
 بیم و امید کا ہے جن کا تعلق یا تو جنت  
 و دوزخ سے یا اللہ تعالیٰ کے غضب  
 اور اسکی رحمت سے ہے یہ اسلاف  
 کا طریقہ تھا مگر آج کل ایسا کوئی بزرگ  
 نہیں نظر پڑا۔ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید  
 ان چاروں طریقوں کا وہاں ذکر کیا  
 ہے کہ جہاں مومنوں کے اوصاف



کِتَابِهِ فِي مَذْهَبِ الْبَطْنِ  
 الْأَوَّلِ مِنَ السَّبْعِيَّةِ وَلِكُلِّ رِبْطٍ  
 يَطْلُقُ بِقِيَّةِ الصَّحَابَةِ وَمِنْهَا شُعْبَةٌ  
 الْمُحِبَّةُ وَهِيَ هَيْكَلُ الْعِشْقِ  
 فَإِنَّ كَيْسَرِي فِي الْبَدَنِ كُلِّهِ  
 أَمَّا رَأَيْتَ الْعَاشِقَ الْمُفْرَطَ  
 كَيْفَ يَجْتَمِعُ شَرَّ شَرِّهِ وَتَخْفِقُ  
 قَلْبُهُ وَكَيْسُودُ لَوْعَتِهِ وَ  
 يَيْبَسُ بَصَرُهُ وَهَذِهِ كَيْفِيَّةُ  
 مَا مِثْلُ الْجُوعِ وَالْعَطَشِ  
 تَذَكَّرْتُ بِالْوَاهِمَةِ وَعِيَابَهَا  
 عِنْدَ الْحُشْتِيَّةِ وَصِفَاتِهَا  
 عِنْدَ الْأَحْرَارِيَّةِ وَمِنْهَا شُعْبَةٌ  
 التَّوْحِيدِ مَا لَمْ يَكُنْ عَلَى  
 مَا وَصَفْنَا فِي الْوَلَايَةِ وَ  
 قَدْ تَكُونُ بِهَا كَشِيرُونَ  
 فِي زَمَانِنَا بَيْنَ بَدِيعِ  
 الشَّانِ وَهُوَ كَسْرُ مَسَافَتِهِ  
 السُّلُوكِ مَعَ انْكِدَارِ الْكَثْرِ

بیان کئے ہیں یہ معنی ان آیات کے تحت  
 سبتہ میں سے لفظ اول کے ذریعہ کے  
 مطابق ہیں اور یہ طریقہ صحابہ کرام کے  
 طریقوں سے وابستہ ہیں اور ایک ان  
 میں سے محبت کا طریقہ ہے کہ عشق  
 کو سوجان میں لا کر اسے سارے بدن  
 پر مسلط کر دیا جائے تم نے کسی عاشق  
 ناز کو دیکھا ہوگا کہ کس طرح اس کی  
 رگ رگ میں عشق سرایت کئے ہوئے  
 ہوتا ہے اسکا دل دھڑکتا رہتا ہے  
 اور اسکا رنگ متغیر ہو جاتا ہے اور اس  
 کی آنکھیں اندر کی طرف گھس جاتی  
 اور خشک ہوتی ہیں یہ بھی بھوک پیاس  
 کی طرح ایک جذباتی کیفیت ہے جسکا  
 ادراک قوتِ اہم کے ذریعہ ہوتا ہے  
 اس طریقہ کے علم پر دارِ حشمت اور احرار  
 اور ایک طریقہ توحید کا ہے اس سے  
 توحید مراد نہیں کہ جسکا تذکرہ ہم نے  
 ولایت کے بیان میں کیا ہے ہمارے



الْأَشْغَاذُ إِذَا تَوَدَّ مَا شَقِيَّةٌ  
 لِيَأْذَ دَاسَتْ وَهِيَ إِخْتِلَالُ  
 لَمَدْرِكَةٍ فِي إِذْكَ أَمْرٌ فَجَرُ  
 وَالْأَشَارَةُ الْكَبِيرُ وَتَسْنِي بِنُورِ  
 الْغَيْبِ وَهِيَ طَرِيقَةُ تَقْشِيرِ  
 مِمَّا شَقِيَّةً لِرَابِطَةِ وَهِيَ  
 خَمْلُكَ وَانْصِبَاغُ بِصِغِ  
 رُوحٍ مَا مَاتَ يَجْعَلُ الْهَيْمَةَ  
 عَلَى قَبْرِ الْأَوْلِيَاءِ وَحَلْمَا لَيْ  
 رُوحِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمِ وَهِيَ طَرِيقَةُ أَهْلِ الْحَدِيثِ  
 الْأَسَاتِذَةِ مِنْهُمْ أُولَى رُوحِ  
 وَلِي مَا وَكَانَ السَّلَفُ فِي بَيْتِ  
 الْأُمَرَاءِ شَغْلُوتٍ بِذَلِكَ

ہے یا کسی ملی کی روح کی جانب توجہ سلف موما ابتدا میں ان ہی طریقوں میں مشغول ہوتے تھے  
 وَهَذِهِ الْأَرْبَعُ لَهَا دَرِيطُ  
 مَا بِحَقِيقَةِ الْوَلَايَةِ وَهِيَ مِنْ  
 تَمَثُّلَاتِهَا ذَلِكَ مَسَائِلُ  
 مِنَ الْوَلَايَةِ لَا يَسْتَغْنَى

ہی زمانہ میں بہت سے اصحاب عجیب  
 طرز پر آپس میں رٹے گئے ہیں اس سے  
 سلوک کی منافت کم ہو جاتی ہے  
 لیکن اسکے ساتھ بہت سی استغرائیں ہم  
 پڑ جاتی ہیں اور ایک طریقہ یادداشت  
 کا ہے اسکی حقیقت امر مجر دیں آدمی کا محو  
 ہو جانا ہے اور اسی امر مجر کو وہ اپنا  
 مشار الیہ بنائے در یہ نور غیب کے ساتھ موسوم ہے  
 نقشند یہ کا طریقہ ہے اور ایک طریقہ رابطہ کا ہے  
 اس کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی کسی روح کو اپنی توجہ کا  
 مرکز بنا کر اپنے آپ کو اس میں محو کر دے اس کی صورت  
 یہ ہے کہ یا تو اولیاء کرام کی قبور پر اپنی توجہ کو مرکوز  
 کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک  
 کی طرف توجہ ہو یہ اساتذہ اہل حدیث کا طریقہ  
 اور ان چاروں طریقوں تعلق  
 حقیقت ولایت سے ہے اور یہ اسکے  
 تمثلات ہیں ولایت کے مسائل و کی  
 بطع کیلئے تو بہت مفید ثابت ہوتے

بِهَا الذِّكْرُ وَلَا يَنْتَفِعُ  
بِأُخْرَى مِنْهَا الْغَيْبُ وَ  
لَتُخْتَمَنَّ بِقَوَائِدِ  
ہن لیکن غیبی کیلئے زیادہ سے زیادہ تصریح  
بے سود ہے اس مقام پر ہم چند فوائد  
لکھ کر ختم کرتے ہیں،

## قوائد مختلفہ

كَمَا انْقَرَضَ عَهْدُ  
الصَّحَابَةِ وَفِي تَحْقِيقِهِمْ  
وَقَعَ النَّاسُ فِي الضَّلَالِ الْعَلِي  
اَوَّلُ الثَّوَرِي كُلِّهِمْ اَوَّلُ الثَّوَرِي  
مَالِ اَذْكِيَاءِهِمْ وَاَهْلُ الْجَنَابِ  
مِنْهُمْ اِلَى الْفَنَاءِ وَكُفُّوا الْحُجُبِ  
فَتَحَقَّقْ طَرِيقَ الْاَوَّلِيَاءِ

(۲) فِي جَانِبِ الضَّلَالِ  
اَيْضًا كَمَا لَا اِنْسِلَاحَ خِيَّةَ  
كَمَا فِي الشَّيْطَانِ وَالْذَّجَالِ  
فِي مَا نَرَى وَاللَّهُ اَعْلَمُ  
وَفَنَاءُ بَيْتِ كَمَا فِي فَنَاءِ مَنِ  
النَّاسِ كَرَيْتَهُ وَرَدَّ اَبْنُو  
النَّبُوَّةِ وَكَانُوا كَثِيرًا كَوْنِ

(۱) جب صحابہ کرام کا عہد  
گزر چکا اور محققین صحابہ کا انتقال ہو گیا  
تو سب کے سب یا اکثر صحابہ صفا علی  
اولیٰ بنی میں مشغول ہوئے پھر ان میں سے  
جو اذکیاء اور اہل جناب  
اور کشف حجاب کی طرف مائل ہوئے اس  
سے اولیاء کا طریقہ ظہور میں آیا

ضلالت میں بھی ہدایت کی طرح  
انسلاخی کمالات ہوتے ہیں جس کی  
مثال ہماری رائے میں شیطان اور  
دجال ہے اور اسی طرح کمالات فنا  
بھی ہوتے ہیں یہ ان لوگوں میں ظہور  
پذیر ہوتے ہیں جو نور نبوت سے منور  
نہیں ہوتے کہ شراب نوشی ان کا

الْحُسُورَ وَيُضَيِّعُونَ  
الصَّلَاةَ وَصَفَائِيَّةً كَمَا  
فِي جُودِيَّةِ الْهَيْدَا وَ  
أَهْلِ التَّيْرُ نَجْرٌ

(۳) عَوَاظِ النَّاسِ مُتَفَرِّقُونَ  
فِي مَا يُؤَلُّونَ وَجُوهُهُمْ سَطْرَةٌ  
وَأَمَّا مُحَقِّقُوا الْقَلَا سِفَةَ قِيَمَتِهِ  
الْأَمَنَاتِ عَقْلًا فَعَالًا وَ  
ذَلِكَ كَأَنَّهُ أَمْرٌ مُجَرَّدٌ فَيُضَيِّعُ مِنْ  
حَيْثُ الْأَجْمَالِ وَالشُّنُونِ رَبًّا  
وَاجِبًا كَأَنَّهُ أَمْرٌ مُجَرَّدٌ بَسِطًا عَلَى  
خَارِبٍ مِنَ الْبَسَاطَةِ مِنْ حَيْثُ  
الْأَجْمَالِ وَأَمَّا الْمُتَكَلِّمُونَ فَمِنْهُمْ  
مَنْ عَبَدَ الشُّنُونِ كَالْقَلَا سِفَةِ  
وَمِنْهُمْ مَنْ عَبَدَ الشُّبُوتِيَّاتِ  
وَهَذَا الصِّنْفُ أَكْثَرُهُمْ أَمَّا الْأَشْعَرِيَّةُ  
فَمِنْهُمْ مَنْ مَاتَ بِإِثْلِ نَذْهِبِ الصَّحَابَةِ  
وَأَمَّا الرَّاسِخُونَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ  
فَيَعْبُدُونَ التَّأْوِيلِيَّاتِ كَأَنَّهُ أَمْرٌ مُجَرَّدٌ

شیوہ تھی اور وہ نماز کی پابندی نہیں  
کرتے تھے اور اسی طرح کمالات صفا  
کا بھی ظہور ہوتا ہے جیسا کہ ہندوستان  
کے جوگی اور اہل نیرنگ ہیں،

(۳) عام لوگ جسکو قبلہ تو جہ پھرتے ہیں  
اس میں بڑا اختلاف ہے چنانچہ محققین  
فلاسفہ اضافیات کو عقل فعال سے  
موسوم کرتے ہیں کیونکہ وہ من حیث  
الاجمال ایک امر مجرد فنی ہے اور  
شبنوں کو یہ لوگ اب واجب کہتے  
ہیں کیونکہ وہ ایک مجرد بسیط ہے من  
حیث الاجمال اس میں بساطت ضرور  
ہے متکلمین میں سے بعض تو فلاسفہ کی طرح  
شبنوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور  
بعض ثبوتیات کو محبوب ٹھہرائے ہوئے  
ہیں اور اشاعرہ کا مذہب طریق صحابہ  
کے تشادات میں سے ہے لیکن جو صحابہ  
سکینہ راغبین ہیں وہ تنزیہات کی  
عبادت کرتے ہیں کیونکہ وہ من حیث



تَنْزِيهِ قُدْسِي مِنْ حَيْثُ لَا جَمَالَ  
 (۴) مَاذَا سَمِعْتَ مِنَ الْيَمِينِ  
 الْوَلَايَاتِ فَلَا تَأْخِذْ  
 الْمَشْرَبِ أَوْ مَرَسَوِي الْمَشْرَبِ  
 فَأَعْلَمُ أَنَّ لَكَ مَغْنِيَانِ أَمَا يُرِيدُونَ  
 أَنَّهُ قَتْلِي مِنْ حَيْثُ لَطِيفَةٌ هِيَ  
 مِنْ تَمَاشِيلِ مَا كَانَتِ النَّبِيُّ مِنْ  
 تَمَاشِيلِهِ أَوْ يُرِيدُونَ أَنَّهُ بَقِيَ  
 فِي سَمْتٍ يَخْتَصُّ بِذَلِكَ النَّبِيُّ مِنْ  
 حَيْثُ أَكْرَمَ سِلَاحِهِ وَكَانَ فِي الْوَلَايَةِ  
 مَعَ الصُّورَةِ الْمَزَاجِيَّةِ .

الاجمال ایک مرتزہ ہی قدسی ہے  
 (۴) جب تم آئند اہل ولایت کو یہ  
 کہتے ہوئے سنا کہ فلاں شخص عیسوی  
 مشرب ہے تو اس کے دوستی ہوتے  
 ہیں یا تو ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ  
 وہ اس لطیفہ میں فنا ہوا جو بعینہ اہل حق  
 پاک کا تمل ہے جس کا تمل وہ نبی  
 ہے جسکی طرف اس کو منسوب کیا جاتا  
 ہے یا ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ  
 اس روشن میں فنا ہو گیا جو السلاخ کی  
 حیثیت سے اس نبی کے ساتھ مخصوص ہے

اور وہ ولی کی صورت مزاجیہ کے ساتھ وابستہ رہتی ہے

(۵) حَيْثُ مَا وَقَعَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ فِي  
 الْآخَادِيثِ ذَكَرُوا رُوحَ الْقُدْسِ  
 فَأَمَّا دَرَيْمُ بِهِ الْأَسْمَاءُ الْمُتَجَدِّدُ  
 تَشْبِيهِ قَالَهُ بِالرُّوحِ وَكَانَ مَخْصُصَ  
 عَيْنِي بِاللَّيْلِ كَرِيسْبُورَغِيَّتِهِ كَمَا  
 عَرَفْتَ اللَّهُمَّ أَنْتَ أَعْلَمُ بِغَيْبِ  
 أَسْمَاءَاتِ دَاكِرِضِ .

(۵) قرآن مجید یا احادیث میں کہاں کہیں  
 روح القدس کا تذکرہ آیا ہے اس سے  
 مراد ہم متجدد ہے جسکو روح کیساتھ تشبیہ  
 دی گئی ہے عیسیٰ علیہ السلام کی تخصیص  
 اسکے سبورغ کا ثبوت ہے اللَّهُمَّ  
 أَنْتَ أَعْلَمُ بِغَيْبِ أَسْمَاءَاتِ  
 دَاكِرِضِ .

# الْخِرَانَةُ الشَّامِتَةُ الْمُطْوَالُ خِرَانَةُ

## احکام نشاء شرعیہ

اعمال میں ایسے سرار مخفی ہیں کہ اگر وہ تمہارے سامنے ظاہر ہو جائیں تو تم حیران ہو جاؤ اور تمہاری ہوش اڑ جائیں چنانچہ ہدایت کی جانب میں بعض ایسے اعمال ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام ہی سے صادر ہو سکتے ہیں اور ضلالت کی جانب میں بعض ایسے اعمال ہیں جو شیاطین اور دجال ہی سے ظاہر ہو سکتے ہیں،

اس کی اصلیت یہ ہے کہ بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ جنکا اعمال کیساتھ اخوت کا رشتہ ہوتا ہے جیسا کہ آگ کی حرکت بخود یہ اور آسمان کی حرکت دور یہ چنانچہ دونوں بمنزلہ لازم و ملزوم

اعلم ان فی الاعمال  
سدا کو ظہر لك لحاد  
خو لك و طائر طو لك  
و کروات منکھا ما و ترانہ  
فے جانب الہدایہ  
و تران الا یبک و منہما  
ما و ترانہ فے جانب  
الضلال و تران الشیاطین  
و الدجا جکتہ

و اصل ذلك ان من  
الاعمال ما هو آخو العالم  
کالحرکة الصعودیة  
للشار و النور فیه للقلب  
یعنی ان ذلك بکمال

هَذَا فِي عَالَمِهِ وَآتَهُ  
مُفَاضُّ مِمَّنْ مَتَّبِعِ قِيَصَانِ  
هَذَا خَلَا جَرَمَ أَنْتَ مُلَازِمُهُ  
فِي الْخَارِجِ وَمِنْهُمَا مَا هُوَ  
مُضَادٌّ لِلْعَامِلِ كَالْتَهْقِ  
لِلْإِنْسَانِ بِمَعْنَى عَكْسِ  
الْمُنَاسِبَةِ الْمَذْكُورَةِ •

کے ہوتے ہیں در دونوں کا منہج فیضان  
ایک ہوتا ہے اسلئے وہ خارج میں باہم  
پیوستہ رہتے ہیں برخلاف اس کے  
کہ بعض اعمال اور ان کے عاملوں کا  
آپس میں تضاد ہوتا ہے کیونکہ ان میں  
طبعاً مناسبت مورد م ہوتی ہے جیسا کہ  
انسان کیلئے گدھے کی آواز نکالنا •

## بعض اعمال کا عاملوں کے ساتھ لزوم ہوتا ہے

ثُمَّ تَلَطَّفُ مِنْ نَفْسِكَ  
حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مِنَ الْأَعْمَالِ  
مَا يَلْزَمُ الْعَامِلَ مِنْ حَيْثُ  
خُذَ سَائِتِيهِ بِمَعْنَى أَنَّ  
ذَلِكَ الْعَمَلُ مُتَّبِعٌ لِعَيْنِهِ  
مَتَّبِعُ الْإِنْسَانِ لِكِنْ الصُّورَةُ  
الْخَلْقِيَّةُ كَانَتْ أَوْ قَعَتْ  
بَيْنَهُمَا لَوْ كَانَا كَافِرًا  
أَنْسَلَخْتَ وَكُنِي عَلَى مَا كَانَ  
عَلَيْهِ أَرَاكَ لَزِمَ مَرْدُودُهُ

پھر جان لو کہ بعض اعمال ایسے بھی  
ہیں کہہ قدسی حیثیت سے ان کے اور  
ان کے عامل کے درمیان لزوم ہوتا  
ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اس عمل کا  
منہج بعینہ انسان کا منہج ہوتا ہے لیکن  
صورت تخلیق نے دونوں میں جدائی  
ڈال دی ہے چنانچہ حبیب آدمی کو اس  
سے انسلاخ حاصل ہوتا ہے اور آدمی  
کی وہی حالت ہو جاتی ہے جو ازل  
میں تھی تو اس کے ساتھ وجود خارجی



التَّحَارُّجُ الَّذِي لَا صُورَةَ  
لَهُ إِلَّا هَوِيَّةٌ ضَعِيفَةٌ  
كَالصَّلَاةِ فَإِنْ مَتَّبَعَهُ  
الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَهُوَ يَعْنِيهِ  
مَتَّبِعُ تَوْبِهِ إِلَّا تَسْلَمَ  
فَإِذَا تَسَلَّمَ وَكَانَ  
عَالِمًا بِالنَّشْأَةِ سَوَاءٍ  
كَانَ عِلْمًا فِطْرِيًّا أَوْ  
حُصُولِيًّا كَزِمَتْهُ وَمِنْهَا  
مَا يَنَافِيهِ وَيَضَادُّهُ  
لَا مِنْ حَدِيثٍ قَدْ سَأَلْتِيهِ  
كَالْقَتْلِ فَإِنَّهُ كَمَا كَانَ  
سَالِبًا لِلْحَيَاةِ نَافِضًا  
الرَّيِّبَ الْمُفِضَ لِلْوُجُودِ  
فَلَمَّا اتَّسَلَخَ عَنْهُ  
الصُّورَةُ الْبَرَزَانِيَّةُ  
وَانْقَادَ لِحُكْمِ الرَّبِّ  
وَجَبَّ عَلَيْهِ الْأَجْتِنَابُ  
مِنَ الْقَتْلِ لِغَلْمِهِ

لازم ہو جاتا ہے جسکی کوئی صورت بغیر  
اسکے نہیں ہوتی، نماز کی طرح ایک  
کمزوری حالت باقی رہ جاتی ہے کیونکہ  
اسکے منہج الحی القیوم ہوتا ہے جو بعینہ  
انسان کے معرض ظہور میں آئینکا منہج  
ہے اسلئے جب انسان کو تسلاخ حاصل  
ہو جاتا ہے اور وہ نشأت کا عالم  
ہوتا ہے علاوہ ازیں کہ یہ علم فطری ہو یا  
حصولی وہ اعمال اسکو لازم ہو جاتے ہیں  
اور بعض اعمال ایسے ہیں جو کہ اس کے  
منافی اور مخالف ہیں لیکن یہاں پر  
قدسی حیثیت کا دخل نہیں ہوتا اسکی  
مثال از نکاب قتل کی طرح ہے کیونکہ  
قتل کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو لغت  
وجود سے محروم کر دیا جائے اسلئے  
فعل کو رب تعالیٰ کیساتھ تضاد ہے  
جو کہ افاضہ وجود کے ساتھ موقوف ہے جب  
آدمی صورت مزاجیہ سے تسلاخ ہو کہ  
اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے مطیع

بِالنَّشَاطِ .

اور فرما بیزار ہوتا ہے تو قتلِ اجتناب کرنا اس کے لئے فرض ہو جاتا ہے کیونکہ اسے ارتقائات کا علم حاصل ہو گا ۔

فَاعْلَمَنَّ اَذَنْ اَنْ

اب یہ بھی سمجھ لو کہ بعض اعمال

مِنْ اَلْاَعْمَالِ مَا لَا يَقْرُبُ النَّبِيَّ

ایسے بھی ہیں کہ نبی اور حکیم کو سو وقت

وَبِالْحِكْمِ الْقَرَارُ مِنْ حَيْثُ

تک سکون نہیں ہوتا جب تک کہ

مُقْتَضًى كَمَا لِهَذَا اِلَّا بَانَ

انہیں نہ کہیں، کیونکہ ان کے کمال کا

يَلَا يَسْءُ وَمِنْهَا مَا يُقَرَّرُ

اقتناء ہی ہے اور اسی طرح باعتبار

بِهِمَا الْقَرَارُ مِنْ

اقتنائے کمال کے بعض اعمال ایسے ہیں

مُقْتَضًى كَمَا لِهَذَا اِلَّا بَانَ

کہ جو وقت تک ان سے اجتناب نہ کیا

يَجْتَنِبُ مَثَلًا حَيْثُ

جلے وہ سکون نہیں حاصل کرتے ان

مِثْلُ مَنْ اَكَلَ دَوَاءَ حَارًّا

دونوں کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی

ذَا قَتَعَنِي طَبْعُ فَاءِ الرَّكَا

شخص گرم دوا کھائے تو وہ طبعاً کھنڈے

اَوْ شَيْعٍ شَبْعًا مَفْرُطًا

پانی کا متقاضی ہوتا ہے اور جتنک کہ وہ

فَكَرَبَةُ الطَّعَامِ وَهَذَا

اپنی خواہش پوری نہ کرے اسے اطمینان

مِثْلُ الْوَجَاكَةِ لِلْحَكِيمِ

حاصل نہیں ہوتا یا جیسا کہ کوئی شخص

وَالشَّيْءُ كَمَا كَافَتْ .

سیر ہو کر کھانا کھائے تو اس کو مزید کھانے سے

نفرت ہوتی ہے یہ نبی اور حکیم کی وجہ استیصال ایک مثال ہے ۔

ثُمَّ كَمَا اِنْكَازَتْ اَلْاِمْرَادَةُ

جس وقت ارادہ میں تیز پیدا ہوا

وَتَمَثَّلَتْ فِي النَّشْأَةِ الْقَدِيمَةِ

اور وہ نشاء قدیمہ میں متماثل ہوا، جس

وَاِنْخَارَتْ مِنْهُ الرُّجُوبَةُ  
بِحَسْبِ الْكَمَالِ حِكَايَاتُ مِنْهَا  
بِرَهَاتٍ بِحَسْبِ كُلِّ فَعْلٍ  
فَعْلٌ فَمِنْهَا جِهَةُ الْوُجُوبِ  
وَمِنْهَا جِهَةُ الْحَرَمَةِ فَتَشَاتُ  
الشَّرَّ كَعَرَاكَ وَابِكَ اَقَمَنْ  
وَقَعَمَ عَلَيْهَا وَصَبَّتْ عَلَيْهِ  
فَهَذَا مَثَلُ الْقُطْبِيَّةِ  
اَلْاِرْشَادِيَّةِ

ثُمَّ لَمَّا تَجَلَّى اللَّهُ مُبْكَاتُهُ  
فِي اَعْيَانِ الرُّسُلِ وَتَحَقَّقَ  
وَالْتَقَلَّبَتْ الْحِكْمَةُ وَخَبِيَا  
اَمْرًا مِنْ اللَّهِ بِتِلْكَ اَوَّلِ  
وَتَحَقَّقَتْ اَوَّلُ اَمْرٍ فِي عَالِدِ  
مَجْدٍ كَمَا مَكَانُ هُنَاكَ وَلَا  
زَمَانٍ لِيَتَحَقَّقَ هَذَا التَّجَلِّي  
فَهَذَا اَكْلُ نَقْلٍ الْقُطْبِيَّةِ  
اَلْاِرْشَادِيَّةِ دَعْوَةٌ وَاجِبَةٌ  
ثُمَّ لَمَّا بَغَرَ نَصَابُ الْكَافِرَةِ

سے رہبریت کو باعتبار کمال کے اختیار  
حاصل ہوا اس سے ہر ایک فعل اور عمل  
کے مطابق ایک خاص جہت اور حیثیت  
ظہور میں آئی چنانچہ ایک حیثیت جو  
عمل کی اور دوسری اسکی حرمت کی  
اسی سے شریعت پیدا ہوئی جو ازل سے  
ابد تک قائم ہے جس کو بھی اسکا سامنا  
ہوا اس پر اسکی پابندی واجب ہو گئی  
یہ مثال قطبیت ارشاد کی ہے

پھر جب اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے  
اعیان میں تجلی فرمائی اور اس کو تحقیق  
حاصل ہوا حکمت نے وحی کی صورت  
اختیار کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے  
وامر کی پابندی کا حکم صادر ہوا اس  
تجلی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ امر عالم مجرد  
میں متحقق ہوئے کہ جہاں نہ زمان ہے  
نہ مکان تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ قطبیت  
ارشاد دعوتِ اجیبہ کی شکل اختیار کر جائے  
پھر جب کہ ہر ایک نبی کے عہد میں



فِي عَقْدِ كُلِّ نَبِيٍّ لَا سِيَّمَا فِي  
 زَمَنِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 نَشَأَ لَهُ دُجُودٌ يَقْتَضِي  
 الْوُجُوبَ وَالْتَحْرِيمَ بِحَسَبِ  
 كَمَالِهِمْ فِي هَذِهِ النِّشَاطَةِ الْيُخَا  
 فَرَجِبَتِ الشَّرِيعَةُ عَلَى كُلِّ  
 أَحَدٍ مُنْسَلِحًا كَانَ أَوْ لَا  
 فَهَذَا مَثَلُ الْخَاتِمَةِ  
 فَلَمْ يَبْقَ شَرْحٌ مِنْ شَرَاهِجِ  
 التَّحْقِيقِ فِي النِّشَاطِ  
 الْقَدِيمِ وَالْحَادِثِ بِحَسَبِ  
 كُلِّ اسْتِعْدَادٍ إِلَّا مَا خَلَتْ  
 خَيْرَهَا فَكَانَتْ سَلَاةً لَكُمْ أَوْ فَوْقَ  
 فِي هَذَا اتَّمَّ دُجُوبُهَا

خصوصاً ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے نامہ رسالت میں وہ تحقق کثرت کی  
 حد تک پہنچ گیا، اس کو ایک ایسا وجود  
 حاصل ہوا جس کا تقاضا اس نشاۃ دنیویہ  
 میں انکے کمال کے مطابق ایجاب اور  
 تحریم کا وقوع میں آنا تھا اس کا نتیجہ  
 یہ ہوا کہ شریعت کی پابندی ہر ایک  
 شخص پر فرض ہو گئی خواہ وہ منسلخ ہو  
 یا نہ ہو یہ خاتمیت کی مثال ہے چنانچہ  
 نشاۃ قدیمہ اور حدیثہ میں ہر ایک  
 استعداد کے مطابق تحقیق کا کوئی ایسا  
 مقام باقی نہ رہا جس میں اس نے  
 دخل نہ پایا ہو حتیٰ کہ اس نے آفاق سماء  
 کو گھیر لیا یہ اس کے کمال جو بے ثواب ہے،

## خصائص عبادت

وَأَعْلَمُ أَنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنَ  
 الْعِبَادَاتِ فَلَا أَرْبَعَ خَصَائِلَ  
 لَمْ يَبْدَأْ بِهَا سِغَرُ أَزْكَى وَأَبْكَى  
 یاد رکھو کہ تمام عبادات میں  
 چار خصوصیتیں پائی جاتی ہیں (۱) ان  
 کا وہ مبدع جوازل سے ابد تک قائم

وَهُوَ الْحِجْمَةُ الْمُتَشَبِّهَةُ  
 مِنَ الرَّبِّ بِحُسْبِ الْكَمَالِ  
 وَكَهْ دَعْوَةٌ تَأْتِيهِ  
 تَأْتِي فِي النَّشْأَةِ الدُّنْيَا وَتِي  
 دَسْرُهَا أَنْ مِنَ الْأَعْمَالِ مَا  
 يُخْرِجُهُ مِنَ الضُّعْفِ فِي الدُّنْيَا  
 لَا سَبِيلَ لِلتَّارِغِينَ بِالسُّبُوحِ  
 الْآخِرِ وَكَهْ مَثْوِيَّةٌ ثَابِتَةٌ  
 دَسْرُهَا سَكْرٌ عَدِيْلٌ أَحْكَمُ  
 الْمَعَادِ وَكَهْ مَصْلَحَةٌ عَامَّةٌ وَ  
 ذَلِكَ مِنْ سُبُلِ ثَلَاثٍ ۝

(۱۴) اس میں مصلحت عامہ ہوتی ہے اور یہ تین طریقہ پر ہوتی ہے

(۱۱) یا تو اس سے تہذیب نفس  
 کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جس سے کہ  
 خدائے بزرگ و برتر کی جانب متوجہ  
 ہوتا ہے اور نور کامل اسکو گھیر لیتا ہے  
 جو کہ ایسی نشأۃ کمال ہے کہ جس  
 کا عوام انکار کرتے ہیں یا یہ کہ اسے  
 عفت شجاعت اور سخاوت یہ تمام

رہتا ہے اس سے ہماری مراد وہ جہت  
 ہے جسکے ظہور کی ابتداء کمال نوعیت  
 کے مطابق اشتعال کی جانب ہوتی ہے  
 (۱۲) یہ حیثیت نشأۃ دنیویہ میں اثر انداز  
 ہوتی ہے حکومت و ثروت تمامہ کہتے ہیں  
 اسکا راز یہ ہے کہ بعض اعمال اسی دنیا  
 میں صحف سے نکل آتے ہیں جن لوگوں  
 کو آخرت کے لحاظ سے سبوح نام حاصل  
 ہے ان کی یہی کیفیت ہے (۱۳) ان  
 کی جزا ایک مرتبہ ہوتی ہے احکام  
 معاد میں ہم اس کا راز بیان کرینگے

وَالسَّخَاوَةِ الْخَسِيَّاتِ ۝

وَمِنْ سَبِيلِ سَدِّ بَيْنِ  
الْمَنْزِلِ فَإِنَّهُمْ إِذَا كَوَّجَهُمْ  
إِلَى جِهَةٍ وَاحِدَةٍ قَدْ سَبَّحَ  
بِأَجْنَعِهِمْ كَوَّجَهُمْ كَوَّجَهُمْ  
قَدْ سَبَّحَ وَحَسْبِيَ أَيْضًا  
فَيَنْعَكِسُ عَلَى بَعْضِهِمْ أَلْوَارُ  
بَعْضٍ فَبِمَ الْتَجَلَّى وَالتَّخَلَّى  
وَذَلِكَ كَوْنُ النَّفُوسِ  
كَأَلَمْ يَأْتِ طَبْعُ فِي بَعْضِهَا  
الصُّورَةُ الْمُنْطَبِعَةُ فِي  
بَعْضِهَا ۝

وَمِنْ سَبِيلِ أَسَاوِ الْمَدَنِيَّةِ  
فَلَنْ تَهْمُ إِذَا تَكَبَّرُوا بِهَا  
حَسَلَتْ أُمُورُهُمْ  
سَاسَتْ لَهَا الْخَوَارِ  
مَقَدَّ سَتْرٍ وَاسْتَنْكَرُوا  
رَهْمًا فِي الْحُجُورِ وَالْفَقْلَاتِ  
وَالْعَاقِبَةُ تَقْطِنُ أَتْهَا

جیوں میں طور پر حامل ہو قی ہیں،

(۲) دوسرے یہ کہ وہ قائمہ تدبیر  
منزل کے متعلق ہو چنانچہ اگر سب  
لوگوں کا قبلہ توجہ ایک جہت قدسہ  
ہو تو ان میں نہ صرف قدسی اور روحانی  
طور پر وحدت پیدا ہوگی بلکہ عالم ظاہر  
میں بھی وہ متحد ہوں گے اور ایک  
نور دوسرے پر یہ افگن ہوگا تو اس سے  
تجلی اور تجلی میں کمال پیدا ہوگا کیونکہ  
نفوس انسانی کی مثال شیشوں کے  
طریقہ پر ہے کہ ایک شیشہ کی صورت  
دوسرے شیشہ میں نظر آتی ہے

اور تیسری حیثیت کا تعلق ترقی بدن سے  
ہے کیونکہ جو وقت وہ اپنی اندرونی  
حالت رست کر لیں گے تو ان پر  
الوار مقدسہ کی حکومت قائم ہو جائیگی  
اور ظلم اور غفلت کے وقت وہ اپنے  
پروردگار کو یاد کر کے باز رہیں گے  
عوام تو صرف اتنا ہی جانتے ہیں، کہ



كَانَتْ لِلْمَصْلَحَةِ وَتَحْتَ نَقْوَةٍ  
 الْمَصْلَحَةُ كَانَتْ كَالْحَبْلِ  
 رُسُومِهِ قَدْ مَرَّ فِي الْمَبَادِئِ  
 وَكَذَلِكَ الْكِبَارِيُّ مِنْ  
 الذُّلُوبِ لَمَّا أَرَبَ حَصَالِ  
 لَمَّا مَبْدَأُ اسْمُهُ وَهُوَ  
 فُخَالِفَةُ قَالِ السَّمَاءُ مِنْ حَيْثُ  
 أَنَّهُمَا مِنَ الصُّوَرِ الْمَرَا جِيَّةِ  
 وَكَلَامُ ثَوْبَةٍ ثَابِتَةٍ وَدَعْوَةٍ  
 وَاجِبَةٍ وَفَسَادِ مَصْلَحَةٍ  
 فِي أَقْسَامٍ ذَكَرْتُ

کہ اس میں مصلحت کے لیکن ہمارا کہنا یہ ہے  
 کہ یہ مصلحت اس لئے ظہور میں آئی کہ مبادی  
 میں اس کا قدم راسخ تھا  
 اور اسی طرح کبیر گناہوں میں چار باتیں  
 ہوتی ہیں ایک ان کا مبداء مستحکم وہ یہ  
 کہ ان کا وجود صورت مزاجیہ کی حیثیت سے  
 ہمارے پاک کے تقاضا کے مخالف ہے  
 دوسرے انکی سزا اور عقوبت ایک  
 امر ثابت ہے اور تیسرے دعوتِ قلیبہ  
 حاصل ہے، اور چوتھے ہمیں فسادِ مصلحت  
 ان اقسام کے پیش نظر جو مذکور ہوئے

## تحصیل قرب کے طریقے

وَأَعْلَمُ أَنَّهُ اخْتَلَفَتْ  
 الْأَرَاءُ فِي سَبِيلِ الْأَقْتِرَابِ  
 مِنَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ بَعْدَ  
 اتِّفَاقِهِ عَلَى دُجُوبِ  
 الْأَقْتِرَابِ الْكُلِّيِّ عَلَى ذِمَّةِ  
 الْمُسْكِنِ فَالْمَجُوسُ يَمُودُوا  
 أَوْ يَهْلِكُوا بِبَارِئِ اللَّهِ  
 سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَنْ قُرْبِ حَاصِلِ كَرْنِكِ  
 طَرِيقَةٍ فِي أَرْبَعٍ مُخْتَلِفَةٍ هِيَ  
 بِأَوْجُودِيَّةٍ مُمَكِّنٍ كَيْلِيَّةٍ بِقَدَرِ امْتِنَانِ اللَّهِ  
 تَعَالَى عَنْ قُرْبِ كَامِلِ حَالِ كَرْنِكِ  
 سَبَبِ مُتَّفِقٍ هِيَ مَجُوسِيَّةٌ لَمْ يَكُنْ

اور یہ بابت بھی سمجھ لو، اللہ  
 سبحانہ و تعالیٰ سے قرب حاصل کرنے کے  
 طریقے میں آراء مختلف ہیں  
 باوجودیکہ ممکن کیلئے بقدر امتنان اللہ  
 تعالیٰ سے قرب کامل حاصل کرنے پر  
 سب متفق ہیں، مجوسیوں نے ایک ایسی

مَخْلُوقًا هُوَ مِنْ تَمَائِيلِ  
 الْمُفْقُولِ بِزَعْمِهِمْ وَالْمُشْرِكُونَ  
 عَبْدٌ وَتَمَائِيلٌ هِيَ مَسْمَاةٌ  
 بِأَسْمَاءِ آتَانِيسَ مُقَرَّبِيَّتِ  
 بِزَعْمِهِمْ وَلَيْسَ دَرَمِثُهُمْ  
 إِلَّا ثَارٌ مِنَ الْأَحْيَاءِ وَالْأَمَاتَةِ  
 وَغَيْرِهَا وَالْمَجَسَّمَةُ مَخْلُوقًا  
 أَوْ مَوْهُوًّا قَدْ حَصَبُوهُ ذَا  
 حُسْنٍ قَالَ الْمَجُوسُ آيَنَ  
 نَحْنُ مِنَ الْخَيْرِ الْخَامَةِ  
 بِحَسَبِ مَا أَنْ نَعْبُدَ مَخْلُوقًا  
 هُوَ مِنْ تَمَائِيلِ الْخِيَارِ  
 قُلْنَا أَلَيْسَ أَنَّ كُلَّ  
 مَتَدَرٍ لَيْسَ قَدْ دُوسِيَّةٌ  
 هِيَ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ  
 حَسَلٍ دَرِيذٍ ۚ وَقَالَ  
 الْمُشْرِكُونَ أَكَا قَرَابُ مِنْ  
 الْمَلِكِ مَحَالٌ بِدُونِ  
 شَفَاعَةِ نَدْمَانٍ وَالتَّدْمَانُ

مخلوق کو اپنا محبوب و محبوبہ یا جو اس کے فہم  
 میں عقول کا تمثیل ہے مشرکین نے ان  
 بتوں کو اپنا محبوب و مقرر کیا جو ان کے زعم  
 میں مقربین بارگاہ الہی کے محبہ میں اور  
 ان اشیاء و امانتہ اور دیگر خوارق  
 عادت ظہور میں آتے ہیں مجسمہ فرقی  
 ہر ایک ایسی مخلوق اور مہموم چیز ہی  
 پرستش کرتے ہیں جس میں انہیں معبود حقیقی  
 کا حسن و جمال نظر آتا ہے، مجوسوں  
 کا قول ہے کہ خیر کامل راہد تعالیٰ  
 ہمیں کیا نسبت ہمارے لئے اتنا ہی  
 کافی ہے کہ ہم کسی ایسی مخلوق کا قرب  
 حاصل کریں جو خیر کا تمثیل ہو، ہم جو اب  
 کہہ دیتے ہیں کہ کیا ہر ایک مادی چیز  
 میں قدوسیت موجود نہیں جو کہ اسکی  
 شہ رگ سے بھی زائد قریب ہے اور  
 مشرک کہتے ہیں کہ مہما جوں کا توں  
 حاصل کیے بغیر کسی عظیم القدر بادشاہ کا  
 تقرب حاصل کرنا محال ہے اور خدا





# تحريم و تحيل اسم پاک ہی کے حکم سے ہے

وَالْأَوْلِيَاءُ ذَهَبُوا إِلَى  
الْأَقْتِرَابِ بِالْخَيْرِ الشَّامِ عَزَّ  
تَجَدَّهَ بِأَلَا نَسِيْلًا عَنْ صُوْرَةِ  
النَّشْأَةِ قَدَرًا مَّا مَكَرَ فَنَعُوْا  
وَاحْتَلَفَ رَأْيُ الْحُكَمَاءِ وَالْأَنْبِيَاءِ  
وَاحْتَدَتْ عِبَادَاتُهُمْ أَمَّا  
الْأَنْبِيَاءُ فَتَجَلَّى فِي صُدُوْرِهِمْ  
الْأَسْمُ وَالْأَقْتِرَابُ بِالْخَيْرِ الشَّامِ  
الْقُرْبُ الْفَرَادِصُ مِنْ قَبْلِ  
الضَّرِّ دَبْرُهُ الْأَسْتَعْدَادِيَّةُ  
فَأَمَرَهُمْ الْأَسْمُ بِأَوَامِرِهِ  
نَهَى عَنِ الْمَنَاهِي فَانْعَادُوا  
كَامْرَةٍ وَالْحُكَمَاءُ وَنَقَرُوا الْأَقْتِرَابَ  
الْوَجُوْدَ وَمَتَاعِيْعِيْنِهِ الْأَقْتِرَابُ  
الْوَجُوْدِ الْعِبَادَاتِ وَالْمَشْرِعِ  
فَقَدْ سَلِمْتُ أَنْ هَذَا الْأَقْتِرَابُ  
يَنْشَعِبُ مِنْهُ شُعْبٌ ثَلَاثٌ فَالْحِكْمَةُ

اور اولیاء اس طرف گئے ہیں  
خدا کے بزرگ و بڑے سے قرب حاصل  
کر نیک طریقہ یہ ہے کہ نشاۃ کی صورت  
سے بقدر امکان منسلخ ہو کر فنا ہو جائیں  
حکماء اور انبیاء کرام کا عبادات میں  
اتفاق ہے مگر انکی آراء مختلف ہیں  
انبیاء کرام کے سینوں میں اسم پاک  
نے تجلی فرمائی اور ضرورت استرا و  
کے راستہ سے انہوں نے شیر کا مل سے  
قرب فرافض کے ذریعہ قرب حاصل کیا  
اس اسم پاک نے انہیں بعض کا حکم دیا اور  
بعض باتوں سے منع کیا چنانچہ انہوں  
نے ان امور میں سکی اطاعت کی  
اور حکماء کو قربے جو کی توفیق ملی جس  
کا نتیجہ عبادات اور شرائع ہوتے  
ہیں کیونکہ تم پہلے جان چکے ہو کہ اس  
قرب کے تین شعبے ہیں سو حکمت کا

خَلِيفَةُ مَا الْعَقْلُ فَحَرَّمَ مَا يُضَادُّهُ  
 الشُّكْرُ وَالْعِصْمَةُ خَالِفَتَهَا  
 وَهِيَ عَدَمُ الْأَنْفَعَاءِ فِي  
 الذَّاتِ الْحَيَّةِ فَحَرَمَتْ  
 ذَوَاتُ الشُّرَى الذَّاتِ الْوَجَاهَةُ  
 خَلِيفَةُ مَا لِلدِّينِ الْحَقُّ مِنْ حَيْثُ  
 قَرِيبٍ مِنَ اللَّهِ وَالْجَاهُ مِنْ حَيْثُ  
 لَا مُتَشَكِّلٌ فِي هَذَا الْعَالَمِ  
 عَنِ الْبَالِغِينَ الْحَقِّ الْأَنْفِيَّةِ  
 أَفَارِ السَّمَاءِ عَلَى طَرِيقَتِهَا  
 حُرْمَةُ الْقَتْلِ وَالْقَذْفِ وَ  
 شُرُوعُ حُرْمَتِ مَنْ حَيْثُ  
 بَيْنَ الرَّجُلِ وَحَكْمَتُهُ بَيْنَ النَّاسِ  
 وَجَبَتْ الْحِكْمَةُ طَائِفَةً  
 مِنَ الْعَقَائِدِ الْعِصْمَةِ الْقُصُومِ  
 لَوْجَاهَةِ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ  
 لَنَا شَرْحُ الْجَمْعِ الشَّامِلِ  
 مِنَ الرَّبِّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ  
 رَحْمَةُ جَوْ كَمَالِ كِي بِنَا بِرِ اللَّهِ تَعَالَى كِي طَرَفِ مَنَعِ شَرْعِيَّةِ هِيَ

خليفة عقل ہے اس لئے جو چیز اس کے متقنا  
 ہو مثلاً سکر تو وہ حرام ہے عصمت کا  
 خلیفہ عفت ہے جبکہ مفہوم یہ ہے کہ  
 آدمی لذات حسیہ میں بہماک پیدا نہ  
 کرے اور یہاں بہماک حرام ہے جاہت  
 کا خلیفہ دین حق ہے اس سے اللہ تعالیٰ  
 کا قریب حاصل ہوتا ہے اور وہ چاہ ہے  
 کہ جبکہ تشکل اس عالم میں ہوتا ہے  
 دین حق سے میری مراد یہ ہے کہ انسان  
 اسماء حسنیٰ کا انکے آثار کے طریقہ پر مطیع  
 اور منقاد ہو جیسے چنانچہ قتل قذف  
 محصنات اور سررقہ حرام کہہ دے گئے  
 اور انکی تحریم کی وجہ یہ ہے کہ اس سے  
 لوگوں میں آدمی کی تقویٰ ہوتی ہے  
 حکمت کے تقاضا سے کچھ عقائد  
 واجب ہوئے اور عصمت سے صوم  
 اور وجاہت کی بنا پر نماز اور زکوٰۃ  
 کو فرض قرار دیا گیا جو اس جاہت کی  
 سے منع شریعت ہے

ثُمَّ كَمَا نَشَأَتْ  
النَّشْأَاتُ وَقَعَتْ الْحُدُودُ  
وَأَعْنَى بِالْحُدُودِ أَمْرًا مَا  
هُوَ دُرُورَةٌ هَذِهِ النَّشْأَةُ  
بِحَسَبِ الظُّهُورِ فَتَعَيَّنَ  
بِالتَّحْرِيمِ الزِّنَا وَاللُّوَاطَةَ  
وَكُلَّ شَيْءٍ الْجَمَاعَةُ لَا زَاكَ  
الْثَوَاقِنَ وَتَحْصِيلُ الْوَلَادَةِ  
أَخَارَ حَقِّ النِّسَاءِ وَحَرَمِ الْقَتْلِ  
ظُلْمًا وَشَتَّى الْقِصَاصِ وَ  
الْجِهَادِ هَكَذَا وَقَعَتِ التَّعَيِّنَاتُ  
فِي كُلِّ أَمْرٍ مَرَّتَ بَرَّةً

پھر حسب ارتقاعات ہو میں اس  
تو حدود شرعیہ بھی واقع ہوئیں حدود  
مراد وہ بات ہے جو ظہور کے لحاظ  
اس نشأۃ کے ذریعہ کمال پر ہو اس  
نتیجہ یہ ہوا کہ زنا اور لواطت کا حرام  
ہونا ضروری قرار دیا گیا اور صنفی تغیر  
صرف اس حالت میں فرض کیا گیا کہ  
کہ شہوات نفسانی کا غلبہ ہو یا  
بڑھانا مقصود ہو یا بیویوں کے حقوق  
ادا کرنا مقصود ہوں اور ظلم قتل  
حرام کیا گیا لیکن سہوا اور قضا صر  
اس کے مضموم سے مستثنیٰ کیا گیا۔ بہر حال ہر ایک

بہر کے متعلق اسی طرح تعینات واقع ہوئے خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

فَاتِ قُلْتُ لِحَرَمِ الْقَتْلِ  
وَأَنَّهُ الْقِيَادُ لِحُكْمِ الْمُؤْمِنِينَ  
وَكُنْ لَكَ كُلُّ مِنَ الْمُنْهِيَّاتِ  
مُظْهِرٌ لَا يَكُنْ لَامِرٌ مِنَ الْأَسْمَاءِ فَلَمْ  
يُحَرِّمْ قُلْتُ الْمُؤْمِنِينَ عَشْرًا  
فَهِيَ الْأَسْبَابُ لِلْمُؤْمِنِينَ بِالْحِلَّةِ

سو اگر کوئی کہے کہ قتل کو کیوں حرام  
کیا گیا اس لئے کہ یہ تو اہمیت  
حکم کو بجالانا ہے اسی طرح تمام  
کسی نہ کسی اسم پاک کی مظہر ہیں  
تو پھر انہیں کیوں حرام کیا گیا،  
جواب دیتا ہوں کہ اہمیت کا مظہر



فَإِنَّمَا الشَّرُّ مِنْ بَدَائِعِ عَالِمِ  
التَّخَالُيفِ وَكَذَلِكَ الْقَابِضُ .  
میں شر کا دخل پانا عالم تخلیط کی بدعات سے ایسے ہے سی طرح ہم پاک کا تقابض ہے  
وَالْحِكْمَةُ الْجَامِعَةُ عِنْدَ نَائِكَ  
كُلِّ اسْمٍ تَضَمَّنَ بِإِيَّادِهِ هُوَ  
اسْمٌ بِالْحَقِيقَةِ وَكُلِّ اسْمٍ  
تَضَمَّنَ إِفْسَادًا فَهُوَ اسْمٌ بِالْمَجَازِ  
هَذَا فِي الْأَسْمَاءِ الْقَدِيمَةِ أَصَا  
أَلْأَسْمَاءِ الْمُتَجَدِّدَةِ فَالْثَنَى فِيهَا  
بِالْحَقِيقَةِ أَيْضًا لَكِنِ الدِّينُ هُوَ  
الْأَوْفَى بِالْحَقِّ الْقَدِيمَةِ .

ہمارے نزدیک ہے کہ وہ موت کے  
اسباب میں پہنچاتا ہے لیکن اس  
اور ایک جامع اصول ہمارے نزدیک  
یہ ہے کہ ہر ایک اسم پاک کہ جس کے  
ضمن میں ایجاد کا کوئی پہلو پایا جائے  
حقیقۂ اتم ہے اور جس کے ضمن میں فنا مر کا  
پہلو ہو وہ مجازاً اتم ہے یہ بات اسماء  
قدیمہ کے متعلق ہے اور اسماء متجددہ میں  
نفی بھی حقیقۂ شریعی ہے لیکن دین یہ  
ہے کہ آدمی اتم قدیم کے حکم کا تابع ہونا

## نزول احکام میں عادت کا دخل

وَاعْلَمُوا أَنَّ لِلْعَادَةِ  
الْمُسْتَنْزِلِ دَخْلًا تَامًّا لَآ  
الْمُسْتَنْزِلِ فِي الْأَصُولِ لِأَنَّمَا  
هُوَ الْأَسْرُ الْخَلْقِ ثُمَّ تَنَوُّعُهُ وَ  
تَصْنُفُهُ فِي مَوَاطِنِ الْوُجْهِ  
إِنَّمَا هُوَ فِي النِّسْمَةِ وَقَدْ

یاد رکھو کہ جسکی حالت کسی حکم  
شرعی کے نزول کا باعث ہوتی ہے  
اس میں عادت کو بڑا دخل ہوتا ہے  
کیونکہ اصول میں استنباط کا منبع کوئی امر  
کلی ہوتا ہے اور وطن میں جو تنوع پیدا  
ہوتا ہے وہ نسیم میں ہوتا ہے جس پر

دَاخِلَ الْعَادَاتِ وَدَرَجَتِهِ  
 أَنْتُمْ مِنْ ذَلِكَ وَذَلِكَ الْأَمْرُ  
 وَالنَّاهِي إِنَّمَا هُوَ الْأَسْمُ الْمُتَجَلِّي  
 فِي عَيْنِ الْمُؤَنَّى الْيَسْرَ إِنَّمَا الْمُتَجَلِّي  
 عَلَى قَدْرِ اسْتِعْدَادَاتِ الْمُتَجَلِّي  
 كَرَفَلِهِنَّ أَكَانَتْ الْأَنْبِيَاءُ بَنِي  
 عِلَّاتٍ لَا بَنِي أَخْيَاحٍ بِعِبَادِهِ  
 آخِرَى الشَّرَائِعِ إِنَّمَا تُنَزَّلُ  
 بِحَسَبِ الْوُجُودِ الْأَزَلِيِّ دَائِرَةٍ  
 مِنْ كُلِّ ذِي اسْتِعْدَادٍ مَا  
 اسْتَعَدَّ لَهُ فَالْنَفْسُ الرَّحْمَانِي  
 التَّشْرِيعِي تَبْتَدِلُ بِحَسَبِ  
 الْمَوْطِنِ الْعِلْمِيِّ بِصُورَةٍ  
 تَقْيِضُهَا الدِّينُ بِجَعْلٍ قَامِنٍ  
 حَيْثُ التَّحْصُلِ وَالتَّصْنِيفِ  
 لَا التَّجَنُّسِ وَالْتِمُزَجِ ثُمَّ يَتَصَوَّرُ  
 بِحَسَبِ الْمَوْطِنِ الْخَارِجِيِّ فِي  
 تَضَاعُيفِ أُمُورٍ يُقْضِيهَا الْحَسَنُ  
 وَالْعَادَةُ بِصُورِهَا وَإِدَارِهَا

عادات اثر انداز ہوتی ہیں اور اسکا  
 درجہ اس سے بہت بلند ہے کیونکہ  
 امر و ناہی درہل ہ اعم ہوتا ہے جو کہ اس  
 شخص کی عین ثابتہ میں تجلی فرماتا ہے  
 کہ جس پر وحی نازل کی جاتی ہے اور تجلی  
 کی نوعیت اس شخص کی استعداد کے  
 مطابق ہوتی ہے کہ جس پر تجلی کی گئی ہے  
 اسی بنا پر انبیاء کرام کو بنو علات سے  
 کہا گیا ہے بنو اخیاہ نہیں کہا با لفاظ  
 دیگر شراعی کا نزول وجود ازلی کے مطابق  
 ہوتا ہے اور ہر ایک صاحب استعداد  
 کو اسکی استعداد کے مطابق حصہ ملتا ہے  
 چنانچہ نفس رحمانی تشریحی موطن علمی  
 کے مطابق اس صورت میں متماثل ہوتا ہے  
 کہ جسکا افاضہ عین ثابتہ سے ہوتا ہے  
 لیکن اسکی حیثیت تجنیس اور تنويع کی نہیں  
 ہوتی بلکہ تعین جزئی اور تصنیف کی  
 ہوتی ہے پھر اسے موطن خارجی کے لحاظ  
 سے ایسے امور کے ضمن میں متماثل حاصل ہوتا

وَهَذَا اسْتَرْقُولُ الْعَامَّةِ الشَّرَائِعِ  
تَبْدُلُ بِكَ لَا زَمَّةَ وَلَا فَلَاسْتَرَدَّ  
يُكْشَفُ سِرُّ حَدِيثِ الْجَدَّةِ  
کے لحاظ سے شریعتیں بدل دی جاتی ہیں اور عوام کی حدیث کا راز بھی اسی میں مفہم ہے۔

ثُمَّ إِنَّ سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ  
لَمَّا كَانَ أَكْثَمَ حَقِيقَةً وَأَكْمَلَ  
أَمِّيَّةً وَأَعَمَّ اسْمًا وَمَكَانَ  
قَوْمَهُ أَمِّيَّةً وَضَحَّ لَهُ  
مَا كَرِهَ يَضْمَحُ لِنَبِيِّ قَطٍّ فَسَنَّ  
السُّنَنَ وَأَدَّبَ الْأَدَابَ  
وَدَقَّتْ الْأَذْكَاتُ بَعْدَ  
تَحْوِيلَاتٍ وَكَفَعَتِ الرَّائِيَّ  
وَتَلَاحَتْ أَفْكَارُ كَثَرَةٍ بِهَا  
كُتِبَ الشَّيْرُ  
پھر جبکہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم  
انہم حقیقت اکمل امیت اور اسم کے  
لحاظ سے بھی اعم تھے اور آپ کی قوم  
بھی امی تھی تو آپ کے سامنے وہ وہ باتیں  
واضح ہوئیں جو اور کسی نبی پر واضح نہیں  
کی گئیں تھیں اسلئے آپ نے تغیرات  
اور تحویلات اور تلاقی افکار کے بعد  
جنکی تفصیل کتب سیرت میں ہے سنتیں  
قائم کیں آداب بتائے اور اوقات  
کی تعیین فرمائی،

## نسخ احکام

نسخ احکام کی کئی شکلیں ہیں ایک  
تو یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس  
مقام سے ترقی حاصل ہو کہ جس مقام پر

وَالشَّيْءُ عَلَى خُرُوبٍ  
مِنْهَا مَا يَكُونُ بِحَسَبِ  
تَرْتِي النَّبِيِّ عَنْ دَرَجَةٍ



كَانَ عَلَيْهِمَا كَمَا فِي الرَّجْمَانِ  
وَقَدْ عَرَفْتَ سِرَّهُ فِي الْخَزَائِنِ  
السَّادِ سِرٌّ وَمِنْهُمَا مَا يَكُونُ  
بِحَسْبِ التَّنْبِيهِ بِحَقِيقَةِ الْأَمْرِ  
بَعْدَ الْأَسْتِغْرَاقِ فِي مُقْتَضَى  
الْعَيْنِ وَمِثَالُهُ قِصَّةُ الْخَلِيلِ  
فَإِنَّهُ لَمَّا كَانَ أَقْرَبَ إِلَى  
حَضْرَةِ الذَّاتِ تَشَلَّ لِلذَّاتِ بِرُوحِ  
الْكَوْنِ عَشْدَةٌ فِي صُورَةٍ ذَبِيعِ  
رَبِّهِ الْأَتَمِّ شَانًا أَعْرَى  
أَنَّ الْأَسَدَ الْمُتَجَبِّ فِي  
عَيْنِهِ أَمْرٌ بِهِ لِمَنَّا سِبْطٌ  
بَيْنَ الْأَقْرَبِيِّينَ وَالْأَجْمَالِ  
ثُمَّ أَفَاقَ عَنْ مُقْتَضَى  
الْعَيْنِ وَكَانَتْ فِي بَاجِجِ الْمَالِ  
أَرْوَاحُ الْبَرِّ مَالِمْ وَمِنْهَا  
مَا يَكُونُ بِحَسْبِ  
الْمَلَكُوتِ بِمَلَايِسِ  
الْعَادَاتِ وَالْأَسْلَاحِ

وہ پہلے تھے جیسا کہ جہاد وغیرہ اور اسکے  
اسرار چھپے خزانہ میں ہم بیان کیے ہیں  
اور بعض اوقات تقاضائے عین میں  
مستغرق رہنے کے بعد حقیقت پر تنبہ  
حاصل ہوتا ہے اور اسکی مثال حضرت  
ابراہیم خلیل اللہ کا واقعہ ہے کیونکہ  
جب آپ حضرتنا اتنا قدس کے  
بہت قریب تھے تو ذبح کی کامیابی  
آپ کی قوت بدر کہیں بیٹے کی ذبح  
کی شکل میں متحمل ہوا انکا بیٹا اسکا منظر  
نہ تھا اور اسکی شان بہت بلند تھی یعنی  
وہ ہم پاک ہو اسکی عین ثابتہ میں متجلی  
ہوا اس سے یہ حکم صادر ہوا اور آپکو  
اسلئے اس چیز کا حکم دیا گیا کیونکہ اقربیت  
اور اجمال میں مناسبت ہے پھر آپ  
کو عین ثابتہ کے تقاضے میں استغراق  
سے افاضہ حاصل ہوا اور آپنے بالجمال  
بہائم کی اندہانی روح پر اکتفا کیا اور  
بعض اوقات اس لحاظ سے وقوع میں

مِنْهَا كَمَا فِي تَحْوِيلِكَ الزَّكَاةَ  
فَإِنَّهُ كَانَ أَوَّلَ الْغَيْرَةِ ثُمَّ  
أَرْتَفَعَ قَبْلَ الْوَقْتِ ثُمَّ بَقِيَ  
الَّذِي بَرَّكَ ثُمَّ عَيْنَ النَّصَابِ \*

آتی ہے کہ لباس عادات میں ملبوس  
ہونے اور کھانسی کے آثار پھینکنے کی وجہ سے  
حالات اور نوعیت میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے  
جیسا کہ تحویلات زکوٰۃ ابتدا میں چیز غیریہ کی شکل میں  
نہی اس کے بعد وقت کی قید اٹھادی گئی بعض نسخہ ہی رہ گیا اور پھر نصاب کا تعین کیا گیا۔

وَكُنْ ذَكَرًا بُودًا وَدَعْنِ ابْنَ  
أَبِي لَيْلَى تَغْيِرَاتِ الصَّوْمِ  
وَالصَّلَاةِ فَتَذَكَّرَ ابْنِي غَيْرِ  
ذَلِكَ وَقَوْلُهُ سُبْحَانَكَ مَا  
نُتِخِرَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا  
نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا  
مَعْنَاكَ عَنَّا بِخَيْرٍ مِنْهَا  
فِي الْعَادَاتِ وَمِثْلَهَا  
فِي مُقْتَضَى عَيْنِ النَّبِيِّ  
وَتَرْقِيهِ \*

ابو داؤد نے صوم و صلوٰۃ کے متعلق غیر است  
ابن ابی لیلیٰ سے نقل کئے ہیں تو ان کا  
تذکرہ شد سبحانہ و تعالیٰ کے فرمان کا  
استحضار کر لو کہ جس آیت کو ہم منسوخ  
کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے  
بہتر یا اسی کی مانند کوئی اور آیت  
آتے ہیں اسی کے معنی ہمارے نزدیک  
یہ ہیں کہ باعتبار عادات کے بہتر اور اسکے  
مثل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عین  
ثابتہ اور اسکی ترقی کے لحاظ سے،

## اعمال کا تسلاخ

ثُمَّ رَأَى مِنَ الْأَعْمَالِ مَا  
هُوَ مُنْسَلَخٌ مِنَ الصُّورَةِ فَعَفَى

پھر یاد رکھو کہ بعض اعمال خیر  
کی جانب ہیں اور بعض شر کی جانب ہیں

جَانِبِ الْخَيْرِ أَوْ مُنْسَلَخِ الصُّورَةِ  
 فِي جَانِبِ الشَّرِّ وَأَعْنَى بِهِ  
 أَنْتَزَاعُ الشَّرِّ تَبْرُكًا أَوْ مُنْسَلَخِ  
 إِلَى أَصْلِهِ وَبِعِبَادَةِ أُخْرَى هُوَ  
 شَرٌّ فِي جَمِيعِ الْمَوَاطِنِ فَأَلَا وَقَلَّ  
 كَهْوَالِوَاجِبٍ وَالثَّانِي هُوَ الْحَرَامُ  
 وَمِمَّا هُوَ مُتَضَمِّنٌ لِلشَّرِّ  
 كَالنَّظَرِ إِلَى أَجْنَبِيَّةٍ فَإِنَّهُ  
 مُتَضَمِّنٌ لِلزِّنَا مِنْ حَيْثُ أَنَّ  
 بَاعَتْ عَلَيْكَ رَأْسَ طَرَفٍ لِلْخَيْرِ  
 كَقَوْلِنَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ  
 فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّهُ مُؤَكَّدٌ لِلتَّعْظِيمِ  
 فَأَلَا وَقَلَّ مَكْرُوهٌ وَالثَّانِي مُنْذَرٌ  
 وَكُلُّ مَا يَسُدِّي ذَلِكَ فَهُوَ مَبَاحٌ  
 لَا خَيْرَ فِيهِ وَلَا شَرَّ وَكُلُّ  
 مَنَدُوبٍ لَا يَسُدُّ الْخَيْرَ أَلَنْ يَ  
 طَلَعَ مِنْ قُوَادِمِ الْأَسْمَرِ  
 الْمَطْلُوقِ الْأَعْمُ بِحَقِّ النَّاسِ  
 التَّكَلُّبُ بِهِ وَذَلِكَ

منسلخ الصورة ہوتے ہیں اس سے مراد یہ ہے  
 کہ اعمال کا شر ہونا بالکل ارفع ہو جاتا  
 ہے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی اصل کے اعتبار  
 سے شر ہیں اور بالفاظ دیگر تمام مقامات  
 میں وہ شر ہی شر ہیں شکل اول کو واجب  
 اور ثانی کو حرام کہتے ہیں،  
 اور بعض اعمال ایسے ہیں کہ جنکے ضمن میں  
 شر پایا جاتا ہے جیسا کہ نامحرم عورت  
 پر نظر ڈالنا اسلئے کہ یزنا کو متضمن ہے،  
 کیونکہ بسا اوقات یہ نظر اس پر آمادہ  
 کرتی ہے یا نیکی میں تاکید پیدا ہوتی ہے  
 جیسا کہ نماز میں سبحانک اللہم کا پڑھنا  
 تعظیم میں اصنافہ کرتا ہے پہلی صورت  
 مکروہ اولہ دوسری مستحب ہے انکے  
 علاوہ جو اعمال ہیں انہیں مباح کہا  
 جاتا ہے کہ جن میں خیر اور شر کا کوئی  
 حساب نہیں ہر ایک مندوب کہ جسے  
 کوئی شخص عمل میں لائے جو منفع خیرات  
 ہے اور جسکے قلب کے اعم اعم مطلق کا



لَا تَنَالُكَ النَّفْسُ بِالْجُزْئِ  
لَيَسْكَرُمُ النَّفْسُ بِالْكُلِّ  
فَتَحَقَّقَ الْكُلُّ فِي عَالِي يَدْرِكُهُ  
الْوَهْمُ تَحَقُّقًا مَا خُفِيَ بَرْدُهُ  
ظہور ہوا ہے تو لوگوں کو اس پر عمل کرنا  
چاہیے، کیونکہ کسی جزئی سے تعلق پیدا  
کرنا کلی کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کا موجب  
ہوتا ہے اس سے کلی کو ایک ایسے عالم میں  
تحقق حاصل ہوتا ہے کہ جس کے تحقق کو وہم ادا کر لیتا ہے۔

## کلمہ شہادت

كَلِمَةُ الشَّهَادَةِ أَصْلُ  
الَّذِينَ وَسَيُحْمَا الْهَوِيَّةِ الضَّرْفَةِ  
وَصَوْرَتُهُمَا فِي النَّشْأَةِ الْقَدِيمَةِ  
تَجْمَعُ لِجَمِيعِ الْأَعْتِبَارَاتِ  
وَالْوُجُوهِ وَلِهَذَا كَانَتْ أَصْلَ  
الَّذِينَ وَفِي نَشْأَةِ صِفَاتِ  
النَّفْسِ إِخْلَاصٌ فِي مَعْرِفَةِ  
الْحُكَمَاءِ وَالصَّحَابَةِ وَتَوْحِيدٌ  
تَأْمُرُ فِي نَشْأَةِ كَمَالِ الْأَوْلِيَاءِ وَفِي  
الْبَسْطِ هَذِهِ الْكَلِمَةُ أَوْفَى مَعْنَاهَا  
وَفِي الْأَفْعَالِ الْعِبَادَاتِ بِأَسْرَها  
وَأَعْلَمُ أَنَّ طَلِبَ الْحَقِّ

کلمہ شہادت دین حق کی بنیاد ہے  
اور اسکی اصل ہویت محض ہے نہ سما  
قدیمہ میں اس کی صورت تمام جہات اور  
اعتبارات کی جامع تھی اسی وجہ سے  
وہ دین کی بنیاد قرار دیا گیا، صفات  
نفس کے ارتقاء کے دوران حکماء  
اور صحابہ کے اصول معرفت کے مطابق  
وہ اخلاص ہے اور اولیاء کے نزدیک  
وہ توحید کامل ہے اس کلمہ کو زبان پر  
لانا تمام عبادات کو قوت سے فعل  
میں لانے کا باعث ہے،  
یاد رکھو کہ یہ جان کر اموات سے

مِنَ الْمَوْتِ عَالِمًا سَبَبٌ  
لَا تَجَاحِدُهَا كُفْرًا يَجِبُ الْاِحْتِزَارُ  
عَنْ تَحَرُّمِ هَذِهِ الْكَلِمَةِ  
وَالشَّاسِ الْيَوْمَ فِيهَا  
مَنْ يَكُونُ +

استمداد کرنا ان سے مراد میں مانگنا کہ یہ  
چیز کامیابی کا سبب ہوگی کفر ہے جس  
سے احتراز کرنا لازم ہے ان امور کفریہ  
کلمہ حرام کر دیتا ہے لیکن عام طور پر  
لوگ آج اس مرض مبتلا ہیں،

## نماز کی حقیقت

الصَّلَاةُ سُنْحًا الْحَقُّ  
الْقِيَوْمُ مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيلُ  
ثُمَّ الْعَبْدُ الْعَظِيمُ  
وَرَأَيْنَاهَا وَرَأَى نَبِينَا  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ  
لَقَدْ كَانَ تَشَلُّهَا جَعَلَتْ شَيْ  
فَرَوَيْ تَشَلُّهَا فِي الْحَقِّ  
فَالسُّجُودُ وَالزُّكُوفُ وَالْقِيَامُ  
مِنْ مَثَلَاتِ الْحَقِّ الْقِيَوْمِ  
مِنْ حَيْثُ التَّفْصِيلُ وَهِيَ  
الْأَصُولُ ثُمَّ الْحَقُّ بِهَا التَّلَاوُذُ  
إِمَّا سَتَعْرِفُ وَالطَّهَارَةُ

نماز کی اصل تفصیل کی حیثیت سے  
اولاً الحی القیوم اور پھر اعلیٰ العظیم ہے  
جیسا کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کا ظہور بھی ان ہمارے حسن کے تجلی فرمانے  
کا نتیجہ ہے یہی وجہ ہے کہ اسکی کئی ایک  
فروعی شکلیں ہیں جنکا جس میں تشل ہوتا  
ہے چنانچہ تفصیل کے لحاظ سے قیام  
رکوع اور سجود الحی القیوم کے مثلثات  
ہیں اصول تو یہی ہیں لیکن تلاوت  
قرآن کریم کو بھی ان کے ساتھ ملحق کر  
دیا ہے جیسا کہ تم عنقریب معلوم کر گے  
طہارت کو صفات تہذیبہ کیلئے نماز

لِلْفَرَغَاتِ التَّارِثِيَّةِ  
وَهَكَذَا أَبَدِيَّتُ لَهَا  
جِبَاتٌ فَتَمَّتْ أَرْكَانُهَا  
وَصُورَتُهَا فِي حِرَاقَةِ النَّفْسِ  
الْأَلْفَةِ وَتَصَوَّرَتْ فِي الْمَذْرَكَةِ  
وَالْوَاهِمَةِ كَحَبَّةٍ وَفِي الْخِيَالِ  
تَقْطِئًا وَفِي اللِّسَانِ حَمْدًا  
وَتَسْبِيحًا وَتَكْبِيرًا وَفِي الْقَائِبِ  
أَفْعَالًا وَأَرْكَانًا مَخْصُوصَةً  
وَأَعْنِي بِالْأَلْفَةِ رِبْطًا نَازِلًا  
مِنْ أَصُولِ الْوُجُودِ كَمَا قَالَ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
الْأَمْرُ وَاسْمُ جَبُودٍ مُجَبَّدَةٍ  
فَمَا تَأَلَّفَ مِنْهَا  
إِتْلَافٌ وَمَا تَنَاسَكَ  
مِنْهَا رِخْلٌ

کے ساتھ شامل کیا گیا اسی طرح اسکی اور  
متعدد جہتیں نمایاں کی گئیں جن سے اس  
کے ارکان کی تکمیل ہوئی،  
نماز کی صورت محض نفس میں لفت ہے  
اور قوت مد رکہ اور واہمہ میں اسکا تصور  
محبت ہے متخیلہ میں تعظیم اور زبان میں  
حمد تسبیح اور تکبیر ہے اور جسم میں مخصوص  
افعال و ارکان ہیں، الفت سے میری  
مراد وہ ربط ہے جو اصول وجود سے  
نازل ہوتا ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روحوں کی ایک  
فوج ہے کہ جیسا ایک مقام پر اجتماع  
ہوا ہے جن کو آپس میں تعارف حاصل ہوا  
ان میں الفت پیدا ہو گئی اور جو ایک  
دوسرے سے بیگانہ رہیں ان میں نفرت  
ہو گئی،

## روزہ کی حقیقت

روزہ سلبیات کا تشریح ہے مثلاً

الصَّوْمُ رَيْنٌ تَمَاشِيلٌ



السُّلْبِيَّاتِ كَالسُّبُوحِ وَالضَّمَدِ  
وغيرهما وذا نثر وذا زکریٰ رئیس  
وكانه منه نشأ وصورته  
فی صرافة النفس الشعری  
عن الشواغل الحسنة فی  
المدرکة والواحدة والتحیال  
الشعری عن ملائمة ما  
تحتها و فی اللسان سبب  
تقدیس و فی البدن کف  
سن الذوات الثلاث وقدمه  
راسخ فی المواطن كلها الا  
فی الیمن والبدن اذ هو جوع  
ما فخر بصدق الفطر وسن  
الا طعام وکان رسول الله حله  
الله علیه سکر اجود ما یكون  
فی رمضان و فی القرأت  
المتجید و علی الذین  
یطیقون فدیة طعام  
مسکین معناه علی الذین

آتم پاک صمد اور سبوح وغیرہ جیسا کہ  
حضرت ادریس کا منشاء ارتقاء اور ظہور  
یہی آتم پاک ہیں، روزہ کی صورت محض  
نفس میں شواغل حسیمہ سے بخل حاصل  
کرنا ہے بلکہ واسطہ اور متخیلہ میں ان کا  
نصویر ان اشیاء سے قطع تعلق کرنا ہے  
انکے ماتحت زبان میں تسبیح و تقدیس  
اور حسم میں اکل و شرب و راز و حاجی تعلق  
سے اجتناب کرنا ہے اور ہر ایک موطن  
میں صوم کو قدم راسخ حاصل ہے لیکن  
بدن میں نہیں کیونکہ بھوک اس کارکن  
اعظم ہے اسلئے اسکا تذکرہ صدقہ الفطر  
سے کیا گیا ہے اور مسکینوں کو کھانا  
کھلانا مسنون ہوا رمضان المبارک  
میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت  
زائد فیاضی فرمایا کرتے تھے اور قرآن  
کریم میں ہے و علی الذین یطیقون  
فدیة طعام مسکین مطلب یہ ہے  
کہ جن میں کھانا کھلانے کی قوت اور

يُطَيِّقُونَ الطَّعَامَ قِدْيَةً طَعَامِ  
وَدَكَرَ فِيهَا صَدَقَةُ الْفِطْرِ + استطاعت ہو وہ خوب کھانا کھلا بلکہ اور  
صدقہ فطر بھی اسی میں شامل ہے

## زکوٰۃ کی حقیقت

زکوٰۃ اضافیات کا نسل ہے  
جیسا کہ حضرت آدمؑ کا منشا ظہور بھی  
اضافیات تھانہ زکوٰۃ کی صوت نفس  
میں کمالات علیہ اور علیہ کا افاضہ کرنا  
ہے واہمہ میں وہ سخاوت کا نسل ہے  
کہ جس سے نخل کو دفع کرنا ہے اور خارج  
میں وہ اصل اموال سے وابستہ ہے جو چار قسم کا ہے  
جالور نقد زراعت اور تجارت

الزَّكَاةُ مِنْ تَشَكُّلَاتِ  
الْأَضَافِيَّاتِ وَذَا نُهَا دَرَجَاتُ  
أَدَمَ وَحُورُ ثَمَانِي جَرَاخَةٍ  
النَّفْسِ إِفَاضَةً اَلْكَمَالَاتِ  
الْعَلَوِيَّةِ وَالْعَلِيَّةِ وَفِي الْوَاحِدَةِ  
تَشَكَّلَتْ سَخَاوَةٌ وَتَزَلَّتْ دَاخِلَةٌ  
لِلنَّخْلِ وَفِي الْخَارِجِ اسْتَوْطَنَ  
أَمَمَاتُ الْأَمْوَالِ وَهِيَ حُسْرُوتُ

الرُّبْعَةُ الْبَقَالِمُ وَالنَّقْدُ وَالزَّرْعُ وَالشَّجَارَاتُ +

یاد رکھو ہر ایک عالم سفل کی تولید عالم  
اعلیٰ سے ہوئی ہے چنانچہ نفس رحمانی  
محفوظ رہتا ہے اور نشاۃ کے بعض احکام  
مردود بھی ہوتے ہیں بہر حال حکم کا  
روزہ تجرد نفس کا باعث اور  
ان کی زکوٰۃ افاضہ بالفعل کا نتیجہ

وَأَغْلَدَاتُ كُلِّ عَالَمٍ نَائِلَةٌ  
مَتَوَلِّدُ مِنَ الْعَالَمِ الصَّاعِدِ  
فَالنَّفْسُ الرَّحْمَانِيَّةُ مَحْفُوظَةٌ وَمِنْ  
أَحْكَامِ النَّشْأَةِ مَا هُوَ مُسْتَرَدٌّ  
وَصَوْمُ الْحُكَمَاءِ يَسْتَشِيرُ  
تَجَرُّدُ النَّفْسِ وَتَزَكَاةُ تَهْمُ

ہوتی ہے

تَسْتَتِيْعُ رَافَضَةً بِاَلْفَعْلِ

## حج اور اس کی حقیقت

اَلْحَجَّةُ مِنْ تَمَثُّلِ الْحَيِّ

اَلْقَيُّومِ مِنْ حَيِّثُ الْاَجْمَالِ وَ

اَلْوَاجِبُ فِي النَّشْأَةِ الْقَدِيْمَةِ

صُوْرَةُ عَامَّةٌ لَا يَتَعَيَّنُ بِالْبَيْتِ

وَلَا بِغَيْرِهِ وَانْسَانِيْنَ بِالْاَشْمِ

لِلْحَادِثِ الطَّالِعِ مِنْ كُنْهٍ

اِبْرَاهِيْمَ فَلَا جَرَمَ اَنْ وَرَاثَةُ

وِرَاقِ اِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَتُهُ فِي

النَّفْسِ الْهَيْمَانِ وَهُوَ صُوْرَةُ

مِنْ صُوْرِ الْاُنْفَقَةِ يَخْتَصَرُ

بِاَلْقَرَبِ وَالْمَشَاهِدَةِ فِي

اَلْمَذَرَكَةِ وَغَيْرِهَا حُضُوْرًا وَ

تَنْزُلًا فِي الْخَارِجِ كُلِّهَا حَوْلَ

اَلْبَيْتِ وَهُوَ الْاَحْسَنُ وَ

وَعُظْمَى الْاَحْرَامِ وَاَيُّدٍ

بِالْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ رَايِدَاتٍ

حج اجمالی حیثیت کے لحاظ سے

تمثل ہے نشاۃ قدیم میں اس کے وجوب

کی صورت عام تھی کعبہ وغیرہ کی کوئی تخصیص

نہیں تھی یہ تعین اس اسم حادث کا ثمرہ

ہے جس کا ظہور حضرت ابراہیم خلیل اللہ

کے سینہ مبارک سے ہوا اس لئے اس کی

اصل وہی اسماء میں جو حضرت ابراہیم کے

ظہور کی اصل میں اس کی صورت نفس میں

گشتگی اور بے خودی ہے جو الفت کی

ایک صورت ہے اور قرب مشاہدہ کے

ساتھ مخصوص ہے مدد کہ وغیرہ میں اس کا

تصور حضور اور تنزل ہے خارج میں اس کی

صورت بیت اہل شریف کا طواف ہے

اور یہی حج کا اصل رکن ہے احرام سے

اس کی تعظیم اور وقوف عرفات کی تائید

ہوتی ہے اس کی جہات کو موید کیا گیا



جہان فکرت از کائنات

تباس کے ارکان پایہ تکمیل کو پہنچے،

## تلاوت اور اذکار

التَّلَاوَةُ وَالْأَذْكَارُ أَمَّا  
التَّلَاوَةُ فَاحْصِلُهُ الْكَلَامُ  
يَحْسِبُ النَّشْأَةَ وَالنَّشْأَةَ  
خَمْسُ نَشْآتٍ وَكَدَّ  
ذَكَرْنَا وَجَبَّ الدَّلَالَةُ  
يَجْمَعُ عُلُومًا شَتَّى فَوَجَبَ  
فِي الصَّلَاةِ وَسُنَّ فِي غَيْرِهَا  
وَالنَّشْأَةُ وَالتَّكْوِينُ وَغَيْرُهُمَا  
تَمَّكَالَاتٌ لِمَا يَدُلُّ عَلَيْهَا  
قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَالْبَاقِيَاتُ  
الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ الْآلَةِ  
وَقَرَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
سَلَّمَ يَقُولُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ  
لِلَّهِ وَالْحَمْدُ عَرَفْتُ سِرِّ بَقَائِهَا  
فِي الصُّحُفِ وَفِي حَدِيثِ  
جُبَيْرِ بْنِ صَفِيَّةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

تلاوت کی اصل کلام اشراعتیہ  
اپنی نشاۃ کے لیے اور ہم بیان کر چکے ہیں  
کہ نشاۃ کی تعداد پانچ ہے، دلالت  
کے لحاظ سے وہ مختلف علوم کا جامع  
ہے اسلئے نماز میں اس کی تلاوت  
فرض اور مستر موافق پرستوں قرار دی  
گئی ہے،

اور تسبیح و تکبیر اللہ تعالیٰ کے اس  
فرمان کے تشللات ہیں، والباقیات  
الصالحات خیر عند ربك  
الایۃ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے اسکی تفسیر سبحان اللہ والحمد  
للہ سے فرمائی ہے اور صحف اعمال  
میں انکے باقی رہنے کا راز تم معلوم کر  
چکے ہو حضرت جویریہؓ اور حضرت صفیہؓ  
کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم  
 دَخَلَ وَهِيَ تُسَبِّحُ فَقَالَ  
 أَمَّا رَأَيْتِ سَبَّحْتِ بَعْدَ لِي  
 أَكْثَرَ مِمَّا سَبَّحْتَ  
 فَقَالَ سُبُّكَاتِ اللَّهِ  
 مِلَّةٌ مَا عَلِمَ اللَّهُ  
 نِسْرَةً أَتَى هَذَا  
 الْكَلِمَاتِ كَسْتَقِرُّ فِي  
 الصُّحُفِ فَيَكُونُ يَجْعَلُهَا  
 إِلَى مَا تَدُلُّ عَلَيْهَا  
 وَالتَّبَاقِيَّاتِ الصَّالِحَاتِ  
 قَلَّوْا يُدْنِيكَ لَعَنَتْ  
 الْأَفْئَاتِ +

علیہ وسلم نماز صبح کے بعد جبکہ سوچ طلوع  
 ہو چکا تھا اور حضرت صفیہؓ ابھی تک  
 ذکر و تسبیح میں مصروف تھیں آپ ان کے  
 پاس تشریف لائے اور فرمایا جو تسبیحیں  
 میں نے پڑھی ہیں انکا ثواب تمہاری  
 ان تسبیحات سے زائد ہے جس میں تم  
 اتنی دیر سے مصروف رہیں اور وہ کلمات  
 سبحن اللہ ملا ما علم اللہ  
 ہیں اس کا راز یہ ہے کہ ان کلمات  
 اور تسبیحات کو صحف اعمال میں ثبت  
 کر دیا جاتا ہے تو ان کا رخ ان کلمات  
 کے مدلولات کی طرف ہوتا ہے  
 اور یہ ایسی باقیات صالحات ہوتی ہیں کہ اگر

ان کی حقیقت ظاہر کی جائے تو آفاق سماویہ کو گھیر لیں۔

## صلہ رحم کی حقیقت

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّم  
 حِلَّةُ الرَّحْمِ وَغَيْرُهَا  
 أَصْلُهَا الرَّحْمَةُ كَمَا دَلَّ عَلَيْهِ  
 كَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 صَلَّاهُ رَحْمَةُ الرَّحْمَانِ كَمَا هُمْ بِأَكْرَمِ  
 صِلَةِ رَحْمَةٍ كِي صَلِّ رَحْمَانِ كَمَا هُمْ بِأَكْرَمِ  
 ہے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا فرمان اس چیز پر دال ہے کہ رحم رحمان

وَسَلَّمَ الرَّحِيمُ مُشْتَقُّونَ الرَّحْمَنِ  
 الْحَدِيثُ كَانَ الرَّحْمَنُ عَنِ الْقَادِرِ  
 فِي الْأَزَلِ فَلَمَّا نَزَلَ فِي نَشْأَةِ الشَّرْعِ  
 طَبَاقًا لِنَشْأَةِ أَوْصِيَائِهِ اسْتَوْطَنَ  
 الْأَعْطَافَ لِلرَّحِيمِ فَتَدَبَّرَ  
 وَالْعِثَّةُ أَخْلَصَ الرَّبُّ  
 بِحَسَبِ الْكَمَالِ وَكَانَتْ  
 زَكْوَةُ مَاءٍ  
 وَالْجِهَادُ شَرُّهُ وَالْعَدَاوَةُ  
 الْقَدْ سَيَّرَ فِي صُورَةِ الْقَتْلِ  
 وَالْأَشْرَكُ كَمَا ذَكَرْنَا وَالْإِيمَانُ وَ  
 الْمَنَاقِبُ وَتَحْقِيقُ بَعْضِ أَفْعَالِ  
 الْعِبَادِ بِمَا كَيْسَرَتْ مِنْ أَسْمَاءِ  
 اللَّهِ تَعَالَى وَنَزَلَ فِي نَشْأَةِ  
 الشَّرْعِ لَا غَيْرُ كَمَا أَعَدَّ لَهَا  
 مَصْلَحَةُ التَّعْظِيمِ

سے نکلی ہوئی ایک شاخ ہے الخ ازل  
 میں رحمان اور قادر ایک تھے جب  
 اس کا ظہور نشأۃ شرعیہ میں ہوا تو اپنے  
 ارتقاء و صفی کے مطابق صلہ رحم میں  
 رغبت کر نیکی صورت میں ہوئی  
 حق را آزادی کی اصل کمال کے  
 مطابق رب تعالیٰ کا اسم مقدس ہے  
 اور یہ بھی ایک قسم کی زکوۃ ہے  
 جہاد کی حقیقت عداوت تدبیر  
 کا قتل و اسر کی شکل میں تشکل ہوتا ہے  
 قسم اور منتوں کی یہ حقیقت ہے کہ بندوں کے  
 بعض اعمال کو اسم پاک کیساتھ وابستہ کیا  
 جائے جسکا ثمرہ انکا تحقق ہوتا ہے اسکا  
 نزول فقط نشأۃ شرعیہ میں ہوا کیونکہ  
 اس سے اشارت تالی کے اسماء مقدسہ کی  
 تعظیم اور ان کا احترام مقصود ہے

## کفارات اور حدود

الْحُدُودُ وَالْكَفَارَاتُ  
 کفارات کی دو قسمیں ہیں ایک



التَّكْفِيرُ عَلَى صَاحِبَيْنِ أَحَدُهُمَا  
الرَّئِيسُ إِذْ سُبُوغُ السَّيِّئَاتِ  
يُسَبُّوهُمُ الْحَسَنَاتِ وَلَا سَيِّئًا  
تَمَثَّلَهَا فِي عَالِمِ الْحَيَاتِ وَفَانِئَهَا  
إِذَا مُحَلَّلٌ مَكْتَسِبٌ فِيهَا  
وَيَبْدُو كَعَرَفَتْ سِرَّ الْأَسْتِغْفَارِ وَ  
وَجَبَتْ لِقَوْمٍ لَا يَسُوُّوا الْخَطَايَا  
وَالْحَدُّ شَيْءٌ سُبُوغِيَّ إِيحَابِي وَ  
قَدْ عَرَفْتَ أَنَّكَ تَكُونُ فِي الدُّنْيَا  
تَمَثَّلُ فِي الشَّرِّ إِذَا دَيَّا وَتَنَلَّ  
لَا مَوَدَّةَ ظَاهِرَةٍ الشَّرِّ وَاجِبَتِ  
الْزَّجْرُ عَنْهُ

یہ کہ حسنات کی تکمیل کے ذریعہ خصوصاً جبکہ  
عالم حس میں ان کو تمثیل حاصل ہو برائیوں  
کا ازالہ کیا جائے دوسری قسم یہ ہے کہ  
اپنی کسی برائی کو نیکیوں میں مضمحل اور محو  
کرایا جائے اسی سے تم کو استغفار کا راز  
معلوم ہو گا جو از کتاب خطا کی حالت  
میں واجب ہے حد ایک سبوغی ایجابی  
چیز ہے حدود کا تعلق فقط اسی نشاۃ  
دیوید سے ہے اور انکا تمثیل شرع میں  
ارادی ہے اور یہ ایسے امور کیلئے نازل  
کی گئی جن کی برائی ظاہر اور ایسے افعال کیلئے  
جن کے تعلق لوگوں کو زجر کرنا لازم ہے

## فتح کی اصلیت

الَّذِي أَحْتَلَّ الْحَمْدُ  
أَنْ تُلْحَقَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ  
بِإِرَادَتِكَ مَا لِحَقَّهُ بِالضَّرُورَةِ  
الْمَكَانِي فَتَنَبَّأَتْ  
صَحِيفَتِكَ تَكُونُ نَافِعًا

فتح کا راز سمجھنے سے پہلے حمد  
کی حقیقت سمجھو وہ یہ کہ ضرورت مکانی  
کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی جو برتری نفس  
الامر میں ہے تم اپنے ارادہ سے اس کا  
اعتراف کرو یہ اعتراف تمہارے صحیفہ

لَكَ فِي مَعَادِكَ وَذَلِكَ اِمَّا  
 قَوْلًا وَقَدْ عَلِمْتَ التَّشْرِيفَ اِذْ  
 الْقَوْلُ نَشْأَةٌ مِنْ كُنْهٍ نَفْسٍ  
 اَلْأَمْرِ خَفَرَفِيهِ اَلْأَمْرُ قَاطِبَةً  
 حَلَمًا تَعْظِيمًا فَيَكُونُ قَلْبُكَ  
 وَكَأَلَيْكَ كَلَامُ اللَّهِ قَرَامًا  
 فَعَلًا وَهُوَ الذَّابِحُ فِيهِ  
 تَجْعَلُكَ الرُّوحُ لِمَا قَدْ  
 دَبَحْتَ لَهُ يَدَاكَ تِلْكَ وَ  
 تَجْعَلُكَ مَصْفَاةً مِنَ الْجَسَدِ  
 وَيَخْتَصُّ بِالْحَقِيقَةِ  
 اَلْأَبْرَاهِيمِيَّةِ وَلِذَلِكَ اخْتِذْ  
 اَبْرَاهِيمَ فِيهِ اُسْوَةً  
 فَحَبِّبْ يَوْمَ النُّحُورِ لَهَا  
 الْعِبَادَةَ كَمَا صَدَرَ مِنْهُ  
 يَوْمَئِذٍ

اعمال میں ثبت ہوگا اور معاویہ میں تمہارا  
 معاون ہوگا یہ اعتراف یا تو قول کی  
 شکل میں ہوگا اس کا راز تم جان چکے  
 ہو کہ قول ارتقا بات نفس الامری کا  
 ایک شعبہ ہے اور جملہ امور کا اسکے ذریعہ  
 ادراک ہو سکتا ہے یا یہ ظہار اسطریقہ  
 پر ہو سکتا ہے کہ تم اپنے قلب اور قاب  
 کو حاصل شدت تعالیٰ کی تعظیم کیلئے مخصوص  
 کر دو، یا یہ ظہار کسی فعل کے ذریعہ ہوگا  
 ذبح اُدراسی میں داخل ہے جسکی حقیقت  
 یہ ہے کہ تم اپنے ارادہ سے مذبح کی روح کو اس  
 ذات قدس کی بارگاہ میں پیش کرتے ہو جس کا قرب حاصل  
 کرنے کے لئے تم نے یہ ذبح کیا ہے اور اس ذبح کو تم  
 نفس غصہ سے صاف کرتے ہو یہ عمل حقیقت ابراہیم  
 کے ساتھ مخصوص ہے اسی لئے آپ اس کے امام  
 قرار پائے اور کیونکہ ابراہیم علیہ السلام سے یہ عمل

یوم نحر میں صادر ہوا تھا اسلئے ہمارے لئے بھی اس دن کو متعین کر دیا گیا،  
 اس مقام پر ایک اور عمیق راز ہے،  
 وہ یہ کہ ذبح از باقی روح کو کہتے ہیں

فَیَسِّرْ لِّی سُبُوحَ حُسُودِی  
 الرَّوْحِ وَالزُّوْجِ عَالِمِ مَا  
 خَفَیَ حَسْبَتْ بِالْعَالَمِ کَلِمَ  
 وَالْأُمُورِ الْمُجَرَّدَةِ کَشَاکَ  
 مَسْأَلِهَا طَائِبَةً لِّعِبَادَةِ  
 الْخَلَائِقِ فَکُلُّ رُوحٍ یَقْتَضِی  
 أَنْ یُکَوِّنَ الذَّیْجُ لَهُ الْعِبَادَةَ  
 لَهُ وَلِیَاکَ أَنْ یُفَرِّقَ لِسُورِ مَا  
 یَبْدَأُ لَکَ فَتُکْفَرُ بِأَلِنِ مَ  
 خَلَقْتَ فَسَوِّتْکَ

اور اس میں روح کی صورت شامل ہے  
 اور تم جانتے ہو کہ روح ایک مستقل عالم  
 ہے لہذا اس کے معنی یہ ہیں کہ تم نے تمام  
 عالم کے ذریعہ حمد کا حق ادا کیا اور امور  
 مجرودہ کی تخلیق اس طرز پر ہوئی ہے کہ  
 ان میں الہیت کا اثر آگیا ہے اور مخلوق  
 سے اپنی عبادت کے طالب بنتے ہیں  
 چنانچہ ہر ایک روح چاہتی ہے کہ اس  
 کے لئے ذبح کیا جائے اس لئے تمہیں  
 چاہیے کہ اس دھوکہ سے بچو، ورنہ تم  
 اس خدائے پاک کے منکر ہو جاؤ گے کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے

اعضاء کو صحیح بنایا،

## کبار

أَتُکْبَرُ مِنْهَا الشِّرْکَ  
 بِالْعِبَادَاتِ کَالصَّلَاةِ وَ  
 الزَّکَاةِ وَالصَّیَامِ وَالْحَجِّ  
 وَالتَّابِعِ وَالزَّکَرِ وَالْعِشْقِ  
 وَغَیْرِهَا تَحَرِّمُ الْوَجَاهَةَ

اس کے اقسام میں سے شرک  
 بالعبادات ہے جیسا کہ نماز، زکوٰۃ  
 روزہ حج اور ذبح اور ذکر اور عشق  
 وغیرہ ایسا کہ ناہر تقاضائے وجاہت  
 حرام قرار پایا ہے جس کے معنی اللہ تعالیٰ کے



أَيُّ الْاِتِّفَاقِ لِحُكْمِ الرَّبِّ  
وَأَصْلُ الدِّينِ يَقْتَضِي  
أَنْ لَا يُشْكِرَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يُخْدَمَ  
وَلَا يُعْظَمَ وَلَكِنْ أَتَى لَهُمْ  
شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ تَفْضُّلاً لِقَتْلِ  
مُحَرِّمِهِ الْاِتِّفَاقِ لِحُكْمِ الرَّبِّ  
بِحَسَبِ الْوُجُودِ وَأَصْلُ الدِّينِ  
يُحَرِّمُ كُلَّ قَتْلِ وَيُحْسِنُ كُلَّ  
الْجَاهِدِ وَتَنَزَّلُ فِي مَلَائِيكِ الْوَحْيِ  
فَأَشْتَقِي الْقَصَاحَ وَالْجَهَادَ  
إِيَّادِ مُحْسِنٍ هُوَ حَبِ وَحْيِ كَيْ  
أَوْ جِهَادِ كُوشْتِي كَر دِيَا،

وَالشَّرَاحُ يُحَرِّمُ الْاِتِّفَاقَ  
لِحُكْمِ الرَّبِّ بِحَسَبِ الْغِنَاءِ  
فَنَزَلَ فِي مَالِ كَذَا وَ  
كَذَا وَالزَّانَا حُرْمَةُ الْعِصْمَةِ  
وَأَشْتَقِي مِنْ مُقْتَضَى  
الْحُكْمِ فِي مَلَائِيكِ الْوَحْيِ  
النِّكَاحُ إِلَى أَرْبَعِ

حکم کا اتفاق اور مطیع ہونا ہے دین کی  
بنیاد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے  
علاوہ اور کسی کو شکر کا مستحق نہ سمجھے اور  
اسی لئے کسی حرمت اور تعظیم میں مصروف  
نہ ہو، لیکن اللہ تعالیٰ نے ازراہ تفضل  
اسکا کچھ حصہ اپنے بندوں کیلئے مقرر کر  
دیا ہے قتل و جہاد کے مطابق رب تعالیٰ  
کا مطیع ہونا قتل کی حرمت کا مقتضی  
ہے دین کی بنیاد اسی پر ہے کہ ہر  
ایک قسم کا قتل حرام اور ہر ایک  
ایجاد مستحسن ہو جب وحی کے ذریعہ اس کا ظہور ہوا تو قصاص

اور اسی طرح چوری غنا کے مطابق اللہ  
تعالیٰ کی اطاعت و راستی فرمانبرداری  
اس کی حرمت کی مقتضی ہے چنانچہ  
اسی کے مطابق احکام نازل ہوئے زنا  
عصمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حرام  
ہو جب یہ اقتضائے نزول وحی کی صورت  
میں پیش ہوا، تو چار بیویوں تک کی

وَالْقَنَافِ وَالْغَيْبَةِ وَغَيْرِهَا  
كُلُّهَا مُحَرَّمٌ مَّا لَزِمَ الرَّبُّ بِحَسَبِ  
الْمَجَاهِ وَكَفَى الْعِبَائِثِ  
مُحَرَّمُهَا الْوَجَاهَةُ وَ  
سَلَّ فِي عَادَاتِ الْعَرَبِ  
فَالطَّيِّبُ مَا يُعَدُّ وَنَدَ طَيِّبًا  
وَالْغَيْبِيُّ مَا يُعَدُّ وَنَدَ خَبِيثًا  
وَالْمُسْكِرُ مُحَرَّمٌ الْحِكْمَةُ وَ  
الْمُسْتَشْيِ النَّبِيُّنَ وَغَيْرُهُ الزُّبُو  
فِي الْبَيْعِ مُحَرَّمٌ الرَّبُّ بِحَسَبِ  
الْعَتَا وَلَمْ يَنْظُرْ حِكْمَةً إِلَّا فِي الْمَطْلَعِ  
أَوْ لَنْقُلِ أَوْ الشَّيْءِ وَتَكُنْ بَرُّ

خوداک کی اشیاء نقد اور ادھار کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں

الظَّاهِرُ زِدْرٌ يَرِدُ عَلَيْهِ

أَنَّهُ يَصِغُهُ بِالْمَعْنَى الْمَجَازِي

قُلْنَا لَمَّا ضَعُفَتِ الْعِلَاقَةُ

مَاعَدَ مُسْتَقِيمًا فِي

مَرَاكِزِ الْوَحْيِ وَبِالْجُمْلَةِ

فَهَذَا الْجَمَالُ نَشَأَ الشَّرْعُ

اجازت پیدی گئی، قد فمحضات اور  
غیبت وغیر ان سب کو اللہ تعالیٰ  
نے جاہ کے مطابق حرام کر دیا ہے،  
اکل خبائث ایک ایسا فعل ہے کہ  
جسے وجاہت حرام قرار دیتی ہے اس کے  
مطابق جو وحی نازل ہوئی وہ عادات  
عرب کے مطابق نازل ہوئی، طیب اور  
خبث کا وہی مفہوم معتبر ہے جسے اہل عرب طیب اور خبیث  
سمجھتے ہیں سکر کی حرمت کا موجب حکمت ہے جس سے بے ہوشی  
وغیر مستثنیٰ ہیں، خرید و فروخت میں  
اللہ تعالیٰ نے ربوا کو عناء کے مطابق  
حرام قرار دیا ہے اور اس کے احکام

ظہار معنی مجازی کو محفوظ رکھتے

ہوئے صحیح سمجھا جاتا ہے اور نہ ایک

جھوٹی بات ہے لیکن چونکہ علاقہ

مجاز کا بہت کمزور تھا اس لئے وحی نے

اس کو نظر انداز کر دیا ہر حال جو کچھ

ہم نے اس کے متعلق بیان کیا ہے، وہ

وَقَدْ تَرَكْنَا الدَّعْوَةَ لِخِصَالِهَا  
وَسَنَدُ كُلِّ لَمْتُوْبَةٍ فِي  
خِزَانَةِ الْمَعَادِ .

وَالْكَلِمَةُ الْجَامِعَةُ عِنْدَ حَزْبِ  
الْحِكْمَةِ أَنَّ النَّفْسَ الرَّحْمَانِيَّةَ  
الَّتِي تُبْعِثُ فِي الْحَيَاةِ الصَّادِرَةِ  
مِنَ النَّبِيِّ بِحَسَبِ الْكَمَالِ  
تُخَصَّصُهَا وَتُنْقِضُهَا  
الْمَصْلِحَةَ وَالْعَادَةَ فِي مَوَاطِنِ  
الدُّعَى فَتَدَبَّرُ فَتَدَبَّرُ  
أَعْظَمُ نَاكَ أَمْرَاتِ الْمَسَائِلِ  
وَهَذَا كُلُّهُ مَفْرُوضٌ لِكُلِّ  
الْحَكِيمِ أَمَّا الْأَنْبِيَاءُ فَتُفْضَلُونَ  
فِي الْقِيَادَةِ الْأَسْمَى وَالنَّاهِي  
لَا يَخْذُلُونَ فَرْجَةً لِيَفْتَتِشَ  
هَذِهِ الْأَحْكَامُ وَالْحُكْمَاءُ مُنْقَادُونَ  
لِقَوْلِهِ مِنْ حَيْثُ الدُّعَى وَالْأَسْمَى  
الْمُتَجَلِّي فِيهِ فَتَدَبَّرُ .

نشأۃ شرعیہ کا اجمال ہے دعوت کو ہم نے  
مختصراً چھوڑ دیا اور جزا و سزا کا ذکر ہم معاد  
والے خزانہ میں کریں گے۔

اہل حکمت کے نزدیک کلمہ جامع یہ ہے  
کہ احکام شرعیہ کی تخصیص اور انکا تعین  
نفس رحمانی تشریفی اور اس جہت  
کا نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے کمال کے  
مطابق صادر ہوتی ہے پھر وحی کے مقام  
میں مصالح عباد اور انکی عادات کے  
مطابق ان احکام کی تنفیص ہوتی ہے خلاصہ  
یہ کہ ہم نے تم کو مسائل کے اصول بتلا دیئے  
ہیں ان سب باتوں میں حکیم بانی کی طرف  
رجوع کیا جاتا ہے لیکن انبیاء کرام اس اسم  
پاک کی اطاعت و قیاد میں جو امر و نہی  
ہے اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ ان احکام  
کے متعلق نہیں بحث و تخصیص کی نیکی فرصت  
نہیں ہوتی حکماء و ربانین وحی کی حیثیت  
سے اس اسم مقدس کے مطابق جو ان میں

تجلی فرما ہے اس کے مطیع رہتے ہیں، بخوبی سمجھ لو،



# الْحِزَانَةُ الثَّانِيَةُ قَوْلُ خُزَّانِهِ

## احکام عالم معاد

وَلَهَا أَرْبَعُ مَنَازِلَ  
الْأَوَّلُ عَالَمُ الْبَرَزَخِ وَسَمَاءُ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
بِالْقَبْرِ وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ فِيهِ  
عِنْدِي أَنَّ النَّفْسَ الشَّاطِطَةَ  
الْمُجْبِطَةَ مَرْتَبَةً لِلْبَدَنِ  
فَلَهَا عَيْنٌ هَذِهِ التَّزْيِينَةُ  
فَلَيْسَ يُمْكِنُ أَنَّ الشَّفْسَ لَا  
يَرْقِي بَدَنًا مَابَدًا أَوْ بَقَاءً  
فَلَا حَزْمَ لَهَا تَعَلَّقَتْ  
بِالرُّوحِ الطَّبِيعِيِّ الْخَارِجِ مِنَ  
الْبَدَنِ وَشَأْنُ تَعَلُّقِهَا حِفْظُ  
مَوَادِّهَا وَقَضَاءُ حِيلَتِهَا  
وَكَسْبُ الْأَدْرَاكَاتِ الْخَيَالِيَّةِ

معاد کی چار منزلیں ہیں، پہلی  
منزل عالم برزخ کی ہے کہ جسے سول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر سے تعبیر فرمایا  
ہے میرے نزدیک اس کی تحقیق یہ ہے  
کہ نفس ناطقہ کی تخلیق اس طرز پر ہوئی  
ہے کہ وہ جسم کی تربیت کرے اور وہ  
عین تربیت ہے اس لئے کسی ایسے نفس  
ناطقہ کا وجود ممکن نہیں، جو ابتر اور یا  
بقا کی حالت میں کسی نہ کسی بدن کی  
تربیت میں مشغول نہ ہو اس کا لازمی  
نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے روح طبعی سے  
تعلق پیدا کیا جو خارج از بدن ہے،  
اس تعلق کی حالت میں اس کا کام یہ ہے  
کہ وہ اس موخر الذکر کے مواد کو محفوظ رکھے

والوہمیتہ لقی الکفر جہاد اور اس کے اقتضائے مصروفہ کو پورا کرے اور جن اور اگات خیالیہ اور دایمہ سے وہ مرکب انہیں حاصل کرے،

## مرنے کے بعد لوگوں کے مختلف طبقات

وَأَنَّهُمْ بَعْدَ الْمَوْتِ عَلَى  
طَبَقَاتٍ فَمِنْهُمْ الَّذِينَ أَحَقُّونَ  
بِالْمَلَائِكَةِ الْعُلَوِيَِّةِ الْكَائِمَةِ  
هُمْ أَكْمَلُ مِنَ الْمَكْمَلِينَ  
شَأْنُهُمْ كُلُّهُ وَفِيضُهُمْ كُلُّهُ  
وَمِنْهُمْ الَّذِينَ أَحَقُّونَ بِالْمَلَائِكَةِ  
الْعُلَوِيَِّةِ الْخَزَائِنِ وَأَكْثَرُهُمْ  
الشُّهَدَاءُ السَّابِقُونَ مِنْ صَاحِبِهِمْ  
كُنْزُهُ وَشَأْنُهُمْ كُلُّهُ فِي جَنَّتِي وَ  
مِنْهُمْ الَّذِينَ أَحَقُّونَ بِالْمَلَائِكَةِ السُّفْلِيَّةِ  
أَعْلَى طَبَقَاتِهِمْ وَهُمْ الشُّهَدَاءُ  
الْأَبْرَارُ وَمَنْ صَاحِبُهُمْ مِنْ  
أَهْلِ الْفَنَاءِ الْآقِلِ خَالِدًا  
شَأْنُهُمْ جَزِيٌّ كَنَصْرِ  
الْمَظْلُومِ وَلِذَا مَا مَوْزَجُ رَيْتِهِ

مرنے کے بعد لوگوں کے طبقات  
مختلف ہو جاتے ہیں بعض ان میں سے  
ملائکہ علویہ کلیہ کے زمرہ میں شامل ہو  
جاتے ہیں یہ وہ کامل افراد ہوتے ہیں  
کہ جنکی شان اور فیض کلی ہوتا ہے بعض  
ملائکہ علویہ جزئیہ سے جاتے ہیں اور  
اکثر شہداء سابقین جیسا کہ حضرت  
حمزہ وغیرہ اسی قسم سے ہیں ان کی شان  
جزئی میں کلی ہے بعض کا حقوق ملائکہ  
سفلیہ کے ساتھ اپنے مراتب کے اعتبار سے  
ہوتا ہے اور یہ شہداء برابر ہیں اور جو  
فناء اول کے مقام میں باقی رہیں  
حال کے انکے مشابہ ہیں، ان کی شان  
جزئی ہوتی ہے مثلاً مظلوم کی مدد کرنا  
ایسے امور جزئیہ کی تبلیغ کرنا کہ جن سے

يُتَشَفَعُ بِهَا النَّاسُ وَرَفَعُ  
 الْفِئَتِ الْجَزِيئَةِ وَالْأَمَدِ  
 فِي النَّفْسِ وَمِنْهُمْ الَّذِينَ  
 بِالْحَقِّ لِحُوقَاتِنَا وَهُمْ  
 الَّذِينَ مَارَسُوا سُجُوتَ  
 الرِّذَالِ تُلَخِّصُ مِنْ قَبُولِهَا  
 هَيْئَةً وَاحِدَةً فَتَنْتَ فِيهَا  
 النَّفْسُ وَالْهِنَةُ الطَّبَقَةُ  
 جَزِيئَاتٍ بِحَسَبِ شَكْلِ  
 بَعْضِ الرِّذَالِ وَمِنْهُمْ  
 الْمُؤَذُّونَ وَمِنْهُمْ غَيْرُكَ  
 وَمِنْهُمْ الَّذِينَ بِالْحَقِّ  
 لِحُوقَاتِنَا قَصَادٌ هِيَ الَّذِينَ  
 مَارَسُوا مَلَكَهَ وَاحِدَةً  
 رِزِيلَةً فَتَنْتَ فِيهَا  
 النَّفْسُ بِخُصُوصِهَا وَكُلُّهَا  
 جَزِيئَاتٍ بِحَسَبِ  
 جَزِيئَاتِ مَلَكَاتِ  
 الرِّذَالِ وَمِنْهُمْ أَلْفَاوُونَ

لوگوں کو نفع ہوا اور جزیئی فتنوں کا مرنے  
 کرنا اور فتح میں معاون ہونا اور بعض  
 وہ ہیں کہ جو کامل طور پر جنوں کے ساتھ  
 لاحق ہوتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ  
 جنہوں نے ارتکاب ذائل میں عمریں  
 ختم کر دی ہیں کہ جن کے مجموعہ سے ایک  
 ہیئت وحدانی حاصل ہوتی اور ان کا  
 نفس اس میں فنا ہو کر رہ گیا بعض ان  
 میں لوگوں کو تکلیف پہنچانے میں مشغول  
 ہیں اور بعض دوسرے امور میں لگے ہوئے  
 ہیں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے جو زمرہ  
 جن میں شامل ہیں لیکن ان کا یہ حقوق  
 کامل نہیں ہوتا یہ وہ لوگ ہیں جو زندگی  
 بھر ایک ہی ردیلہ میں مصروف رہے  
 اور اسی کو ملکہ راستہ بنا لیا جسکی بنا پر  
 ان کا نفس اسکی خصوصیات میں ختم ہو  
 گیا ذائل کی جزیئیات کی بنا پر ان  
 کی نوعیات مختلف ہیں بعض ان میں  
 سے وہ ہیں کہ جنہیں کسی ایسی ہیئت



فِي هَيْئَةٍ وَاحِدَةٍ خَلَقْتَ  
مِنَ الْحَسَنَاتِ ۝

وَمِنْهُمْ الْقَائِلُونَ فِي هَيْئَةٍ  
حَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ عَلَى قِيَاسٍ  
مَا قَدَّمْتُ فِي الشَّيْثَانِ وَمِنْهُمْ  
هَوًى أُطْلِقَ لَأَحَدٍ وَلَا قَرَرٍ  
وَلَا تَأْثِيرٍ وَهُمْ أَكْثَرُ أَتَّاسٍ  
وَالْفَنَاءُ فِي الْمَلَكَةِ الْقَاضِيَةِ  
الذَّيْنَةِ أَمْزَجَ لِي فِي الذَّرَقِ  
وَكَشَعْتُ الْحَجَابَ عَنْهُ أَنَّهُ  
كَمَا يُمْكِنُ أَنْ يَقُوفَ فِي اللَّهِ  
فَرَدَّ جَلَّ وَاسْمًا مَرَّةً  
فَكَذَلِكَ يُمْكِنُ أَنْ يَقْبَلُ  
فِي رُوحٍ مَا وَقَدْ كَانَ  
أَكْثَرَ أَقْبُونَ مِنَ الْيُونَا نِيَّاتٍ  
يَتَعَالَوْنَ فَيَفْنُونَ فِي أَرْوَاحٍ  
الْأَفْلَاحِ وَالْكَوَالِبِ هُوَ بَاطِلٌ  
عِنْدَ حَرْبِ الْحَقِّ أَوْ مَلَكَةٍ مَا  
فَاجِلَةٌ أَوْ زَيْلَةٌ أَوْ مَبَاحَةٌ

میں فنا حاصل ہے جو کہ حسنات سے  
پیدا کی گئی ہے،

بعض ان میں سے وہ ہیں کہ جن کو کسی  
ایک نیکی میں فنا ہونا نصیب ہوا  
اور بعض وہ ہیں کہ جنکی خرابیہشات  
مطابق ہیں کہ ان میں کوئی حد اور کسی  
قسم کا قرار اور تاثیر نہیں اکثر لوگ  
اسی قسم کے ہوتے ہیں، اور کسی ملکہ  
فاضلہ یا ملکہ سببہ میں فنا ہو جانا ذوق  
اور وجدان کے مطابق بڑی حیثیت  
رکھتا ہے کیونکہ جیسا کہ کسی انسان کو  
اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس اور اس کے  
اسماء حسنی ہیں فنا حاصل ہو سکتی ہے،  
اسی طرح کسی روح میں بھی اسکا فنا ہونا  
ممکن ہے اور یونان کے اشراقیین  
اپنے آپ کو افلاک و رکواکب کی  
ارواح عالیہ میں فنا کر دیا کرتے تھے،  
اگرچہ اہل حق کے نزدیک یہ چیز باطل  
ہے یا کسی ملکہ فاضلہ یا زویلہ یا مباحہ

أَلَيْسَ أَنَّ هَذِهِ الْأُمُورَ  
مَوْجُودَةٌ فِي نَشْأَةِ مَا دَلَّهَا  
خُصُوصِيَّاتُ بِمَا هِيَ  
أَلَيْسَ أَنَّ كُلَّ مَوْجُودٍ طَرِيقًا  
إِلَى الْمَوْجُودِ الْآخِرِ وَمُنَاسِبَتُهُ  
مَعَهُ مَا لَا إِتْحَادَ لِلنَّشْأَةِ أَوْ  
لِلشَّجَانِيسِ الدُّنْيَا تَتَرَدَّدُ إِذَا  
تَمَثَّلَتْ مَلَكَةٌ عِنْدَهُ  
بِرِئَايَةٍ مَا رَوَّعَتْ فِي قَلْبِهِ  
مَوْقِعًا تَبَعَتْهَا النَّفْسُ حَتَّى  
حَبَا مَعَشَهَا فِي مَوَاطِنِهَا  
وَأَلْصَبَتْ بِهَا

میں فنا کہ دیا کہ مناسب ہے آخر یہ چیزیں  
بھی تو کسی نشاۃ میں موجود ہیں اور انکی  
بھی خصوصیات ہیں کہ جن سے اس کی  
باسیت متعین ہوتی ہے اور اسی طرح  
ایک موجود کو دوسرے موجود کی طرف  
راستہ اور مناسبت ہوتی ہے یا تو اتحاد  
نشأت کی بنا پر ہو یا تجانس و بنیادی  
کی وجہ سے اب جو ملک کسی نظر میں اچھا  
ہوتا ہے تو وہ اس کے دل میں گھس  
جاتا ہے اور اس کے رگ و پے  
میں سرایت کر جاتا ہے اور نفس اسی  
کا تابع ہو جاتا ہے

## انسان کے اقسام

وَالنَّاسُ صِنْفَانِ  
صِنْفٌ مُنْصَبِحُوا لِمَزَاجِهِمْ  
وَهُمْ مِلَازِنُ تَوَجُّهُهُوَ أَثْقَلُ  
الزَّيِّتِ تَعَالَى جَدُّهُ  
فَنَوَّافِي لِحَقْلِهِ

لوگوں کی دو قسمیں ہیں، ایک  
جماعت تو وہ ہے کہ جن کے مزاج میں  
یہ رنگ قبول کرنے کی صلاحیت ہے  
یہ لوگ اگر اللہ تعالیٰ کی جانب  
متوجہ ہوں تو انہیں بہت جلد فنا

لَمْ يَحْقُقْ لَهُمُ الْفَتَاءُ الشَّفَاهِي  
الَّذِي يَحْتَاجُ إِلَى كَثْرَةِ التَّجَبُّي  
كَزَّةٍ بَعْدَ أُوْلَى وَصَرَّ الْجَنَابِ  
مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى هَذَا الصَّنْفُ  
فِي سَخَطِ عَظِيمٍ كَثْرَتُهُ  
فِي اللَّهِ قِيَمُ بِشَيْءٍ أَنْ يَفْنَوْا  
فِي مَمْلَكَةٍ فَاجِنَةٍ أَوْ غَيْرِهَا وَ  
صَنَفٌ غَيْرُ مُنْصَبٍ بِمَزَاجٍ وَهَمٍ  
الَّذِينَ أَنْ تَوَجَّهُوا إِلَى الْغَايَةِ الْحَقِّقِ  
لَهُمُ الْفَتَاءُ الشَّفَاهِي هَذَا الصَّنْفُ  
مَنْ دَخَلَ مِنَ الْخَافِ إِلَى الْوَالِدِ فَكَانَ

حاصل ہو سکتی ہے ان لوگوں کو فتاء  
شفای حاصل نہیں ہوتی کہ جس نے  
اس چیز کی حاجت کی کہ یکے بعد دیگرے  
وہ تجلی سے مشرف ہوں اور منتر بعد  
آخری انہیں جذب حاصل ہو اس قسم  
کے لوگ ہمیشہ خطرہ میں رہتے ہیں، اگر  
انکو فنا فی اللہ کا مقام حاصل نہ ہو تو  
ممکن ہے کہ وہ کسی ملکہ فاضلہ یا زویلہ  
میں فنا ہو جائیں اور ایک قسم وہ ہے  
کہ جن میں اس رنگ کے قبول کر سکی  
صلاحیت نہیں یہ لوگ اگر ذات اقدس کی طرف توجہ

نہیں تو ان کو فنا و شفای حاصل ہوتی ہے ان لوگوں کو کسی قسم کا خوف اور خطرہ نہیں۔

شَدَمَ أَنْ مَزَاجَ الْبَدَنِ قَدْ  
تَبَيَّنَتْ كَهَيْئَةِ خَلِيطَةٍ بَيْنَ  
النَّفْسِ وَبَيْنَ الْخَوَاصِّ كَمَا قَالَ  
اللَّهُ تَعَالَى وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى  
أَكْرَحٍ فَلَا قَرَّةَ لِصَاحِبِ  
هَذَا الْخَلِيطِ قَرِيبَةً  
إِلَى التَّخْلِصِ وَالتَّجَرُّدِ

پھر یہ بات بھی یاد رکھو کہ کبھی کبھی  
مزاج بدن کو ایک ایسی ہیئت حاصل  
ہوتی ہے جس میں نفس و خواص کے  
اثرات مخلوط ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لیکن وہ زمین  
کی طرف جھکا اس ختلاط والے کو  
تخلص اور تجرد کا قرب بھی حاصل نہیں



وَقَدْ يَكُونُ ذَلِكَ مُتَوَارِعًا  
لِمَا أَنَّ نَفْسَ الْوَلَدِ  
مُتَوَلِّدٌ مِنْ نَفْسِ الْوَالِدَيْنِ  
كَمَا ذَكَرْنَا +

ہوتا، بعض اوقات یہ حالت موروئی  
ہوتی ہے کیونکہ ہم بیان کی چکے کہ اولاد  
کا نفس اسکے والدین کے نفس سے متولد  
ہوتا ہے،

وَأَصْحَابُ هَذَا الْمَنَاجِحِ  
صِنْفَانِ صِنْفٌ لَا يَخْلُجُ الْخَبِيثَ  
وَالْخَبِيثُ لِقْوَةُ الْخَلَطِ وَصِنْفٌ  
يَتَحَمَّلُهُ قَادِرُ الدِّينِ يَخْلُجُ الْخَبِيثَ  
يَدْخُلُونَ فِي مَرَدَةِ الْحَيَاتِ قَدْ  
يَتَفَقَّهُوا فَنَقَى الْقَبِيلَةَ عَلَى  
مِثْلِ ذَلِكَ كَمَا خَرَشْنَا وَمِنْ  
نَتَائِجِ الْفَرْخَانِ حِكْمَةٌ بِهَذَا  
يَصِيرُ صَاحِبُ الْمَنَاجِحِ الْخَبِيثَ  
كَانِيًا فِي الْمَلَكَاتِ الْحَسَنَةِ وَفِي  
هَذَا الْمَثَلِ عَلَومٌ وَمَعَارِفٌ وَ  
تَأَثُّرَاتٌ خَبِيثَةٌ لَيْسَتْ فِي غَيْرِهِ وَ  
ذَلِكَ لِأَنَّهُ خَالِجُ الشَّوَاعِلِ الْحَسَنَةِ  
مَعَ الدُّنْيَا وَتِيَرِ الْمَدْرَكَةِ +

اور اس مزاج کے لوگ دو قسم  
کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو قوت  
خلط کی بنا پر طیب اور خبیث کے متحمل  
نہیں ہوتے اور دوسری قسم کے لوگ  
اسکے متحمل ہوتے ہیں جو لوگ اس میں  
خباثت کے حامل ہیں وہ سرکش جنوں  
کے زمرہ میں داخل ہیں ان دونوں کا قبلہ  
توجہ ایک ہوتا ہے اور عرفان کے نتائج  
میں سے یہ بھی ہے کہ کوئی ایسی تدبیر  
کی جائے کہ خبیث ملکات حسنہ میں فنا  
ہو جائے اور اس مقام پر عجیب و  
غریب علوم و معارف اور تاثیرات کا  
ظہور ہوتا ہے جو اور کسی مقام پر نہیں  
ہوتا، کیونکہ اس صورت میں شواغل  
حسیہ کے ساتھ اور اکاوت دنیاویہ زائل ہو جاتے ہیں،

اور ظاہری چیز پر ہے کہ اس عالم میں  
انسان کی تین قوتیں ہیں، خیال و ہم  
اور ادراک تو تعلیم و تعلم ان ہی سے  
ہوتا ہے اور اسی وجہ سے ان کی فناء  
اس مقام کے علاوہ ان کے ملکات  
میں ہوتی ہے،

اور یہ بھی یاد رکھو کہ عالم برزخ میں انسانوں  
سے ان کے اخلاق اور ملکات کے  
متعلق سوال کیا جاتا ہے اور عالم حساب  
میں ان کے اعمال اور عقائد سے باز  
پرسا ہوتی ہے،

وَالْقَوْلُ الْحَقُّ فِي ذَلِكَ أَنَّ  
النَّاسَ فِي هَذَا الْعَالَمِ لَهُمْ  
قُوَى ثَلَاثُ الْخَيَالِ وَالْوَهْمِ  
الْأَسْوَأُ وَالَّتِلْكَ وَالتَّعْلِيمُ مِنْهُمْ  
لَمَّا يَكُونُ زِيَادَتُكَ وَلِهَذَا يُفْهَمُ  
فَنَالَهُمْ هُنَاكَ فِي مَلَكَاتِهِمْ كَاهِنَتَنَا  
وَأَعْلَمُ أَنَّ النَّاسَ فِي  
نَشْأَةِ الْقَبْرِ مَسْئُولُونَ  
عَنْ اخْلَاقِهِمْ وَمَلَكَاتِهِمْ وَفِي  
نَشْأَةِ الْحِسَابِ مَسْئُولُونَ  
عَنْ أَعْمَالِهِمْ وَعَقَائِدِهِمْ

## ہمیت کو چار طریقوں سے نفع پہنچایا جاسکتا ہے

ہمارے ذوق کے مطابق تحقیقی  
بات یہ ہے کہ ہمیت کو چار طریقوں  
میں سے کسی ایک طریقہ کے ساتھ نفع  
پہنچایا جاسکتا ہے پہلی ہمیت کے آثار  
اور احباب کے ساتھ نیک سلوک کیا  
جائے یہ خود اس ہمیت کے ساتھ احسان

وَالَّذِينَ تَحَقَّقُوا  
ذَوْقَنَا أَنَّهُ لَا يَجُوزُ أَنْ  
تُعْمَلَ لِلْمَدِّتِ إِلَّا عَلَى  
أَرْبَعَةِ رُجُوهٍ أَمَّا أَنْ  
يَكُنَّ قَارِبَةً وَأَحْبَابَةً  
فَكَانَتْ يُبْذَرُ بِهِ

وَأَمَّا أَنْ يَرْدَّ رَكْعَةً وَيَعْدَأَ  
عِنْدَهُ الْقُرْآنَ قِيَامًا  
بِهِ وَأَمَّا أَنْ يَتَوَكَّبَ عَنَّهُ  
فَيَتَصَدَّقُ عَنَّهُ أَوْ يَتَّقُ  
عَنَّهُ أَوْ يَخْبِرُ عَنَّهُ كَمَا فِي  
الْحَوَالَةِ عَنِ الْمَنِيِّ وَغَيْرِهَا  
وَأَمَّا أَنْ يَسْتَغْفِرَ اللَّهَ تَعَالَى  
كَهَيْئَتِهِ يَفْضُلُهُ رَدُّ رُفْعِهِ  
دَرَجَاتِهِ وَيُجَاوِزُ عَرَسَاتِهِ  
وَأَمَّا مَا سَوَى ذَلِكَ مِنْ  
أَلَا سَمْعًا وَبَصَرًا وَغَيْرِهَا  
فَلَيْسَ بِشَيْءٍ

وَلَا إِخْرَاجَ سَمْعِكَ مَا صَحَّ  
مِنْ مَتَّبِعِ الذِّكْرِ عَلَى ذَرْبِهَا  
الْمَلُوكُ وَالْمُسْلِمَاتُ مِمَّا  
يَسْتَأْذِنُ عَلَى تَجَرُّدِ الْأَدْرَاجِ  
الطَّيِّبَاتِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ  
فَاجْعَلْهُ مِنْ مَوْجِبَاتِ  
مَا خَضَعْنَا لَكَ أَنْ

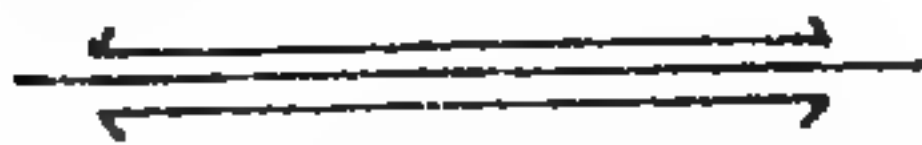
کہ ناہو گا سلیبت کی زیارت کو جائیں  
اور اس کے پاس قرآن مجید کی تلاوت  
کریں اس سے اس کو انس حاصل ہوتا  
ہے اس کی طرف سے نامیب ہو کر  
صدقہ کریں یا غلام آزاد کریں یا حج کریں  
یسیا کہ میت کی طرف سے حوالہ کیا جاتا  
ہے (۱) یا اللہ تعالیٰ سے اس کے  
لئے استغفار کریں اس کو اللہ تعالیٰ  
اپنے فضل سے قبول فرما کر اس کے  
درجات بلند فرمائے گا اور اس کی  
سینا معاف کرے گا لیکن استمدا اور متروک  
فاتحہ وغیرہ کی کوئی صلیت نہیں۔

اور حیو قوت تمہارے کالوں نے یہ بات  
سمجھ لی جو کہ ہم نے چشمہ نبوت علی صاحبہا  
الف الف صلوٰۃ والفاء الف تسلیم سے  
نقل کی ہے تو پھر سمجھو کہ یہ چیز جو تجرّد  
ارواح اور روحوں کے ملائکہ کے ساتھ  
پرداز کرنے پر دلالت کرتی ہے تو اسے  
ہمارے فاضلات کا موبد سمجھو کیونکہ



لَهُمْ أَمْكِنَةٌ شَقِي فَوْقَ السَّمَاءِ وَ  
عِنْدَ الْقَابِرِ وَفِي كَرَّةِ الْهَوَاءِ +  
وَالْأَصْلُ فِي تَخْصِيصِ الْأَمْكِنَةِ  
بَعْضُهُمَا دُونَ بَعْضٍ لِحُجَّتِهِمْ  
بِالطَّائِفَةِ الْمُخْصَرَّةِ وَكَهَيْدِ  
النَّوَاحِ مِنَ الْعَذَابِ كَالْعَلْبِيِّ  
وَالْمَحْسُوسِ الْجَسَدِيِّ وَ  
الْأَصْلُ فِي تَخْصِيصِهَا  
مَكَانَاتٍ أَصْعَفَ بِهَا  
لَا يَسْتَعْدَادُ الْبَدَنُ وَمِثْلُ  
ذَلِكَ أَتَوَاعُ الثَّوَابِ وَخَدُّ  
يُجِبُ الْبَدَنُ مَحْفُوظًا لِقُوَّةِ  
النَّفْسِ فَلْيُؤَاوِهَا إِلَى الْقَبْرِ  
وَهِيَ أَكْثَرُ الشَّهَادَةِ  
وَحِكْمَةُ الْقُرْآنِ وَالْعَذَابِ  
الْمَحْسُوسِ سَبَبٌ  
كَذَلِكَ +

روحوں کی قرار گاہیں مختلف ہیں آسمان  
کے اوپر قبر کے پاس در کدہ ہوائیہ ہیں،  
تخصیص مکان کی بناء اس پر ہے،  
کہ بعض روحیں بعض خاص جہاتوں  
میں جا کہ شامل ہو جاتی ہیں اور ان کے  
عذاب کی بھی قسمیں مختلف ہیں، علمی  
اور محسوس جسمی، کسی خاص قسم کے عذاب  
میں مبتلا ہونگی و جسم وہ ملکات  
ہوتے ہیں کہ جن سے آدمی اپنی اپنی  
استعداد کے مطابق موصوف ہوتا ہے  
اور ثواب کے اقسام بھی اسی طرح ہیں  
بعض اوقات میرت، کاسم محفوظ رہتا  
ہے جس کی وجہ نفس کا قوی ہونا اور  
تجربہ کی طرف رجوع کرنا ہوتا ہے اکثر شہداء  
اور حافظ قرآن اسی قسم میں داخل ہیں  
عذاب محسوس کے بھی کچھ اسی قسم کے  
اسباب ہوتے ہیں،



الْمَنْزِلِ الثَّانِي مَنَزِلُ الْقِيَامَةِ الْكُبْرَى وَالْبَعْثِ

دوسری منزل قیامت کبریٰ اور بعث بعد الموت

مسح وصال اور مہدی علیہ السلام

يَعْلَمَنَّ الْيَهُودُ كَمَا

طَغَوْا وَكَفَرُوا وَقَتَلُوا النَّبِيِّينَ

وَهَتَكُوا يَحْيَىٰ بْنَ مَرْيَمَ

صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِمْ

مَلَائِكَتُ حَقِيقَتُهُمْ حُورًا وَجَفَاءُ

وَبَلَغَتْ خَطِيئَاتُهُمْ

عَنَانَ السَّمَاءِ

فَالشُّرُورُ الَّتِي كَانَتْ مِنْ قَبْلُ

فِي عَادٍ وَثَمُودَ وَغَيْرِهِمْ أَيْضًا

بَلَغَتْ عَنَانَ السَّمَاءِ وَكَانَ لَهَا

أَثَارُ يَمْصُوجُهَا فَلَمَّا كَانَتْ شُرُورُ

الْيَهُودِ اتَّخَذَتْ مَعَهَا ثَمُودَ وَحَدَّثَتْ

الشُّرُورُ كُلُّهَا وَاتَّخَذَتْ وَحَقَّقَتْ فِي

نَشَاةٍ أَنْتُمْ دَعَاكُمْ كَمَلِ

جب یہودی سرکشی اور ان کا

نمرد و عصیانِ احد سے تجاوز کر گیا چنانچہ

انبیاء کرام کو قتل کیا اور حضرت مسیح

کی توہین کی تو ان کے صف اعمال

ان مظالم اور بد اعمالیوں سے بے نیاز

ہو گئے اور ان کے گناہوں کے اثرات

آسمان تک پہنچ گئے

اس سے پہلے عاد اور ثمود اور دیگر اقوام

طانیہ کے گناہ آسمان تک فضا پر کہ

چلے تھے اور ان کے آثار خصوصی نمایاں ہو

چکے تھے اب یہودی برائیاں ان کے

ساتھ لے کر تمام شرور کی ایک حدت

ہو گئی اور ایک ایسے عالم میں ان کا

تحقق ہوا جو اس عالم سے کامل تر ہے

فَكَانَتْ رَجُلًا سَوِيًّا هُوَ  
 الْمَسِيحُ الدَّجَالُ مُتَسَلِّحًا  
 فِي جَانِبِ الشَّرْقِ كُلِّ  
 مُتَسَلِّحٍ لَمْ يَزَلْ يَفْلَحْ خَفَاةً  
 مِنْهُ تَعَالَى فَلَمَّا نَزَلَ الْخَوَاصِثُ  
 الشَّرِّيَّةُ يَقَعُ وَكَمَا لَمْ يَتَزَايِدْ  
 حِينَئِذٍ فَحِينَئِذٍ يُعِثُّ  
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ وَطَلَعَ الْأَسْحَدُ  
 الْمُطَلَقُ مِنْ فَوَادِهِ قَاضِطَةً  
 لَتَا جَالٍ وَاعْتَلَّ جَانِبًا  
 فَلَمَّا بَعْدَ الْعَهْدِ عَنْهُ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَثُرَتْ  
 الشُّرُورُ وَكَوَفَرَتْ الْوَقَالِعُ  
 صَارَ كَمَا لَمْ يَتَزَايِدْ وَثَنًا  
 بَعْدَ وَثَنٍ وَكُلُّ شَيْءٍ  
 يَلْحَقُ بِهِ لَحُوتِي الْجَزِيَّةِ  
 يَا تَحْلِي حَتَّى إِذَا مَلِئَتْ  
 الْأَرْضُ حَيْرًا

یہ برائیاں ایک نئے مذہب کی شکل میں  
 نمایاں ہوئیں جس کا نام اصطلاح شرع  
 میں مسیح دجال ہے دجال کو شرور کی  
 جانب سے اصطلاح حاصل ہے اور اصطلاح  
 خواہ کسی جانب ہو وہ ارتقاء کا موجب  
 ہوتا ہے چنانچہ برائیاں ظہور کرتی رہیں  
 اور دجال اپنی کابلیت اور تمام کو  
 پہنچ گیا یہاں تک کہ رسول اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور اسم مطلق  
 آپ کے قلب مبارک سے روشن ہوا، تو  
 دجال مجبوراً روپوش ہو گیا لیکن جب  
 عہد نبوت پر ایک زمانہ گزر گیا اور  
 شرور کی کثرت ہوئی اور برائی کے  
 واقعات بکثرت ظاہر ہونے لگے تو  
 دجال کی شرارتوں میں پھر ترقی شروع  
 ہوئی اور جو برائی دنیا میں ہوتی تھی وہ  
 اسکے ساتھ جا ملتی جس طرح کہ جزئی اپنی  
 کلی سے لاحق ہو جاتی ہے اور جب  
 اس طرح تمام زمین ظلم اور بدعتوں



وَقُلْنَا وَضَعْنَا لَكَ  
 الْأُمَّةَ فَأَخَذْنَا بِحَقِّهَا  
 الْأَسْمَاءَ الْجَامِعَةَ الْمُحْتَدِقَةَ  
 فَتَجَلَّى بِرَحِيلِ اسْمِهِ  
 كَلَامُهُ بِعَيْنِهِ وَخَلَقَهُ  
 تَخْلُقُهُ وَهَذَا يَكُونُ بِهِ  
 فَأَقَامَ بِهِ الْأُمَّةَ  
 الْغُرُجَاءَ وَمَلَائِكَةَ الْأَرْضِ  
 عَدْلًا فَالْقَبَضَ النَّجَالُ  
 حَيْثُ نَزَلَ وَكَرَّمَ لَكَ  
 نَفْسَهُ فَخَرَجَ يَدْعِي  
 الْأَكْرَهِيَّةَ وَفُتْسَلُ فِي  
 الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ  
 وَلِيُضِلَّ النَّاسَ حَتَّى  
 يَكْفُرَ ذَلِكَ بِجَنَاتِ السَّمَاءِ  
 فَزَا حَمَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْعَبَسِيَّةُ  
 كَاتِبَةً مَعَهَا لِيُشْرَفَ  
 الْيَهُودَ الْفِي مَنَاقِبِهَا نَشَأَتْ  
 بِبَيْتِهِ وَتَأَيَّدَ ذَلِكَ

سے لبریز ہو جائے گی اور امت مرحومہ  
 کے اکثر لوگ گمراہی میں مبتلا ہونگے  
 تو اہم جامع محمدی اس حالت میں ان کی  
 دستگیری فرمایگا اور وہ اسم پاک ایک  
 ایسے شخص پر تجلی فرمایگا جن کا نام  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی  
 کے موافق ہو نیلے علاوہ ان کا حلیہ اور  
 اخلاق بھی آپ کے موافق ہوں گے  
 انکے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس امت کو جو  
 مبتلائے ضلالت ہوگی راہ راست پر  
 لایگا اور وہ زمین کو عدل و انصاف  
 کے ساتھ بھر دیں گے اس وقت جہاں  
 سے نہیں رہا ہوگا اور وہ الوہیت کا  
 دعویٰ شروع کر دیگا اور ہر طرف سے  
 لوگوں کو گمراہ کرنے میں ہمہ تن مصروف  
 ہوگا جب اسکی یہ کوشش انتہا تک  
 پہنچ جائیگی تو اسم پاک عیسوی اس کے  
 مٹانے پر متوجہ ہوگا اس تخصیص کی وجہ  
 یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یہودی شہرتوں

بِکَمَالٍ الْاِسْمِ الْجَامِعِ  
 الْمُعْتَمِدِ قَتَلَ وَقَتَلَ  
 الَّذِیْ جَالَ وَمَلَکَ الْاَرْضَ وَ  
 اَذٰی حَقَّ الْاِسْمِ الْجَامِعِ حَتَّمْ  
 سَطَعَ رُوْحُ الدَّجَالِ وَهَمَّ  
 شُرُوْرًا لَمْ تَوْحِدْهُ مُبْتَرًا وَاحِدًا  
 فَاهْلَکَ النَّاسَ بِیَا جَمِّحٍ مَا جَمَّحَ  
 حَتَّمْ اِرْتَفَعَتْ بِهَمِّ عِثْبِیْ وَلَمَّا  
 قُبِضَ عِثْبِیْ دَرِهَتْکَ النَّاسُ حَتَّى  
 الشُّرُوْرُ وَصَادَ الدَّجَالُ رُوْحًا  
 مَرُوْرًا حَتَّمْ الْفَسَادَ حَتَّمْ مَا کَانَ  
 یَسْتَطَاعُ اَنْ یُّرْبِیْہُ وَلَا یَقْرِیْہُ حَاجَاتِ  
 الْقِیَامَةِ حَتَّمْ لِنِیْطَامِ الْعَالَمِ وَ  
 مَفْسَدًا لِّلرِّبِیَّةِ فَاَقْضٰی عَلٰی  
 ذٰلِکَ بِرُھْتٍ مِّنَ الزَّمَانِ \*

کیلئے بمنزلہ حقائق کے تھے اور اسم جامع  
 محمدی سے اسے مزید تقویت حاصل ہوگی  
 اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر  
 دجال کو قتل کرینگے اور زمین پر حکومت  
 کیلئے اسم جامع کا حق ادا کرینگے تھوڑے  
 زمانہ کے بعد دجال کی روح جو مجموعہ  
 شرور کی وحدت تھی یا جوج ماجوج کی  
 شکل میں ظاہر ہوگی چنانچہ لوگوں کو یہ  
 ہلاک کریں گے دران کے اثرات پھر حضرت عیسیٰ  
 علیہ السلام کی توجہ سے ختم ہو جائینگے جب عیسیٰ علیہ  
 السلام رحلت فرمائیں گے لوگ پھر براہوں میں مبتلا  
 ہو جائیں گے دجال کی روح مطر طرح ان میں سرایت  
 کرتی جاگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شر اتنا پھیلے گا جس کا  
 بیان کی تقریر و تحریر قوت نہیں رکھتی اسی حالت  
 میں قیامت کا ظہور ہوگا جس سے تمام نظام عالم پر

برہم ہو جائے گا اور کوئی چیز بھی موجودہ نظم کے مطابق نہیں رہے گی۔

اُشْمَ اَنْشَأَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ  
 نَشْأَةً اُخْرٰی تَتَعَلَّقُ  
 النَّفْسُ بِیَا لَاشْبَاحِ

اسی طرح زمانہ گزر جائیگا اور پھر افسر  
 تعالیٰ ایک اور نشاۃ کا آغاز فرمائیگا  
 اور پھر ادراج کو پیش آمدہ معدات کے

الْمَعْدَاتِ تَقَعُّمٌ وَيُعْشَوْنَ وَ  
حِينَئِذٍ يَكُونُ دُنْيَاوَتِينَ  
كَمَا كَانُوا تَمَّ بَعْدَ بَرْهَةِ  
يَفَاضُ عَلَيْهِمُ السَّبُوحُ  
فِي تَشَاوَتِ نَشَاةٍ أُخْرَى  
وَقَدْ وَرَدَ فِي بَعْضِ  
الْأَحَادِيثِ أَنَّهُ يُمَطَّرُ  
هَنَّاكَ مَطَرٌ تَيْبَتُورُ فَإِنْ  
حَلَمَ فَمَوْيِيَانٌ لِلْمَعْدِ وَوَرَدَ  
فِي بَعْضِهَا أَنَّهُمْ يُخَيَّرُونَ حَيَاةَ  
شَدِيدَةٍ ثُمَّ يَدْعُونَ إِلَى  
الْمَوْقِفِ وَهَذَا شَرْعٌ لِلنَّشَاةِ  
الْأُخْرَى كَمَا ذَكَرْنَا

وَالنَّاسُ عِنْدَ قُرْبِ  
الْقِيَامَةِ عَلَى خُرُوبٍ شَقِ  
مِنْهُمْ كَامِلٌ تَامَ الْكَمَالُ وَ  
مِنْهُمْ نَاقِصٌ تَامَ النِّقْصَانُ  
وَذَلِكَ لِأَنَّ الشَّرَّ الْكَامِلَ  
هُنَا لَكَ لِلدَّجَالِ وَالْخَيْرُ

مطابق اجسام کیساتھ تعلق حاصل ہوگا  
اور سب کو مبعوث کیا جائیگا اور اس  
وقت سب اسی حالت پر ہو جائیں گے  
جیسا کہ دنیا میں پھر کچھ زمانہ کے بعد ان  
پر سبوح کا افاعنہ کیا جائیگا اور وہ ایک  
اور نشاۃ اختیار کریں گے، اور بعض  
احادیث میں آیا ہے کہ اس وقت ان پر  
بارش برساتی جائے گی سو اگر یہ خبر  
صحیح ہے تو پھر یہ معجزہ کا بیان ہے  
اور بعض احادیث میں ہے کہ ان پر سخت  
حیرت طاری ہوگی پھر ان کو موقف  
کی جانب بلا جائیگا غرض کہ یہ نشاۃ اُخری  
کی تشریح ہے،

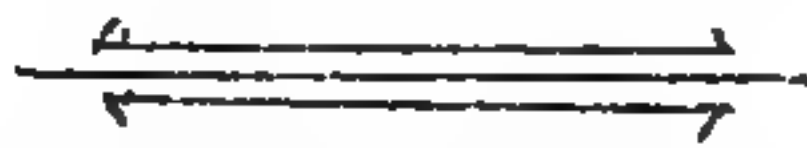
قیامت کے قریب لوگوں کی  
مختلف قسمیں ہونگی بعض ان میں سے  
کامل ہونگے کہ جن کا کمال تام ہوگا اور  
بعض ناقص کہ جن کا نقصان بھی کامل ہوگا  
اور یہ اس وجہ سے کہ شر اس وقت دجال  
کی وجہ سے کامل ہے اور امام مہدی



الْمَقْدِسِ وَعِيسَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ  
 وَلِذَا لَكَ بِمِلَّةِ هَذِهِ هَذِهِ كُلُّ  
 قِيَمَةٍ هُوَ بِنَفْسِهِ وَجْهٌ وَالتَّوْحِيدُ  
 حَيْثُ مِنْكَ شَرَفٌ عَلَى كُلِّ وَائِفٍ  
 النَّاسِ أَمَّا الْخِيَارُ فَلَا نَسْلَاحَ لَهُمْ  
 وَأَمَّا الشَّرُّ أَرَقْلًا نَقِيًّا دِهْمًا  
 لِلدَّجَالِ بِحَسَبِ الْأَسْتِعْدَادِ  
 وَالذَّوْلَةُ كَثْرَتُ حَسَبِ الظَّاهِرِ  
 يَنْقَسِبُ عَلَى شُعُوبِ النَّاسِ  
 يَكُلُ فِي زَمَانٍ وَكَانَ لِلْحِجَازِ  
 ثُمَّ لِلْعِرَاقِ ثُمَّ لِأَهْلِ الْفَارِسِ  
 ثُمَّ لِأَهْلِ الْإِسْنِدِ وَرَجَعَ الْيَوْمَ  
 إِلَى الْأَخَاغَةِ فَيَكُنْ لَكَ الذَّوْلَةُ  
 الْبَاطِنِيَّةُ عَلَى هَذَا التَّرْتِيبِ  
 وَلَكِنْ الْأَخَاغَةُ وَأَهْلُ الْفَارِسِ  
 لَا يُوجِدُ قَبْرَهُ إِلَّا نَسْلَاحُهُ  
 قَطُّ فَكَمَا لَا تَهْدِي مَرَاجِيئُهُ

اور عیسیٰ علیہ السلام کی بنا پر خیر کاٹل ہے  
 اس لئے ہر ایک کو اسی کے مطابق پیرو  
 مل جائیں گے اور توحید تو سو وقت  
 تمام لوگوں پر منکشف ہو جائے گی،  
 نیکیوں پر تو انسلاخ ہو نیکی وجہ سے  
 اور بُروں پر اس لئے کہ وہ حسب استعداد  
 دجال کے مطیع ہوں گے

اور دولت ظاہر کے لحاظ سے مختلف  
 اقسام میں مختلف لوگوں پر منقسم ہو  
 گی، اولاً حجاز پھر عراق اور پھر فارس  
 اور اسکے بعد ہندوستان و لے اور  
 آج کل افغان اس پر فائز ہیں اور  
 اسی طرح دولت باطنیہ اسی ترتیب کے  
 مطابق ہوگی لیکن افغانہ (افغان)  
 اور اہل فارس میں قطعی طور پر انسلاخ  
 نہیں ہوگا، کیونکہ ان کے کمالات  
 مزاجی ہیں،



# الْمَنْزِلُ الثَّلَاثُ مِيزْلُ يَوْمِ الدِّينِ

## تیسری منزل - یوم جزا و سزا

وَفِيهِ مِنَ الْجَنَائِبِ مَا  
لَيْسَ فِي غَيْرِهِ وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ  
فِيَرَأَتْهُ مَنَزِلٌ جَنَسَانِي  
يُغَارِقُ جَسْمَانِيَّةً جَسْمَانِيَّةً  
الدُّنْيَا مِنْ وَجْهَيْنِ قَدْ  
ذَكَرْنَا كَمَا مِنْ قَبْلِ مَا عَلَّمْنَاكَ  
عَلَى الصُّحُفِ فَأَعْلَمْنَا إِذَا أَتَرْنَا  
تُسْتَحْضَرُ تِلْكَ الصُّحُفُ فِي  
الْمَقَرِّ صَالِحٌ تَمَّ تَفَاضُلٌ عَلَيْهِمَا  
الشُّيُوعُ الْجَلَالِي وَالْجَمَالِي فَيَمَثُلُ  
تِلْكَ الصُّورُ أَجْسَادًا وَتَلْهُوًا  
الْأَفْعَالُ الْمُبَاحَثَةُ الَّتِي لَا تُورِثُ  
مَلَكَةً خَبِيثَةً وَلَا صَدْرَتٌ مِنْ  
خَبِيثٍ قَوِيٍّ فِي الْبَاطِنِ وَلَا مَلَكَةً

اور اس میں وہ عجائبات ہیں جو  
اور مقامات میں نہیں، اور تحقیقی قول  
یہ ہے کہ یہ ایک منزل جسمانی ہے جس کی  
جسمانیت دنیا کی جسمانیت کے طریقوں جدا ہے  
اور ہم ان کا تذکرہ پہلے کر چکے، کیونکہ  
انہیں علم صحف کا علم ہو گیا ہے تو اس  
وقت یہ سمجھو کہ میدان قیامت میں  
صحف کو حاضر کیا جائیگا اور حیلالی  
و جمالی دونوں طریقوں سے اس پر  
افاضہ ہوگا، تو وہ صورتیں حساب و میں  
تمثل ہوں گی اور وہ افعال مباحثہ کہ  
جن سے کوئی خبیث ملک پیدا نہیں ہوتا  
اور نہ ہی قوائے باطنی سے کوئی خبیث  
صادر ہوتا ہے اور نہ ملک طیبہ ہوتا ہے

اور نہ قوائے باطن سے کوئی ملکہ طیبہ  
صدور کوڑتا ہے ان سب کو لغو کر دیا جائے  
گا اور یہ سب مضمحل ہوں گے کیونکہ سیورغ  
کی ان تک سائی نہ ہوگی،

طَيِّبَةٌ وَلَا حَادَ رَاسِهَا مِنْ  
طَيِّبٍ قَوِيٍّ فِي الْبَاطِنِ دَائِمًا  
تَضْمَعُ حُلَّ لِعَدَمِ رَوْحِ حَوَلِ  
السُّبُوتِ غَيْرِ الْيَقَافِ

## صفت علم تمیزی

پھر اشارتعالیٰ کی صفات میں سے  
ایک صفت علم تمیزی ہے جس کا مفہوم  
وہ ملکہ ہے جس کے ذریعہ دو مشتبہ اور  
ملتبس چیزوں میں فرق کیا جاسکے اور وہ  
آیات جو کہ اس بات پر دلالت کرتی  
ہیں کہ واقعہ احد مثلاً اس لئے ہوا تھا  
تاکہ اللہ تعالیٰ صاوقین اور کاذبین  
کو جان لے اسی صفت پر مثال ہیں  
مقصود اس سے یہ ہے جیسا ہم سمجھتے  
ہیں واللہ اعلم کہ یہی صفت تمیزی اس  
واقعہ کے ظہور میں انیکا مبداء اور سبب  
تھی جیسا کہ دیگر صفات کا بھی اسی  
واقعہ میں ظہور ہوا اس صفت کے

تَمَرَاتُ اللَّهِ تَعَالَى حَقَّةً  
هِيَ الْوَحْدَةُ الشَّيْذِيَّةُ آتِيَّةٌ  
حَقَّةً هِيَ مَلَكَةُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ  
الْمُتَلَبِّسِينَ الْمُشْتَبِهِينَ وَ  
الْآيَاتِ الَّتِي تَدُلُّ عَلَى أَنَّ  
وَأَقْعَةَ الْأَحْكَامِ مَثَلًا كَانَتْ  
لِيَعْلَمَ الْبَيْنَ حَكْمَ خَوَادِ  
لِيَعْلَمَ الْكَافِرِينَ دَائِمًا الْمَرَامُ  
مِنْهَا فِي مَا تَرَى وَاللَّهُ أَعْلَمُ  
أَنَّ هَذِهِ الصِّفَةُ التَّمْيِيزِيَّةُ  
هِيَ سَبَبٌ وَمَبْدَأٌ  
لِفَرْقِ الْوَاقِعَةِ كَمَا أَنَّهَا  
مِنْ ظِلَالِ سَائِرِ الصِّفَاتِ



اَيْضًا وَمِنْ الْعُكُوسِ لِهُدَاهِ  
 الصِّفَةِ جَوْهَرٌ عَلَى شَاكِلَةِ  
 الْمِيزَانِ بِهَا يَتَمَيِّزُ بَيْنَ  
 الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لِحِسَابِ  
 اَيْضًا مِنْ مَظَاهِرِهَا فَيَقَاضِ  
 حَقُّ رِاقَمَةِ الْمِيزَانِ فَاحْتِ  
 اِجْمَالِيَّةٌ كَلِيَّةٌ عَلَى هَيْئَةِ كُلِّ  
 الْمَوْجُودَاتِ فَيَعْرِضُ فَوْزَ أَعْمَالِهِمْ  
 وَنَكَارَ بَعْضِهِمَا وَثَابِتَةً بِبَعْضِهَا  
 مَرَّةً وَاحِدَةً فِي كَيْفِ الْبَصْرِ أَدَّ  
 هُوَ أَشْرَبُ دَهْنًا مَعْنَى قَوْلِهِ  
 تَعَالَى وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ  
 وَمِنْ الْعَجَائِبِ فِي تِلْكَ الدَّارِ  
 الْجَلِيلَةِ الشَّانِ أَنَّ الرَّجُلَ  
 الْوَاحِدَ إِذَا كَانَ ذَا مَظَالِمٍ  
 كَثِيرَةٍ يَكُونُ يَحْدُدُ تِلْكَ  
 الْمَظَالِمِ مُتَجَسِّدًا عِنْدَ  
 هَذَا وَعِنْدَ ذَلِكَ وَهُوَ فِي  
 نَفْسِهِ مُتَكَلِّمٌ بِجَمِيعِ الْأَكَاوِرِ

عکوس اور مظاہر ہیں سے ایک جوہری چیز  
 ہے جس کو میزان سے مشابہت ہے  
 اور جو حسنات و سیئات میں فرق کر نیکا  
 ذریعہ ہے حسنات بھی اسی صفت کا  
 مظاہر ہے جو وقت میزان قائم ہوگی  
 تو تمام موجودات پر اس صفت تمیزی  
 کا اجمالی مظاہر ہوگا تو وہ اپنے اپنے  
 اعمال کا اعتراف کرینگے اور بعض کو  
 سزا اور بعض کو جزا دے ایک ہی لمحہ میں  
 دیدی جائیگی فی لمح البصر اودھو  
 اقرب اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان  
 واللہ سریع الحساب کا مطلب ہے،  
 اور اس دار جلیبہ کے عجائبات میں  
 سے یہ بھی ہے کہ جس شخص نے بہت  
 لوگوں کے حقوق غصب کئے ہوں گے  
 اور ان پر ظلم کیا ہوگا تو وہ بیک وقت  
 ان سب کی جوابدہی کیلئے مستعد مقامات  
 پر مجرم کی حیثیت سے کھڑا ہوگا، اور  
 اس کا نفس تمام ان مصائب سے غمزدہ ہوگا

عَسَدَ ذَٰلِكَ يَتَّبِعُ كُلَّ  
حَبْلٍ لَّهٖ رَهَقَةٌ وَهَوَاةٌ ۝

أَمَّا الْفَسَقَةُ الْفَقْلَةُ مِنْ  
الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّهُمْ يَتَّبِعُونَ  
مُتَوَلَّاتَ حَسَنَةٍ أَوْ وَهْمَةٍ أَوْ  
عَقْلِيَّةٍ كَأَنَّهُمْ يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ  
تَعَالَى عَلَيْهِمْ أَدْبَارُ خُلُوفِ النَّارِ  
وَيَعَدُ ذَٰلِكَ بِضَرْحِ حَبْلٍ  
الضُّوْرَةِ إِلَى مَا لَا ضَوْوْرَةَ لَهُ  
وَذَٰلِكَ لِشَدَارَةِ الشَّرَفَادَةِ  
الَّتِي كَأَنَّهُمْ يَتَلَفَّظُونَ نَهَا  
وَأَمَّا الْعَاقِبُونَ مِنَ الْبَرَّةِ  
الَّذِينَ إِذَا رَأَوْهُمْ الْحَسَنُ  
تَمَثَّلَ مَا لَمْ يَوَيِّرُوا النُّظْرَةَ  
وَنَحْنُ نُسَيِّدُ ذَٰلِكَ لُذْرًا  
الْغَيْبِ فَإِنَّهُمْ يَصْعَدُونَ  
فِي مَعَارِجِ إِذَا رَأَوْهُمْ كَأَنَّهُمْ  
بِمَعْنَى أَن إِذَا رَأَوْهُمْ  
الْغَيْبُ الْمُبِينُ

اور یہ وہ مقام ہے کہ جس وقت ہر ایک  
شخص اپنے معبود اور سوائے نفس کے تابع ہوگا  
اور مسلمان ہیں جو فاسق اور غافل

حضرات ہیں وہ اس صورت پر ہونے یا حسیہ  
یا عقلیہ کی پیروی کا کہ نیکی جیسے انہوں نے  
معبود ہونے کا تصور باندھ رکھا تھا اور یہ  
سب وزخ میں داخل کئے جائیں گے  
پہا تک کہ یہ صورت اس چیز کی طرف  
مضمحل ہو جائیگی جو کہ صورت سے منزہ  
ہے اور یہ اس کلمہ شہادت کا تدارک  
ہے کہ جس کو وہ اپنی زبان سے ادا کیا  
کہ تے تھے لیکن عامی لوگ کہ جن کے  
اعمال نیک ہیں اور جوابدہ رکھلا تے  
ہیں ان کا ادراک حسی ہویت مطلقہ  
کو کسی نہ کسی طرح متمثل کہ دیتا ہے جس  
کو ہم نور غیب کی ساتھ موسوم کرتے  
ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ادراک کے  
معارج میں صعود کرتے ہیں باری طور  
کہ ان کا وہ ادراک جو کہ غیر واضح تھا تو

يَصْبِرُكَ حَيْلُ السُّبُوحِ  
الْمُفَاضِ عَكْبَةٍ بَيْنَنَا  
فَيَعْرِفُونَ اللَّهَ تَعَالَى  
حَقَّ الْمَعْرِفَةِ .

وہ ان پر سبوح کے کمال فائزہ کی وجہ سے  
واقع اور روشن ہو جائیگا تو ہر وقت  
وہ اللہ تعالیٰ کو کمال معرفت کیساتھ  
پہچان لیں گے،

وَكَذَلِكَ الْعَابِدُونَ يَصْعَدُونَ  
فِي مَعَارِجِ الْعِبَادَةِ إِتْرَالِي  
حَقَائِقِهِ مَا وَهَذَا عَلَمٌ عَمِيقٌ .  
توحید پر گامزن ہوں گے (یہ ایک عمیق علم ہے،

اور اسی طرح وہ عابد حضرات تک معارج  
عبادات کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے  
کوشاں رہے ہوں گے (وہ بھی شاہ راہ  
توحید پر گامزن ہوں گے) یہ ایک عمیق علم ہے،

### مقام شفاعت

الشفاعة سُبُوحٌ جَمَالِي  
يَسْتَنْزِلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَبْدَأٍ يَتَعَيْنُ  
الَّذِي هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ شَاقَّة  
إِضْمِخْلَالِ السَّيِّئَاتِ  
الْمُسْتَقَرَّةِ فِي الصُّحُفِ .

شفاعت ایک سبوح جمالی ہے  
جس کے نزول کا موجب رسول اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم کا مبدئ تعین یعنی الحی  
القیوم ہے اس کی شان یہ ہے کہ جو  
برائیاں صحف اعمال میں ثبت ہو  
جاتی ہیں وہ مٹو ہو جاتی ہیں،

وَلِكُلِّ نَبِيٍّ شَفَاعَةٌ عَلَى شَأْنِهِ  
سُبُوحُهُ وَتَرْبِيَّتُهُ إِلَى الْخَيْرِ  
الْثَّامِ وَالْحَقِّ وَالْمِيلِ الثَّامِسِ

اور ہر ایک نبی کے لئے اسکے سبوح  
اور قرب الی اللہ کے مطابق شفاعت  
کا مقام ہے شفاعت سے وہی لوگ



بِالشَّفَاعَةِ أَقْرَبُ بَعْدَ رَأْيِ الْأَنْبِيَاءِ  
وَلَمْ يَشَلْ ذَلِكَ شُرْحَ الْفَصْلَةِ  
وَالنَّسَلِيَّاتِ عَلَيْهِمْ وَشَفَاعَتُهُ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرُ  
الشَّفَاعَاتِ وَمِنْ الْمُتَحَقِّقِ  
لَدَنِّي وَآتَهُ وَإِنْ كَانَ  
هَذَا الْعَالَمُ أَضْمَانِ بَرَكَاتٍ  
سُبُّغِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
سَلَّمَ لَكِنْ فِي ذَلِكَ الْعَالَمِ  
سَيَظْهَرُ هَذِهِ الْكَرَامَةُ  
لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
ظَهْرًا كَيْسَ هَذَا الظَّاهِرُ  
عَشْرَ عَشِيرَةٍ كَمَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدْمُ مَنْ دُونَهُ  
تَحْتَ لَوَائِي وَلَا فُخْرَ

زیادہ پہرہ ور ہو سکتے ہیں کہ جن کو انبیاء  
کرام سے زیادہ قرب حاصل ہے اور درود  
وسلام کے شروع ہونیکا یہی راز ہے،  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت  
ام الشفاعات ہے، اور میرے نزدیک  
یہ بات متحقق ہے کہ اگرچہ اس عالم مادی  
میں بھی آپ کے سبورغ کی برکتیں کچھ کم  
ظہور میں نہیں آئیں لیکن عالم آخرت  
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ  
کرامت ایسی ظاہر ہو گئی کہ دنیاوی  
کرامتیں سکا عشر عشیر بھی نہ ہوں گی  
اسی واسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام وغیرہ  
سب میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہوں  
گے اور اس پر مجھے کوئی فخر نہیں،

## حوض کوثر اور پل صراط

حوض کوثر دراصل آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی ہدایت کا تمثیل ہے، چونکہ

وَالْحَوْضُ هَذَا آيَةُ صَلَّى

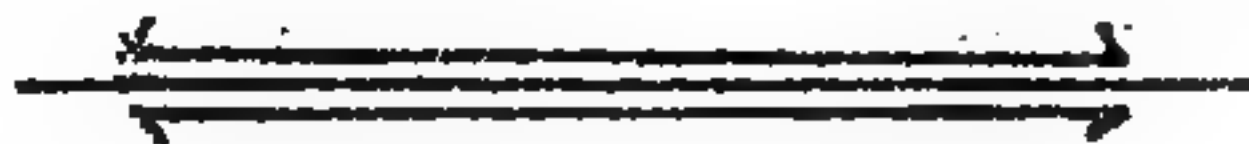
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجَسَّدَتْ

هَذَا مَا لِمَشَارِقَةِ قَوْيَةٍ  
بَيْنَ الْعِلْمِ وَالْمَاءِ وَآرِي أَنْ  
يَكُلِّي نَبِيَّ خَوْضًا غَيْرَ أَحْوَضَ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أَمَّا الْحَيَاضُ ۝

وَالِضْرَاطُ هُوَ الْضَرَّاطُ  
الْمُسْتَقِيمُ تَجَدَّدَتْ هُنَاكَ  
أَحَدٌ مِنَ السَّيْفِ كَادَتْ  
مِنَ الشَّعْرِ الْيَسْرِ سَوَّلَ  
اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَسَرَ قَوْلَهُ تَعَالَى إِنَّ هَذَا  
حَرَّاطٌ مُسْتَقِيمٌ خَائِبٌ يَبْعُوهُ  
وَلَا تَتَّبِعُوهُ لَسَبِيلَ الْآيَةِ  
يَخْطُ مُسْتَقِيمٌ خَوْلَهُ  
خَطُّهُ ۝

بمحاذ افاضہ کے پانی اور علم میں بہت  
قوی مشابہت ہے اس لئے وہ اس شکل  
میں متشکل ہو گئی، میرے نزدیک ہر ایک  
نبی کے لئے حوض ہو گا مگر حوض رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم ام الحیاض ہو گا

اور بلصراط وہی صراط مستقیم ہے  
جو کہ اس وقت تلوار سے تیز اور بال  
سے باریک شکل میں متشکل ہو گا، کیا  
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ  
کے اس فرمان کی وائے ہذا احصا طی  
مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل  
کی تفسیر ایک سیدھا خط کھینچ کر اور  
اسکے چاروں طرف چھوٹی لکیریں بنا کر  
نہیں بیان فرمائی (سو یہی خط مستقیم  
صراط مستقیم ہے)



# الْمَنْزِلُ الرَّابِعُ إِمَّا الْجَنَّةُ وَإِمَّا النَّارُ

## چوتھی منزل جنت اور دوزخ

وَالْقَوْلُ الْفَصْلُ عِنْدِي  
أَنَّ الْعَيْنَ الثَّابِتَةَ جَامِعَةً  
لِجَمِيعِ الرُّجُوعِ الْمُنْطَوِيَةِ تَحْتَ  
الْأَجْمَالِ فَيَقَاضُ هُنَاكَ عَلَيْهَا  
سَبُوعٌ تَمَثَّلُ بِهِنَّ تِلْكَ الرُّجُوعُ  
وَتَجَسَّدُ لَا أَنْ جِسْمَانِيَّةً هَذَا  
الْمَوْظِعُ يُفَارِقُ الْجِسْمَانِيَّةَ الدُّنْيَا  
بِالْوَحْيَيْنِ الْمَذْكُورَيْنِ مُزَقَّلٌ  
وَهَذَا السَّبُوعُ إِمَّا جَمَالِي  
وَهِيَ الْجَنَّةُ وَإِمَّا جَلَالِي وَهِيَ  
النَّارُ وَالْمُرْتَجِعُ لِأَحَدِ السَّبُوعَيْنِ  
عَلَى الْآخِرِ هُوَ الشَّهَادَتَانِ أَوْ  
الْإِنْكَارُ لَا سِتْكِبَارَ عَنْهُمَا  
وَلِرُسُولِنَا صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میرے نزدیک اسل بات یہ ہے  
کہ عین ثابتہ ان تمام وجوہ کی جامع ہے  
جو اجمال کے ضمن میں پائی جاتی ہیں تو  
ہوشتان پر سبوع کا افاضہ ہوگا تو یہ  
تمام وجوہ تمثیل اور تخسیم ہو جائیں گی مگر یہ  
جسمانیت اس مقام پر ان دو مذکورہ  
طریقوں پر جسمانیت دنیاوی سے  
جدا ہوگی ،  
اور یہ سبوع یا تو جمالی ہوگا اور یہی  
جنت ہے اور یا جلالی اور اسی کا نام  
دوزخ ہے اور راجح ان دونوں سبوعوں  
میں سے دوسرے پر یا تو شہادتین کا  
اقرار یا انکار اور ان سے استکبار ہوگا  
اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم



شأن عظیم فی ذلک ثم إن  
فی الجنة تمثل الجمالیات من  
لذات الشهی والمطعم الهی و  
الملبس السیف المسکن الوضی  
وذلك لأن صور الأعمال المؤثرة  
فی الضحیف تلغوا الأعمال المباحة  
منها فی المنزل الثالث إلا  
الرواسخ ویسبغ بالسبوغین و  
یتجبد بالحسنین أحسنوا  
وكانوا من المتقین ویتضحل  
الشیئات ویتدرج تحت الأجمال  
هنالك فلیتلك المتجسدات  
مرجات الخایج من عین الثابتة  
لوجوه و منایسات دقیقة

کی اس مقام پر شان عظیم ہوگی پھر جنت  
میں جمالیات کا تمثیل لذا مذاکل و شرب  
اور حور و قصود وغیرہ کی صورت میں ہوگا  
کیونکہ جو اعمال محال ہیں جنت کے  
گئے تھے تیسری منزل میں صحف مذکورہ  
سے مباح اعمال کو محو کر دیا جائیگا مگر  
انکو باقی رکھا جائیگا جو کہ راسخ ہونگے  
پھر انکو سدوغ حاصل ہوگا اور جو لوگ  
نیکو کار اور متقی ہونگے ان کی برائیاں  
اجمال کے ماتحت اگر ختم ہو جائیں گی  
برخلاف اسکے کہ ان کی نیکیاں متجسد  
ہوں گی یہ تجسد ان کے اعیان ثابتہ  
کی وجہ مختلفہ اور دیگر دقیق مناسبات  
کے مطابق ہوگا

### شہادتین کا فائدہ

ولتفصل هذا القول  
بعض التفصیل فنقول  
کلمة الشهادتین إغناقیة تمام

اس بحث کی ہم کسی قدر تفصیل کرنا  
چاہتے ہیں، سو ہم بیان کرتے ہیں، کہ  
کلمہ شہادتین اس مقام پر تمام سدوغ

التَّبَوُّعُ هُنَالِكَ وَلَا صُورَةٌ لَهَا  
عَلَى حَدِّتِهَا وَذَلِكَ لَا تَصُوِّرُهَا  
الْمُسْبِغَةُ تَطْهَرُ كَمَا شُعْبَتَانِ  
الْأُولَى مِنْهُمَا تَنْتَرِي إِلَى التَّجَلِّي  
الْمَثَانِي وَالْعِرْقَانِ الْآتِمَ وَهُمَا  
الْمُسْتَنْزَلَانِ لِلتَّبَوُّعِ الْكَامِلِ  
فِي مَوْطِنِ الْمَعْيَةِ حَيْثُ لَا  
أَسْبَابَ وَلَا وَسَائِلَ وَالثَّانِيَةُ  
مِنْهُمَا تَنْتَرِي إِلَى حَقِيقَةِ الرُّسُلِ  
صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَبِهِمَا  
يَصِيرُ مَقْمُورًا فِي هَذَا ابْتِرَاجٍ  
الَّتِي مَثَلًا كَمَثَلِ خَمَامَةٍ مُحِيطَةٍ  
مَا اقْتَرَبَ مِنْهَا أَحَدٌ مِنْ نَفْسِهِ  
إِلَّا اقْتَرَبَتْ إِلَيْهِ وَذَلِكَ  
هُوَ الْمُسْتَنْزَلُ لِلتَّبَوُّعِ  
فِي مَوْطِنِ الْأَسْبَابِ  
وَالْوَسَائِلِ

وَأَنِّي حَدَّثْتُ فِي صُورَةِ الْكَلِمَةِ  
الطَّبِيبَةِ أَعْنَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

کا فائدہ دیتا ہے اور اس کی کوئی علیحدہ  
صورت نہیں ہوتی اور یہ اس وجہ سے  
کہ اس کی وہ صورت کہ جس پر سبوغ  
کیا گیا ہے اس کے دو شعبے ہیں پہلا شعبہ  
تو تجلی ذاتی اور عرفان اتم پر جا کر مقفنی  
ہوتا ہے اور یہ دونوں مؤخر الذکر چیزیں  
موطن معیت میں جہاں اسباب و سائل  
کا کچھ بھی دخل نہیں سبوغ کامل کے  
نزول کا باعث ہوتی ہیں اور دوسرا  
شعبہ ان میں رسل و علوات اللہ و سلاطین  
کی حقیقت تک پہنچا دیتا ہے اور اس کا  
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انکی ہدایت میں  
پوشید ہو جاتا ہے جیسا کہ بادل گھرا ہوا  
ہوا اور آدمی اسکے قریب جائے تو بادل  
اس سے قریب نظر آتا ہے یہ شعبہ عالم  
وسائل و اسباب میں نزول سبوغ  
کا باعث ہے

میں نے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی اس  
صورت کو دیکھا جو نامہ اعمال میں ثبت



حَسَبَ الْمُنْطَبِعَةِ فِي الصُّحُفِ  
فَرَأَيْتُ كَمَا هِيَ رُحْدَ رَنِيَّةٍ  
وَحَرَا قَةً أُخْرَى لَا تَشَابَهُ  
الشَّعْبَةَ الْأُولَى مِنَ الْهَانِئِينَ .  
وَهُوَ رُحْدُ الصَّلَوَاتِ وَالسَّلَامَاتِ  
حَدَّقْتُ فِيهَا قَرَأْتُ آيَاتَهَا  
مِنْ مَقَامَاتِ الشَّعْبَةِ الثَّانِيَةِ  
لَيْسَ إِلَّا ذَلِكَ وَهَذَا الْفَرْقُ  
لَا أَحَدٌ عَلَيْكَ لِئَلَّا لَا  
النَّقْلُ مِنْ تِلْكَ الصُّحُفِ  
الْمُنْشَرَّةِ عِنْدَنَا نَرَى فِيهَا  
مَانِشَاءً وَالْحَمْدُ لِلَّهِ  
رَبِّ الْعَالَمِينَ .

ہوتی ہے تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ اس کی  
ایک ہیئت و حدانی ہے اور وہ اس  
قدر خالص ہے کہ ان دونوں شعبوں میں  
سے کسی بھی شعبہ کے مشابہ نہیں،  
اور حقیقت میں نے صلوٰۃ و سلام کی  
صورت کو غور سے دیکھا تو مجھے معلوم  
ہوا کہ اس سے دوسرے شعبہ کی تکمیل  
ہوتی ہے اسکے علاوہ اور کچھ نہیں  
اور اس فرق کی میرے پاس  
کوئی دلیل موجود نہیں بجز اس کے کہ  
صحف اعمال کو ہمارے سامنے بھیلادیا  
گیا ہے اور ان میں جو کچھ ہم جانتے ہیں  
دیکھ لیتے ہیں واللہ اعلم بالصواب

### نماز بصورت حور و قصور

الصَّائِلَةُ تُفِيدُ حُورًا  
جَبِيلَةً وَقُصُورًا شَاهِقَةً وَ  
ذَلِكَ لِأَنَّ الصَّلَاةَ مَتَا حَقَّقْتُ  
فِي صُورَتِهَا الْمُنْطَبِعَةَ فِي الصُّحُفِ

نماز آخرت میں حور و قصور کی  
صورت میں متماثل ہوتی ہے کیونکہ جس  
وقت میں نے اس کی اس صورت میں  
غور کیا جو کہ صحف میں منطبع ہے تو اس



وَحَدَّثَ كَمَا تَعْبَتَيْنِ الْأُولَى  
هَيْئَةً أَسَاسِيَةً أَنْتَزَعْتَ مِنَ الْخَلْقِ  
الْمُتَّبَعَاتِ مِنْ شَرِّهِمَا الْبَدَنِ وَ  
مِنْهَا الْحُورُ وَالْعِلْمَانِ الثَّانِيَةُ مِنْهَا  
هَيْئَةٌ جَمْعِيَّةٌ لِحَاطِيَةٍ أَنْتَزَعْتَ  
مِنْ الْقِيَامِ وَالْقُعُودِ وَالْمَقْعَدِ  
وَالسُّجُودِ وَمِنْهَا الْقُصُودُ الشَّاهِقَةُ  
وَالْحَدَّ اتَّقِ الْوَالِقَةَ أَيْضًا لِلصَّلَاةِ  
هَيْئَةٌ تَعْظِيمِيَّةٌ تُنْتَزَعُ مِنَ  
الْمُجَلِّي الذَّاتِي وَهَيْئَةٌ لِعَرَا حَيْثُ  
عَنِ الْأَغْيَارِ مِنْهَا التَّكْفِيرُ  
لِلسَّيِّئَاتِ وَآرِي أَنَّهُ لَنَا  
مُتَرَعَّتِ الْأَذْكَارُ مِنَ السَّبِيحِ  
وَالْتَقْلِيلِ وَغَيْرِهِمَا فِي الصَّلَاةِ  
وَدَّرِهَا لَا تَمَامِ الْقُصُورِ الْخَدَائِقِ  
بِالْأَشْجَارِ وَالْمَارِ وَمَا خَلَقَهَا  
وَلَمَّا شَرَعَ الْحُشُوعَ وَالسُّكُونُ  
فِي الصَّلَاةِ لِيَعْمَالَ الْحُورِ  
وَالْعِلْمَانِ ۝

کے دو شعبہ پائے، ایک تو ہیئت انسانیہ  
جو کہ خشوع سے انتزاع کی ہوئی ہے جو کہ  
انسان کے برگ پے میں سرایت کئے  
ہوئے ہے اور حور و علماں اسی سے ہیں  
اور دوسری وہ ہیئت جمعیہ حاظیہ ہے  
جو کہ قیام قعود رکوع اور سجود سے تیار  
ہوئی ہے اور اسی سے جنت کے عالیشان  
محلات اور دلکش باغات ہیں اور نماز  
کی ایک ہیئت تعظیمیہ بھی ہے جو شجلی  
ذاتی پر مشتمل ہو جاتی ہے اور اسی طرح  
ایک ہیئت بھی ہے جو اعراض عن الاغیار  
سے پیدا ہوتی ہے جس سے گناہوں کی  
تکفیر ہوتی ہے اور میری رائے میں ذکر  
یعنی تسبیح و تہلیل وغیرہ کی داخل نماز  
اور خارج نماز مشرعیہ یہ اتمام  
قصو اور حدائق اشجار و شمار وغیرہ کی  
تکمیل کیلئے ہے اور ایسے ہی نماز میں  
خشوع اور سکون حور و علماں کے جمال  
کے لئے مشروع کیا گیا ہے۔

وَمِنْ أَذْوَاقِي أَنَّ الصَّلَاةَ  
كُلَّهَا تَمْدُّ لَا تَقْتَضِي إِلَّا حُورِيَّةً  
وَاحِدَةً لَا تَخْدُجُ السُّبُوحُ وَ  
قَدْ تَقْتَضِي كُلَّ صَلَاةٍ حُورِيَّةً  
بَلْ كُلَّ رَكْعَةٍ حُورِيَّةً تَحْتَهَا  
سَبْعُونَ حُورِيَّةً أُخْرَى  
كَأَمِّيَةِ السُّبُوحِ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ  
كَمَا أَنَّ الْعَيْنَ الثَّالِثَةَ تَقْتَضِي  
لَا جِلَّ السُّبُوحِ ظُهُورًا لَوُجُوهُ  
الْمُطَوَّيَةِ فِيهِ كَمَا أَنَّ لَكَ قَدْ  
تَقْتَضِي كُلَّ وَجْهِ مِنْ تِلْكَ  
الْوُجُوهِ ظُهُورًا وَجْهِ مُطَوَّيَةٍ  
فِي ذَلِكَ الْوُجْهِ هَذِهِ الْقَاعِدَةُ  
الْمُكَلِّبَةُ تَأْخِذُكَ فِي الْقُصُورِ وَ  
الْعِلْمَانِ وَكَذَلِكَ فِي سَائِرِ الْأَحْمَالِ  
الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ۝

اور میرا ذوق یہ کہتا ہے کہ بعض اوقات  
نماز میں سبوح کامل نہیں ہوتا تو سب  
نمازیں ایک ہی حور کی صورت میں متمثل  
ہوتی ہے رنہ تو ہر ایک نماز بلکہ ہر  
ایک رکعت کیلئے علیحدہ حور ہوتی ہے  
جسکی خدمت کیلئے اور شستر حورین  
مکر بستہ رہتی ہیں۔ بوجہ کمال سبوحیت کے  
کیونکہ جس طرح عین ثابۃ سبوح کیوجہ  
سے ان وجوہ مختلفہ کے ظہور کی مقتضی ہے  
جو اس کے ضمن میں موجود ہیں اسی  
طرح بعض اوقات ایک ہی وجہ میں  
دوسری کئی وجوہ مستور ہوتی ہیں، جنکا  
ظہور سبوح پر موقوف ہوتا ہے یہ ایک  
قاعدہ کلیہ ہے جو کہ قصور و علمان اور  
اسی طرح تمام اعمال حسنہ اور سیئہ  
میں نافذ ہے،

## روزہ کے تمثلات

روزہ اس کی وہ صورت جو

الصَّوْمُ لِصَوْتِ الْمُنْطَبِقَةِ

فِي الْمَصْحُفِ هَبْثَانِ الْأُولَى  
 هَبْثٌ مَسَائِكَةٍ عَدَامِيَّةٌ تَنْزِيهِ  
 تَنْتَهَى إِلَى التَّجَلِّي الدَّائِي رَمِيزًا  
 قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ  
 عَنْ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الصَّوْمُ  
 لِي وَكَأَنَّا أَكْزَرِي بِهِ وَمِنْهَا قَوْلُهُ  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ  
 جَنَّةٌ يَعْنِي تَنْزَهُ عَنْ فُحْشَاءِ  
 النَّارِ وَالشَّارِبَةِ هَبْثٌ طَلَبِيَّةٌ  
 طَبِيعِيَّةٌ لِلْمَحْظُوظِ وَاللَّذَاتِ  
 وَمِنْهَا بَابُ الْبَرِّيَّانِ وَقَوْلُهُ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالٍ وَهُوَ  
 صَلَّيْتُمْ يَوْمَ كُلِّ عَشْرَةٍ إِذْ  
 أَغْظَمَهُ تَسْبِيحُ اللَّهِ تَعَالَى وَ  
 وَمِنْهَا الْأَكْثَلُ لِلْأَخْصَمَةِ  
 الَّذِي يَنْتَاهِ وَالشَّرْبُ لِلنَّحْسِ  
 وَغَيْرِهَا وَالشَّمْعُ مِنَ الْحُورِ  
 بِالْجَمَاعِ وَبِالنِّمَامِ وَالْأَلِ  
 غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ اللَّذَاتِ

اعمال میں منطبع ہے اسکی دو صورتیں ہیں  
 پہلی ہریت امساکیہ عدیمیہ تہذیبیہ ہے جو  
 کہ تجلی ذاتی پر مشتمل ہوتی ہے اور اسی لئے  
 رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے  
 کہ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے کہ  
 روزہ خالص میرے لئے ہے اور میں  
 ہی اس کی جزا دوں گا اور رسول اکرم  
 صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ روزہ  
 وصال ہے یعنی وہ انسان کو دوزخ کی  
 سختیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور دوسری  
 محفوظات و لذات کیلئے ہریت طلبیہ  
 طبعیہ ہے اور اسی سے بآسائریاں ہے  
 اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلال  
 سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہاری ہڈیاں  
 خدا کے بزرگ کی تسبیح میں مشغول ہیں یہ  
 اسوقت فرمایا جبکہ بلال روزہ دار تھے  
 اور انکے سامنے کھانا کھایا جا رہا تھا  
 اسی طرح آخرت میں طلسم لذیذہ سے  
 چاشنی اندوز ہونا اور شراب وغیرہ کا



وَقَدْ أَشَارَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

إِلَى هَاتَيْنِ الشَّعْبَتَيْنِ فِي قَوْلِهِ

يَلْبِصَا بَكُمُ فَرْحَتَانِ \*

روزہ دار کیلئے دو فرحت کے مقام ہیں ان ہی شعبوں کی طرف اشارہ کیا ہے،

پہلا اور دوسرا کی صحبت اور ملاکت تک سے

محظوظ ہونا وغیرہ اسی ہیئت سے متعلق ہیں اور رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس فرمان میں کہ

روزہ دار کیلئے دو فرحت کے مقام ہیں ان ہی شعبوں کی طرف اشارہ کیا ہے،

## زکوٰۃ اور صدقات

الزَّكَاةُ وَالصَّدَقَةُ لَهَا

ثَلَاثُ شُعَبٍ أُولَى هَيْئَةٍ

مُسَدَّاتٍ ثَانِيَةً تَدْرِيجٌ فِيهَا صُورَةٌ

الْمُتَصِدِّقُ بِإِثْنِ رَاجَا مَقْدُومًا

وَمِنْهَا فَخْصُ الْمُتَصِدِّقِ بِهِ

يُعَيِّنُهُ فِي الْجَنَّةِ اثْنَانِ

هَيْئَةٌ وَاحِدَةٌ ثَانِيَةً تَدْرِيجٌ

فِيهَا صُورَةٌ سُبُورٌ

الْمُتَّقِي الْمُنْحَتَابِ

الْمُتَصِدِّقِ عَلَيْهِ وَمِنْهَا

يُسْتَفَادُ السُّبُورُ فِي كُلِّ شَيْءٍ

هَذَا لَكَ كَمَا مَرَّ فِي الشَّهَادَتَيْنِ

دُونَهُ تَعْرِفُ كُنْ قَوْلُهُ صَلَّى

زکوٰۃ اور صدقات کے تین شعبے

ہیں پہلا ان میں سے ہیئت و حدانہ

ہے کہ جس میں زکوٰۃ و ہندہ اور صدقہ کثندہ

کی صورت علی وجہ التقدس شامل ہوتی

ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ جو چیز راہ خدا میں

صرف کی گئی اسے بعینہ عسنت میں حاضر

کہ دیا جائے گا دوسری وہ ہیئت حدانہ

ہے کہ جس کے ضمن میں اس غریب محتاج

کی صورت علی وجہ الکمال شامل ہوتی

ہے کہ جس کو خیرات دی گئی ہے اور اسی

مقام پر ہر ایک چیز میں سبور کا افادہ

ہوتا ہے جیسا کہ شہادتین میں گزر چکا

اور اسی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْرَافُ  
فِي الْعُمْرِ الثَّالِثَةِ هَيْئَةً قَهْرِيَّةً  
عَلَى النَّفْسِ وَمِنْهَا يَسْتَفَادُ  
رُحْسُ خَلَالِ الْخَبَائِثِ  
هَذَا لَكَ ۝

الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَهَا شُعْبَتَانِ  
هَيْئَةً ظَلَمِيَّةً شَوْقِيَّةً خُذْسِيَّةً  
وَمِنْهَا التَّجَلِّي النَّاتِي وَهَيْئَةً  
عِنَائِيَّةً تَعْبِيَّةً وَكَفِيَّةً وَمِنْهَا  
تَرْجِدُ مَا فِي مَا قَبْلُهَا ۝

الْجِهَادُ لَهُ هَيْئَاتُ  
ثَلَاثُ هَيْئَةٍ عِنَائِيَّةٌ تَعْبِيَّةٌ  
مِنْهَا يَضْحَكُ النَّاسُ وَ  
هَيْئَةً إِعْلَائِيَّةً لِكَلِمَةِ اللَّهِ  
تَعَالَى وَمِنْهَا الْغُرُفُ الْعَالِيَّةُ  
حِزَاءُ وَخَافَا وَهَيْئَةً هَدَائِيَّةً  
وَمِنْهَا الْأَنْهَارُ الْجَارِيَةُ  
تَحْتَ الْغُرُفِ ۝

الْحَقُّ لَهُ هَيْئَةٌ وَاحِدَةٌ

کے فرمان کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے  
کہ نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور  
تیسری ہیئت قہریہ علی النفس ہے کہ جس  
سے تمام خیانت کے مرٹ جاہنکا  
قائد حائل ہوتا ہے،

حج اور عمرہ کے بھی دو شعبہ ہیں ایک  
توسہیت ظلمیہ شوقیہ قدسیہ ہے اور اسی  
سے تجلی ذاتی ہے اور دوسری ہیئت  
عنائیہ تعبیه اور کفیه ہے کہ جن سے تمام  
سابقہ گناہ معاذت ہو جاتے ہیں

بہاد کی تین ہیئتیں ہیں، ایک  
ہیئت عنائیہ تعبیه کہ جس سے گناہ  
زائل ہو جاتے ہیں اور دوسری کلمۃ اللہ  
کیلئے ہیئت اعلائیہ اور اسی سے عالیشان  
محلات ہیں باقتدار جزاء وفاق کے اور  
تیسری ہیئت ابتدائیہ ہے کہ جس کے  
صلہ میں بالافانوں کے نیچے ہر یں  
جاری ہوں گے،

عشق کی صرف ایک ہیئت تہذیبی

تَنْزِيهِيَّةٌ عَلَى شَاكِلَةٍ  
الْإِنْسَانِ مِنْهَا يُعْتَقُ كُلُّ  
خِزْمٍ مِنَ الْمُعْتَقِ بِكُلِّ خِزْمٍ  
مِنَ الْمُعْتَقِ •

ہے جو انسان کے مشابہ ہوئی ہے اس  
کا نتیجہ یہ ہے کہ آزاد کردہ کے ہر ایک  
عضو کے بدلے میں آزاد کنندہ کے اعفاء  
کو دوزخ سے نجات دے گا،

## اذکار کے تمثلات

كَلَامٌ مِنَ التَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ  
وَالْتَهْلِيلُ وَالْحَوْقَلَةُ كُلُّهُمَا هَيْئَةٌ  
وَحَدَانِيَّةٌ بَسْمَلَةٌ شَعْبِيَّةٌ عَلَوِيَّةٌ  
مِنْهَا الْأَشْجَارُ الْحَسَنَةُ لَا آتِ هُنَالِكَ  
تَفْصِيلًا وَهَوَانٌ مِنَ التَّكْبِيرِ  
وَالْتَهْلِيلِ، وَالْحَوْقَلَةُ أَشْجَارُ حَسَنَةُ لِقَاءِ  
الْأَمْرِ مَا كَانَتْ وَالضُّوْبُ مِنَ التَّحْمِيدِ  
التَّكْبِيرِ أَشْجَارُهَا أَمَّا قَوْلُهُ سُبْحَانَ اللَّهِ  
وَرَبِّهِ جَامِعُ الْفَضِيلَتَيْنِ •

تسبیح و تکبیر اور تہلیل و حوقلہ  
ان تمام اذکار کی ہیئت وحدانیہ بسیطہ  
شعبیہ علویہ ہے اور انکا تمثل اشجار حسنہ  
کی شکل میں ہوتا ہے، مگر اس مقام پر  
کچھ تفصیل ہے وہ یہ کہ تسبیح و تکبیر اور تہلیل  
و حوقلہ کا تمثل غیر پھلدار مستقیم القامتہ  
درختوں کی شکل میں ہوتا ہے، جیسا کہ  
سور اور صنوبر کے درخت اور تحمید و تکبیر  
کا پھل دار درختوں کی شکل میں ہوتا۔

ہے اور سبحان اللہ و بحمدہ  
التَّلَادَةُ لِقَاءُ هَيْئَتَانِ  
هَيْئَةٌ عَلَوِيَّةٌ مِنْهَا رَفَعُ  
الذِّكْرِ يَا زَاوَا حُلِيِّ النَّارِ

تلاوت کی بھی دو شکلیں ہیں،  
ایک ہیئت علویہ ہے جو اپنے اصل  
کلام مقدس کی بنا پر رفیع درجات کا



ہو الْكَلَامُ الْمُقَدَّسُ وَهَيْئَةُ  
عَرَفَانِيَّةٍ كَهَيْئَةِ وَمِنْهَا التَّيَاحِينُ  
وَالْأَدْرَاكِيزُ أَيْ آيَاتِ الْمُشْتَوَكَّةِ عَلَى  
لَطَائِفِ الْعُلُومِ وَبِالْجُمْلَةِ قَدْ فُتِنَا  
مَا تَلَوْنَا مِنْ مَثَرِ الْعُصْفِ الْمُنْتَشِرَةِ  
لَكَ بِنَايَ بَادِي النَّظَرِ

باعث ہے اور دوسری ہیئت عرفانیہ  
لطیفہ ہے اور اسی سے ریاحین ہیں اور  
اور ادان آیات کے مقابلہ میں ہیں جو  
کہ لطائف علم پر مشتمل ہیں الغرض جو مصحف  
اعمال ہمارے سامنے پھیلانے گئے انہیں  
دیکھ کر بادی النظر میں یہی کچھ معلوم ہوا ہے یہ بتادیا

## احوال جہز و سزا

وَلِلْعَاقَاتِ الرُّدَا سِجْرٌ  
الَّتِي لَا تَصْحَلُ فِي الْحِسَابِ  
أَيْضًا تَأْثِيرُ فِي تَرْجُمٍ بَعْضِ  
الْوُجُوهِ كَجَدِثِ الرُّدَا وَ  
الْحَسِيلِ وَالْأَيْلِ وَالْوَلَدِ  
كَأَرَادَةِ الرَّجُلِ أَيْضًا  
تَأْثِيرُ فِي ذَلِكَ وَكَدِّ  
أَسْمَعْنَكَ سِرَّ كَوْنِ الْوَلَدِ  
مِنْ الْوَالِدِ فِي مَشْرَحِ  
أَخْرَاجِ الذَّرِّيَّةِ فِي  
بَعْضِ الْمَكَارِتِيبِ

اور وہ عادات جو طبیعت میں  
راسخ ہو چکی ہیں اور جن کو حساب کے  
وقت لازمہ اعمال سے محو نہ کیا جائیگا تو  
یہ بعض اوقات بعض وجوہ کی بنا پر  
ترجیح کا باعث ہوگی، جیسا کہ کھیتی اور  
کھجور کے درخت والی حدیث اور گھوڑا  
اور دشت اور لڑکے والی حدیث انسان  
کا اپنا ازادہ بھی اکثر موثر ہوتا ہے چنانچہ  
ہم نے تمہیں الولد سرلابیہ  
کا راز بتلادیا ہے اور اپنے بعض مکاتیب  
کے ذریعہ انسان کے اخراج کی شرح

هِنَّ اِنَّ الْوَلَدَ الْيَضَامَ  
وَجَوْهَ هَذَا الْعَيْنِ  
الْمَنْطُويَةِ فِيهَا

وَاِذَا قَوَّعَ سَمْعَكَ مَا  
تَلَوْنَامِنْ مُقْتَضِيَاتِ الْجَنَّةِ  
وَمَوْجَّحَاتِ الْخَارِجِ مِنَ الْعَيْنِ  
الشَّابِتَةِ فَاَجْعَلْهُ اُسْوَةً  
لِلتَّحْقِيقِ اَحْوَالِ النَّارِ وَمَوْجَّحَاتِ  
الْخَارِجِ النَّارِيَةِ كَالَّذِي  
دِينُهُ الْاَشْرَافُ عَلَى اُمُورِ  
مِظَامِ مَعْنَوِيَةٍ عَظُمَتْهَا  
كَتْكُنْيَابِ الْقُرْآنِ وَابْنِ  
الرَّسُولِ وَارْغَوَاءِ النَّاسِ  
يَعْتَابُ بِصُغُورِ الصُّغُورِ  
فَاَلَّذِي شَانَهُ الْبُخْلُ وَ  
لَتَعْمُ الزَّكَاةُ حَيْثُ صَدَرَتْ  
مِنْهُ صُورَةٌ وَحَدَايَا نِيَّةٍ  
تَتَدَرَّجُ فِيهِ صُورَةٌ اَلْبُخُولِ  
بِهَ اِنَّ رَا حِجَامًا مَقْدَرًا سَا

بتلائی ہے کہ اولاد بھی ان ہی وجوہ میں سے  
ہے جو اس کی عین ثابۃ کے ضمن میں  
مندرج ہوتی ہیں،

اور جب ہم نے جنت کے مقتضیات  
اور عین ثابۃ کی وہ وجوہ بتا دیں، جو  
تذخیر نوعیت جزاء کا موجب بنتی ہیں  
تو اب دوزخ کی مقتضیات اور کسی عقوبت  
غماص کی وجوہ تذخیر کو بھی اسی پر قیاس  
کہ وہ چنانچہ جسکے جہانم کا تعلق ان امور  
سے ہے کہ جنہیں معنوی طور پر بڑی عظمت  
حاصل ہے مثلاً تکذیب قرآن رسول خدا  
صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا اور لوگوں  
کو گمراہ کرنا ایسے شخص کو صغور کے پہاڑ پر  
(دوزخ میں) چڑھنے اترنے میں مبتلا  
کیا جائیگا اور جسکی عادت بخل اور زکوۃ  
نہ دینے کی ہے کیونکہ اس کے عمل کی  
صورت ہدائیہ میں اس چیز کی صورت  
شامل ہے جس کے دینے میں اس نے  
بخل کیا تھا اس لئے آخرت میں وہی

يَعْتَذِرُ بِإِغْيَانِ تِلْكَ الصُّورِ  
كَدَّسِ الْأَيْلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ  
وَالْتَطَوُّقِ بِالشَّجَاعِ الْأَقْرَعِ  
إِذْ صُوِّرَ الْمَالُ فِي ذَلِكَ  
الْعَالِ مُشَابِهَةً بِصُورَةِ  
الْحَيَّةِ وَالتَّكِيِّ بِالدَّهَبِ  
وَالْفِصَّةِ وَالْفَرَقِ  
بَيْنَهُمَا أَنَّ التَّطَوُّقَ  
لِمَنْ عَدَبَ عَلَيْهِ  
مَحَبَّةُ الْمَالِ الْحَكِيِّ  
الْمَجْرَدِ وَالتَّكِيُّ لِمَنْ عَدَى  
وَتَغَيَّبَ فِي حِفْظِ  
مُجَرَّدَاتِ الْمَالِ \*

اشیاء متشکل ہو کر اسکے عذاب کا باعث  
ہونگی مثلاً اونٹ، بیل، گائے، بھیڑ  
اور بکری اسکو اپنے پیروں سے دتدیں گی  
اور مال و دولت ایک گنہے اثر دے  
گی شکل میں متشکل ہو کر اسے بار بار کہے  
گا اور اسکے گلے کا طوق بنا رہے گا کیونکہ  
آخرت میں مال و دولت سانپ کی  
شکل میں متشکل ہوتے ہیں جن سے بالغین  
زکوٰۃ کی پیشانیوں اور پہلوؤں اور  
پیٹ کو داغا جاتا ہے عذاب کی زحمت  
کا اختلاف سی پر مبنی ہے اگر کسی کو کلی طور پر مال سے  
محبت ہے تو اس کا مال اثر دے گی صورت اختیار  
کرے مگر اگر مال سے دور رہے گا عذاب اس

کیلئے ہے جو مال کی بزرگیاں کی حفاظت میں غلطان پہچان رہتا ہے،

وَالَّذِي أَهْلَكَ نَفْسَهُ  
بِالْحَجَرِ مِثْلًا يَهْلِكُ نَفْسَهُ  
فِي النَّارِ أَبَدًا بِالْحَجَرِ وَالَّذِي  
كَانَ يَأْخُذُ الزُّبُرَ يُلْقَى فِيهَا  
الَّذِي مَرَّ الْمَالُ الْمَقْصُورُ

اور جس شخص نے کسی پتھر وغیرہ  
سے خود کشی کر لی تو وہ دوزخ میں ہمیشہ  
یہی کرتا رہے گا اور جو شخص سو دھڑ  
کھاتا تھا وہ خون کی نہر میں ڈالا جائے  
گا اس لئے کہ مال مخصوب اگر مالک کے



هٰذَا لَكَ لَوْ كَانَ فِي يَدِ الْمَالِكِ  
لَكَانَ دَمًا وَغَدًا لَمْ يَغْضَبِ  
خَشِيئَةً غَمَّ كَفَمَ الذِّئْبِ  
مِنْ دَمٍ وَالذِّئْبُ يَفْجُبُ  
الْأَرْضَ يُطَوِّقُ بِهَا لِحِفَاطِ  
صُورَةِ الْأَرْضِ مِنْ مُنْذَرِجَةٍ  
تَحْتَ صُورَةِ الْغَضَبِ  
فَسْ عَلَيَّ الصُّورِ الْأُخْرَى  
مَقَامِ شَرِّهِ الْأَيَّاتِ  
الْكَبِيرَاتِ وَالْأَحَادِيثِ  
الشَّرِيفَةِ

وَالذِّئْبُ يَفْتَضِيهِ دَوْقَنَا  
أَنَّ الْمَعْرِفَةَ الَّتِي فِي تِلْكَ الدَّلِيلِ  
أَتَمَّ وَأَكْمَلَ لَا يُتَصَوَّرُ أَحَدٌ  
نَبِيًّا كَانَ أَوْ دَلِيلًا فِي غَيْرِهَا  
وَلَا تَعَارَفَ أَشْبَحَ مِنْ  
الْعَارِفِ هٰذَا لَكَ حُورًا وَصُورًا  
وَأَقْهَمَ حَبِيبًا مَتَّعَ مَوْزِيًا لَتَجَلَّى  
الذَّاتِي لَا أَنَّ الْعَامَّةَ تَوَجَّهَ

پاس ہو تو اس سے اسکی غذا اور خون  
تیار ہوتا ہے اور اسکے غضب کی وجہ سے  
اسکو ایسا غم لاحق ہوا کہ جس نے اس کا  
خون و شیرہ چوس لیا  
اور جو شخص کہ زمین کو غضب کریگا تو اسی  
زمین کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے  
گا کیونکہ اسکے غاصبانہ عمل میں زمین کی  
صورت محفوظ ہے اور اسی کے اوپر  
ان صورتوں کو بھی قیاس کر لو  
کہ جن پر آیات بنیات اور احادیث  
شریفہ دال ہیں،

ہمارا ذوق اس بات کا تقاضا  
کرتا ہے کہ انسان کو آخرت میں جو مرتبہ  
حاصل ہوگی وہ کامل اور تام ہوگی کہ جس  
کا کوئی نقص نہ ہو کہ نہ سکتا خواہ نبی ہو یا  
ولی۔ عارف کو وہاں یہ نسبت عامی  
کے زیادہ حور و قصور ملیں گے اور سب  
تجلی ذاتی سے بہرہ یاب ہونگے، مگر  
عوام کو اس راز کی توجہ وقتاً فوقتاً

سِرُّهُمُ الْيَمِينُ حَيْثُ بَعْدَ  
حِينَ وَالْخَاصَّةُ أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ  
وَالْأَخْصُوتُ تَجَلِّيَةُ مَعْدَانِي لَا  
يَسْتَفِيدُ مِنْ شَأْنٍ عَنْ شَأْنٍ وَآتَهُ  
لَيْسَ مِنَ الْقَدِيمِينَ أَحَدًا إِلَّا فِي الْجَنَّةِ  
وَالْحُورِ وَالْقُصُورِ وَالْحُطُوطِ +

حاصل ہوگی اور خواص کو اس سے بہت  
زائد اور خاص حضرات کیلئے تجلی دائمی ہو  
گی، کوئی دوسری حالت اس میں خلل نڈاز  
نہ ہوگی اور ہدایت یافتہ حضرات میں  
سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا کہ جو جنت میں  
حور و قصور اور دیگر نعمات سے محظوظ نہ ہو،

## علم حضوری اور علم حصولی

اس کے متعلق تحقیقی قول و جلیل

القدر مفدمات پر مبنی ہے۔ ذات  
اقدس اور اس کی صفات تک پہنچانے  
کا ذریعہ علم حضوری ہے علم حصولی کو اس  
مقام شریف تک سائی نہیں، علم  
حصولی میں استدلال استعمال کیا جاتا  
ہے اور اس سے جو یقین دل میں پیدا  
ہوتا ہے اس کی صورت صاحب صورت  
سے مغائر ہوتی ہے اسکا عین نہیں ہوتی  
اس لئے علم حصولی ایک جہل ہے، کہ  
جس پر ملمع سازی کی گئی ہے اور اس

وَتَحْقِيقُ الْقَوْلِ فِيهِ

يَقْتَضِي تَرْفِيدَ مَقَدِّمَتَيْ تَجَلِّيَاتِهِ  
الْأَوَّلُ أَنَّ الْعِلْمَ الْحَضُورِيَّ  
هُوَ الْمَوْصِلُ إِلَى الْوَاجِبِ جَلِّ  
مَجْدِهِ وَصِفَاتِهِ وَأَمَّا الْحُصُولِيُّ  
فَلَا سَبِيلَ لَهُ إِلَى تِلْكَ الْبُقْعَةِ  
الْمَنْبَغَةِ إِلَّا بِالْإِسْتِدْلَالِ لِمَا  
أَنَّ الْحُصُولِيَّ تَلَجُّدٌ بَرَكٌ  
بِالصُّورَةِ الْمُغَايِرَةِ لِلْذِي الصُّورَةُ  
يَأْتِيهِمْ عَيْنُهُمَا فَلَا حَرَمَ مَرَاتَهُ  
جَهْلٌ مَوْخُوفٌ بِصُورَةِ الْعِلْمِ



وَلَكِنَّ يَرْيَبُ أَحَدُكُمْ أَنَّ  
الصُّورَةَ الْمُنْطَبِعَةَ مُحَاطًا بِالنَّهْنِ  
مَتَّاعُونَ يَكُونُ الْأَمَّكَانِ فَلَا  
حَرَمَ أَيْهَا حَكَائِهِ لِلْوَاقِعِ عَلَى  
مَالَيْسٍ هُوَ عَلَيْكَ سَبِيلُ  
لِغَنٍ هَذَا التَّكْوِينَاتِ فِي  
الْحَضُورِي قَطُّ إِلَّا مَا يَكُونُ  
فِي قُرْبِ الْفَرَاغِ وَذَلِكَ  
أَيْضًا فِي الْمَعْنَى عِلْمُ  
حَضُورِي مِنْ قِبَلِ الْعَيْنِ  
وَلَكِنْ حَصُولِي فِي ظَاهِرِ الْأَمْرِ  
وَدَوَّجَةِ الْيَصْلَاحِ إِلَيْهِ عَزَّ وَجَدَهُ  
إِنَّ الْعِلْمَ الْحَضُورِيَّ إِنَّمَا  
هُوَ كَفَاحَةٌ مِنْ عَيْنٍ تَقَرَّرَ  
الرَّحِيلُ حِينَ امْتِلَاقِ كَيْفِ الْوَيْدِ  
وَهَلْ هَذَا التَّقَرُّرُ مِنْ قِبَلِ  
نَفْسِهِ كَلَّا بَلْ بَاحِثٌ فِي نَفْسِهِ  
مُتَحَقِّقٌ مُتَقَرَّرٌ مَوْجُودٌ بِإِقَاضَةٍ  
مِنَ الْوَاجِبِ إِنَّا خَائِفٌ بِحَدِّثِ

میں تو کوئی بھی شک نہیں کر سکتا کہ جو  
صورت ذہن میں جاگزیں ہوتی ہے،  
اس پر امکان کا رنگ ہوتا ہے اگرچہ  
یہ صورت امر واقع کی محاکا ہوتی ہے،  
لیکن اس کی یہ حکایت ناقص ہوتی ہے  
مگر علم حضوری میں امکان تلویہات  
داخل انداز نہیں ہو سکتا البتہ قرب  
فرائض میں یہ نقص واقع نہیں ہوتا لیکن  
اگرچہ وہ بھی بظاہر علم حصولی ہوتا ہے  
تاہم عین ثابۃ کے لحاظ سے وہ علم  
حضوری ہوتا ہے اتنا قدس جل مجدہ  
تک حصول کی وجہ یہ ہے کہ انسان کو  
جو وقت تحقق حاصل ہوتا ہے تو اسکی  
عین ثابۃ سے علم حضوری اس طرح جوش  
مارتا ہے جس طرح کوئی چشمہ پانی سے  
بہرہ ہو جاتا ہے اور اس پر جھاگ  
آجاتے ہیں اس تقرر کا خود بخود ظہور  
میں آنا ناممکن ہے بلکہ وہ تو اس کے  
نفس کی باطنی کیفیت کے سوا کہ واجب



لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَ أَيْدِيهِمْ وَلَا يُحِيطُ بِشَيْءٍ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ  
 گھڑی گھڑی ظہور ہوتا ہے اور وہ تو زمان و مکان سے بالاتر ہے اسی راستہ کی بنا پر انسان کو نیا ص مطلق برحق تک پہنچنے کا راستہ مل جاتا ہے  
 مَثَلَهُ كَمِثْلٍ جَسَدٍ مَخْرُوجٍ شَفَاعَتِ طَبَعٍ عَلَى مَرْكَزِهِ فَضْلاً أَمَرْتُنِي عَائِيَةِ الْحَمْدِ فَكَيْسَ هَذَا الْبَلَاءُ الْقَاعِدَةُ الْآلُونَ الْمَرْكَزُ يَعْنِيهِ دَمْرُ تَيْبِهِ قَادًا لَوَامَعَدَتِ فِي النُّورِ لَا تَقْطَعِي نَظْرَكَ إِلَى الْقَيُّومِ الْحَقِّ وَصِفَاتِهِ الْمُقَدَّسَةِ خَبْنٌ عَرَلَتْهُ نَفْسُهُ بِالْعِلْمِ الْحَضْرِيِّ فَقَدْ عَلِمَ زَيْدٌ فِي ذَلِكَ الْعِلْمِ عَلَى بَوْنِ بَابِ بَيْنِ الْمَعَارِفِ الْجَاهِلِ لَيْسَ مِنْ حِدِّي فِي ذَلِكَ لَيْسَ الْحَقِيقِ الْمَشْرُوعِي عَلَى خَرَابِ بَيْنِ خَرَبِ أَهْمَةِ الْجِسْمِ الْمَخْرُوعِي وَكَانَ لَيْسَ إِنْصَارُكَ لِلْمَرْكَزِ الْإِلَهِيِّ بِالْعَرَضِ وَالْإِلَهِيَّاتِ لَا تَسْتَبَاحِي

اس کی مثال ایک جسم مخروطی کی ہے جس کے مرکز پر گھرے سہ رخ رنگ کانگینہ جڑ دیا گیا ہوا اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ قاعدہ مخروط کا بعینہ وہی رنگ ہو گا جو اسکے مرکز کا ہے اس لئے اگر تم نور مقدس کو غور کے ساتھ دیکھنے لگو، تو یقیناً تمہاری نظر قوم برحق اور اس کی صفات عالیہ تک پہنچ جائیگی لہذا اسباب نے اپنے آپ کو علم حضوری جان لیا اس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت مہل ہو گئی مگر عارف اور جاہل میں بہت بڑا فرق ہے تمہیں معلوم ہو گا کہ جسم مخروطی کو دیکھنا دو طریقہ پر ہے ایک وہ شخص ہے کہ جس کا اصل مقصد جسم مخروطی کو دیکھنا ہے مرکز کا دیکھنا بالتح اور بالعرض اسے جانتا ہے اور برخلاف اسکے کہ ایک

وَضَرَبَ قَدْ أَهَمَّةً الْمَرْكَزُ  
وَلَكَيْسَ إِبْصَارُهُ لِحَسْبِهِ لَا  
بِالْعَرَضِ وَالْأَلَةِ

دوسرا شخص وہ ہے کہ جس کے نزدیک ہم  
چیز مرکز کو دیکھنا ہے اور جسم مخروطی کا  
دیکھنا سکے لئے بالبحر ہے،

وَمِنْ هَذِهِ الْمَثَلَاتِ حَقِيقِ  
الشَّرِيفِ يَنْقَدِمُ كُنْهٌ قَوْلُنَا  
فِي بَعْضِ الْمَكَاتِبِ  
التَّوْحِيدِ الْأَفْعَالِيَّ وَغَيْرِهِ  
خَالِدِي رُفَّتْ بِهِ هُنَاكَ  
حُضُورُهُ تَعَالَى عَلَى وَحْدَانَةٍ  
مَا يَحِثُّ يَعُودُ الْعِلْمُ  
الْحُضُورِيُّ إِلَيْهِ أَقْوَالِي  
صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهِ وَرُفَّتْ  
يَنْقَدِمُ مَعْنَى قَوْلِ السَّلَفِ  
خُذَارَا بَخْدَائِي مَعْنَى تَوَافِي خُشَاخَتْ

اور اس قابل قدر تحقیق سے ہماری  
ان تحریرات کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے جو  
توحید الہی وغیرہ کے موضوع پر لکھی ہیں،  
وہاں پر بھی ہمارا مقصد کسی وحدت کی  
بنا پر اللہ تعالیٰ کا علم حضوری حاصل ہونا  
ہے جو اس کی ذات اقدس یا کسی صفت  
عالیہ تک پہنچائے سلف کے اس قول کے  
معنی بھی اس تحقیق سے واضح ہو جاتے  
ہیں کہ خُذَارَا بَخْدَائِي مَعْنَى تَوَافِي خُشَاخَتْ  
اس طائفہ علیہ کے بعض دیگر اقوال کا  
بھی حل اسی سے ہو سکتا ہے،

إِلَى تَأْيِيدِ ذَلِكَ مِنْ مُسْتَعْجِلَاتِ هَذِهِ الْمَطْلَقَةِ الْعَلِيَّةِ  
وَالْعِلْمُ الْحُضُورِيُّ بِالْمَعْنَى  
الثَّانِي هُوَ الَّذِي عَمِينَتْ  
بَارِ تَقْلَعُ الْغَفْلَةَ  
الثَّانِيَةِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَالِمٌ

اور علم حضوری دوسرے معنی کے لحاظ سے  
وہ ہے جو کہ غفلت کے غمر تفع ہونے کیساتھ  
متعین ہو۔

دوسرا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات

بِالْعِلْمِ الْحَضَوْرِيِّ بِنَفْسِهِ يَتَدَرِّجُ  
 فِي ذَلِكَ عَلَى الْعِلْمِ بِجَمِيعِ صِفَاتِهِ  
 وَجَمِيعِ مَخْلُوقَاتِهِ لَا مِنْ حَيْثُ  
 الْاِتِّحَادِ فَقَطْ بَلْ مِنْ حَيْثُ الْفَرَادَةِ  
 اَيْضًا وَذَلِكَ لِمَا سَلَفَ مِنْ  
 حَقِيقَةٍ اَنَّ صِفَاتِ الْوَاجِبِ  
 تَعَزَّ وَجَلَّ بِمَنْزِلَةٍ لَوَازِمِ الْمَاهِيَةِ  
 وَتَخْلُقُ قَابِلَةً بِمَنْزِلَةٍ لَوَازِمِ الْوُجُودِ  
 فَسَاتِلِكِ الْاَوْجُهَ مِنْ وَجْهِهِ  
 تَقَرُّرُهُ الْقَدَسِ وَشَانِ مِنْ  
 سُلُوكِ ذَاتِهِ اَلَا عَلَى اَمَّا  
 شَرِهُدِ الْعَرِخَانِ عَلَى مُحَاذَاةِ  
 الْاَبْرَهَانِ اَنَّ الْعِلْمَ بِالصِّفَاتِ  
 الْعَيْنِيَّةِ وَلَوْ اَنْزَلَ الْمَاهِيَةَ  
 دَاخِلُ فِي عِلْمِ الْحَضَوْرِيِّ  
 بِنَفْسِهِ وَمِنْ تَشْبَهٍ بِالْوَاجِبِ  
 فِي هَذِهِ الْعِلْمِ كَانَ عَلَى حَرْبِ  
 مَا مَقْدَسِ مِنَ الْاَبْرَهَانِ الْمَشْهُورِ

خود علم حضوری کا عالم ہے اور اس میں  
 تمام صفات اور مخلوقات کا علم بھی  
 داخل ہے نہ صرف اس حیثیت سے  
 کہ اس میں اتحاد ہے بلکہ غیریت کے اعتبار  
 سے بھی کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اثر  
 نقالی کی صفات عالیہ بمنزلہ لوازم ماہیت  
 کے ہیں اور اسکی مخلوق کی حیثیت لوازم  
 وجود کی طرح ہے یہ اس کی مقدس جود  
 میں سے ایک جہ اور اس کی ذات  
 اقدس کی شئون میں ایک شان ہے کیا  
 عرفان اور برہان دونوں اس بات کا  
 اثبات نہیں کرتے کہ صفات عینیہ اور  
 لوازم ماہیت کا علم نفس کے علم حضوری  
 میں داخل ہے جس کسی نے اس علم حضوری  
 میں واجب نقالی کیسا کھڑا مشاہدہ پائی  
 اس کو کامل خوشی اور سرور حاصل  
 ہوگا جس کی نوعیت مقدس ہوگی



## آخرت میں معرفت فیصلی ہوگی

وَلَنَعْلَمَنَّ مَا تَهْتَبُونَ  
 الْمَقَرَّاتِ مَتَيْنِ لَقَوْلٍ صَاحِبِ  
 الْجَنَّةِ يَحْكُمُ كُلَّ مَا هُوَ فِي  
 حُدُودِهِ مِنَ الْخُورِ وَالْقُصُورِ  
 وَغَيْرِهَا بِعِلْمِهِ تَفْصِيلِي  
 دَاخِلٍ فِي عِلْمِهِ بِتَفْصِيلٍ  
 وَكُلُّ شَيْءٍ يُوَصِّلُ إِلَى أَهْلِهِ  
 الَّذِي هُوَ تَمَّامٌ لَمْ يَنْتَهِ  
 صِفَاتِ اللَّهِ الْمُقَدَّسَةِ فَلَا  
 تَحَاكِيَةٌ لَمْ يَخْلُقْنَا بِإِذْنِ اللَّهِ  
 تَعَالَى فِي حَقِّهِ عِلْمُهُ بِتَفْصِيلٍ  
 وَغَيْرِهَا بِحُلِّ حَقِّهِ مِنْ حَقِّهَا  
 فِي حَقِّهِ الْأَشْيَاءِ الْمَوْجُودَةِ  
 هُنَاكَ كُلُّ شَيْءٍ تَقْدِيرُهُ إِلَّا  
 يَتَقَلَّبُ شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ كَالْوَجْهِ  
 حَيْثُ يَجِدُهُ وَهَلْ ذَلِكَ إِلَّا مِنْ  
 بَرَكَاتِ السُّبُوحِ الْأَتَمِّ الْأَكْمَلِ

ان دونوں مقدمات کے تمہیدی  
 طور پر بیان کر نیکی بعد اس ہم تمہیں  
 اصل مقصد سے آگاہ کرتے ہیں کہ ہر  
 ایک شخص جو جنت میں داخل ہوگا تو اسے  
 نور و غلمان اور قصور و شجرہ و ما ثمارہ  
 کا تفصیلی علم حاصل ہوگا جو اس کے نفس  
 کے علم حضوری میں داخل ہے اسی طرح  
 ہر ایک ہ چیز جو اپنی اس اصل تک آدمی  
 کو پہنچا دے جو اللہ تعالیٰ کی صفات  
 مقدسہ میں سے کسی صفت کا تمثیل ہے  
 تو علم بالنفس کے ضمن میں اس کو یقیناً اللہ  
 تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگی یہ معرفت  
 تفصیلی ہوگی کوئی حالت کسی دوسری کو  
 مشغول نہ کرے گی اور اسکی مثال واجب  
 تعالیٰ اجل مجدہ کے علم کے طریقہ پر ہوگی  
 یہ سب کچھ سبوح اکمل اور اتکم کی  
 برکات کا نتیجہ ہے،

وَلَا مَحَالَةَ أَنَّ لَهُ  
 ذُرِّيَّةً بِيَارٍ كُلِّ مَوْجِدٍ  
 فِي جَنَّتِهِ الْيَسْرُ هُوَ خَلِ  
 نَقَرِ يَوْمِهِ فَلَا يَبْرَحُ حَبَابُ كُلِّ  
 مَظْهَرٍ مِنْ مَظَاهِرِهِ فَرَقْنَاهُ  
 نِعْمَةً لَا يَنْتَجِعُهَا نَبِيٌّ وَلَا  
 وَلِيٌّ فِي غَيْرِ ثَلَاثَةِ الدَّارِ  
 الْجَلِيلَةِ وَقَدْ عَلِمْتَ  
 أَنَّكَ فِي التَّخْلِصِ رَئِيسُ  
 التَّجَلِّيِ الذَّاتِي عَلَى ثَلَاثِ  
 طَبَقَاتٍ وَمِنْ الْقِسَلَاتِ  
 عِنْدِي أَنَّ الْكَثَلَ مِنْ  
 الْفَانِينَ الْبَاقِينَ يَكُونُ  
 الْبَدَا ذُهُمٌ بِالْصِّفَاتِ  
 عَلَى خَرِبٍ أَخْرَجَ لَكَ  
 تَكْرِيبَ قَائِمِ اللَّهِ تَعَالَى  
 بِصِفَاتِهِ فَلَا تَشْغَلُهُمْ  
 شَأْنٌ عَنْ شَأْنٍ

اور ہر ایک چیز جو جنت میں موجود  
 ہوگی اسکے اعتبار سے اسے ربوبیت  
 حاصل ہوگی کیونکہ ذاتِ قدس ہی اسکے  
 تقرر اور تحقق کی اصل ہے اور اسکے مظاہر  
 ہیں سے ہر ایک مظہر کو دیکھ کر اسے  
 خوشی اور فرحت حاصل ہوتی ہے یہ وہ  
 نعمت ہے جو کسی نبی اور ولی کو بھی اس  
 جلیلِ تقدیر کے علاوہ اور کہیں نہیں  
 دی جاتی یہ تو تم کو معلوم ہو چکا ہے، کہ  
 تجلی ذاتی تک پہنچنے کے لحاظ سے  
 لوگوں کے تین طبقے ہیں اور میرے نزدیک  
 جن کامل حضرات کو فناء اور بقا کا  
 مقام حاصل ہے وہ صفات سے اس  
 طریقہ پر لذت یا سب ہونگے جس طرح کہ  
 اللہ تعالیٰ کو اپنی صفات مقدسہ سے  
 بہتہاج حاصل ہوتا ہے سو ان لوگوں کیلئے  
 کوئی مشغل دوسرے مشغل سے مانع  
 نہیں ہوتا

## حقیقت رویت

الرَّدِيَّةِ عَلَيْهِ حُضُورِي  
وَأَنْكِشَاتٍ تَأْمُرُ بِاللَّهِ تَعَالَى  
تَادَةً بِصِفَاتِهِ الْمُقَدَّسَةِ أَيْضًا  
أُخْرَى وَذَلِكَ بِأَنْ يَضْمَحِلَّ  
تَقَرُّرُهُ وَلَا يَبْقَى إِلَّا الْمَقَرُّ  
الصَّغِيرُ وَهَذَا التَّوْحِيدُ عَلَى  
حَرْفٍ مِمَّنِ الْقَامِرُ لَا يَتَصَوَّرُ مَقَامًا  
فِي الدَّارِ الدُّنْيَا الْمُخْلِجَةِ  
وَاللَّهُ دَرَّ أَهْلَ السَّنَةِ  
حَيْثُ وَخَفُوا إِلَيْهَا هُوَ الْكَوْثَرُ  
بَلَّوْا فِعْرًا جَمْعًا بِأَنْ لِحَارِجَةٍ  
الْعَيْنِ مَدَّ حَلَا هَذَا لَكِ الْأَنْكِشَاتِ  
الْمُتَأَمِّرُ وَمَا ذَلِكِ إِلَّا مِنْ بَرَكَاتِ  
جَمْعِ الْهَيْئَةِ عَلَى تَقْلِيدِ  
الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ  
وَتَحْقِيقُ عَلَى مَا تَقَرَّرَتْ  
بِذَوْبِكَ فِي بَعْضِ أَوْ كَيْفَا

رویت کی حقیقت علم حضوری اور  
انکشاف کامل ہے کبھی یہ انکشاف ذات  
اقدس کا اور کبھی صفات عالیہ کا ہوتا ہے  
اسکی اصلیت یہ ہے کہ آدمی کا اپنا تقرر  
اور تحقق محو ہو کر ایک ہی واحد صمد کی  
ذات اقدس باقی رہ جاتی ہے، اس  
ناقص عالم میں توحید کی کسی بھی قسم کا  
کمال کبھی نہیں ہو سکتا،  
اہل سنت کی خوبی اور پہلانی ہے کہ  
انہوں نے وہی بات کہی جو حق اور مطابق  
واقعہ تھی کہ اگرچہ اس انکشاف کامل میں  
کسی نہ کسی قسم کا دخل ہے، اور یہ  
برکات انکو انبیاء اکرام کی قوت  
کے ساتھ تقلید کرنے کی وجہ سے حاصل  
ہوتی ہیں،

اور میرے ذوق کے مطابق اس  
کی تحقیق یہ ہے کہ بعض اوقات تجلی



التَّحِلِّي الدَّائِي يُكُونُ الْعِلْمُ  
بِوَسَاخِطَرِهِنَّ الْجَارِحَةِ كَمَا  
أَنَّ مِنَ الْمُتَحَقِّقِ عِنْدَنَا أَنَّ  
لَيْسَ لِلْجَوَارِحِ وَلَا لِلْأَعْرَاضِ  
صُورٌ عِلْمِيَّةٌ أَلْقَى نَسَبِيَّةً مَا  
بِالْأَعْيَانِ رَتْمَاهِي وَجُودُهُ  
الْأَعْيَانِ وَالْعَيْنَانِ فَالْعَيْنُ  
تَمَثَّلُ لِلنَّكْشَاتِ الْمَشَاهِرِ  
الَّذِي هُوَ وَجْهٌ مُنْطَبِعٌ فِي  
الْعَيْنِ الثَّابِتَةِ وَكَذَلِكَ أَلَيْدُ  
تَمَثَّلُ لِلْقُوَّةِ الْعَمَلِيَّةِ الَّتِي هِيَ  
خِلْفٌ لِحُزْنِي مِنْ جُزْئِيَّاتِ الْمَصْنَعِ  
وَالْخَلْقِ وَالْإِنْسَانِ الْمُتَحَقِّقِ  
عِنْدَنَا أَنَّ هُنَاكَ خِلْطًا وَ  
رَجَاحًا بَيْنَ الْحَقِيقَةِ وَالْمَثَالِ  
لَيْسَ هُنَاكَ كَمَا ذَكَرْنَا فَلَسْنَا  
نَتَكَلَّمُ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ سَمِيعًا  
قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ إِنِّي أَشْتَمُ رَائِحَةَ الْإِيمَانِ

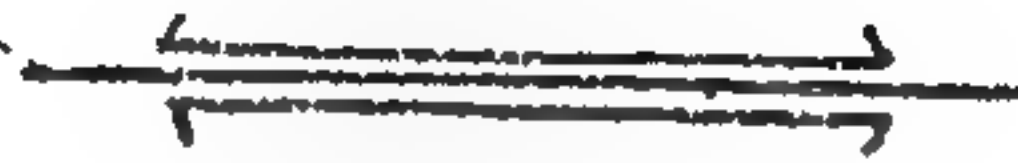
ذاتی میں جو علم اور انکشاف ہوتا ہے اس  
کا ذریعہ ہی ظاہری آنکھ ہوتی ہے کیونکہ  
ہمارے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت  
کو پہنچ چکی ہے کہ اعضاء و جوارح اور  
اعراض کیلئے ایسی صورت علم نہیں ہوتیں کہ  
جن کو ہم اعیان سے موسوم کر سکیں وہ  
اعیان کی وجہ اور حیثیات ہوتی ہیں  
چنانچہ ظاہری آنکھ اس انکشاف کامل کا  
تمثل ہے جسکی حیثیت میں ثابتہ میں مندرج  
ہے جس طرح آدمی کا ہاتھ اس قوت  
علمیہ کا تمثل ہے جو وضع اور خلق کی  
جزئیات میں سے ہے یہ بات بھی ہمارے  
نزدیک پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے  
کہ وہاں حقیقت اور تمثل میں اتحاد پایا  
جاتا ہے جو یہاں نہیں جیسا کہ ہم پہلے  
بیان کر چکے ہیں اسی واسطے ہم رسول  
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن  
کہ کہ میں یمن کی طرف سے ایمان کی  
خوشبو محسوس کرتا ہوں، آپکے قول

مِنْ قَبْلِ الْيَمِينِ وَمَا ذَلِكُ  
 إِلَّا تَكْوِينُ الْآمِنِ شَأْنِ الشَّقَاءِ  
 كَأَنَّمَا لَسَفَرٍ وَالْمُعْتَرِ لَتَرَوْ  
 أَشْبَاهَهُمْ فَاعْلَمَنَّ بَعْدَ الْقِيَامِ  
 وَاللَّيْثِيَّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى  
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ  
 بِعَيْنِهِ فِي الْمَقَرِّجِ وَلَا مَوْسَى  
 عَلَيْهِ السَّلَامُ سَمِعَ كَلَامَ الْمُقَدَّسِ  
 بِأَذْنِهِ وَلَا تَتَعَجَّبُ وَاصْنِ  
 وَأَسْأَلُكَ فَإِنَّ الْإِنكَارَ فِي أَمْثَالِ  
 هَذِهِ أَطْيَشُ وَعَجِزَ اللَّهُمَّ  
 لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ  
 أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ اللَّهُمَّ  
 إِنِّي أَسْأَلُكَ إِتْقَامَ النِّعْمَةِ  
 وَتَعْلِيمَ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ  
 أَنْتَ وَلِيُّ فِي الدُّنْيَا  
 الْآخِرَةِ تَوْفِئِي إِلَيْكَ  
 مَسْلَمًا مُقَادًّا بِالْفَنَاءِ  
 الشَّاقِرَ وَالْحَقِيقِي

کی حقانیت میں شک نہیں کرتے شک  
 کرتا تو یوقوفوں کی خصوصیت ہے جیسا  
 کہ فلا سفر اور معتزلہ وغیرہ بہت کچھ  
 رد و قدح کے بعد ہمیں یہ یقین حاصل ہوا  
 کہ شب معراج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے  
 دیکھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے  
 کانوں سے اس کا کلام سنا ان باتوں پر  
 ذرا بھی تعجب نہ کرو بلکہ ان کو تسلیم  
 کر کے ان پر ایمان لاؤ، ان باتوں کا  
 انکار جہالت اور عاجزی پر دال ہے،  
 سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا  
 انک انت العليم الحكيم، خدایا میں  
 تجھ سے درخواست کرتا ہوں، کہ مجھ پر  
 اپنی نعمت کو کامل کر اور تاویل احادیث  
 سے مجھ پر نور بنا اور دنیا و آخرت  
 میں تو ہی میرا ولی اور کارساز ہے مجھے  
 اس حالت میں موت دے کہ میں  
 فنائے نام کی وجہ سے دل و جان

تَبَسُّمًا ذَٰلِكَ بِالضَّالِّينَ  
 الْبَاقِيْنَ اِنَّكَ قَاضِي  
 الْحَاجَّاتِ وَرَافِعُ  
 الدَّرَجَاتِ

سے تیرا مطیع اور فرمانبردار ہوں اور  
 مجھ کو نہ ضررہ صالحین میں شامل فرما،  
 بیشک تو ہی قاضی الحاجات اور  
 درجات کا بلند کرنے والا ہے،





# الخزانة العائشة و سوال خزانہ

## فی فوائد شتی فوائد متفرقة

قال رسول الله صلى الله

عليه وسلم ستفترق أمتي

على ثلاث وسبعين فرقة

واحدة منها في الجنة والباقي

في النار وعندنا النبي من

أفحق السنة علما وعملا ولا

التأخر إلا في الجنة .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ادشاد فرمایا میری امت میں تہتر فرقی

پیدا ہونگے اور ایک ان میں سے جنت

میں جائیگا اور باقی دوزخ میں اور ہمارے

نزدیک سنی کا یہ مطلب ہے کہ اسکا علم اور

عمل سنت کے مطابق ہو، یہی فرق سب

سے پہلے جنت میں جائے گا،

## البحرین اشعری اور ان کا مسلک !

وَأَمَّا مَا اتَّبَعَهُ

الْمُتَكَلِّمُونَ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ وَ

لَا يَجِبُ اتِّبَاعُهُ وَكَذَلِكَ

الْبُشْرَاءُ لِعَمَلِ الْقِيَّاسِيَّةِ لَا تُلَاحِظُ

لَهَا عِنْدَنَا وَلَمْ يَكُنْ هَبْ

اور جو باتیں مشکین نے بدعت

کے طور پر ایجاد کی ہیں وہ سراسر باطل

ہیں اور اس قابل نہیں کہ ان کا اتباع

کیا جائے اور اسی طرح جن احکام شرعیہ

کی بنا پر قیاس پر ان سے بھی ہم مطمئن

نہیں، امام ابو الحسن شہری کے مذہب کو ہم قدر و منزلت کیساتھ دیکھتے ہیں اور ہمارے نزدیک انکا مذہب صحابہ کرام کے مذہب کے مطابق ہے اور وہ ارادہ متبذوہ کے ماتحت ہے اور اسکے علم و معرفت کا دار و مدار اسی پر ہے یہ اصول اس کے پیش نظر رہتا ہے کہ ہر ایک

الْشَّيْخُ أَبِي الْحَسَنِ عُنْدَنَا  
وَقَعُ وَمَذْهَبُهُ مِنْ قَائِلِ  
مَذْهَبِ الصَّحَابَةِ وَهُوَ  
مِنْ تَحْتِ الْإِرَادَةِ الْمُتَجَدِّدَةِ  
وَهُوَ مِلَالُ عِرْقَانِهِ دَلِيلًا  
نَظَرُهُ أَنَّ يَلْفِي كُلَّ  
تَفْصِيلٍ خَاصِلٍ +

غیر ضروری امر کو ضروری کر دیا جائے،

اور اگر تم کو صحابہ کرام کے مذہب پر عبور حاصل ہو تو تم اس نظریہ پر پہنچو گے کہ امام موصوف کا مسلک حقیقہً اسی کے مطابق ہے جیسا کہ ان کا قول کہ وجود عین مابین ہے اسکا مطلب ہے کہ عدم بسیط اور وجود کے درمیان جو فرق پیدا ہوتا ہے اس کا دار و مدار کسی چیز کی ذات پر ہے،

وَإِذَا دَخَلْتَ فِي  
مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ تَعَيَّنَ هَذَا  
الْمَذْهَبُ بِالتَّحْقِيقِ فَحَيْثُ  
يَقُولُ الْوُجُودُ غَيْرُ الْمَاهِيَةِ  
إِنَّمَا يُرِيدُ أَنَّ مَنَاطَ الْفَرْقِ  
بَيْنَ حَالَتِي الْعَدَمِ وَالْبَسِيطِ  
وَالْوُجُودِ إِنَّمَا هُوَ الشَّيْءُ  
نَفْسُهُ +

اور جیسا کہ ان کا قول کہ اسم عین مسمیٰ ہے اسکا مطلب ہے کہ اسم اپنے مسمیٰ پر پورے طور پر صادق آتا ہے اور اسکا عنوان

وَحَيْثُ يَقُولُ الْأَسْمُ  
عَيْنُ الْمُسَمَّى إِنَّمَا يُرِيدُ  
أَنَّهُ صَادِقٌ عَلَيْهِ وَ

عَشْرًا كَذَلِكَ

وَحَيْثُ يَقُولُ الْأَنْبِيَاءُ

أَفْضَلُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رَحْمَةً

يُرِيدُ بِحَسَبِ هَذَا الْأَسْمَاءِ

الْحَادِثِ وَالْحَكِيمِ أَيْضًا فَيُضِلُّهُمْ

فَضْلًا لِهَذَا الْأَسْمَاءِ كَمَا عَرَفْتَ

لَا سَيِّئًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَالْحَدِيثُ الْكِنْدِيُّ رَوَاهُ

ابْنُ مَاجَةَ يَخْتَصُّ الْأَنْبِيَاءَ

الْكِنْدِيُّ لَا سِيْرَهُمْ زِيَادَةُ

سُبُوْعٍ وَظُهُورٍ

وَحَيْثُ يَقُولُ الْحَسَنُ

وَالْقَلْبِيُّ شَرَّ عِيَانٍ يُرِيدُ بِحَسَبِ

هَذَا التَّحْقِيقِ الْحَادِثِ وَ

الْقَوْلِ الْفَضْلِ عِنْدَ ثَانٍ

الْتِفَاتٍ حَسَنٍ أَوْ قَلْبِيٍّ بِحَسَبِ

الْأَنْكِدَمِ مِنَ الْعَقْلِ مَا يَبِينُ

وَلِظُهُورِ هَذَا الْحُكْمِ ثُمَّ لَمَّا

ہوتا ہے

اور ان کا قول ہے کہ انبیاء کرام کو

ملائکہ پر فضیلت حاصل ہے اس سے مراد

وہ فضیلت ہے کہ سب کا تعلق اسم حادث کے

ہو ایک حکم ربانی بھی اس اسم پاک کے لحاظ

سے انبیاء کرام اور خصوصاً ہمارے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملائکہ

سے افضل سمجھتا ہے

اور ابن ماجہ کی حدیث میں جن انبیاء

کرام کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا

گیا ہے ان کے اسم میں زائد سبوع اور

ظہور پایا جاتا ہے

اور امام موصوف فرماتے ہیں کہ

اعمال کا حسن اور قبح شرعی ہے مطلب

یہ کہ باعتبار تحقق حادث کے اور قول فیصل

ہمارے نزدیک یہ ہے کہ دراصل کسی فعل

کا حسن اور قبح ازلی ہے اور عقل اس حکم

کا بیان اور اظہار کرتی ہے پھر جب

شریعت کا نزول ہوا تو ایک اور حسن



اَشْيَاءُ مِنَ الشَّرِيعَةِ مَحَقَّقٌ لَهُ  
حُسْنٌ اَوْ قُبْحٌ اَوْ اَخْرَاجٌ ذَالِ الشَّدِيدِ  
رَغْمًا يَبْصُرُهُنَّ بَيْنَ وَالْمَعَارِزِ لَمْ  
قَصَرُوا وَاَخَانَهُمْ رَاكِبُونَ تَقْيِيدًا  
الْاَصْحَابِ يَحْكُمُونَ عَلَى حَبِيبٍ  
وَحَيْثُ يَقُولُ بِعِصْمَةِ الْاَنْبِيَاءِ  
فَاِنَّهُ مُوَافِقٌ لِمَنْ هَبَّ الْحَكِيمُ  
اِلَّا اَنَّ الْعِصْمَةَ عَنْهُمْ هِيَ لَهَا  
طَبَقَاتٌ كَمَا عَلِمْتَ وَلَا يَمْتَنِعُ  
بِالْعِصْمَةِ اِلَّا الْكَبَائِرُ مِنَ  
الَّذِ نُوِبَ عَنْهَا نَا وَ يَخْلُقُ  
نَفْسَهُ عِنْدَ الصَّفَاتِ

اور فتح کی حالت پیدا ہو گئی تو شیخ ان  
دونوں حالتوں کو دیکھتے ہیں، مگر معتزل  
نے ان چیزوں کو عقل ہی پر ختم کر دیا  
کیونکہ وہ صحابہ کرام کی تقلید نہیں کرتے  
اور اپنی ہی عقل کو کافی سمجھتے ہیں،  
اور عصمت انبیاء کا قول اختیار کرتا یہ  
بھی حکیم کے مرتب کے مطابق ہے مگر عصمت  
کے ان کے نزدیک جیسا کہ بیان کیا گیا،  
مختلف طبقات ہیں اور ہماری رائے  
میں عصمت فقط کبار و ذر کے مانع  
ہے، ہاں صغائر کے وقت بھی طبیعت  
کو قلع ہوتا ہے،

خلق افعال اور استطاعت مع  
الفعل کے مسئلہ میں بھی امام موصوف  
حق بجانب ہیں کیونکہ ہم اس بات کو  
واضح طور پر بیان کر چکے ہیں، کہ تمام  
ممکنات کا معرض ظہور میں آنا، اگر  
تعالیٰ کیساتھ وہی نسبت رکھتا ہے  
جو کہ سورج کی روشنی کو عین آفتاب کی

وَحَيْثُ يَقُولُ بِمَخْلُوقِ  
اَلْاَفْعَالِ وَالْاَسْتَطَاعَةِ مَعَ  
الْفِعْلِ فَهُوَ مُحَقِّقٌ فِيهِ  
الْكَيْسَ مِمَّا قَدْ نَابِئَانَهُ  
اِنَّ قَاطِبَةً الْمُسْكِنَاتِ  
مُسْتَنَدَةً اِلَى اللّٰهِ سُبْحَانَهُ  
اِسْتِنَادَ الصُّوْرِ اِلَى الشَّمْسِ

اَوَاتَمَّ وَاشْبَعَمَّ مَثَهُ  
خَاغَلَمَّ اَزَاكَفَعَالَ كَنَزِكَ  
غَيْرَاتِ الشَّيْخِ لَا مَيَّسَهُ  
اَكْتَفَى بِالْاَفْعَالِ .

وَحَيْثُ يَقُولُ اَلْكَلَامُ  
النَّفْسِيُّ فَارْتَسَا يُزِيدُ بِهِ  
مَا سَلَفْنَاهُ فِي مَجْمَعِ اَلْكَلَامِ  
وَلَا عَيْبَ لَهُ بِتَقْطِيسِ اَحْجَابِهِ  
كَلَامَهُ وَحَيْثُ يَقُولُ اِنَّ  
مِنْ اَسْمَاءِ تَعَالَى الْمُسْعِرُ  
وَمَا يُشَابِهُ فَقَدْ عَمِلْتَ  
اَنَّ اِلَهَ تَعَالَى وَسُبْحَانَهُ  
كَذَلِكَ يَحْسِبُ اَنْتَرْمَاءُ  
الْوَسَائِطِ وَلَكِنَّ الشَّيْخَ  
لِسُبُورِهِ اَمَلِيَّتَهُ يَقُولُ  
رَتَّهَا ضَمَعَاتُ دَا سَمَاءُ  
حَقِيقَةً فَلَا بَاسَ  
بِكَذَلِكَ .

وَحَيْثُ يَقُولُ فِي

ساتھ نسبت کے بلکہ اس سے بھی زائد اور  
کامل، سوا فعال بھی اسی طرح ہیں، مگر  
شیخ موصوف نے اپنی اہمیت کی وجہ سے  
صرف افعال ہی پر اکتفا کیا ہے،

اور جس وقت شیخ موصوف کلام  
نفسی کے متعلق بیان کرتے ہیں تو اس کا  
مفہوم ہم کلام کی بحث میں بیان کر چکے  
ہیں اور ان کے کلام کی جو تفصیل کی  
گئی ہے وہ قابل اعتبار نہیں اور جس  
وقت نام کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے  
اسماء میں سے المستغیر (نرخ متعین کی نیواں)  
بھی ہے تو تم جان چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ  
کی یہ صفت متعین کرنا بھی صحیح ہے کیونکہ  
وسائط کو جب آخر تک پہنچایا جائے  
تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی پر منتهی ہو  
ہیں لیکن شیخ اپنی اہمیت کے کمال کی وجہ سے  
انہیں صفات اور اسماء حقیقیہ سمجھتے ہیں  
خیر اس میں کوئی مضائقہ نہیں،

اور شیخ موصوف آخرت میں عذاب

الْمَعَادِ بَعْدَ الْمَقِيرِ وَالْحَسَابِ  
وَالْمِيزَانِ وَالزُّرِّيَّةِ وَالشَّفَاعَةِ  
فَهُوَ مُحَقِّقٌ وَقَدْ عَلِمْتَ اسْرَارَهَا  
خِيَمًا ذَكْرًا مِنْ قَبْلُ وَحَيْثُ  
يَقُولُ بِتَحْيِيرِ النَّفْسِ فَإِنَّمَا هُوَ حَقٌّ كَمَا صَرَّحَ

وَحَيْثُ يَقُولُ بِجَعْدِ رُوحِ  
الْعَالَمِ وَمَنَاوِدِ اسْتِطْرَاطِ  
الْعُدُوتِ لِلْعَاجِبَاتِ فَكُلُّ  
ذَلِكَ لَا مِثْلَ لَهُ وَلَا خِلَافَ لَهُ تَحْتَ  
الْإِرَادَةِ الْمُجَدِّدَةِ وَبِطَنِهِ  
الْإِرَادَةُ يَقُولُ الْإِرَادَةُ قَدِيمَةٌ  
وَتَعْلَقَاتُهَا حَادِثَةٌ

وَحَيْثُ يَقُولُ الْكَوْضِبَعُ  
وَالْأَمِينُ وَالْوَجْهَ صِفَاتُ  
ذَلِكَ لَا مِثْلَ لَهُ وَحَيْثُ يَقُولُ  
لَا تَشَارِكْ لِي فِي كَسْبِكَ وَلَا  
اسْتِعْدَادِكَ فَإِنَّمَا يَرِيدُ أَنَّ  
لَيْسَ لَهُ تَجَسُّمٌ كَسْبٍ وَأَقْنِيَّتُهُ  
يَقْتَضِي أَنَّ لَا يَكْبَلُ

اور اسی طرح ان کا قول ہے کہ  
عالم حادث زمانی ہے اور حاجات  
کیلئے حدوث شرط ہے یہ سب باتیں  
انکی اُمیت کا نتیجہ ہیں اور کیونکہ وہ  
ارادہ متجددہ میں محو ہو چکے تھے اور اسی  
ارادہ کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ ارادہ قدیم  
ہے اور اسکے تعلقات حادث ہیں،

اور اصح اور کمال اور وجہ کو صفات  
الہی تسلیم کرنا بھی انکی اُمیت کی دلیل  
ہے اور ان کا یہ بھی قول ہے، کہ نبی  
کسب اور استعداد شرط نہیں اس سے  
انکی مراد یہ ہے کہ یہ تکلف کوئی بھی نبوت  
کا اکتساب نہیں کر سکتا اور انکی اُمیت  
ہی کا تقاضا ہے کہ استعداد انکے سامنے



الاستعداد كما علمت .  
 واختلافهم في الايمان و  
 الاسلام والتصديق نزاع  
 لفظي لا يرجع الى معنوي  
 ومع هذا فالحق ما عليه  
 الاشعرية لانه هو اصطلاح  
 الصديق الاقول ونحن  
 ننكر لك

واحد فثلاثون سنة  
 وافضل الامة ابو بكر ثم  
 عثمان على الترتيب مرتبة  
 الكبرية ليس بخارج عن  
 الايمان الا قرار في خبره  
 قرأتك من اربع وعشرين  
 مسألة بتنا حقيقة اهل  
 السنة في قاضي معظما  
 انهم زنا به عن غرض  
 وبالجملات لو عتبرت الحالة  
 التي تحقق بالصحة فلا

نمایاں نہیں ہوتی

اور ایمان و اسلام اور تصدیق کے مفہوم  
 میں جو اختلاف ہے وہ اختلاف لفظی  
 ہے اختلاف معنوی نہیں، بایں ہمہ اشعریہ  
 کے طریق تعبیر کو ہم حق سمجھتے ہیں، کیونکہ  
 حد اول کی یہی اصطلاح ہے اور ہم  
 تمہارے سامنے ان چیزوں کو بیان  
 کر دیں گے،

اور خلافت راشدہ تیس سال

رہی ہے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام امت  
 میں افضل ہیں اس کے بعد علی حسب الترتیب  
 ثابت ہے اور مرتبہ کبیر ایمان قرار دی  
 سے خارج نہیں ہوتا یہ ان ہی جو مسائل  
 مسائل میں سے ہے کہ جن میں اہل سنت  
 کی تحقیق ہم بیان کر دی ہے، اور یہ وہ  
 معرکہ الاكرام مسائل ہیں کہ جنہیں یہ حضرات  
 اپنے خلاف اور جماعتوں سے علیحدہ رہے  
 خلافت کلام ہے کہ اگر تم اس طریقہ کا  
 اعتبار کرو جو کہ صحابہ کرام کا ہے، تو

تَحْقِيقُ إِلَّا فِي مَذْهَبٍ لَا شَاعِرَهُ  
وَهَذِهِ الْحَالَةُ هِيَ الَّتِي تَجِبُ  
عَلَى الْمُقَلِّدِينَ فُكُلُ خُرْقَةٍ  
مَقْلُودَةٍ وَابْتَدَأَ ذَلِكَ فِي  
خَالِجِيَّةٍ وَأَمَّا أَعْمَالُهُمْ فَكَانَتْ  
يَفْشُوا الْأَحَادِيثَ وَيَعْمَلُوا  
عَلَى حَيْثُ قَامَ فِقْهُهُمْ وَرَأْيُهُ  
مَعَانٍ وَالْعِلْمُ لَا يَقْبَلُ مِنَ  
الْأَقْيَسَةِ إِلَّا الْقِيَاسَ الْحَبْلِيَّ  
وَالْحَقَّ كَذَلِكَ مَضِلَّةٌ بِعَامَّةٍ وَأَمَّا  
الْمُتَعَقِّقُونَ فِي الرَّأْيِ فَلْيَسُوا  
مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي شَوْحِ أَمَّا  
هَذِهِ الْمَذَاهِبُ الْأَرْبَعَةُ فَخَاتِرُهَا  
إِلَى السُّنَّةِ مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ الْمَنْفُورِ  
الْمُصَنَّفِي وَكَانَ نَظَرُهُ يَصِلُ إِلَى  
حَقِيقَةِ الْعِلَلِ وَالْأَسْبَابِ +

اشاعرہ ہی کا مسلک تحقیق پر نظر آئے گا،  
اسی حالت کی تقلید تمام مقلدین پر  
واجب ہے اور جس نے اس سے دیگر دانی  
کی وہ خطا کا رہے اور اعمال کے متعلق  
ہمارا نظریہ یہ ہے کہ احادیث کی چھان  
بین کی جائے اور فقہ اور درایت کے مطابق  
ان پر عمل کیا جائے حکیم ربانی کے نزدیک  
قیاسات میں سے صرف وہی مقبول ہے  
جو قیاس جلی ہو، یا وہ قیاس خفی کہ جس  
کی مصلحت عامہ ہو، جو لوگ صرف اتباع  
رائے میں یقین کرتے ہیں وہ اہل سنت  
نہیں، مذاہب اربعہ میں قرب الی السنۃ  
امام شافعی کا مذہب ہے، بشرطیکہ اس  
کی تفسیح اور تمحیص کی جائے امام موصوفی  
کی نظر علل اور اسباب کی جانب بہت  
جلد پہنچتی ہے،

## روایت حدیث میں اختلاف صحابہ

صحابہ کرام سے جو اختلاف احادیث

اَعْلَمَ أَنَّ اخْتِلَافَ



الضَّحَابَةِ فِي حَكَائِهِمْ  
لَهُ مُتَوَاتِرًا وَلَا اخْتِلَافًا  
الزَّوَادِيَةِ بِالْمَعْنَى وَهُوَ الْأَكْثَرُ  
وَالشَّائِي اخْتِلَافُ الْحَدِيثِ  
وَهُوَ أَنْ يَخْتَلِفَ أَحَدُهُمْ  
عَلَا مَا وَجَدَ رِوَاةً إِلَّا خَرُجَ  
الْثَّلَاثُ اخْتِلَافُ الرَّوْضِ  
مِثْلَ مَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ  
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ حَيْثُ  
رَكِبَ وَأَهْلَ حَيْثُ  
أَشْرَفَ عَلَى تِلْكَ فَمِنْهُمْ  
مَنْ وَهَمَ أَنَّهُ أَهْلُ  
حَيْثُ قَامَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ  
وَمِنْهُمْ مَنْ وَهَمَ أَنَّهُ  
أَهْلُ حَيْثُ أَشْرَفَ وَرَأَى  
كَانَ فَرَضَ الْحُجَّةِ حَيْثُ صَلَّى  
رَكْعَتَيْنِ فِي مَسْجِدِ ذِي الْحِجَّةِ  
الرَّابِعُ اخْتِلَافُ التَّنْزِيلِ فِي قَوْلِ

کی روایت میں واقع ہوا ہے اس کی  
چند وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ وہ اکثر  
روایت بالمعنی کرتے تھے دوسرے یہ  
کہ ایک ہی کسی روایت میں کسی فقرے کو  
حذف کر دیتا اور دوسرا اسے بیان کر دیتا  
تیسرے یہ کہ ایک ہی کو کچھ وہم سا ہوتا  
کہ جلی بنا پر اس کی تعبیر اور حضرات سے  
مختلف ہو جاتی، مثلاً ابن عباس بیان  
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
جب اونٹنی پر سوار ہوئے تو آپ نے  
لیک کہہ کر اپنی آواز بلند کی اور جب  
بلندی پر چڑھے تب بھی تبلیہ باوانہ  
بلند پڑھا چنانچہ اب بعض راویوں کو یہ  
وہم ہوا کہ آپ نے اونٹنی پر سوار ہو کر  
احرام باندھا اور بعض نے یہ خیال کیا  
کہ ٹیلے پر چڑھ کر احرام باندھا اور تبلیہ  
کہا درانحالیکہ آپ اس وقت احرام باندھ  
چکے تھے کہ جب آپ نے مسجد ذوالحلیفہ میں  
دو رکعت نفل پڑھی تھی اور بعض اوقات



ہوگا کہ حَرْفِ حَرْفًا اٰخَرَ كَمَا قَالَ  
 فِي قِصَّةِ الْكَافِرِ اَحَدٌ هُوَ  
 رَجُلٌ وَاٰخَرُهُمْ اِمْرَاَةٌ ؕ  
 نعیان کی وجہ سے اختلاف ہو جاتا ہے  
 اور ایک لفظ دوسرے لفظ سے بدل  
 جاتا ہے جیسا کہ کسوف کی روایت میں ہے  
 کہ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا۔ اور دوسرے ثورت کا تذکرہ کرتے ہیں۔

وَاٰخِرُهُمْ هُوَ فِي شَانِ  
 النَّزُولِ اَلْاَكْثَرُ سَبِيحًا لَّهُمْ كَمَا  
 اَرَادَ وَاَنْ يُفَسِّرُوا الْاٰيَةَ  
 فَرَضُوا لَهَا قِصَّةً تَكُوْنُ  
 مِصْدَقًا لِّهَا اَوْ وَضَعُوا قِصَّةً  
 كَانَتْ فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ  
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
 حَدَّثَاتِ هَذِهِ اِلَّا نَبْرَ فَيُرْعَمُ  
 الزَّاعِمُ اَنْہَا نَزَلَتْ حِيْنَئِذٍ ؕ  
 وَاٰخِرُهُمْ هُوَ فِي وَقْتِ النَّزُولِ  
 بِسَبَبِ اَنْہَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ  
 صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم  
 اَلَا يَتَرَعَبُ وَاقِعًا رَسُوْلًا  
 وَلَا يَتَرَعَبُ اَطْفَالُ الظُّلَمِ  
 اَنْہَا نَزَلَتْ حِيْنَئِذٍ ؕ  
 اور آیات کے شان نزول میں  
 اکثر اختلاف اس وجہ سے پیدا ہوا کہ  
 صحابہ کرام جبوقت کسی آیت کی تفسیر  
 کرنے لگے تو اس کا مصداق وضع کرنے  
 کیلئے کوئی واقعہ بیان کرتے یا کوئی ایسا  
 واقعہ سناتے جو عہد نبوت میں واقع ہوا  
 ہوتا اور اس آیت کے حدیثات میں  
 سے ہوتا یہ سن کر راوی گمان کرتا کہ یہ  
 آیت اسی واقعہ کے ماتحت نازل ہوئی ہے  
 اور وقت نزول میں اختلاف پیدا  
 ہونیکا یہ سبب ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ  
 علیہ وسلم کسی واقعہ کے پیش آئے پر  
 کلام الہی کی کسی آیت یا آیات سے  
 استشہاد فرماتے یا اس واقعہ کا حکم اس  
 آیت سے استنباط فرماتے تو راوی کو

یہ غلط بھی ہوتی کہ یہ آیت اسی وقت نازل ہوئی ہے،

وَأَمَّا اخْتِلَافُهُمْ فَقَدْ أَهْبَوْهُ  
فَسَبَبَهُ أَنَّهُمْ مُخْتَلِفُونَ  
فِي الشَّكَنِ فَيَلْخِذُ أَحَدُهُمْ  
سُنَّتَهُ وَالْآخَرُ أُخْرَى  
وَأَمَّا أَنَّ صَحَابِيًّا يَرَى  
عَمَلًا أَوْ يَسْمَعُ قَوْلًا  
مِنْ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَوَلَّاهُ عَلَى عِلَّةٍ  
وَجِهَةٍ وَصَحَابِيًّا أُخْرَى يَرَى  
أَوْ يَسْمَعُ بِغَيْرِهَا وَيَتَوَلَّاهُ  
عَلَى عِلَّةٍ وَوَجِهَةٍ  
أُخْرَى .

وَأَمَّا الْمَصَالِحُ فَيَخْتَلِفُ  
بِالْأَمْرِ مِمَّنْ وَالْأَمَكِنَةِ  
وَالْأَزَاءِ وَيَخْتَلِفُ بِجَنَابِهَا  
الْجَوَابِ وَيُطْرَسُ فِي  
نَظَرِ الزَّوَاةِ .

اسکام شرعیہ کے متعلق جو اختلاف صحابہ  
کرام میں پیدا ہوا اسکا باعث یہ ہے  
کہ آپ کی سنتیں مختلف ہیں، کسی نے  
ایک پر عمل کیا اور کسی نے دوسری پر  
اور یہ کہ کسی صحابی نے رسول اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم کو کوئی عمل کرتے ہوئے  
دیکھا یا آپ کی کوئی حدیث سنی، تو  
اسے کسی علت اور جہت پر محمول کر لیا  
اور دوسرے صحابی نے بعینہ آپ کو وہی  
عمل کرتے ہوئے دیکھا اور وہی بات  
آپ سے سنی مگر اس کو اور جہت اور  
علت پر محمول کر لیا،

اور مصالح میں وقت زمانہ اور رائے  
کے اختلاف کی بنا پر اختلاف ہو جاتا  
ہے اور جواب بھی اس اعتبار سے بدلتا  
رہتا ہے اور راوی اس بات کو نظر انداز  
کر دیا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ ابتداء

زمانہ میں مثلاً رفع یدین کا حکم تھا پھر بعد میں منسوخ ہو گیا، عاید الرحمن صدیقی

وَأَمَّا دَرَجَتُهُمْ فِي كَمَالِهِمْ  
فَإِنَّهُمْ الْمُتَوَحِّدُ الْمُعْتَدِلُ مِنْهُمْ  
الْخَلِيفَةُ وَمِنْهُمْ الْفَقِيهَةُ وَ  
مِنْهُمْ الْأَفْقَهُ وَكَرْنَا  
بَعْضُ أَقْسَامِهِمْ وَاجْتِلَاتِ  
الْمُصَاحِبَةِ كَانَ سَبَبًا لِاخْتِلَافِ  
مَنْ بَعْدَهُمْ فَتَدَبَّرْ

اور صحابہ کرام کا درجہ کمال بھی مختلف ہے  
کوئی متوحد معتدل ہے کوئی خلیفہ ہو نیکی  
استعداد رکھتا ہے کوئی فقیہ اور کوئی اس  
بھی فقیہ تر ہے ہم نے پہلے بھی انکے بعض  
اقسام بیان کر دیے ہیں صحابہ کرام کا  
اختلاف بعد والوں کیلئے اختلاف کا  
باعث ہوا بخوبی سمجھ لو

## ایمان کی حقیقت

وَمَا يَحِبُّ النَّبِيُّ  
عَلَيْهِ آتٍ أَصْلَ الْإِيمَانِ هُوَ  
الْإِقْيَادُ لِلَّهِ تَعَالَى قَلْبًا وَقَالِبًا  
وَلَيْفَ أَنْ يَفْتَضِي لَدُنْكَ آتِيَةً  
مِنْ الْحِكْمَةِ وَالْعَصْمَةِ وَ  
الْوَجَاهَةِ دَرَجَاتٍ كَانَتْ فِي  
حَاجِزٍ مِنَ النَّشْأَةِ الدُّنْيَا وَتَرِ  
فَأَصْلُ الْكُفْرِ عَدَا مُرَاقِبَتِهِ  
لِلَّهِ تَعَالَى لَا قَلْبًا وَلَا قَالِبًا  
وَيَفْتَضِي لَدُنْكَ آتِيَةً

اس بات کو بخوبی سمجھ لو کہ ایمان  
کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی کا ظاہر و باطن  
اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے  
اسلئے کسی نہ کسی شکل میں حکمت و عصمت  
اور وجاہت اس کا اقتضاء ذاتی ہے  
اگرچہ یہ عالم ماری ان صفات کے کما حقہ  
ظہور میں آنے سے مانع ہے اسی طرح  
کفر کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی ظاہر و باطن  
میں اللہ تعالیٰ سے روگردان ہو جائے اس  
لئے اس کا ذاتی اقتضاء یہ ہے کہ وہ ان



أُولَٰئِكَ الصِّفَاتُ

وَلَمَّا وَقَعَتِ الْخَصْمُ وَكَفَى  
الشَّرَائِعِ تَعَيَّنَ رُسُومُ الْإِيمَانِ  
لِلشَّهَادَتَيْنِ وَاسْمُ الْكُفْرِ  
لِلشُّكُولِ عَنْ مَا فَالَ إِيمَانُ يَحْتَسِبُ  
هَذَا الْكَرْصُ طَلَاخُ قَوْلٍ فَقَطْ  
وَالْكَفْرُ هُوَ الْكُتْلُ عَنْهُ  
وَعَلَيْهِمَا تَقَرَّرُ عَمَلُكُمْ  
الْمَشْرِعُ مِنَ الْآمِنِ وَالْمُجَاهِدِ  
وَعَايِرُهُمَا.

وَالْمَشْرِعُ لَا ضَرْبَ لَهُ الْخُرُوقُ  
الْإِيمَانُ بِحَسَبِ بَيِّنَاتٍ بِالْإِيمَانِ  
تَحَقُّقُ فَيُتَرَكُ لَكُمْ مِنْ هَذِهِ  
الصِّفَاتِ فَبَقِيَ قِسْمُ  
الْمَشْرِعِ نَيْسَبِي بِالْمُتَافِقِ وَ  
مَرِئِضِ الْقَلْبِ.

اوصاف کے اضداد سے موصوف ہو،  
جب شرائع نے احکام کی تعیین کر دی  
تو ایمان کا لفظ شہادتین کیلئے مخصوص  
ہو گیا اور کفر کا یہ مفہوم یہ ہوا کہ جو  
شہادین کا منکر ہو اس اصطلاح کو پیش  
نظر رکھ کر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایمان فقط  
اقرار باللسان ہے اور کفر کے معنی یہ ہیں  
کہ زبان سے شہادتین کا انکار کرے اور  
اسی پر امن اور جہاد وغیرہ کے شرعی  
احکام متفرع ہوتے ہیں،

اور شریعت کی ایک اور اصطلاح بھی ہے  
اور وہ یہ ہے کہ مومن کا لفظ اسی لئے  
مخصوص ہے کہ جس میں یہ صفات مذکورہ  
کسی نہ کسی شکل میں موجود ہوں، چنانچہ  
اسکے علاوہ دوسری قسم کو متافق اور  
مریض القلب کیساتھ موسوم کیا گیا ہے

متافق کی حقیقت!

اس سے تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا

فَتَعَرَّفْتُمْ مِنْ هَذِهِ

السَّيِّئِ اِنَّ الْمَنَافِقَ فِي  
عَمَلِ الشَّرِّ يَهْدِي عَلَى مَعْنِيَتِهِ  
الْاَوَّلِ هُوَ الْمُصَدِّقُ بِقَلْبِهِ  
وَلِسَانِهِ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَقَدْ  
اَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَاتُهُ مِنْ  
خَبَلِ اللِّسَانِ وَالْفَرْجِ وَالْقَلْبِ  
وغيرها وَمِنْ اَمْرِ اَنْ يَكُوْنُ  
الشَّرِيكَ بِاللَّهِ فِي حُلُوْلِ الشَّرِّ  
وَالْعِبَادَاتِ وَالذَّبْحِ وَ  
النَّذْرِ وَالْاَيْمَانِ مَا لَمْ  
يَكُنْ يَكُوْلُ لَا يَخْلُقُ اللَّهُ تَعَالَى  
وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَرَسُولِهِ  
وَالْاَلِ اَقْبَادُ كُهُ

وَهَذَا الْمَصْنُوعُ اَصْعَبُهَا  
وَهُمْ يَدَّخُلُوْنَ الْجَنَّةَ  
بَعْدَ التَّعْدِيْبِ اِنْ شَاءَ  
اللَّهُ تَعَالَى وَلَا يَخْلُدُ وَنْ  
فِي الشَّرِّ لَا تَهْمُ لَا يَنْوِنُ  
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَارْاَظَنُوْا

کہ شرع کی اصطلاح میں منافق کے دو معنی  
ہیں ایک جو دل اور زبان سے اللہ  
تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق کرے  
لیکن اس کی زبان شرمگاہ اور قلب  
وغیرہ کے گناہوں نے اسے گھیر رکھا ہو  
اور دوسرا جس قلوب میں سے شرکتِ شر  
سے اپنی غیرت سے مرادیں ملتی جائیں  
انکی پرستش کیلئے ان کیلئے جانوروں  
کو ذبح کیا جائے سنتیں مانیں اور انکے  
نام کی فتیں کہانی جائیں مگر شرط یہ ہے  
کہ انسان اللہ تعالیٰ کو خالق مانے اور  
آخرت اور اس کے رسول پر ایمان رکھے  
اور اسکی مطاعت پر آمادہ ہو

مگر یہ سخت ترین نفاق ہے اس قسم  
کے منافقین عذاب پا لینے کے بعد  
جنت میں داخل کئے جائیں گے۔  
انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور دوزخ میں ہمیشہ  
نہیں رہیں گے اگرچہ وہ خطاکار ہیں مگر  
پھر بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو

مَا كَذِبَتْ أَلْفُ يَهُودٍ رَسُولَهُ  
 إِخْرَفَ إِذَا بُعِثَ وَانْكَشَفَ  
 الْغُطَاءُ وَتَحَقَّقَ التَّكْنِيبُ  
 وَقَامَتِ الْحُجَّةُ فَهُمْ  
 خَالِدُونَ فِي النَّارِ ۝

فَمِنْ هَذِهِ الصُّفُوفِ كَانَتْ  
 الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَبْلَ  
 رَسُولِنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 فَلَمَّا بُعِثَ حَقُّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ  
 وَالْكَثِيرُ الْإِشَارَةُ فِي قَوْلِهِ  
 تَعَالَى وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ  
 حَتَّى تَبْعَثَ رَسُولًا وَمِنْ  
 أَمْثَالِ هَذِهِ الْقَذِيبِ الْحَبْدُ وَ  
 الْحَقُّ قَدْ تَبَيَّنَ الشَّهَادَاتِ  
 وَأَمَّا أَلْفُهَا فَلَا يَكُنْهَا إِشَارَةً  
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
 وَسَلَّمَ فِي أَحَادِيثِ عِلَامَاتِ  
 التَّفَقُّاتِ ۝

وَأَمَّا أَمْثَالُ هَذِهِ الْجَوَارِحِ فَالْكَثُرُ

تا وقتیکہ اور کوئی دوسرا رسول نہ آجائے  
 پناہ سمجھتے ہیں مگر جب وقت آپ مسعود ہو  
 اور پردہ اٹھ گیا اور جھوٹ ثابت ہو  
 گیا اور حجت قائم ہو گئی تو پھر یہ لوگ  
 ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے،

چنانچہ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ  
 وسلم کی بعثت سے پہلے یہود اور نصاری  
 اسی قسم میں داخل تھے چنانچہ جب آپ  
 مسعود ہوئے اور ان پر حق ثابت ہو  
 گیا اور اسی چیز کی جانب اللہ تعالیٰ نے  
 اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے کہ ہم  
 کسی قوم کو اس وقت تک عذاب نہیں دیتے  
 کہ جب وقت تک ان کے پاس کوئی رسول نہ  
 بھیجیں اور مسدود و خقدار اور اتباع شہوت  
 وغیرہ امراض قلب میں سے ہیں اور انہیں  
 کی طرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ان احادیث میں اشارہ فرمایا ہے کہ  
 جن میں علامات تفاق کا تذکرہ کیا ہے،  
 اور اعصاب کے امراض شمار سے باہر



مِنْ أَنْ يَغْضَىٰ دَبَّ الْجَمَلَةِ  
فَكُلُّ مَنْ أَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ  
أَنْ يَفِيَّ فِيهِ قَاتِلُكُمْ فَتَدْرُوهُ  
الْمَنَافِقُ بِالْهَفْيِ الْكُلِّ دَائِيَا  
كَانَتْ الصَّحَابَةُ يَخَافُونَ  
الْمَنَافِقَ الْمَكْرِبَ قَلْبًا  
الْمُصَدِّقَ لِسَانًا وَكُوفَةً  
أَلَا هَؤُلَاءِ الْأَسْفَلُ مِنَ النَّارِ  
وَيُثْبِتُهُ نَزْلُ رِسْتِ غَفَرَتِ  
لَهُمُ الْآيَةُ دَبَّ الْجَمَلَةِ  
فَالْمَنَافِقُ لَفْظٌ مُشْتَرَكٌ  
وَلَا هُمَا هَذَا التَّحْقِيقِي  
وَقَعُوا فِي الْخَبِطِ ۝

وَمَا لَمْ تَكُنْ كَذَوِ اسْمِ الْكُفْرِ  
أَحْكَامُ فِي الشَّرِّ يُعَدُّ اتِّفَاقًا  
فِي أَنَّهَا كُلُّهَا فِي النَّارِ كَرِجَتِ  
بِحَسَبِ هَذَا الْأَصُولِ اسْمِ الْكُفْرِ  
وَفِي الْحَدِيثِ أَنَّ بَعْضَ الْكُفَّارِ  
يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ أَبْنَهُم

ہیں، خلاصہ یہ کہ جس کو گناہ نے گھیر لیا۔  
یا کسی قسم کی اسکو اس میں فنا پھل ہو گئی  
وہ پہلے معنی کے اعتبار سے منافق ہے  
اور اسی چیز کا صحابہ کرام اپنے اوپر  
خوف کیا کرتے تھے،

اور دوسرے قسم کا منافق وہ ہے، کہ  
قلب سے جھٹلائے، اور زبان سے  
تصدیق کرے تو اسکا انجام درج اسفل  
من الناس ہے اور انہیں منافقین کے  
بارے میں یہ آیت نازل ہوئی استغفر  
لہم الاية، الغرض منافق کا لفظ ان  
دونوں معنی میں مشترک ہے اسی تحقیق کے  
نہ سمجھنے کی وجہ سے خط میں پڑ جاتے ہیں  
اذر انواع کفر کے شریعت میں کوئی  
احکام نہیں کیونکہ اس چیز پر اتفاق  
ہے کہ سب کے سب، وزنی ہیں اس  
اصطلاح کی بنا پر کسی معنی کی کوئی خصوصیت  
نہیں، اور حدیث شریف میں ہے کہ  
بعض کافروں سے عذاب میں تخفیف

عَنْ الْقِسْمِ الَّذِي هُوَ يَأْذَنُ الْمُنَافِقَ  
فِي الْمَوَازِينِ فَتَدْبُرُ وَتُرْشِدُ  
کی جائیگی تو وہ اسی قسم کے ہیں، جیسا کہ  
مسلمانوں میں منافق بخوبی سمجھو،

## نسخ کی حقیقت!

وَأَيْضًا مِمَّا يَجِبُ التَّنْبِيهُ  
عَلَيْهِ أَنَّ النِّسْخَ كَانَ فِيهِ  
إِصْطِلَاحُ الصَّدْرِ الْأَوَّلِ بِإِزَالَةِ  
مَعْنَى الْأَزَالَةِ فَقَطُّ أَهْمُ مِنْ  
أَنْ يَكُونَ زَوَالًا لِزَوَالِ  
الْعُلَمَاءِ كَنَسْخِ التَّجْدِيدِ وَ  
النَّحْطِ أَوْ زَوَالِ الْقِيَاسِ بِاطِلِ  
كَنَسْخِ الْبَحَائِرِ وَالسَّوَابِغِ  
أَوْ بَيَانًا لَأَنَّهُمَا قُلَّةُ الْحُكْمِ  
وَقَدْ كُنَّا نَرَى التَّسْرِيفَ أَوْ بَيَانًا  
لَأَنَّ الْمَقْهُومَ الْمَوَافِقَ أَوِ الْخَالِفَ  
غَيْرَ مُرَادٍ وَتَعَيَّرَ ذَلِكَ وَلَمَّا كُنَّا  
يُنَادِرُ هَذَا التَّحْقِيقَ جُلُّ  
الْمُفَسِّرِينَ اخْتَبَطُوا فَتَكَتْ بَرْدُ  
وَأَيْضًا مِمَّا يَجِبُ التَّنْبِيهُ

یہ بات بھی خصوصیت کیساتھ زیادہ  
رکھنے کے قابل ہے کہ صدر اول میں نسخ  
زائل کرنے کے معنی اکیلے استعمال کیا جاتا  
تھا عام ازیں زوال علماء کے زوال  
کیساتھ نہ جیسا کہ علم نجوم یا رمل یا کسی  
قیاس باطل کو رد کیا جائے، جیسا کہ بحیرہ  
اور سائیکس کا نسخہ عمل میں لایا گیا یا یہ کہ  
جو حکم شرعی نافذ تھا اس کی بدلت نفاذ  
کے ختم ہونیکا اعلان کر دیا جائے اور اس  
کا لازم پہلے بیان کر چکے ہیں یا یہ بتایا  
جائے کہ کسی چیز کا مفہوم موافق یا مخالف  
مراد نہیں وغیرہ ذلک اور جب اکثر  
مفسرین اس تحقیق کو نہ سمجھ سکے تو خط  
میں گرفتار ہو گئے،  
اور ان امور سے کہ جن پر تنبیہ واجب ہے

عَلَيْهِمْ أَنْ أَرَادَ وَالْمَشِيَّةَ  
فِي الْقُرْآنِ حَدِيثًا ذِكْرًا  
قَالَ رَأَى عَنْهُمَا الرِّهَاءُ وَكَذَلِكَ  
الْأَمْرُ وَالْأَذُنُ فَتَنَبَّرَ

إِعْلَامًا أَنَّ الْكَفَّارَ  
الَّذِينَ خَاصَمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى  
فِي كِتَابِهِ صِنْفَانِ الْأَقْلُ  
الْمُشْرِكُونَ وَكَانُوا أَكْثَرَ كُوفًا  
الْأَصْنَافُ فِي الْعِبَادَةِ وَ  
طَلَبَ التَّوْحِيدَ وَالَّذِينَ بَدَعُوا  
وَالَّذِينَ عَادُوا إِلَى الْكُفْرِ  
الْمُتَنَبِّهِينَ وَالْأَكْثَرُ  
أَصْلًا فَضْلًا لِهَذَا  
أَنَّ الْمَاءَ هُمْ لِحَقُّوا  
بِبَعْضِ الْمُقَرَّبِينَ مِنْ  
النَّاسِ وَالْمَلَايِكَةُ وَرَأَوْا  
مِنْهُمْ الشَّارِثِينَ وَعَلِمُوا  
أَنَّهُمْ أَحْبَابٌ وَاجِبٌ  
تَعْظِيمُهُمْ

وہ یہ کہ قرآن کریم میں جس مقام پر ارادہ  
اور مشیت کا ذکر کیا ہے تو اس سے مراد  
رضا ہے اور اسی معنی کیلئے اذن اور امر کا  
لفظ استعمال کیا گیا ہے،

یاد رکھو کہ جن کافروں کیساتھ مجادلہ  
کیا گیا ہے وہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک  
ان میں سے مشرکین ہیں یہ لوگ اپنے  
اصنام کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں  
شریک ٹھہراتے تھے ان سے  
مردوں مانگتے اور انکے نام پر ذبح کیتے  
تھے ان کی یاد میں مشغول رہتے اور ہتھیار  
اور ہتھکڑی کے طور پر انکو پکارتے اور  
ان کیلئے منبتیں مانتے تھے اور انکے نام  
کی قسمیں کھاتے تھے اور انکی گمراہی کی  
بنیاد یہ ہے کہ انکے باپ دادا کو بعض  
صالح لوگوں کی صحبت حاصل ہوئی اور  
بعض ملائکہ سے انہوں نے رشتہ عقیدت جوڑا  
اور انکی کرامات کا مشاہدہ کیا اور انکو  
واجب التعظیم سمجھا، ان کی اس تعلیم کا باعث



وَأَنَّ اللَّهَ مُجَازٌ لَا يُفْلَسُ  
 فَتَسْمَعُ لَآبِعَا سَكَنِهِمْ قَائِدًا  
 عَظُمُوهُمْ وَطَلَبُوا مَتَهُمْ  
 الْحَوَائِجُ وَشَاءَ ذَلِكَ  
 حَتَّى نَشَأَ غَوْ كَلَاءِ  
 الْمُشْرِكُونَ فَأَشْرَكُوا بِاللَّهِ  
 مِنْ كُلِّ وَجْهٍ كَادَ قُلُوبُهُمْ  
 أَنْ يَجْعَلَ لَهُمْ آيَةً أَوْ هَيِّتَ  
 لَهُمْ أَمْثَلِ قِيَّةٍ وَأَزْهَى قِيَّةٍ  
 مَا جِئُوا بِهِمْ وَالْمَلِكُ  
 الْعَظِيمُ لَا يُسْتَصَاعُ  
 قَرَبُهُ إِلَّا بِوَاسِطَةِ مُلْكِهِمْ  
 خَلْفَاءُ لَهُ فِي آخِرَاتِ  
 الْمَمَالِكِ فَهُمْ مُلْكُكُمْ  
 وَهُوَ مَلِكُ الْمُلُوكِ وَكَانُوا  
 يَكْفُرُونَ بِعِثَةِ رَسُولِنَا  
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقْرَأُونَ  
 بِعِثَةِ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءِ وَبِئْسَ  
 لِبِئْسَ عَمَلٍ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ

یہ تھا کہ ان کے دلوں میں یہ عقیدہ جم گیا تھا  
 کہ انکو واسطہ قرار دے بغیر کسی کو اللہ  
 تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا اسلئے  
 وہ اسکے مستحق ہیں کہ انکی تعظیم کی جائے اور  
 اپنی مرادیں اور حاجتیں ان سے طلب  
 کی جائیں یہ باتیں ان میں شائع ہو گئیں  
 چنانچہ انکی قومیں یہ عقیدہ اس قدر مستحکم  
 ہو گیا کہ وہ من کل الوجہ پکے مشرک ہو  
 گئے اور اپنے دلوں میں ان مقربین کو  
 تقریباً معبود اور خالق سمجھنے لگے انہوں  
 نے عالم قدس کو اس عالم مادی محسوس میں کیا انہوں  
 نے دیکھا کہ عظیم الشان شہنشاہ کا قرب  
 حاصل کرنے کی سوائے اسکے اور کوئی صورت  
 نہیں کہ پہلے اسکے مصاحبین اور مقربین  
 خلفاء نواب کا قرب اور انکی خوشنودی  
 حاصل کی جائے، یہ لوگ رسالہ رسل  
 اور بعثت انبیاء کو تسلیم کرتے تھے اور ملت  
 ابراہیمی کے اتباع کے مدعی تھے، لیکن  
 ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت

اللہ عَلَیْهِ وَسَلَامٌ وَأَصْلُ  
ذَلِكَ اسْتَبْعَادُ هُمَا أَزْیَکِلَہ  
اللہ رَجُلًا هُوَ مِثْلُنَا وَمِثْ  
جَنَسِنَا یَا سَلِّ وَکَثْرَبُ وَ  
نَبِیِّ کہ مَزِیَّةٌ عَلَیْہِم بِرَعْمِہُمْ  
وَمِثْ عَادَةُ الْجِبْرِیَّةِ اِنَّہَا اِذَا  
کَثُرَ یَوْمًا رَجُلًا رَعْمُوہُ مَنَازِلُہَا  
فَمِنْ ذَا لَآوَةٍ یَمَارِی الْعَاقَاتِ  
اَنْکَرُوا عَلَیْہِ فَلَمَّا اَلْتَسَرَ  
کَانُوا کُفْرًا وَنَیْسًا اِذَا نَبِیَّ  
وَنَبِیُّکُمْ وَنَیْسًا اِذَا نَبِیَّ  
اللہ عَلَیْہِ وَسَلَامٌ

کا انکار کرتے تھے اس لئے کہ انکی عقل سے  
یہ چیز بالا تھی کہ اللہ تعالیٰ ایسے انسان  
سے کلام فرمائے جو کہ بہت کم جیسا ہے اور  
ہمارے طریقہ سے کھانا پیتا ہے اس لئے کہ انکا  
خیال تھا کہ انہیں ہم پر کسی قسم کی فوقیت  
حال نہیں جاہلوں کی عادت ہے کہ جس  
کسی کو نہیں دیکھا نہیں ہوتا تو وہ اس کو مقدس اور  
فوق البشر ہستی خیال کرتے ہیں برخلاف اس کے اگر کوئی  
صاحب کمال ان کے سامنے ہو اور وہ یہ دیکھ لیں کہ یہ بھی  
ہماری طرح زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی عادات ہمارے  
مخالف نہیں تو اس سے اس کی فضیلت کا انکار کرتا  
کرتا ہے ان لوگوں کے دیگر انبیاء پر کفر تسلیم کرنے اور

ہمارے رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے میں یہی راز تھا،

اور یہ لوگ بعثت بعد الموت  
اور جزا کا انکار کرتے تھے اور انکے دلوں  
میں یہ عقیدہ پیدا ہو چکی وجہ یہ تھی کہ وہ  
مدت لمبے دراز سے اس بات سے مایوس  
تھے کہ عالم کا نظام جوں کا توں ہے  
حقیقت نہایت سالی سے انکی عقلیں قاصر

وَمَا اِذَا تُنْفَخُ الرُّبُوعُ  
وَالْحَوَآءُ وَالْأَصْلُ ذَلِكَ  
الْفَتْحُ بِالزَّمَانِ كَانَتْهُمْ  
مِنْ رَأْدٍ أَمْرٍ هَذَا الْإِسْطَلَامِ  
هَذَا التَّأْخِيرُ خَفِيَ عَلَيْهِ  
التَّخْفِ فِي الْوُجُودِ



فَرَعَمُوا هَذَا الْأَشْطَرَّ مَرَدًا يَمَّا  
كَذَلِكَ وَلَاسِيَتُهُمْ هَهُمَاءُ  
يَجْمَعُ الْأَجْزَاءَ الْمُتَفَرِّقَةَ بَعْدَ  
حَافِظٍ وَمَا أَرَضْنَاهُ

وَكَانُوا حَرَمًا لِأَشْيَاءَ  
وَأَحَلُّوا أَشْيَاءَ لَمْ يَأْمُرِ  
اللَّهُ بِهَا وَاحْتُلِ ذَلِكَ عَمْرًا  
بِئِنَّ اللَّهَ لَاحِي فَارَنَّهُ هُوَ الْكِنْسُ  
سَيِّبُ السَّوَابِ وَأَتِ  
الْجَهْلَةَ كَيْفَ جِئَتْ عَلَى الْفَسِيمِ  
يَغْيِرُ عَلَيْهِمْ أَمْرًا وَيَتَّبِعُهُمْ  
رِجَالُ الْخُرُوجِ إِذَا سَرَّ أَدَا  
أَنَّهُمْ سَعْدًا فَاسْتَفْتِ  
حَيَاتِهِمْ الدُّنْيَا فَمِنْ هَذِهِ  
خَمْسَةَ مَسَائِلَ خَاصَّةٍ  
اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ خَيْرُ مَا  
الْمُشْرِكِينَ

وَالْقَائِي أَهْلُ الْكُتُبِ  
وَكَانُوا يُبَيِّنُونَ لِلَّهِ

تھیں انہوں نے اس یہ نتیجہ اخذ کیا کہ نظام  
والی ہے اور وہ اس چیز کو بعید از صواب  
سمجھتے تھے کہ جسم انسان کے خاک ہو  
جائے بعد اجزاء تفرقہ کون جمع کر سکتا ہے  
اور ان چیزوں کو حرام اور حلال  
کر لیا تھا کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں  
دیا تھا، اور اس کی بنیاد عمرو بن لُحی  
نے ڈالی کہ جس نے سب سے پہلے سوائب  
کو رواج دیا اور جاہلوں کا دستور ہے  
کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پروا نہ کرتے  
ہوئے بعض امور کو اپنے اوپر واجب کر  
لیتے ہیں اور دوسرے جب دیکھتے ہیں ان  
کو عزت ہے تو وہ انکی اتباع شروع  
کر دیتے ہیں اور سعادت دنیا میں  
ملی ہے یہ وہ پانچ مسائل ہیں کہ جن  
کے بارے میں قرآن کریم نے مشرکین سے  
رد و قدح کی ہے،

اور دوسرا اگر وہ کہ جنکے ساتھ قرآن  
کریم نے مجادلہ فرمایا ہے وہ اہل کتاب



سُبْحَانَهُ وَلَدًا اِذَا صَلَّاهُ اَنْ  
لِعِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ  
خُصُوصِيَّةً لَيْسَتْ بِغَيْرِهِ  
فَاِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَهُ بِلَا  
سَبَبٍ ظَاهِرٍ بِحُجَّتِهِ اِيَّاهُ  
وَكَذَلِكَ لِعَزِّزٍ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ خُصُوصِيَّةً  
فَسَمَّوْا هَذِهِ الْخُصُوصِيَّةَ  
بِئْوَةِ وَكَادَ اَخْلَافُهُمْ  
يُرْعَمُونَ الْبُيُوتَةَ الْحَقِيْقَةَ  
وَالَا ذَلَّ زُورٌ لَا تَنَّهُ  
مَجَازًا وَنَقَلَ بِلَا  
جَامِعٍ يَجْتَلِي بِهِ مَعَ مَا  
خَيْرٌ مِنْ فُسَادِ الْمَصْلِحَةِ  
وَسُوءِ الْكَذِبِ فَكَيْفَ  
الشَّافِي

کا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کیلئے اثبات  
دلہ کرتے تھے اور اس غلط عقیدہ کی بنیاد  
یہ تھی کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے  
ہاں ایک خاص منزلت حاصل ہے اور وہ  
اس خصوصیت سے ممتاز تھے کہ اللہ  
تعالیٰ نے انہیں بغیر باپ کے پیدا کیا  
جسکا کوئی ظاہری سبب نہیں تھا صرف  
اللہ تعالیٰ کے وہ محبوب بندے تھے  
اور عزیر علیہ السلام کو بھی اسی طرح بارگاہ  
الہی میں خصوصیت حاصل تھی ان خصوصیت  
کو اہل کتاب نے انبیت سے تعبیر کیا ہے،  
جسکے اخلاف اسکو حقیقی انبیت سمجھنے لگے،  
مگر یہ تعبیر برسرِ مجرور ہے کیونکہ خصوصیت کو انبیت  
سے تعبیر کرنا مجاز ہے اور اس مقام پر کوئی نسر ج نہیں کہ  
جس سے دونوں کے مفہوم میں اشتراک پایا جائے علاوہ  
انہی انبیت کو ان معنوں میں استعمال کرنا مصلحت کے

خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ برسرِ گستاخی ہے تو پھر یہ تعبیر ثانی کیسے درست ہو سکتی ہے۔

وَكَاذِبٌ كَذِبُونَ بِبَعْثِ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
اور اہل کتاب رسول اکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بھی منکر تھے

وَسَلَّمَ وَكَانَ الْبَاعِثُ عَلَيْهِ  
 أَشْيَاءَ مِنْهَا أَتَاهُ كَالَّذِي تَرْمِي  
 أَنْ النَّبُوَّةَ فِيهِ مَدَائِدُهَا وَمِنْهَا  
 الْبَغْيُ وَالْحَسَنُ وَمِنْهَا أَنْ  
 الْعِلَامَاتِ الْمَكْنُورَةِ فِي التَّوْرَةِ  
 وَلَا يُجِيلُ كَأَنْتَ كَلِيَّةٌ لَا  
 كَيْتُمْ مَلِكُ أَطْبَاقٍهَا عَلَى الْحِزْبِ  
 لَا سِيَّمَا وَقَدْ أَدْرَكَ مَا خُذَ مَا تَرْمِي  
 لَا عَلَى مَعْنَى الْمَرَادِ فَكَانُوا  
 يَخْرِقُونَ كِتَابَ ذَلِكَ عَلَى  
 وَجْهَيْنِ إِمَّا كَانُوا يَأْوِلُونَ  
 الْكِتَابَ عَلَى غَيْرِ مَا هُوَ عَلَيْهِ  
 ثُمَّ يَكْتُبُونَ التَّوِيلَ الْفَاسِدَ  
 وَيَقُولُونَ التَّجْمَعُ تَوْرَةً  
 وَلَا يُجِيلُوا إِمَّا كَانُوا يَقْيِسُونَ  
 قِيَاسًا فَاسِدًا وَتَسْتَبْطُونُ  
 اسْتِنبَاطًا فَاسِدًا فَتَبْطُونَهَا  
 حَكَمَ اللَّهُ فِي الشُّرَاقِ فَهَذِهِ  
 ثَلَاثَةُ مَسَائِلَ خَاصَّةٍ اللَّهُ قِيَمًا

جس کمر وجوہ مختلف تھے، وہ اپنی  
 زعم باطل میں یہ سمجھتے تھے کہ نبوت پر  
 فاسد ہونا صرف بنی اسرائیل کی  
 خصوصیت ہے اور پھر خود غرضی اور حسد  
 تھا، اور تورات انجیل کی پیشیں گویاں  
 اس طور پر تھیں کہ انہیں مختلف معانی  
 پر محمول کیا جاسکتا تھا، خصوصاً جبکہ ان  
 کے اسلاف اور قدماء نے انکو باطل معانی  
 پر محمول کیا، چنانچہ یہ اپنی کتابوں میں تحریر  
 کرتے تھے اور یہ دو طریقہ تھے ایک یہ کہ  
 اسکی عبارتوں کی غلط توجیہات کرتے  
 تھے اور پھر ان ہی توجیہات کو اس مقام  
 پر لکھ دیتے اور اس ترجمہ کو اصل تورات  
 اور انجیل کے ساتھ موسوم کرتے یا قیاس  
 فاسد اور استنباط فاسد کرتے تھے، تو  
 اسے کہتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ نے تورات  
 میں حکم نازل کیا ہے چنانچہ یہ تین مسائل  
 ہیں کہ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے  
 اہل کتاب سے بحث کی ہے کہ جن

أَهْلَ الْكِتَابِ هَذَا أَحْمَدُ  
لَا يَزِيدُ وَحَلَّ النَّزَاعَ فِيهِمْ  
کی اصلیت اور غلط فہمی ہم نے بیان  
کر دی ہے،

## تفسیر و حدیث کے اقسام!

یاد رکھو تفسیر کی دو قسمیں ہیں،  
ایک اہل ظاہر کی اور دوسری حکماء  
ربانیین کی تفسیر ہے تفسیر ظاہر کیلئے  
یہ ضروری ہے کہ آدمی کو عربیت میں  
کمال حاصل ہو اور اسی طرح حدیث  
میں کافی عبور حاصل ہو اس سے اس میں  
اسبات کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے، کہ وہ  
کلام کو سمجھ سکے اور قرآن کریم کی آیات  
سے صحیح طور پر استنباط کر سکے اور دوسری  
قسم کی تفسیر ان لوگوں کا کام ہے کہ  
جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
کی پیروی کر کے حکمت معصمت اور وحی  
کے اقتضائات کو پورا کیا ہے الہیات  
اور معادیات وغیرہ پر ان کا علم کامل  
ہے، آیات کریمہ کے مناط پر انکی نظر

وَاعْلَمْتَ أَنَّ التَّفْسِيرَ  
تَفْسِيرَانِ تَفْسِيرُ هُوَ حَظُّ  
أَهْلِ الظَّاهِرِ وَتَفْسِيرُ هُوَ  
حَظُّ الْحُكَمَاءِ الرَّبَّانِيِّينَ أَمَّا  
الْأَوَّلُ فَهُوَ أَنْ يَكُونَ الرَّجُلُ  
قَدْ جَمَعَ الْعَرَبِيَّةَ وَاسْمَعَ  
الْحَدِيثَ فَتَمَثَّلَتْ لَهُ مَدَكَةُ  
رِسْتِنْيَاطِ الْمَرَامِ فَهُوَ يَنْبَغُ لَكَ  
يَصْرَفُ فِي مَوَارِدِ الْكَلَامِ  
وَأَمَّا الثَّانِي فَهُوَ أَنْ يَكُونَ  
لِلرَّجُلِ لَامِثًا إِلَيْهِ أَمْرٌ سَوَّلَ  
اللَّهُ صُلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
عِظَةً وَحِكْمَةً وَدَجَاهَةً مُحِيطًا  
بِحَقَائِقِ الْأَلْهِيَّاتِ وَالْمَعَادِيَّاتِ  
وَعَبْرَتَهُمَا مَسْطَرَعًا إِلَى مَنَاطِ الْأَيَّاتِ



الْكَرِيَمَاتِ فَيُكَرِّمُكَ بِحِدَاةٍ  
بَصَرِهِ اِنَّ اَيَّ اَيَّةٍ تَصْلُحُ عَنْ  
اَيِّ حَضْرَةٍ هَذَا هُوَ الْاِيْمَانُ  
الْكَامِلُ بِالْقُرْآنِ وَالْيَقِيْنُ  
بِنُتْرَى التَّصَدِيقِ

وَكَذَلِكَ مَعْرِفَةُ الْمُحَدِّثِ  
مَعْرِفَتَانِ اَمَّا مَعْرِفَةُ اَهْلِ  
الظَّاهِرِ فَبِالنُّزُوَّةِ وَتَرْيُيبِ الْحَقِّ  
وَاَمَّا مَعْرِفَةُ الْحُكَمَاءِ فَبِالتَّطَلُّعِ  
اِلَى حَقِيْقَةِ الشَّرْعِ وَ  
الْعِلْمِ وَلَيْسَ الْعِلْمُ اَمْرًا  
يُطَيَّرُ وَيُقَضَّى وَلَكِنَّ عِنْدَ  
اللّٰهِ اَرْثَى اَبَدِيٌّ مَنْ قَادَرَ  
بِهِ فَمَوْءُؤُومٌ الْحَكِيْمُ يَدُو  
كَذَلِكَ الْقِيَاسُ قِيَاسَانِ  
اَمَّا قِيَاسُ اَهْلِ الظَّاهِرِ  
فَعَرَفَانُ الْعِلْمِ وَتَطْبِيقُ  
الْمَقْيِسِ بِالْمَقْيِسِ  
عَلَيْهِ وَاَمَّا قِيَاسُ

رہتی ہے اور وہ اپنی تیر فہمی سے ہر ایک  
ایت کے متعلق یہ کہہ سکے کہ اس کا صدور  
کون سی بارگاہ سے ہوا قرآن مجید پر  
کامل ایمان رکھنے کی حقیقت یہی ہے  
اور یہی تصدیق کا منہا کے کمال ہے  
علیٰ ہذا حدیث کا جاننا بھی دو طرح  
پر ہے ایک طریقہ اہل ظاہر کا جس کا  
مدار راویوں کے ثقہ اور غیر ثقہ اور  
غریب الحدیث وغیرہ جانتے پر ہے  
اور علماء ربانیین کا نظریہ تشریح اور  
علم کی حقیقت جاننا ہوتا ہے اور  
علم آنے جانے والی شے نہیں بلکہ وہ  
اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک رزلی اور  
ابدی چیز ہے جس نے اس کو پایا  
اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی  
اسی طرح قیاس کی بھی دو قسمیں ہیں  
ایک قیاس اہل ظاہر کا ہے وہ تو  
علتوں کا جاننا اور مقیس کو مقیس علیہ  
کے مطابق کرنا ہے اور ایک قیاس

اہل حکمت کا ہے اور ان کے افکار عالیہ کی  
حقیقت اس سے بالا تر ہے کہ معمولی  
اذہان اس کا ادراک کر سکیں اور ممکن  
ہے کہ ہم ان علوم کو ایک مستقل تصنیف  
کی صورت میں شائع کریں، ان  
شاء اللہ تعالیٰ بیدارہ الخیر

## حقائق حروف

وَمِنْ خِصِّئَاتِ الْحِكْمَةِ فَنُ  
الْحُرُوفِ - غَيْبٌ مُخَصَّصٌ  
لَا يَشْرُطُ شَيْءٌ  
لَزُومَتِهَا نُسْخَةُ  
تَمْلِئُهَا غَايِبًا وَمَعْنَاهَا  
مِثْلُ مُتَدَايِسٍ غَيْرِ مُتَعَيِّنٍ  
الْحَقِيقَةُ تَبْدُلُ عِزَّ النَّارِ  
غَايِبًا وَمَعْنَاهُ مِثْلُ النَّارِ  
إِلَّا أَنَّهُ أَلْطَفُ مِنْهُ ج  
مَعْنَاهُ تَخْلِيطٌ غَيْرُ مَشْعُورٍ  
الْمَاهِيَةِ ح غَيْبٌ بِشَرْطِ

اور انواع حکمت میں سے حقائق  
حروف کا جاننا بھی ضروری ہے چنانچہ  
الف کا مفہوم غیب محض ہے بشرط لا  
شیء کے معنی لزوم تفسیری کے ہیں،  
ت میں غالباً اس کی تکمیل ہے یعنی وہ  
متدلس کہ حسی حقیقت متعین نہیں ت  
غالبات کا بدل ہے اور اسکے بعینہ  
وہی معنی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ  
اس کا مفہوم لطیف تر ہے، ج کا  
مفہوم وہ تخیل ہے کہ جس کے مفہوم میں  
نورانیت نہیں، ح کے معنی غیب بشرط

شَيْءٍ خَرُّهُوَ كَالْحَاءِ وَتَرْيُّدًا  
 فِيهِ مَعْنَى الزُّومِ وَالتَّخْلِيْطِ  
 دَلُّومٌ لَا أَنْفَكَ لَكَ خَمْلُهُ  
 إِلَّا أَنْ فِيهِ لُطْفًا مَوْجُودًا  
 ظُهُورٌ مَتَرٌ دَاغِيٌّ يَظْهَرُ  
 مَتَرٌ دَاغِيٌّ أَخَذِي أَفْ  
 نَصْدٌ رَعْنَةٌ أَثَرُ ظَاهِرٌ  
 وَبَاطِنٌ مِنْهُوَ الْجَبِيْءُ لَا  
 أَنْ فِيهِ لُطْفًا وَاشْعَارًا  
 بِمَعْنَى الزُّومِ مِنْ  
 سَرِيَّانٍ مَوْجُودٌ أَوْ  
 مَوْجُودٌ شَيْءٌ هُوَ لَا نَطْبَاقُ  
 وَالشُّمُولُ مِنْ رَقْعَةٍ  
 عَوْدِيَّةٌ مِنْ فَسَادٍ  
 مَتَرٌ إِلَى أَوْ كَسٍ  
 مِثْلُهُ ط غَيْبٌ بِشَرْطِ  
 لَاطٍ هُوَ الظُّهُورُ غَيْرُ  
 التَّشْعُّشِ وَفِيهِ  
 لُطْفٌ مَوْجُودٌ

شے کے ہیں رخ اس کے ایک معنی ہیں مگر اس میں  
 زیادہ دیکھا مفہوم وہ لزوم ہے کہ جس میں لٹکا کر  
 دیکھا اس معنی میں مستعمل لیکن اسمیں ایک مفہوم جیسا  
 اس کے معنی اس ظہور کے ہیں، کہ جس  
 میں تکرار اور تہدکا مفہوم شامل ہے  
 اس سے ہمارا مقصود یہ ہے کہ کبھی اس  
 سے اسکا ظہور اور کبھی اخفا ہونا  
 ہے یا اس سے دو طرح کے اثرات  
 ظہور میں آتے ہیں، ظاہر اور باطن،  
 اس کے معنی اجیم کی طرح ہیں مگر اسمیں  
 لطافت اور کسی قسم کا لزوم پایا جاتا ہے  
 اس کا مفہوم سر بیان ہے خواہ موجود  
 ہو یا موجود نہ شے کے معنی انطباق  
 اور شمول کے ہیں، اس کا مفہوم نفی  
 عود یہ ہے، اس کا مفہوم کسی صورت  
 کا ناقص سے ناقص ہونا، ط کے  
 معنی غیب بشرط لا شے، ظ اس  
 ظہور کا نام ہے کہ جس میں لطافت  
 تو ہو مگر لزوم نہ ہو، ط کا مفہوم



الْحَاءُ لَا أَنْ فِيهِ شَرْوَقًا  
 وَتَشَعُّشُعًا هُوَ الْمَثَلُ  
 نَ كَفَاؤًا بِمَا وَمَعْنَاهُ  
 كَالنَّشَاءِ فِي تَحَجُّرٍ  
 غَايَةِ التَّحَجُّرِ وَيَتَعَادُ  
 بِقُدْرَةِ لَكَ أَضْعَفُ  
 مِنْ ذَلِكَ وَأَخَفُ  
 لَ هُوَ التَّعَيْنُ بَعْدَ  
 الْإِبْهَامِ هُوَ التَّعَدُّسُ  
 التَّامُّنَ هُوَ التَّوَرُّدُ  
 وَالضُّعْفُ وَقَدْ يَكُونُ  
 كَالْمِيمِ وَقَدْ يَكُونُ كَالْبَاءِ  
 هَ غَيْبُ عَالِمِ التَّخْلِيطِ هُوَ  
 التَّرَدُّدُ بَيْنَ الظُّهُورِ وَالْجُفَاءِ  
 وَأَعْلَى أَنْ الْهَمَزَةُ دَ  
 الْفَاءُ وَاحِدَةٌ لَا أَنْ الْهَاءُ  
 أَخْلَطُ وَالْحَاءُ وَالْفَيْنُ وَاحِدٌ  
 لَا أَنْ الْهَيْنُ أَشْرَقُ وَالْخَاءُ  
 وَالْفَيْنُ وَاحِدٌ لَا أَنْ الْخَاءُ

ح کے طریقہ پر ہے مگر اس میں چمک  
 اور نورانیت ہے غ بمعنی انگدار  
 ق کے معنی ق کے طریقہ پر ہیں مگر  
 ان میں لکنت ہے ق کے معنی اسخت  
 تجر کے ہیں کہ جبکہ معنی باعتبار کناۃ  
 کے قوت کیلئے مستعمل ہوتے ہیں، ک  
 کا مفہوم اس سے ضعیف اور کمزور ہے  
 ل ابہام کے بعد تعین کرنا، تم بمعنی  
 تدنس تام ان بمعنی نور اور روشنی  
 و، کا استعمال کبھی میم کے طریقہ پر اور  
 کبھی باء کے طریقہ پر ہوتا ہے لا کے  
 معنی وہ غیب کہ جس کا وجود عالم  
 تخلیط میں، می کے معنی ظہور اور خفاء  
 میں تردد کے ہیں  
 یاد رکھو کہ ہمزہ اور د کے ایک  
 معنی ہیں، لیکن د کے مفہوم میں تخلیط  
 نائد ہے اور ح و ع کے ایک معنی ہیں  
 لیکن ح میں اشراق اور نور زائد ہے  
 خ اور ع کے ایک معنی ہیں لیکن خ کے

الْزَمُّ وَالْغَيْبُ أَغْلَطَ  
وَالْتَقَاتُ وَالْكَاثُ  
وَاحِدٌ إِلَّا أَنَّ التَّكَافُ  
أَخْفَتْ وَاللَّامُ وَالرَّاءُ  
وَاحِدٌ إِلَّا أَنَّ اللَّامَ  
أَنْزَلُ فَتُعَيَّنُ وَالرَّاءُ أَرْقَعُ  
مِنْ ذَلِكَ فَتَرَدَّدُ وَالذَّالُ  
وَالشَّاءُ وَاحِدٌ إِلَّا أَنَّ  
الذَّالَ الْزَمُّ وَأَفْصَحُ وَالشَّاءُ  
أَجْهَدُ وَالْجِيمُ وَالرَّاءُ وَاحِدٌ إِلَّا أَنَّ التَّزَادُ الْطَفُّ  
وَلَسْتُ بِهَدٍ لَكَ  
الْتِقَا عَلَى هَذَا الْمَكَاتِ  
الْغَيْبُ تُعَيَّنُ وَرَمْنُهُ  
قَالَ بَعْضُ الصُّوْفِيَّةِ  
إِنَّ الْأَسْمَاءَ الْأَعْظَمَ ال  
بِلَ رَتَّصَلَ بِمَا قَبْلَ  
هَذَا لَتُعَيَّنَ هَلْ  
مَنْكَرٌ يَطْلُبُ تَعَيُّنَهُ  
أَي غَيْبٌ مَرْتَدَّدٌ

مفہوم میں لزوم اور غ کے مفہوم میں  
غلطت زائد ہے ق اور ک کے ایک  
ہی معنی ہیں مگر مؤخر الذکر خفیف تر ہے  
ل اور ساء کے مفہوم میں تردد ہے  
د اور ت کے ایک معنی پائے جاتے ہیں  
مگر د میں لزوم اور فصاحت ہے  
اور ت میں ابہام کی زیادتی ہے ج  
اور ساء کے بھی ایک ہی معنی ہیں، مگر ساء  
میں زائد لطافت پائی جاتی ہے،  
الزاد الطف۔

اور اب اسی معنی کو پیش نظر رکھتے ہوئے  
بعض الفاظ مرکب کے ہم تم کو معانی  
بتلاتے ہیں، ال کے معنی میں وہ غیب  
ہے جو متعین ہو گیا اسی بنا پر بعض  
صوفیہ ال کو اسم عظم کہتے ہیں، بل  
کے یہ معنی ہیں کہ اسی تعین کو اپنے اقبل  
سے اتصال حاصل ہو گیا، اھل وہ  
بہول چیز ہے کہ جس کا تعین مطلوب  
ہے، آجی کے معنی وہ غیب متردد کہ

يَعْلَمُ حَيْثُ سَأَلَ وَيُخَبِّرُ عَيْنُهُ  
 ذَا مَبْرُوحٍ الذَّاتِ الذَّاتِ الذَّاتِ  
 مَتَعَيْنٌ بِأَمْرِ مَتَنِيكَ وَسَاعَتَيْنِ  
 يُفَصِّحُ عَنْهُ بَعْدَ ذَلِكَ وَ  
 سَرَى وَسَادَ وَسَرَّ وَسَبَّحَ  
 وَسَاخَ كُلُّ مَا تَنَبَّيْ عَنْ مَعْنَى  
 الشَّرِيَّانِ دَجَلٍ وَخَنَازٍ وَ  
 خَارٍ وَصَدَّ كُلُّ مَا يُشْعَرُ بِالْفَسَادِ  
 وَقَدْ يَسْتَعَارُ الضَّادُ لِحَجَرٍ  
 الْكَيْفِيَّةِ الصُّورِيَّةِ قِيْقَالِ  
 أَبْيَضٍ لِلْأَزْمَرِ تَرْدٌ مُنْفَكًا وَ  
 هُوَ مِنْ كَيْفِيَّاتِ الصُّورَةِ وَ  
 اخْضَرُ لِيَخْلُطَ هُوَ مِنْ كَيْفِيَّاتِ  
 الصُّورَةِ وَطَوْدٌ وَطَوْرٌ وَطَفَى  
 وَطَافَ وَطَارَ كُلُّهَا تَبَعْدًا وَ  
 تَقَدُّسٌ وَحَسٌّ غَيْبٌ سَرَى  
 بِالتَّعْنِي وَالْأَحْزَانِ وَغَيْبٌ سَرَى  
 ظَهَرَ أَثَرُهُ مِنْهُ وَطَبَنَ أَثَرُهُ  
 الْحَبْدُ وَالْوَدَّ وَالرَّدُّ وَالْمَسَدُ

جس کی جنس معلوم اور عین مجہول ہے  
 ذاکا مفہوم وہ مبہم ذات ہے کہ جس میں  
 غیب متعین ہوا جسکی صورت بظاہر منکر  
 کی ہے مگر یہ ابہام زائل ہو جائے گا  
 سرے، سامرا، سیر، سبیم اور  
 ساح، ان سب میں سر یاں کے معنی  
 پائے جاتے ہیں، ضل، خار، ضد  
 ان الفاظ میں جو ض پر مشتمل ہیں، فساد  
 کے معنی پائے جاتے ہیں بعض اوقات  
 کیفیت صوریہ کے اظہار کیلئے ض کا  
 لفظ لایا جاتا ہے مثلاً ابین کا مفہوم  
 وہ لازم کہ جسکے انفکاک میں تردد ہو  
 اور کیفیات صوریہ میں سے ہے اور  
 اخضر اس تخلیط کیلئے جو کیفیات صوریہ  
 میں سے ہے، طور، طود، طفی  
 طاف، طار، سب میں بعد اور تقدس  
 کا مفہوم ہے نیز وہ غیبی احساس جس  
 کے سر یاں میں تعمق ہے، ادراک  
 کے معنی وحی غیبی کہ جسکے سر یاں کے



كُلُّهَا لَزُومٌ وَصَدَقَ وَصَلَحَ  
وَصَارَ وَصَدَرَ كُلُّهَا لِلْعَوْدِ مَا  
فَقَطَّ أَوْ مَعَ رِقَّةٍ وَعِلْمٌ شَرِيفٌ  
تَعَيْنَ بِاللَّزُومِ مَيْتٌ نَسِيحٌ  
وَحُجَّتْ كُلُّهَا لِمَنْ نَسِيَ أَنْتَقَلَ  
إِلَى الْغَيْبِ وَنُورٌ وَنَارٌ وَنَهَارٌ  
كُلُّهَا لِلصُّوَرِ أَوَّلِي صَوْدٍ  
وَلَمْ يَمْ دَعَيْنٌ وَغَنَا كُلُّهَا لِلشُّرُفِ  
وَقَرَّ وَحَقٌّ لِلشُّبُوتِ +

یعنی ہمک اور نورانیت قر اور حق ثبوت کیلئے ہیں،

وَبِالْحَمْدِ لَكَ فَعَلِمَا الْحُرُوفِ  
لَتَبَيَّنَ فَمَا يَحَاطُ بِهِ فِي الْكَلَامِ  
أَلَا سَيَطْرَأُ دِي وَاللَّهُ تَعَالَى  
هُوَ الْمُؤَفَّقُ وَأَنَا الْيُوسُفُ  
لَا كِنَ بَ لَ

وَمِنْ أَحْسَنِ رَقِي صَدَقَ  
بِحَقِّكَ وَكَانَ الْحَقُّ  
وَأَنْتَ كَشَفْتَ الْغُطَاءَ +  
لِسَانِي صَارَ مَرَاغِبَ

بعض اثرات ظاہر ہوئے اور بعض پوشیدہ  
سے جَدَّ و دَمَد سب میں  
لزم کے معنی پائے جاتے ہیں صدق صلح، صابر سب  
میں خود کا مفہوم ہے۔ یا بعض اور مفہومات بھی اس کے  
ساتھ شامل ہیں نیز وہ اشارتی علم جس میں اس لئے تعین  
پیدا ہوا ہو کہ اس میں اور متدنس میں لزوم ہے  
محمی۔ اور محض میں متدنس کا مفہوم ہے  
جو غیب کی طرف منتقل ہوا۔ نور۔ نار۔ نہر۔ نہار  
روشنی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ ملح۔ عین۔ غار

خلاصہ یہ کہ حقائق حروف کا علم اس  
قد مختصر نہیں کہ اس کو کلام سطر ادبی  
میں بیان کیا جاسکے واللہ الموفق میں تم  
سے سچ کہتا ہوں کسی قسم کی کوئی زیادتی  
نہیں، شہد

اوٹیل اپنے پڑدگار کے احسانات سے  
بمحرور یا ہو گیا، اور حق کے جلوہ گر ہونے  
سے حائل اور پردہ ختم ہو گیا اور میری  
زبان سیف رواں ہے کہ جسمیں کوئی

فِيهِ ۖ وَجَرِّى لَا تَكْتَدُهُ  
الَّذِي لَا ۖ

اللَّهُمَّ أَنْتَ الَّذِي أَنْعَمْتَ  
عَلَيَّ بِلَا اسْتِحْقَاقٍ مِنِّي  
فَلَكَ الْحَمْدُ ۖ

نقص نہیں درمیر علم کا دریا صاف ہے، کہ  
ڈول ڈالنے سے کچھ کمزورت نہیں ہوتی،  
اے الہ العالمین مجھ پر یہ تو نے تمام  
انعامات بغیر استحقاق کے کئے ہیں  
فلک الحمد،

## وَصِيَّةٌ

أَوْصِيكَ بِأَلَّا تَهْتَمِرَ فِي  
الْأَفْتَابِ بِاللَّهِ مَعَالِي وَ  
الْوَجْهِ فِي طَلْعِهِ فَإِنَّهَا  
جَنَامُ الْخَيْرِ مِلَاكَ الْأَمْرِ  
وَكُنْ حَنِيفًا لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ  
شَيْئًا لَا حَبْلِيَاءَ لَا خَفِيًّا  
ظَرِيًّا وَتَحْيَا ثَابِتِ الْأُمْرِ  
فَإِنَّهَا ضَلَاكٌ وَظَرِيَّاكَ  
فَالْأَلْتِفَاتِ إِلَى أَقْوَامٍ  
يَسْتُونُ بِالْمُتَفَلْسِفَةِ  
وَأُولَئِكَ قَدْ أَضَلُّهُمْ  
اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَحَبْسَةٍ

میری وصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ  
کا قرب حاصل کرنے اور اس کی اطاعت  
فرمانبرداری میں پوری کوشش کیجائے  
اسلئے کہ یہی چیز تمام خیر کو جامع اور  
ملاک امر ہے اور خفیت بننے کی کوشش  
کو اللہ تعالیٰ کیساتھ ہر قسم کے شرک  
حلی اور خفی اور بدعات سے بھی اپنے  
کو محفوظ رکھو کیونکہ یہ سراسر گمراہی ہے  
اور جو لوگ اپنے کو فلاسفہ کہتے ہیں  
ان سے احتیاط کرو، اللہ تعالیٰ  
نے جان بوجھ کر انہیں گمراہی میں  
ڈال رکھا ہے اور ان کے ادراکات

فِي مَدَنٍ كَثِيرَةٍ فَلَا  
 يَسْتَطِيعُونَ عَزْمًا حَيًّا  
 فَإِنْ بَشَّرْتَ تَحْقِيقِي الْأَمْرِ  
 وَتَدْقِيقِي التَّسْرِفِ فَلَيْسَ  
 عِلْمُهُمْ بِكَ لَكَ وَلَكِنْ عِلْمُهُ  
 يُؤْخَذُ مِنْ مَتَبَعِ الشَّرِّ يُعَذِّبُ  
 بَعْدَ الظَّلَامَاتِ وَالْأَقْثَرِ أَبَاتِ  
 فَأَتَّبِعُونِي أَهْدِيكُمْ سَبِيلَ  
 الرَّشَادِ حَرَايَاكَ تُشْكِرُ عَلَى  
 هَذَا الَّذِي حَوَاهُ الْخَيْرُ الْكَثِيرُ  
 فَتُخَبِّرُنِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَائِرُ  
 عِلْمٍ حَقِّ رَبَّانِي لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ  
 مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ  
 اللَّهُ دَرَمَنْ قَالَ بِاتِّفَاقٍ رَسِيخَةٍ  
 حَوْلَ بَشْنُوِي سَخْنِ اِهْلِ دِلْ لَمَوْ كَهْ خَطَا اِهْت  
 سَخْنِ شَنَاسِ نَهْ دَلِيلِ اِخْطَا اِيں جَا اِهْت  
 وَكَوْ لَا مِبَالِغَةً بَعْضِ اَجَلَةٍ  
 الْخَلَلَانِ دَا عِزَّةِ الْاَخْوَانِ  
 لَقَدْ كِدْنَا اَنْ نَصْنُقَ بِهِ عَلَى

میں انکو قید کر رکھا ہے جس سے نکلنے  
 کا انہیں کوئی راستہ نظر نہیں آتا اگر تمہیں  
 تحقیق حق مطلوب ہے تو انکی لفاظیاں  
 کوئی مفید نہیں حقیقی وہ علم ہے کہ جسکا  
 ماخذ اور منبع وحی ہو اور طاعات بجا  
 لانے اور باری تعالیٰ کا قرب حاصل  
 کرنے کے بعد اسکا ظہور ہو، فالتبعون فی  
 اھدکم سبیل الرشاد اور جو کچھ  
 ہم نے اپنی تالیف خیر کثیر میں لکھا ہے  
 اسکو پڑھ انکار والا معاملہ نہ کرنا ورنہ  
 تو دنیا و آخرت میں ذلیل ہو گا۔ اسکا  
 مضمون علم حق ربانی ہے کہ جسکے اگے اور  
 پیچھے سے باطل اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتا  
 کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے۔

جب تو اہل دل کی بات سنے تو اسکو غلط نہ کہہ  
 اسے دلبر تو بات کا پہچاننے والا نہیں غلطی اسی ہے  
 اگر میرے بعض بزرگ دست اور عزیز  
 بھائی اصرار نہ کرتے تو بہت ممکن تھا  
 کہ ہم ان دقیق غسیر الفہم مضامین کے



مَشْفُوعَةً اِلٰذْهَاتٍ ذٰلِكِنْ  
 الْخَيْرُ فَمَا صَنَعَ اللّٰهُ الْمَنَاتُ  
 وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَآخِرًا  
 ظَاهِرًا وَبَاطِنًا خَيْرًا قَالِبًا  
 سِرًّا وَعَلَانِيَةً  
 اِلَيْكَ يَدِي عَنكَ  
 اَلَا يَدِي تُمِيتُهَا  
 اَجْرِخَا فَلَا اَجْرِي  
 يَجْعَلُهَا خَطْلًا

معروض تحریر لانے میں گہر نہ کرتے لیکن جو کہ  
 کچھ سناتے و مناتے کو منظور تھا وہی ہوا اور  
 اسی میں خیر بھلائی ہے، والحمد للہ  
 اولاً و آخر و ظاہراً و باطناً و قلباً  
 و قالبا و سراً و علانیۃ

اسلام میں اللہ العالمین سے ہاتھ اٹھا کر دعا  
 مانگتا ہوں کہ حق پر قائم رکھو اور اپنے  
 عذاب اور ظلم و جور اور ضلالت سے  
 محفوظ رکھو، آمین

برحمتک یا ارحم الراحمین، سبحان ربک رب العزّة عما یصفون  
 و سلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

علمی و مذہبی، اخلاقی اور طبی معلومات کا قابل مطالعہ و تخریج

## سعدی ہشتی زیور مکمل مدلل

طول ۱۰ اینچ عرض ۸ اینچ صفحات ایک ہزار سے زائد

قیمت مجلد قسم اول - ۱۲/- قیمت مجلد قسم دوم - ۱۲/-

حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں مسلمانوں کی  
پیدائش سے لے کر وفات کی گھڑی تک کے تمام حالات و مسائل مکمل طور پر  
درج فرمائے ہیں۔ اور ہم نے نہایت کثیر صرف کر کے مستند و معتبر علماء کی حواشی  
سے عربی اردو حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ نیز کتاب کے شروع میں مکمل اشعار  
السوانح شامل ہے۔

## سعدی ہشتی زیور مکمل مدلل !

کا نام ہی کتابت صحت اور طباعت کی عمدگی کا ظاہر ہے اس بے نظیر کتاب کا  
کھر کے ہر فرد کے لئے انتہائی فزردی اور مفید ہے۔

محمد سعید انڈیا سنٹر تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی



# فتاویٰ رشیدیہ

قیمت مجلد ۸/۰

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی شخصیت علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں اور آپ کے فتاویٰ رشیدیہ کو دیگر کتب فتاویٰ پر فوقیت کا علم بھی بال علم و نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اگرچہ فتاویٰ رشیدیہ عرصہ ہوا طبع ہو کر شائع ہو چکا تھا۔ مگر اس کی تبویب برائے نام تھی مزید یہ کہ استرین حصوں میں تقسیم دیا گیا تھا۔ اور ہر حصے میں وہی ابواب قائم کئے گئے تھے جو دوسرے حصوں میں بھی تھے۔ اس طرح ایک باب کے مسائل تین حصوں میں منتشر ہو گئے تھے جس کی وجہ سے کسی مسئلہ کو باسانی معلوم کرنا آسان نہ تھا۔ مگر اس سے نظیر فتاویٰ کو ایک نئی شان و شوکت اور گونا گوں خصوصیات کے ساتھ از سر نو ترتیب و ترتیب دے کر شائع کیا گیا ہے۔

تبویب و ترتیب کیونکہ فقہ کی کتب متداولہ میں عقائد وغیرہ سے بحث نہیں ہوتی اور فتاویٰ رشیدیہ میں عقائد کا ایک معتبر حصہ موجود ہے نیز نقلی لحاظ سے عقائد کو اعمال پر تقدم حاصل ہے اس لئے عقائد کو اس کے متعلقہ ابواب کو مقدم اور لقبہ ابواب کو حضرات فقہاء کی ترتیب کے ساتھ رکھا ہے۔  
 ہر ایک باب کے تمام مسائل یکجا جمع ہو گئے ہیں۔ اور ہر مسئلہ کا عنوان قائم کیا گیا ہے۔  
 محمد سعید انیسٹریٹ سنز تہران کتب قرآن محل مقابل مولوی سافرخانہ کراچی



# مفتاح اللغات

عربی اردو ڈکشنری قیمت ۱۰/- طول ۱۰ ۱/۲ انچ عرض ۵ ۱/۲ انچ صفحہ ۹۵۲

تیس ہزار سے زائد قدیم و جدید لغات کا مستند ذخیرہ مع عربی  
اردو ضرب الامثال و رہم تیار کی عکسی تصاویر

ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ آج تک اس طرز پر اس درجہ کی کوئی  
اردو عربی ڈکشنری شائع نہیں ہوئی ہے جس میں عربی الفاظ کے اتنے بڑے  
ذخیرے کو سلیس اردو ترجمہ کے شائع کیا گیا ہو اور ترتیب انگریزی ڈکشنری  
کی طرح ہو تاکہ جس لفظ کے معنی معلوم کرنے ہوں تو بغیر کسی دشواری اور تکلیف کے  
بے حد آسانی سے نکالے جاسکتے ہوں یہ مفتاح اللغات اپنی ان پانچ خصوصیات  
کی وجہ سے بے مثل ہے۔

(۱) ترتیب بطور انگریزی ڈکشنری رکھی گئی ہے

(۲) ابتداء میں عربی کے ضروری قواعد و اصطلاحات کی تشریح نیز لغات عربی کی تاریخ  
درج ہے (۳) لغات کے بعد چار سو سے زائد عربی اردو ضرب الامثال و محاورات  
کا بے نظیر ذخیرہ ہے۔ (۴) کتابت و طباعت دیدہ زیب۔

(۵) کاغذ اعلیٰ گزیر۔ جلد پائیدار۔ مفتاح اللغات کی یہ پانچ بے نظیر خصوصیات  
ہیں جو یک جا کسی دوسری لغت میں نہیں مل سکتیں

محمد سعید انبید سمنٹر تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی

مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

# الْحَيَاتُ الْكَثِيرُ

من ترجم اردو  
مصنف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا عابد الرحمن صدیقی کاندھلوی

ناشر

سازان مل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی